رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۶

ہندوستان بھر کے سکھوں اور ہریجنوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجا لانے والا اکیلا اخبار

ایڈیٹر ایس محمد یوسف

یھدی اللہ لنورہ من یشاء

نور

جلد ۲۰

نمبر (۱)

قادیان دار الامان

مجریہ بتاریخ ۳۰ ر اکتوبر ۱۹۲۸ء

ہر مہینہ کی ۳-۱۷ کو قادیان سے شائع ہوتا ہے

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے تین روپے (سے)
" ششماہی " " ایک روپیہ بارہ آنے (عہ)
" سالانہ سرپرستوں سے دس روپے (دعلہ)
" امراء سے پانچ روپے (صہ)
" ممالک غیر سے ۸ شلنگ

مقاصد

۱۔ اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا۔ اور دیگر مذاہب پر اسکی حقیقت ظاہر کرنا:
۲۔ سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا:
۳۔ دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل اور صحیح جواب دینا:
۴۔ راعی اور رعایا کے تعلقات کو مستحکم کرنا:

1623
22/1/13

اپنی پیاری آنکھوں کی حفاظت کرو

دنیا میں آنکھیں بڑی نعمت ہیں۔ بغیر آنکھوں دنیا اندھیر ہے۔ مگر افسوس ہے کہ دوست آنکھوں جیسی پیاری چیز کی حفاظت کی طرف بہت ہی کم توجہ کرتے ہیں۔ عمدہ پوشاک اور عمدہ کھانوں اور عمدہ مکان کے مہیا کرنے کے لئے بعض شوقین لوگ ہزاروں چھوڑ لاکھوں خرچ کر دینگے۔ مگر آنکھوں جیسی عزیز چیز کے لئے انہیں سال میں تین چار روپے کا خرچ بھی دوبھر گذریگا۔ شروع میں بے پرواہ رہیں گے۔ مگر جب بیماری غلبہ پائیگی۔ تو پھر ڈاکٹروں اور حکیموں کی طرف دوڑینگے۔ حالانکہ عقلمند وہی ہے۔ جو قبل از وقت ہی اپنی حفاظت کی فکر کرتا ہے۔ جس سے ایک تو بیماری کی تکلیف اور دوسرے ڈاکٹروں کی فیس سے بچا رہتا ہے۔ آج آپ کو آنکھوں جیسی نعمت کی حفاظت کیلئے ہمارے ساختہ موتی سرمہ رجسٹرڈ سے بڑھکر اور کوئی سرمہ نہیں ملیگا۔ جو ضعف بصر۔ ککرے۔ جبن۔ پھولا۔ جالا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندہ۔ ابتدائی موتیابند۔ غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ جس پر بڑے ڈاکٹر فریفتہ اور حکماء شیفتہ اور بوقت ضرورت بذریعہ تار طلب کرتے ہیں۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھیں گے۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے محصولڈاک علاوہ۔ کثرت شہادتوں میں سے یہ تازہ شہادت ملاحظہ ہو۔

اندھی آنکھیں روشن ہوگئیں۔ جناب قاضی محمود الحسن صاحب سٹور کیپر زراعتی فارم گورداسپور لکھتے ہیں۔ کہ اس سے قبل دو بار آپ سے سرمہ منگوا چکا ہوں۔ جو کہ مختلف احباب کو دیا گیا۔ ان میں سے دو کی آنکھیں تو سخت خراب تھیں۔ ایک چند گز سے بھی آدمی کو پہچان نہ سکتا تھا۔ میں نے محض ہمدردی سے ان کو اپنا سرمہ استعمال کرایا۔ اب وہ چند گز کیا بلکہ کافی سے زیادہ فاصلہ سے آدمی کو پہچان سکتا ہے۔ یہی حال دوسرے کا تھا۔ یہ خدا کا فضل ہے۔ کہ اس نے آپ کے سرمہ میں تاثیر دی۔ ان کے تقاضا پر یہ خط لکھ رہا ہوں۔ کہ بدیدن خط ہذا دو تولہ سرمہ بذریعہ وی پی جلد بھیجدیجئے:

پتہ:۔ مینجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

ضعیفی دور کرنیکا علاج

سچی بات تو یہ ہے۔ کہ کمزوری اور ضعیفی سے بڑھ کر دنیا میں کوئی دکھ نہیں۔ کیونکہ ایسا آدمی نہ تو خود خوش رہ سکتا ہے۔ اور نہ محنت کر کے روپیہ کما کر اپنے بال بچوں کو کھلا سکتا ہے۔ لہذا اگر آپ عمدہ صحت حاصل کر کے خود خوش رہنا اور اپنے بال بچوں کو خوش رکھنا چاہتے ہیں۔ تو آپ آج سے ہی اکسیر البدن (رجسٹرڈ) کا استعمال شروع کر دیں۔ جو (۱) موسمی عوارض۔ بخار۔ نزلہ۔ زکام۔ کھانسی وغیرہ سے آپ کی حفاظت کریگی۔ (۲) پٹھوں کو مضبوط بنائیگی (۳) دل و دماغ کو تقویت دیگی (۴) گندے خون کو صاف اور عمدہ خون کو پیدا کریگی (۵) جسم کو چست بنائیگی (۶) دل میں نئی امنگ۔ (۷) اعضاء میں نئی ترنگ (۸) اور دماغ میں نئی جولانی پیدا کریگی۔ (۹) معدہ کو تقویت دیگی۔ (۱۰) اگر آپ بوڑھے ہیں۔ تو بڑھاپے کے عوارض سے آپ کو بچائیگی۔ (۱۱) اگر آپ جوان ہیں۔ تو آپ کی جوانی کی حفاظت کریگی (۱۲) اگر آپ کمزور ہیں۔ تو آپ کو زور آور بنائیگی (۱۳) اگر آپ زور آور ہیں۔ تو آپ کو شہ زور کرے گی۔ (۱۴) اگر آپ نامرد ہیں تو مرد اور مرد ہیں تو نوجوان مرد بنائے گی۔ جس نے اس اکسیر کو ایک دفعہ بھی استعمال کیا۔ وہ ہمیشہ کے لئے گرویدہ ہو گیا۔ لہذا اگر آپ کو اپنی صحت کی کچھ بھی قدر ہے۔ جس کے بغیر انسان زندہ درگور ہے۔ تو آپ کو آج سے ہی اکسیر البدن کا استعمال شروع کر دینا چاہیئے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت پانچ روپے محصولڈاک علاوہ۔ کثرت شہادتوں میں سے ایک تازہ شہادت ملاحظہ ہو:

بہت فائدہ ہوا:۔ جناب منشی شیخ عبد علی صاحب احمدی ۵ نمبر دھرم تلہ اسٹریٹ کلکتہ سے لکھتے ہیں۔ کہ کچھ عرصہ ہوا۔ میں نے اپنے ایک سکھ دوست کے لئے اکسیر البدن منگوائی تھی۔ اسے بیحد مفید ہوئی۔ لہذا اس کی خواہش پر آپ اور ایک ماہ کی خوراک بذریعہ وی پی بھیجدیں:

پتہ:۔ مینجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

اس اخبار کے پیکٹ میں جو ایک رسالہ آپ کی خدمت میں ارسال کیا جا رہا ہے۔ اسے ضرور ملاحظہ فرماویں کیونکہ اس کے پڑھنے سے آپ کا بھلا ہوگا۔

جناب خان بہادر میرزا سلطان احمد خانصاحب کا ایک اہم اعلان

میں حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر ایمان لاتا ہوں

اور

اور آئیندہ میں اس جماعت کے ساتھ ہونگا جو صلح کیطرف زیادہ میلان دکھائیگی

آپ مجھ سے پوچھینگے کہ کیوں تم نے حضرت مرزا صاحب مرحوم کی بیعت نہ کی؟

یا یہ کہ کیوں حضرت مولوی نور الدین صاحب یا میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب کی یا مولوی محمد علی صاحب کی بیعت نہیں کی! اس کا جواب یہ ہے۔ کہ میں نے کبھی بھی اپنی زندگی میں باوجود اس کے کہ حضرت قبلہ مرحوم مسیح موعودؑ میرے والد صاحب میری بعض کمزوریوں کی وجہ سے میرے فائدہ کے لئے مجھ پر ناراض بھی تھے۔ اور میں اب صدق دل سے یہ اعتراف بھی کرتا ہوں۔ کہ ان کی ناراضگی واجبی اور حق تھی۔ باوجود ان کی اس ناراضگی کے بھی میں نے کبھی آخر تک بھی ان کے دعاوی اور ان کی صداقت اور سچائی کی نسبت کبھی کوئی مخالفانہ حصہ نہیں لیا۔ جس کو میرے وہ احمدی اور غیر احمدی دوست بخوبی جانتے ہیں۔ جو قریباً ۳۰ سال سے میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ اس سے زیادہ اور کیا میری صداقت ہوگی۔ اندریں حالات کون کہہ سکتا ہے کہ میں ان کا مخالف یا ان کے دعاوی کا منکر ہوں۔ جب یہ حالت ہے۔ تو مجھے کوئی الزام نہیں دے سکتا۔ کہ میں ان کا منکر تھا۔ یا ہوں ⁂

بیعت کیا چیز ہے

ایک یقین اور صداقت کے ساتھ ایک مقدس انسان کے ہاتھ میں ہاتھ دینا۔ اور اس کے ساتھ ہی صدق دل سے خدا کو اس پر شاہد کرنا۔ پس میں جبکہ اب تک اپنے والد صاحب مرحوم کو سچا مسیح موعود علیہ السلام مانتا ہوں۔ اور میرے دل میں ان کی پاکیزگی اور صداقت کی نسبت اب تک ایک جو بھر بھی شک اور شبہ نہیں ہوا۔ اور میرا خدا اس پر شاہد ہے۔ میں اس اعلان اور اظہار کو بیعت یقین کر رہا ہوں ⁂

البتہ میرے واسطے اب یہ مرحلہ باقی ہے

کہ میں اب یہ فیصلہ کروں۔ کہ موجودہ دو فریقوں میں کس فرقہ کے امیر یا امام کی پیروی یا بیعت کروں۔ پہلی بات تو یہ ہے۔ کہ میری بابت دونوں فریق دعا کریں۔ کہ میں اپنی ذہنی بیعت کو عملی اور دستی بیعت کے رنگ میں اظہار کی توفیق پا سکوں۔ دوسرے یہ کہ میں یہ دیکھتا ہوں۔ کہ ان دونوں میں سے .... کون سے فریق کے ہیڈ یا امام کی جانب سے اظہار ملائمت اور صلاحیت ہوتی ہے۔ اس حالت میں ایک میرے ایسے گنہگار کے واسطے کیا کچھ مزید تحریک ہو سکتی ہے۔ میرے دل میں ایک درد ہے۔ اور درد بھی ایسا کہ غم سے جان [illegible] جاتا ہے

سراپا شور عشقم بر بم انگشت نتوان زد ⁂ نمک در پردہائے خواب راحت نہ دارم
دل صد چاک با چندیں زباں ایں حرف میگوید ⁂ کہ گر رفتہ قبول طرۂ اشش من شانہ دارم

نوٹ۔ اس مذکورۃ الصدر اعلان میں جناب میرزا صاحب مکرم نے یہ تحریر فرمایا ہے۔ کہ ان ہر دو پارٹیوں سے جو صلح کی طرف جھکیگی۔ آئیندہ میری عقیدت اور وابستگی انہیں کے ساتھ ہوگی۔ اس کے لئے ایک حد تک تو آپ کو تجربہ ہو ہی چکا ہے۔ کہ آپ کے صلح کے ٹریکٹ نمبر ایک کو پڑھکر کس فریق نے صلح کے لئے آمادگی کا اظہار کیا۔ لاہوری جماعت کے اکابرین کے جو خطوط آپ کے نام اس سلسلہ جنبانی کے متعلق وصول ہوئے۔ وہ کسی مزید تشریح کے محتاج نہیں۔ اور ان کی سپرٹ کا اندازہ آپ میری نسبت زیادہ بہتر لگا سکتے ہیں۔ اس جماعت نے مقدمہ بازی کی ابتدا کرکے نہ صرف اس موقع صلح کو ہی کھو دیا۔ بلکہ آئیندہ کے لئے بھی طریق صلح کو مسدود کر دیا۔ حالانکہ لاہوری جماعت سنہ ۱۹۱۴ء سے لیکر سنہ ۱۹۲۵ء تک اپنے اخبار میں اکابرین قادیان پر اس شدومد سے ذہنی حملے کرتی چلی آ رہی ہے۔ کہ اگر اہل قادیان چاہتے۔ تو سنہ ۱۹۱۴ء میں بھی مقدمات کے ناخوشگوار [illegible] کی ابتدا کر سکتے تھے۔ مگر اہل قادیان نے اس مذموم طریق کو کبھی خواب میں بھی پسند نہیں کیا۔ ہاں ہر ایک بہتان کا جواب دلائل اور واقعات سے دیتے رہے۔ اس موقع پر اگر لاہوری جماعت بھی چاہتی۔ تو یہی نیک راہ اختیار کر سکتی تھی۔ وہ واقعات کی بنا پر اپنے اخبار میں تردید کر سکتی تھی۔ اگر ان کے نزدیک یہ پہلو تسلی بخش نہ تھا۔ تو پھر وہ قادیان کے کسی اخبار میں بھی تردیدی مضمون چھپوا سکتی تھی۔ اگر ان کے نزدیک یہ بات بھی موجب اطمینان نہ تھی۔ تو وہ اہل قادیان کو للکار کر یہ کہہ سکتی تھی۔ کہ اپنے دو یا تین آدمی منتخب کرکے بھیجدیں۔ جو ہمارے حسابات وغیرہ کو چیک کرکے اپنی تسلی کر لیں۔ اور پھر وہی لوگ اپنی قلم سے ہی الفضل اور پیغام صلح میں اپنی اس تسلی کا اعلان کرا دیں۔ بس جھگڑا ختم ہو سکتا تھا اور ہزارہا روپیہ کا اسراف اور پھر دیگر عدالتی قباحتیں وہ اثر ہرگز پیدا نہ کر سکیں گی۔ جو یہ مذکورۃ الصدر طریق خوشگوار نتیجہ پیدا کرنیکا موجب بن سکتا تھا۔ ہمیں تو زبردستی عدالت میں گھسیٹا گیا ہے۔ ہم تو اپنے ڈیفنس کیلئے مجبور ہیں۔ مگر اس کے تکلیف دہ عواقب کی ذمہ وار درحقیقت وہ جماعت ہی ہے۔ جس نے دوسری جماعت کو عدالت میں جانے کے لئے بےبس کر دیا۔ میرے خیال میں اب بھی موقع ہے۔ کہ لاہوری جماعت کے معقول پسند افراد ذرا ان ناخوشگوار نتائج پر غور کریں۔ جو مقدمات کا یہ لامتناہی سلسلہ اپنے ساتھ لازمی طور پر لائیگا۔ قطع نظر اس کے کہ ہر دو جماعتوں کو یقیناً کافی روپیہ [illegible] ہوگا۔ اور پھر نتیجہ بھی پردہ غائب میں ہے۔ مگر اخراجات اٹل اس کے بعد مزید آزردگی اور کشیدگی اور تنفر پیدا ہونیکا احتمال ہے۔ اس کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔ بہرحال [illegible] کے جلسہ پر [illegible] مخالفت اور پھر اس مقدمہ بازی کی ابتدا یہ دونو باتیں لاہوری جماعت سے ایسی سرزد ہوئی ہیں۔ کہ گو ایک یا دوسرے جذبہ کے ماتحت یہ اس وقت محسوس نہ کرے۔ مگر وقت آئیگا۔ کہ کسی اور کی نسبت یہ اصحاب خود ہی اس پر زیادہ پشیمان ہونگے۔ مگر وقت گذر جانے کے بعد یہ پشیمانی کس کام کی۔ بہرحال جناب مکرم میرزا سلطان احمد خانصاحب ہماری طریق کار اور لاہوری جماعت کے طریق عمل سے اس امر کا کافی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ کونسی جماعت صلح کے مرکز کی طرف آنا چاہتی ہے۔ اور پھر کونسا فریق صلح کے مرکز سے اس جماعت کو دور دھکیل رہا ہے۔

اس اخبار کے صفحہ ۱۱ پر ایک تجربہ کار حکیم کی "شہادت" ضرور پڑھیے
کیونکہ اس کے پڑھنے میں آپ کا سراسر فائدہ ہے

نیز جب دنیا میں تمدن کی رفتار شروع ہوگئی۔ اور ہر ایک ملک کے لوگ دوسرے ملک کے لوگوں سے ملنے لگے۔ جیسا کہ بعد کے واقعات نے اس کی پوری پوری تصدیق کردی۔ تو خدا نے چاہا۔ کہ دنیا کی ایک ہی کامل شریعت اور ایک ہی کامل رسول ہو۔ اور سب دنیا اور سب قومیں اس کے ہاتھ پر اکٹھی ہوکر جس طرح کہ خدا ایک ہے ایک ہوکر زندگی بسر کریں۔ تو اسے محمد مصطفی صلے اللہ علیہ وسلم کو ملک عرب میں ایک کامل شریعت دیکر بھیجا۔ جس کا نام قرآن مجید تھا۔ اور وہ پہلا دن تھا جس میں اخوت انسانی کی بنیاد ڈالی گئی۔ چنانچہ آپ نے ہی خدا سے الہام پاکر دنیا میں یہ اعلان کیا یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا ن الذی لہ ملک السموٰت والارض لا الہ الا ھو یحیی و یمیت۔ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کی طرف سے رسول ہوکر آیا ہوں۔ اس خدا کی طرف سے جس کے لئے آسمان اور زمین کی بادشاہت ہے۔ کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ نیست سے ہست کرتا۔ اور ہست سے نیست کرتا ہے ؞

اسلام کی دوسری خوبی جس میں اسلام ہی خصوصیات رکھتا ہے۔ یہ ہے۔ کہ بانی اسلام محمد مصطفی صلعم جس زمانے میں ظاہر ہوئے۔ اور جو دعویٰ آپ نے کیا۔ اور جس کام کے کرنے کا ذمہ اپنے اوپر لیا۔ آپ رخصت نہ ہوئے۔ جب تک کہ اس میں کامیاب نہ ہوگئے۔ اور نہ فوت ہوئے جب تک کہ نمایاں طور پر اصلاح کے کام کو نہ کر لیا۔ جس پر کہ ہر مخالف اور موافق بے اختیار بول اٹھا۔ کہ آپ پورے کامیاب ہوکر اور بے نظیر اصلاح کا کام کرکے اس جہان سے رخصت ہوئے۔ چنانچہ آپ ملک عرب میں ظاہر ہوئے۔ اس وقت دنیا خصوصاً عرب کی حالت ایسی تاریک تھی۔ کہ اس کی مثل اس سے قبل ملنی مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ بت پرستی عرب کی ہر قوم اور ہر علاقہ میں کثرت سے تھی۔ خود مکہ جہاں آپ پیدا ہوئے۔ اس کے خانہ کعبہ میں ۳۶۵ بت تھے۔ اور ہر روز نئے بت کے آگے سر جھکایا جاتا تھا۔ قبیلے قبیلے اور گھر گھر کا الگ الگ بت تھا۔ جس کے آگے وہ سر جھکاتے تھے۔ اور نہ صرف یہ بلکہ قریش کا گذارہ ہی بت پرستی اور بت پرستانی پر تھا۔ اسی طرح وہ قوم علم سے بالکل بے بہرہ تھی۔ اور یہی نہیں بلکہ علم سیکھنا اپنے لئے بالکل عار اور ننگ خیال کرتے تھے۔ ان کا نام امی تھا۔ کیونکہ وہ جوان اور بوڑھے ہوکر بھی علم سے بے بہرہ اور خالی ہوتے تھے جیسے پیدا ہوتے وقت۔ ان کے اخلاق نہایت درجہ گرے ہوئے تھے۔ وہ جنگلوں اور ریتوں میں رہنے والے درندوں اور وحشیوں سے ہرگز کم نہ تھے۔ شراب نوشی اور جوئے بازی کی ایسی کثرت تھی۔ کہ وہ شراب پیتے اور جوا کھیلتے۔ پھر مجلسوں میں فخر کے طور پر یہ ذکر کرتے۔ کہ ہم نے اتنے بار شراب پی۔ اور اس قدر جوا کھیلا۔ اور اتنی بار اس میں ہارا۔ وحشت اور درندگی کا یہ عالم تھا۔ کہ چھوٹی چھوٹی بات پر برانگیختہ ہوکر لڑ پڑتے۔ اور سینکڑوں جانوں کو قتل کر دیتے۔ اور سالہا سال وہ لڑائی جاری رہتی۔ اور ختم ہونے میں نہ آتی تھی۔ ایسی قوم میں آپ آتے ہیں۔ اور صبر اور استقلال سے اور اپنے اخلاق حمیدہ اور قوت قدسیہ کے ساتھ تھوڑے سے عرصہ میں عرب کی کایا پلٹ دیتے ہیں۔ بت پرستی کا چولا ان سے اتار کر توحید پرستی کا پاکیزہ لباس ان کو پہناتے ہیں اور وہ خانہ کعبہ جہاں ۳۶۵ بت تھے۔ ان کو مٹا کر ان کے میناروں پر ایک خدا کے نام کی آواز یعنی لا الہ الا اللہ کی گونج مکہ معظمہ کی ایک ایک گلی اور کوچہ میں پہنچ جاتی ہے اور عرب کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک وحدانیت کی عظیم الشان روح پڑتی ہے۔ الغرض عرب کی تمام زمین بت پرستی سے پاک ہوکر توحید پرستی سے چمک اٹھتی ہے۔

کرد تا بت بر جہاں عجز بتاں
وانمودہ زور آں یک اتحاد
تا نہ ماندے خبر از زور حق
بت شناؤ بت پرست و بت گر

اس طرح وہ امی اور جاہل لوگ نہ صرف خود علم سیکھے بلکہ دنیا کے معلم اور اخلاق سکھانے والے اور اس کے ہادی بن گئے۔ وہ شراب میں چور رہنے والی قوم ادھر شراب کی حرمت کی خبر سنتی ہے۔ تو گلیوں اور کوچوں میں شراب کے مٹکے کے مٹکے بہا کر ان کو ٹکڑے ٹکڑے کردیتی ہے۔ اور شراب سے ایسے کنارہ کش ہوتے ہیں۔ جیسا کہ کبھی پی ہی نہ تھی۔ وہ لب اور ہونٹ جو شراب کے مزے کے عادی تھے۔ ایک خدا کی یاد کے مزے میں مسحور ہوگئے۔ وہ زبانیں جن کو شراب کی چاشنی لگی ہوئی تھی۔ وہ ایک خدا کی پاکیزگی میں لگ گئیں۔ اور جن کا راتوں کو گانا بجانا کام ہوتا تھا۔ وہ خدا کی پکار اور یاد میں راتوں کو زندہ کرنے لگے۔ الغرض آپ نے زندگی ہی میں ان وحشی خصلت لوگوں کو انسان بنایا۔ انسان سے با اخلاق انسان بنایا اور با اخلاق انسان سے باخدا انسان بنادیا ؞

اسلام کی تیسری خوبی جو صرف اسلام سے ہی خصوصیت رکھتی ہے یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں آنحضرت صلعم کے ذریعہ قرآن کریم کو کامل اور عالمگیر اتار کر یہ اعلان کیا۔ کہ یہ کلام تمام دنیا کے لئے ہے۔ اور آئندہ بھی ہمیشہ ہمیش تک اور ابدالآباد تک یہی کلام دنیا کی ہدایت اور مشعل کا کام دیگا۔ وہاں بڑے زور سے آپ کے ذریعہ یہ

آپ کو نور کیوں خریدنا چاہیئے؟

اس لئے کہ تمام ہندوستان میں نور ہی ایک ایسا اخبار ہے۔ جو سکھوں جیسی دلاور اور آریوں ایسی مخالف اسلام قوم میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجا لا رہا ہے + اور پھر مزید برآں یہ کہ نور کے مضامین علاوہ متین اور سنجیدہ ہونے کے اس قدر عالمانہ ہوتے ہیں۔ کہ اور تو اور سکھ اور آریہ بھی تعریف کرتے ہیں۔ چنانچہ پروفیسر رامدیو گورو کل کانگڑی اور اڈیٹر صاحب روزانہ اکالی امرتسر کی شہادتیں اپنے اندر جو وزن رکھتی ہیں۔ اس کا اندازہ ہر ایک معقول پسند بہتر لگا سکتا ہے۔ اب قدرتاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ ایسے بلند پایہ مجاہد کے لئے اس وقت تک آپ نے کس قدر خریدار پیدا کئے؟ اور اگر کوئی نہیں کیا؟ تو پھر آپ کا فرض نہیں۔ کہ جس قدر جلد ممکن ہوسکے اس فرض سے سبکدوش ہوں۔ یہ امر آپ کو کبھی نظر انداز نہ کرنا چاہیئے۔ کہ جس قدر نور کی زیادہ اشاعت ہوگی۔ اسی قدر غیر مذاہب میں تبلیغ کا دائرہ وسیع ہوگا۔ لہذا آپ اس اہم فرض کی ادائیگی کے لیے بہت جلد میدان میں آئیں اور اگر خدانخواستہ آپکا کوئی ایسا دوست نہیں جسے آپ نور کی خریداری کیلئے آمادہ کرسکیں تو پھر آپ اپنی گرہ سے قیمت ادا کرکے سکھوں اور آریوں کے نام نور جاری کراکر ثواب دارین حاصل کریں۔ یقیناً بہت سے خواہشمندوں کیطرف سے عموماً ایسی درخواستیں دفتر میں آتی رہتی ہیں۔ آپ کے جواب کا منتظر۔ آپکا

مینیجر اخبار نور قادیان

اعلان کردیا۔ کہ میں اب بھی اور آیندہ بھی ہمیشہ ہمیشہ تک اس کلام کی خود حفاظت کروں گا۔ اور یہ کلام دنیا میں کسی صورت میں نہ مٹ سکے گا۔ جیسے کہ اس نے کہا کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ کہ ہم نے ہی یہ کلام نازل کی ہے۔ اور ہم ہی اس کی حفاظت کا وعدہ کرتے ہیں۔ کہ ہم اس کو محفوظ رکھیں گے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ آج جبکہ تیرہ سو سال کا عرصہ ہوگیا ہے۔ پورے طور پر یہ نشان ظاہر ہو رہا ہے۔ کیونکہ کسی کتاب کی حفاظت تین طور سے ہوسکتی ہے۔ اوّل اس کے حروف سکنات وحرکات کی حفاظت سے۔ دوئم اس زبان کی حفاظت سے کہ جس زبان میں وہ کلام نازل ہُوا۔ سوم اس کتاب کی معانی و مطالب کی حفاظت سے۔ سو تینوں طور پر اس نے اس کلام کی حفاظت کا ذمہ لیا۔ جو آج تک نمایاں طور پر ہم دیکھ رہے ہیں۔ کہ پورا ہو رہا ہے۔ چنانچہ سینکڑوں نہیں۔ بلکہ ہزاروں انسان ہیں۔ کہ ان کے سینوں میں تمام کا تمام کلام بغیر ایک ذرہ تبدیلی کے محفوظ ہے۔ اور وہ لوگ ہر ملک ہر شہر ہر علاقہ و قصبہ میں پائے جاتے ہیں۔ فرض کرو۔ کہ اگر دنیا میں ایسا سیلاب آجائے۔ کہ دنیا کی تمام کتب کو بہا کر لے جائے۔ یا ایسی آندھی چلے یا اور کوئی حادثہ آجائے۔ جس سے تمام کتب ضائع ہوجائیں۔ تو وہ کونسا مذہب اور وہ کونسی مذہبی کتاب ہوگی۔ جو پوری کی پوری زندہ رہے گی۔ سو وہی کتاب محفوظ رہے گی۔ جو سینکڑوں دلوں سینوں اور دماغوں میں آئی ہوئی ہے۔ اللہ اللہ کیسی پاک اور شیریں کلام ہے جو اپنی لطافت اور شیرینی کے باعث سینکڑوں بلکہ ہزاروں سینوں میں سمائی ہوئی ہے۔ اسی طرح اس کتاب کی حفاظت کے لئے ضروری تھا۔ کہ جس زبان میں یہ نازل ہو۔ اس زبان کی حفاظت ہو۔ اس کے لئے اس نے اس زبان کو زندہ رکھا جو اگر ابتدا میں جب یہ کلام الٰہی اترا۔ ایک ایک ملک میں زبان بولی جاتی تھی۔ تو آج کئی ملکوں میں یہ زبان بولی جاتی ہے۔ تا زبان کے زندہ رہنے سے اس کتاب کے مطالب صحیح طور پر لوگ سمجھتے رہیں۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ نے اس کے معانی کی حفاظت کیلئے آنحضرت صلعم کے ذریعہ آج سے تیرہ سو برس پہلے یہ اعلان کروادیا۔ کہ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا کہ اللہ تعالےٰ ہر سو سال کے سر پر اپنی طرف سے ایک انسان بھیجتا رہے گا۔ جو ہمیشہ اس دین کو از سر نو تازہ کرے گا۔ اس کی کلام کے معارف و نکات لوگوں تک پہنچائیگا۔ چنانچہ آج تک اس نے اسی عہد کو پورا کیا۔ اور ہر صدی کے ابتداء میں وہ ایسے انسان اپنی طرف سے بھیجتا رہا۔ جو اس کی کلام الٰہی کے معانی و مطالب اللہ تعالےٰ کی طرف سے سمجھ کر دنیا کو بتلاتے رہے۔ چنانچہ اس صدی میں بھی اس نے ایک مقدس انسان کو جن کا نام نامی حضرت مرزا غلام احمد تھا۔ مبعوث کیا۔ جنہوں نے قرآن کریم کے معارف و نکات اللہ تعالیٰ سے علم پا کر دنیا کو سکھلائے"۔

اسلام کی چوتھی خوبی جو صرف اسلام سے ہی خصوصیت رکھتی ہے۔ وہ اس کی کتاب کا جو قرآن مجید ہے بے مثل اور بے نظیر ہونا ہے۔ یہ ہر مذہب و ملت والے کے نزدیک مسلمہ امر ہے۔ کہ خدا تعالےٰ جس کو ایشور اور پرماتما کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ وہ اپنی ذات اور صفات میں یکتا ہے۔ اس کی ذات جیسی کسی کی ذات نہیں۔ اور اس کی صفات کی طرح کسی کی صفات نہیں۔ اسی طرح اس کے افعال کی طرح جو اس سے سرزد ہوتے ہیں۔ کسی کے افعال نہیں۔ سو جس طرح کہ وہ اپنی ذات اور صفات اور اپنے کاموں میں بے مثل ہے۔ ضروری ہے۔ کہ وہ اپنے علم میں بھی بے مثل ہو۔ یعنی اس کے علم کی طرح کسی کا علم نہ ہو۔ اور اس کے کلام کی مانند کسی کی کلام نہ ہو۔ سو اس مسلمہ امر کو ملحوظ رکھ کر آنحضرت صلعم نے اللہ تعالےٰ سے الہام پا کر لوگوں کو چیلنج دیا۔ کہ قل ان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ۔ کہ اگر یہ خدا کی کلام نہیں تو تم سب مل کر صرف ایک حصہ کلام الٰہی کا ہی اس کی مثل لے آؤ۔ اگر اس جیسی کلام تم نے بنالی۔ تو یہ ثابت ہوجائیگا کہ یہ خدا کا کلام نہیں۔ چنانچہ پھر دوسری بار کہا۔ کہ ام یقولون افترٰہ۔ کیا اس کتاب کے مخالف کہتے ہیں۔ کہ یہ پرماتما کا کلام نہیں۔ بلکہ محمد صلعم کا اپنا بنایا ہُوا کلام ہے۔ تو اے رسول تو ان کو کہدے۔ کہ فاتوا بعشر سور مثلہ مفتریات۔ کہ تم دس سورتیں ہی اس جیسی اپنے پاس سے بنا کر لے آؤ۔

(باقی آیندہ)

شری گورو نانک دیو جی کا پیغام

(ڈیرہ بابا نانک نواسی کی قلم سے)

[illegible]

سن من بھولے باوڑے گور کی چرنی لاگ
ہر جپ نام دھیاوے توں جم ڈرپی دکھ بھاگ

ترجمہ۔ اے نادان دل مرشد کے قدم لگ جا۔ اللہ کے نام کا وظیفہ کر۔ ملک الموت ڈر جائے گا۔ اور دکھ بھاگ جائیگا یہ شبد اس آیت کا ترجمہ ہے۔ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ ملتان جاؤ۔ وہاں شری گورو نانک جی کی نیک یادگار کو دیکھ کر اپنی روحانیت اور ایمان کو تازہ کرو۔ دیوار کو دیکھو یا اللہ کا لفظ نانک جی کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہُوا ہے۔ وہاں اس کی دنیاوی جسم کی تصویر نہ دیکھوگے۔ لیکن وہ کہتے ہیں۔ جس نے مجھے ملنا ہے۔ اور دین سیکھنا ہے۔ وہ بڑی خوشی سے سکھلانے کو تیار ہیں۔ اس کی روحانی تصویر۔ اس کی ساری عمر کی کمائی۔ اس بات کی گواہی دیتی ہے۔ کہ وہ جو خدا اور رسول تک پہنچنا چاہتے ہیں۔ وہ گورو یعنی مرشد کامل کے چرن ڈھونڈیں۔ وہ مرشد کامل کی بیعت کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ تا کہ لوگ ان سے سبق سیکھیں اور مرشد کے روبرو گستاخی گناہ سمجھیں۔ اے دل گورو کی چرنی لاگ

کہاں ہیں جو بھرتے ہیں الفت کا دم
اطاعت میں سر کو بنا کر قدم

قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ

راقم الحروف کو گورو نانک جی خواب میں مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔ "تیرے بھائی کیا کام کرتے ہیں"۔ میرا ذہن اسطرف گیا کہ گورمکھی میں قرآن شریف کی طرف اشارہ ہے"۔ مکالمہ دلچسپ ہے۔ وہ چشتی طریقے کے پیرو تھے۔ راگ ودیا کے ساتھ آپ کو خاص دلچسپی تھی۔ اسی لئے مردانہ کو اپنے ساتھ رکھا کرتے تھے۔ تا کہ قرآنی تعلیم کے مطابق معرفت کے راگ اور گیت سنایا کرے۔ مگر چونکہ چشتیہ طریقہ کو وہ پسند کرتے تھے۔ اور اس خاندان میں اب بھی قوالی کا رواج ہے۔ اس لئے آپ نے اس طرز کو جائز رکھا۔ بڑے بڑے نبیوں اور ولیوں نے بھی معرفت کے راگ گائے۔ آؤ ہم قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کا راگ گالیں۔ تا کہ لوگ پہچان لیں۔ کہ اب کام کرنے کا وقت ہے۔ وقت گذرتا جاتا ہے۔ موت نزدیک آرہی ہے

اس سے بڑھ کر نیکی؟ اور کیا کام ہوگا۔ کہ وہ مرد خدا نانک جی قرآن شریف کے ترجمہ کے لئے آپ کو خاص طور پر ہدایت دیتے ہیں۔ اور مجھ سے مخاطب ہوتے ہیں۔ کہ "تیرے بھائی کیا کام کرتے ہیں"۔ کیا میں اب آپ لوگوں کی تیاری کا جواب دے سکتا ہوں۔ کہ آپ لوگ کہاں تک روپیہ خرچ کرنے کے لئے مستعد ہیں۔ اگر آپ کے پاس روپیہ اس کار خیر کے لئے موجود نہیں ہے تو دعا کرنا سیکھو۔ اور جب روپیہ کرتار سے آپ کی جیبوں میں پہنچ جاوے۔ تو پھر بخل سے کام نہ لو۔ بلکہ کھلے دل سے نثار کرو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے اور اس کو حاصل کرنے کا آسان طریقہ چولہ صاحب کو دیکھو۔ اور پڑھو (۱) واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون (۲) لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین۔ اللھم احسن الخالقین (۳) اسماء الٰہی کا گلدستہ اس بہشتی باغیچے میں موجود ہے۔ پھولوں کی مہک سے اپنے دماغوں کو معطر کرو۔ اور خوب محنت کر کے روپیہ کماؤ اور اسے کار خیر میں صرف کرو۔ وظیفہ کرو۔ اور ذکر الٰہی خوب کرو۔ اور دین کی خدمت کے لئے روپیہ کماؤ۔

گلدستہ اسمائے الٰہی یا ذکر الٰہی

یا حی یا قیوم یا قدوس یا وارث یا ولی یا واحد یا صمد یا علیم۔ یا خبیر یا لطیف یا طٰہٰ یا احد یا اللہ یا واسع یا خالق یا بدیع یا مالک یا رحمٰن یا رحیم یا مہیمن یا غفار یا ستار یا تواب یا دائم یا قائم یا علی یا عظیم یا کریم یا باری یا مصور یا رب العالمین۔ بندہ کو یہ سب زبانی یاد ہیں۔ اکثر ورد کیا کرتا ہوں۔

شری گورو نانک دیو جی مہاراج نے جس شوق سے قرآن پاک کو پڑھا۔ اس کا ترجمہ گرنتھ صاحب کی شکل میں پبلک کو پیش کر دیا۔ گردواروں میں جاؤ۔ نانک صاحب کا درس سنو۔ قرآن شریف کی کثرت سے آیتوں کا ترجمہ کرتے ہیں۔ اور گرنتھی گردوارے میں بیٹھ کر حاضرین مجلس کو سناتے ہیں۔ مرد اور عورتوں کا ایک مجمع کثیر گردوارے میں جمع ہوتا ہے۔ وہ نہایت ادب اور خاموشی سے گرنتھی کی آواز کو سنتے ہیں۔ اور گرنتھ کی آواز پر کان دھرتے ہیں۔ کیا مجال کہ اس وقت کوئی شور مچاوے۔ کیوں نہ ہو نانک جی مہاراج قرآن شریف کا درس دے رہے ہیں۔ یہ دولت تب ہی ملی کہ اپنی دنیاداری کی خواہشات کو اس نے زندگی میں ہی شہید کر دیا۔ کاروبار۔ گھربار۔ بیوی بچے۔ دنیوی وجاہت سب پر لات مار کر اللہ کی راہ میں سفر کو نکل پڑے۔ حضرت گورو نانک جی نے اسلامی خدمات میں اپنی زندگی وقف کر دی۔ چولہ صاحب کو پہن کر گلی گلی کوچے میں پھر کر آپ لوگوں کو کھرے سودے کی طرف بلاتے ہیں۔ کہ کھرا سودا مول لو۔ آؤ میں
تمہیں سچی تجارت کا راستہ بتلاؤں

نور کا نور محمدی نمبر

مکرم بابو غلام محی الدین صاحب سب پوسٹ ماسٹر کی یہ تجویز قابل قدر ہے۔ کہ نور کا نور محمدی نمبر بڑی شان سے نکالا جائے"۔ میں اس کے لئے بفضل خدا آمادہ ہوں۔ اس سے بڑھ کر اور کون سا کار خیر ہو سکتا ہے۔ اور انشاء اللہ یہ نور محمدی نمبر ہر طرح اپنی نظیر آپ ہی ہوگا۔ کیونکہ اللہ کے کرم سے اس کے مضامین کا بیشتر حصہ سکھوں۔ سناتنیوں۔ آریوں اور عیسائیوں وغیرہ کے مضامین پر مشتمل ہوگا۔ اور ہندوؤں اور سکھوں کے گرنتھوں اور عیسائیوں وغیرہ کے الہامی کتب کے بہترین اقتباسات انشاء اللہ اس نمبر کی شان کو اور بھی دوبالا کر دینگے۔ اور پھر ایسے کارٹون اور فوٹوز جن میں اسلام سے قبل کے دنیا کے تمدنی اور روحانی حالات اور اسلام کے بعد دنیا کی تمدنی اور روحانی زندگی کا نقشہ کھینچ کر دکھلایا جائیگا۔ جس سے انشاء اللہ یہ خاص نمبر اس قسم کے سب پہلے نمبروں کے ریکارڈ کو مات کر دیگا۔ مگر شرط یہ ہے۔ کہ کم از کم پانچ ہزار درخواستیں پیشگی پہنچ جانی چاہئیں۔ یک صد کاپی کے لئے سب سے پہلے بابو غلام محی الدین صاحب نے آرڈر دیکر بلکہ نقد قیمت بھیجکر اس کار خیر کی ابتدا کر دی ہے۔ اور ایسے ہی مہربانوں کی ضرورت ہے۔ جو اسلامی شان اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقار کے لئے اپنے دل میں خاص سوز رکھتے ہوں۔ حجم ۴۴ صفحات قیمت فی پرچہ ۴ر ہوگی اگر کوئی صاحب سو کاپی نہ خرید سکیں۔ تو جتنی بھی اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ اس کار خیر میں حصہ لیں۔

وہ پھرتا تھا کوچوں میں چولے کے ساتھ
دکھاتا تھا لوگوں کو قدرت کے ہاتھ
کوئی دیکھتا جب اسے دور سے
تو ملتی خبر اس کو اس نور سے
جسے دور سے وہ نظر آتا تھا
اسے چولہ خود بھید سمجھاتا تھا
وہ ہر لحظہ چولے کو دکھلاتا تھا
اور اسی میں وہ ساری خوشی پاتا تھا
غرض یہ تھی تا یار خورسند ہو
خطا دور ہو اور پختہ پیوند ہو

میں دوبارہ پھر گردواروں کا ایک دفعہ ذکر کرتا ہوں۔ کہ انہوں نے یعنی حضرت نانک جی نے فوت شدہ ولیوں کے مزارات پر چلہ کشیاں کر کے نیک روحوں سے ملاقات کر کے جوگیان اور معرفت حاصل کی۔ اس کی تفسیر گرنتھ صاحب میں بیان کر دی۔ گوردواروں میں جو پاٹھ گرنتھ صاحب کا گرنتھی لوگ دیتے ہیں۔ وہ قرآن ہی کا ترجمہ ہوتا ہے۔

مسلمانوں کی خانقاہوں اور مسجدوں میں جاؤ۔ تو وہاں افسوس کہ کوئی آدمی بھی ایسا نہیں ملتا۔ جو قرآن شریف کا درس دیتا پایا جاوے۔ خانقاہوں پر بڑے بڑے میلے لگتے ہیں۔ ہزاروں لاکھوں مرد و زن جمع ہوتے ہیں۔ کھیل تماشے۔ اور کھانے پینے کی چیزیں عام ہونگی۔ لیکن آخرت کا توشہ جمع کرنے کے لئے کچھ بھی نہیں سکھایا جاتا ہے۔ صرف خانقاہ پر سلام کر کے گھر واپس آجاتے ہیں۔

چونکہ نانک صاحب کو درس قرآن مجید کے ساتھ خاص لگن ہے۔ اس لئے وہ احمدی جماعت کو بطور وصیت سنا رہا ہے۔ کہ میں تم میں ہی رہنا پسند کرتا ہوں۔ اور اس لئے بٹالے کا ذکر پیشگوئیوں میں خاص طور پر کرتے ہیں۔ حضرت اقدس بھی ان کی تعریف میں فرماتے ہیں ؎

گر ندانی صدق ایں گفتار را
ہم ز نانک بشنو ایں اسرار را

یعنی اس کی پیشگوئی جو مسیح موعود کے حق میں ہے۔ اس پر جاننے والے غور کریں ؎

گفت ہر نورے ز نور حق تباخت
ہر وجودے نقش خود زاں دست باخت
گفت ہر جائے ز دستش شد پدید
قادر است و جسم و جاں را آفرید

بو د نانک عارف و مرد خدا
رازہائے معرفت را راہ کشا
بے دین زاں راہ معارف دور تر
سادہ کی جہانہ جانے ہنر
ایں نصیحت گر زنانک بشنوی
در دو عالم از شقاوت یاری
او نہ خود گفت ایں گفتار را
گوش او بشنید ایں اسرار را
کافراں را از نور حق مہجور یافت
از خدا ترسید و راہ نور یافت

۲ (یعنی بعد از الہام اپنی نانک جی خدا سے ہم کلام ہوگیا)

پھر حضرت مسیح موعود ان کے نمونہ کی پیروی کرنے کے لئے کہتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں ؎

اے برادر ہم تو سوئے او بیا
دل چہ بندی در جہان بے وفا

اگر ہم سکھوں ایسی شجاع قوم اور ہندوؤں ایسی زیرک قوم میں تبلیغ اسلام کے خواہشمند ہیں۔ تو اس کا ایک ہی ذریعہ ہے۔ کہ قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ کے لئے روپیہ بھیجیں۔ اور اس کار ثواب میں حصہ لیں۔ تو خدا تعالےٰ ان کے گناہ بخشدیگا۔ کیونکہ یہ ترجمہ ہو کر سکھوں کے ہاتھوں میں دیا جائیگا۔ اور ان کو بتانا ہے۔ کہ آپ کے نام کے ساتھ جو سردار کا لفظ ہے وہ ایک بہت بڑی بھاری ذمہ داری رکھتا ہے اور اس فرض کو ادا کرو جس کو گورو صاحب نے ادا کیا۔

منشی غلام محی الدین چشتی

اقتباسات

اسلام اور مساوات

یوں تو ہر مذہب کے پیرو یہی کہتے ہیں۔ کہ ان کا مذہب حقیقی مساوات کی تعلیم دیتا ہے۔ لیکن دعویٰ وہی قابل تسلیم ہوتا ہے۔ جو دلیل رکھتا ہو۔ ہم ذیل میں ان بے شمار دلائل میں سے جو اسلامی تعلیم نے حقوق انسانی کی مساوات کے متعلق دیئے ہیں۔ دو تین پیش کرتے ہیں۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے:۔

انا خلقناکم من ذکر و انثیٰ وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا۔ اور پھر تم کو کنبوں اور قبیلوں میں تقسیم کر دیا۔ تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ اللہ کے نزدیک وہی زیادہ مکرم ہے جو زیادہ متقی ہے"

اسی تعلیم کا اثر تھا۔ کہ خلیفۃ الرسول حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر ایک یہودی دعویٰ کرتا ہے۔ آپ قاضی کے اجلاس میں ایک معمولی مدعا علیہ کی طرح حاضر ہو کر صفائی میں دو گواہ پیش کرتے ہیں۔ جن میں سے ایک حضرت حسن رضؓ آپ کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ قاضی بیٹے کی گواہی کو شریعت اسلامیہ کے مطابق رد کر دیتا ہے۔ آپ سر تسلیم خم کر دیتے ہیں۔

حضور سرور کائنات (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ارشاد فرماتے ہیں:۔ انما ہلک الذین قبلکم انہم کانوا اذا سرق فیہم الشریف ترکوہ واذا سرق فیہم الضعیف قطعوہ ولیہم لو ان فاطمۃ بنت محمد سرقت لقطعت یدہا ۔ تم سے پہلے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ کہ ان میں سے جب کوئی معزز چوری کرتا۔ تو اس کو چھوڑ دیتے۔ اور اگر کوئی کمزور اس فعل کا مرتکب ہوتا۔ تو اس کے ہاتھ کاٹ دیتے۔ خدا کی قسم اگر فاطمہ رضؓ محمدؐ کی بیٹی بھی چوری کرتی۔ تو میں اس کا ہاتھ کاٹ ڈالتا"

کیا یہ عدل یہ انصاف اور انسانی مساوات کسی دوسرے مذہب میں دکھلائی جا سکتی ہے۔ اسلام صاف الفاظ میں تعلیم دیتا ہے۔ ویسوی بین اصناف الرعیۃ فی العدل ولا یقدم الرعیۃ فی العدل ولا یقدم احد اتقی بما لا فی الجلوس ولا فی الکلام ولا فی غیرہما لشرفہ وما لہ ویعدل القاضی بین الخصمین فی الحظۃ والشارۃ مقعدہ (شرع شرعیۃ الاسلام) رعیت کے تمام انواع و اصناف میں مساوات کو ملحوظ رکھا جائے۔ کسی کو کسی پر اس کی (خاندانی) شرافت یا دولت کی وجہ سے ترجیح نہ دی جائے۔ قاضی کو چاہیئے۔ کہ مدعی مدعا علیہ میں کسی بات کا فرق نہ کرے۔ نہ بیٹھنے میں۔ نہ اس کی طرف دیکھنے میں۔ نہ بات چیت میں"

یہ ہے اسلام میں مساوات کی وہ تعلیم۔ جس کی بابت ہم کامل وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس سے زیادہ یا اس کے برابر تو کیا اس سے ادنیٰ درجہ کی تعلیم بھی دوسرے مذاہب یا وہ خود فراموش لیڈر جو لوگوں کے مذہب سے علیحدہ ہونے کی دعوت دے رہے ہیں۔ نہیں دے سکتے (ماخوذ)

امریکہ کے کئی کروڑ پتیوں کا اطمینان قلب سے محروم ہو کر مصیبت کی زندگی بسر کرنا

روزانہ اخبار الکافی امرتسر کے ۱۰ر فروری سنہ ۲۷ء کے پرچے میں "روپے کے پجاریوں کے لئے" ایک عبرت خیز مضمون شائع ہوا تھا۔ ہم اس میں سے کچھ اقتباسات اپنے ناظرین کے مطالعہ کے لئے نیچے درج کرتے ہیں۔ امریکن کروڑ پتی راک فیلر جو کہ تیل کے بادشاہ کے لقب سے مشہور ہیں اپنی نسبت یہ کہتے ہیں۔

"میرے پاس اتنی دولت ہے۔ کہ میں اس کا حساب بھی نہیں کر سکتا کہا جاتا ہے۔ کہ میری جائداد ۵ کروڑ پونڈ (۷۵ کروڑ روپیہ) سے زائد کی ہے۔ لیکن یہ ساری جائداد دے ڈالنے کو بخوشی تیار ہوں۔ اگر ایک وقت بھی پیٹ بھر کر کھانا کھا سکوں"

امریکہ ہی میں ایک اور کروڑ پتی اور مالک اخبار اسامر ایڈورڈ اسکرپس تھے۔ سالہا سال کی عیش و عشرت کے بعد ان کا دل دنیا کے بکھیڑوں سے تنگ آگیا۔ اور انہیں دل کی شانتی حاصل کرنے کا فکر پیدا ہوا۔

اپنے مقام پر ایسی شانتی ملنے کی امید نہ دیکھ کر انہوں نے ۴۰ لاکھ ڈالر کے صرف سے ایک جہاز بنوایا۔ اور آلات کی مدد سے اسے ہر قسم کی آوازوں سے محفوظ کر لیا۔ یعنی ایسا انتظام کر لیا۔ کہ کوئی ہلکے سے ہلکا شور بھی کانوں تک نہ پہنچے۔

اس طرح پر اپنے اردگرد ایک مصنوعی خاموشی اور عالم بے آوازی قائم کر کے انہوں نے سمجھا۔ کہ اب دل کی شانتی حاصل کرنے میں دیر نہ لگے گی۔ اخبارات کا کاروبار لڑکے کے سپرد کر دیا اور وہ شانتی کی تلاش میں روانہ ہو پڑے۔ انہوں نے ایک ملک کا نہیں۔ دو ملک کا نہیں۔ جہاز کے ذریعہ ساری دنیا کا چکر لگایا اور وہ بھی ایک مرتبہ نہیں بلکہ دو مرتبہ۔ لیکن دل کی شانتی جو آوازوں کا راستہ بند کر دینے سے نہ حاصل ہوئی تھی۔ اور اس نے نہ ہی ہوئی۔ اس حالت میں موت کا وقت آ پہنچا۔ اور ان کی لاش حسب وصیت سمندر کی گہری خاموشیوں کے حوالے کر دی گئی۔

اٹلی کے ایک امیر و کبیر گولیب بوگیتی تھے۔ جنہوں نے امریکہ پہنچ کر بہت زیادہ دولت کمائی۔ اور پھر امریکہ کو ہی اپنا وطن بنا لیا۔ اب دولت کے لحاظ سے تو یہ صاحب بہت معمولی حیثیت سے کروڑوں پتی بن گئے۔ مگر زندگی کا یہ انجام ہوا۔ کہ انہوں نے ایک روز درخت سے اپنی گردن میں پھندا لٹکا کر خودکشی کر لی۔ اور اپنے پیچھے حسب ذیل تحریر چھوڑ گئے "مجھے اپنی لمبی زندگی میں تجربہ ہو گیا ہے۔ کہ دولت کی اگر تلاش ہے۔ تو

اخبار نور

قادیان دارالامان مورخہ ۳ر اکتوبر ۱۹۲۸ء

قرآن مجید اور شری گورو نانک دیوجی مہاراج

مسلمان قرآن کو خدا کی کتاب سمجھتے ہیں۔ اور ہندو وید کو۔ باوا صاحب گرنتھ صاحب صفحہ ۸۳۶ پر فرماتے ہیں۔

پٹ دن پوجا سنت دن سنجم جت دن کا ہے جینؤ
نا دہو دہوڈ تلک چڑھنوا ہو بیج دن سوچ نہ ہوئی
کل پروان کتیب قرآن ۔ پوتھی پنڈت رہے پران

مطلب یہ کہ پوجاپاٹ۔ چھوت چھات۔ جنیؤ پہننا اشنان کرنا اور تلک لگانا کوئی بھی تو چیز اس زمانہ میں کام نہیں آسکتی مگر ایک ہی کتاب ہے۔ جو اس کل یگ کے عہد میں کام آسکتی ہے۔ اور وہ قرآن مجید ہے۔ ہاں وہی قرآن مجید کہ جو اس زمانہ میں خدا تک پہنچنے کی ایک ہی راہ ہے۔ نہ پنڈت اس جیسی حقیقت بیان کر سکتے ہیں۔ اور نہ وید وان اس جیسی معرفت بتلا سکتے ہیں۔ پھر جنم ساکھی کلاں صفحہ ۱۹۱ پر باوا صاحب فرماتے ہیں۔

توریت۔ زبور۔ انجیل۔ ترے پڑھ سن ڈٹھے وید
رہی قرآن کتاب کل یگ میں پروار

یعنے قرآن شریف کے بالمقابل توریت۔ زبور۔ انجیل اور وید کوئی بھی تو ایسی کتاب نہیں۔ جو انسان کو گناہوں۔ پاپوں اور بدیوں سے بچا سکے۔ ایسا ہی جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۳۲۰ پر فرماتے ہیں۔

تیہے حرف قرآن دے تیہے سپارے کیں
تس وچ پند نصیحتاں سن کر کرو یقین

یعنے قرآن شریف کے تیس حروف اور تیس ہی اسکے سپارے بنائے گئے ہیں۔ اور اگر کوئی نصیحت و موعظت کسی کتاب میں ہو سکتی ہے تو وہ اسی کتاب میں ہو سکتی ہے۔ اور یہی وہ کتاب ہے۔ جس میں معرفت الٰہی کے راز اور قرب خداوندی کے اسرار بیان کئے گئے ہیں۔ پس یہی کتاب ایمان لانے کے قابل ہے۔ اور اسی پر ایمان لانا چاہیئے۔ اور اسی پر یقین کرنا چاہیئے۔

بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں میں خدا اور رسول اور قرآن کی قسمیں کھاتے ہیں۔ باوا صاحب اس طرح کی قسمیں کھانے والوں کے متعلق جنم ساکھی بھائی بالا میں فرماتے ہیں ؎

کھاون قسم قرآن دی کارن دنی حرام
آتش اندر سٹرسن آکھے نبی کلام

فرماتے ہیں۔ جو قرآن جیسی بزرگ کتاب کی جھوٹی قسمیں بار بار کھاتے ہیں۔ اور دنیا کی معمولی معمولی باتوں کیلئے اس کی حلف اٹھاتے ہیں۔ بلاشک وشبہ وہ دوزخی ہیں۔ اور دوزخ کی آگ کے اندر جلنے والے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا۔ بلکہ یہ نبی کا کہنا ہے۔ یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ باوا صاحب تو قرآن جیسی کتاب کی جھوٹی قسم کھانے والے کو بھی موجب خسران سمجھتے ہیں۔ پھر اس کا ماننا اور اس پر عمل کرنا۔ آپ کیوں نہ اپنے لئے اور اپنے چیلوں کے لئے ضروری سمجھتے ہوں گے۔ پس سکھ بھائیوں کو اس پر غور کرنا چاہیئے۔ کہ باوا صاحب کے دل میں اسلام اور اسلام کے نبی اور اسلام کی کتاب کی کس درجہ عزت تھی۔ اور کس حد تک وہ ان کے ذریعے فلاح پانا بتا رہے ہیں۔ پھر وار آسا محلہ پہلا میں درج ہے۔

نانک میرو شریر کا ایک رتھ ایک رتھوائے
جگ جگ پھیر وٹایا گیانی بجھے تائے
سام کہے سنتبر سوامی سچ میں آچھے سچ رہے
سبھ کو سچ سماوے ۔
رگ کہے رہیا بھرپور رام نام دیوا میں سور
نام لئیا پرا شچت جائے
نانک تیوں موکھنتر پائے
جج میں جور چھلی چندر اول کاہن کرشن جادم بھیا
پار جات گوپی لے آیا بندرابن میں رنگ کیا
کل میں بید اتھرون ہوا ناؤ خدا ئے اللہ بھیا
نیل بستر لے کپڑے پہرے ترک پٹھانی عمل کیا

باوا صاحب اس جگہ فرماتے ہیں۔ کہ یہ عالم یعنی کائنات ایک رتھ پر سوار ہے۔ اور اس رتھ کے چلانے والا ایک ہی ہے۔ ہاں وقتاً فوقتاً ضروریات زمانہ کے لحاظ سے رتھ بدلتے رہے ہیں۔ مگر اس کا چلانے والا یعنی "رتھوا" کبھی نہیں بدلا۔ شروع سے ایک ہی رہا ہے۔ ست یگ کے زمانہ میں یہ رتھ جس پر سوار ہو کر اہل دنیا دینی اور دنیوی مصائب سے محفوظ ہے۔ سام وید تھا اور دنیا کے دوسرے دور یا عہد یعنی ترتیا یگ میں رگ وید تھا۔ اور دنیا کے تیسرے عہد یعنے دواپر میں یجر وید تھا۔ اور دنیا کے اس آخری زمانہ میں جسے ہندو لوگ "کل یگ" کے نام سے پکارتے ہیں۔ اور مسلمان "فیج اعوج" کہتے ہیں۔ ایسے پُرآشوب زمانہ میں دنیا کی نجات کے لئے وہ وید ہے۔ جس میں پرماتما کے نام کو "اللہ" کے لفظ سے پکارا گیا ہے۔ اور اس وید کے ماننے والے ترک اور پٹھان ہونگے۔ اب جائے غور ہے۔ کہ وہ کونسا وید ہے جس میں پرماتما کا نام اللہ کہا گیا ہے۔ اور جس کے ماننے والے ترک اور پٹھان ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ وید قرآن مجید ہی ہے۔ جس کو پڑھ کر اور جس کی ہدایات پر عمل کر کے انسان نجات اور مکتی حاصل کر سکتا ہے۔ یہ سکھ دوستوں کے لئے بہت ہی قابل توجہ ہے۔ کیونکہ یہ ان کے گورو اعظم حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔ اور پھر یہ اس بانی (اقوال) میں درج ہے۔ جسے ہر ایک عقیدت مند سکھ روزانہ صبح کے وقت پڑھتا ہے یعنے آسا دی وار میری درد دل سے دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ میرے سکھ دوستوں کو اس شلوک پر تدبر کرنے کی توفیق دے۔ پھر ایسا ہی شریعت پر عمل کرنے کے متعلق فرماتے ہیں۔

بدعت کو دور کر قدم شریعت راکھ
نیوں چل آگے سب دے منہ آکھی نہ آکھ
(جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۲۲۰)

یعنے شریعت پر چلنا بدیوں سے بچنا ہے۔ پس اے مرد خدا تو متواضع اور فروتن بن۔ اور پیار اور محبت اور خلوص کے ساتھ ہر ایک سے پیش آ۔ اور شریعت کی پابندی کر۔ کہ شریعت کی پابندی از بس ضروری ہے۔

میں اپنے دوستوں کو یہ بات نوٹ کرانا چاہتا ہوں۔ کہ یہ شریعت اسلام ہی ہے۔ گویا باوا صاحب اس جگہ اسلام کے متعلق یہ فرما رہے ہیں۔ کہ اس کے حکموں پر چل۔ کیونکہ ہندو عقائد سے تو باوا صاحب برملا کنارہ کشی کا اظہار

فرما چکے ہیں۔ اور پھر ہندو عقائد پر شریعت کا لفظ بھی نہیں بولا جاتا۔ پس یہ وہی شریعت ہے۔ جو اسلام لایا۔ اب رہا یہ سوال کہ وید مقدس کے متعلق شری گورو نانک دیو جی مہاراج کی کیا رائے ہے۔ سو اس کے متعلق انشاء اللہ آئندہ اشو میں روشنی ڈالی جائیگی۔

شذرات

آریوں کا اعتراف

۱۶ ستمبر کا پرکاش لکھتا ہے کہ انگلستان اور امریکہ میں کئی بار آریہ سماج سنھاپت کرنے کی کوشش ہوئی۔ لیکن وہ ناکام رہی۔ اور اسوقت ندامت سے اس امر کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ کہ باوجودیکہ احمدیوں کے مشن جرمنی اور انگلستان میں قائم ہیں۔ وہاں ان کی مسجدیں بن چکی ہیں۔ اور ان کے واعظ امریکہ تک ہو آئے ہیں۔ آریہ سماج کا ان دیشوں میں سے کسی میں بھی مشن قائم نہیں ہے۔ انگلستان کا ہندوستان سے اس قدر گہرا سمبندھ ہے۔ وہاں آریہ سماج کو کوئی نہیں جانتا۔ امریکہ میں کون جانے گا؟

نوٹ۔ جادو سو جو سر چڑھ بولے۔ اسی کو کہتے ہیں۔ ایک طرف آریہ سماج ایسی مالدار سوسائٹی دوسری طرف احمدیوں جیسی غریب جماعت مگر اللہ تعالے نے اس جماعت کو تبلیغ کے لئے وہ تڑپ دی ہے۔ کہ جس کا خطرناک سے خطرناک مخالف بھی معترف ہے۔

ہمیں سست نہیں ہونا چاہیئے

احمدی دوستو یہ تعریف ہمیں کہیں سست نہ بنا دے۔ ہماری ہمت پہلے سے بھی زیادہ اور ہمارے ارادے پہلے سے بھی بلند ہونے چاہیئیں۔ اور ہمیں اپنے دل میں پختہ عہد کر لینا چاہیئے۔ کہ ہندوستان کے سب غیر مسلموں کو اسلام کی نعمت غیر مترقبہ سے متنفیض کر کے چھوڑینگے۔ اگر ہم ہمت کریں۔ تو خدا کے فضل سے ایک ربع صدی میں ہی نقشہ بدل سکتا ہے۔ اگر ہم زبان سے تبلیغ نہ بھی کریں۔ مگر ایک مسلم کو اسلام جس سانچے میں ڈھالنا چاہتا ہے۔ ہم اس میں ڈھل سکیں۔ تو ہمارا نمونہ ہی سو واعظوں کا ایک واعظ ہو سکتا ہے

شودروں کا ہونا ضروری ہے

ایک طرف آریہ سماج کا یہ دعویٰ۔۔ کہ ہم شدھی کے ذریعہ ہندوستان کو شودریت کی لعنت سے پاک کرنا چاہتے ہیں۔ مگر دوسری طرف آریہ سماج "شودریت" کی برقراری کو ضروری سمجھتا ہے۔ چنانچہ ۱۵ ستمبر کا آریہ گزٹ لکھتا ہے۔ کہ "منش کی سوسائیٹی کی مضبوطی اور خوبصورتی اس کے برہمن۔ کشتریہ۔ ویش۔ اور شودروں کی مضبوطی اور خوبصورتی پر منحصر ہے"۔ گویا شودر بننا ہندو سوسائیٹی کی زینت کے لئے ضروری ہے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ آریہ سماج کی شدھی کی پکار محض ہاتھی کے دانت ہیں۔ ورنہ آریہ سماج دل سے اس کا روادار نہیں۔ یہی تو وجہ ہے۔ کہ شدھ شدہ کو آریہ سماج تمدنی اور روحانی مساوات دینے کے لئے تیار نہیں۔ اور نہ ہی دے سکتا ہے۔ ہاں یہ فخر صرف اسلام کو ہے۔ جس کی یہ تعلیم ہے۔ کہ "اکرمکم عند اللہ اتقاکم"۔ یعنی تم میں وہی معزز ہے جو زیادہ نیک ہے۔

ہندوؤں کی دریادلی

ایک طرف تو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہندو کنجوس ہیں۔ مگر امر واقعہ تو یہ ہے۔ کہ ہندو کنجوس نہیں۔ ہاں یہ موقع محل کو خوب پہچانتے ہیں۔ روپیہ کے ناجائز خرچ کے موقع پر ان سے بڑھ کر کوئی کنجوس نہیں۔ اور جائز پر ان سے بڑھ کر کوئی دریادل نہیں۔ "خورجہ (یو۔ پی) کے سیٹھ گوری شنکر جی نے گورنمنٹ یو۔ پی کے حوالے ڈیڑھ لاکھ روپیہ کی رقم کر دی ہے۔ کہ اس رقم کو سنسکرت کی اشاعت کے لئے کام میں لایا جاوے"۔

یہ صرف ایک شخص کی ہمت کا نتیجہ ہے۔ مسلمانوں میں بھی دولتمندوں کی کمی نہیں۔ مگر ان میں کم ایسے ہیں۔ جو اپنے روپیہ کے استعمال کا جائز پہلو اختیار کر سکیں۔

مسلم تمدن کا اثر ہندو تمدن پر

۱۵ ستمبر کا آریہ گزٹ لکھتا ہے کہ "نمستے لفظ سے سناتن دھرمی بھائیوں کو اکثر نفرت صرف اسی لئے ہوتی ہے۔ اور اس کا کھنڈن صرف اسی لئے کرتے ہیں۔ کیونکہ اس کے پرچار کے لئے رشی دیانند نے آواز بلند کی۔ رشی دیانند چاہتے تھے۔ کہ ہندو جاتی میں بھن بھن سمپردائے (فرقہ جات) کے لوگ جو کہ بھن بھن شبدوں کا استعمال کرتے ہیں۔ ایک ہی شبد کا استعمال کیا کریں۔ رشی دیانند ایسا کرنے سے سب ہندوؤں کو ایک ہی لڑی میں پرونا چاہتے تھے"۔

اسلام دنیا میں سب سے پہلا مذہب ہے۔ جس نے مسلمانوں کے لئے ایک سلام مقرر کیا۔ اس کے بعد جو مختلف اقوام میں سلام رائج ہوئے۔ یہ اسلام کی ہی رہین ہے۔ اور ان میں سے نمستے کا لفظ بھی اسلام کی پیروی کا ہی نتیجہ ہے۔ یہ ایک دوسرا پہلو ہے۔ کہ نمستے اور سلام علیکم میں بلحاظ حسن و قبح کس قدر فرق عظیم ہے۔ مگر اس سے غالباً معقول پسند آریہ بھی انکار نہیں کر سکتے۔ کہ سب سے پہلے یہ عالمگیر طریق اسلام نے ہی دنیا کے سامنے پیش کیا۔

کس کی آنکھ میں شہتیر ہے

۱۵ ستمبر کا آریہ گزٹ "نور کی آنکھ کا شہتیر" کے عنوان سے لکھتا ہے۔ کہ "اب اس (پرکاش) کے دوسرے بڑے بھائی (آریہ گزٹ) کا اوپدیش بھی ملاحظہ ہو۔ آپ اپنے ۸ اگست کے پرچہ میں وید امرت کے عنوان سے ایک وید منتر کا ترجمہ کرتے ہیں۔ کہ "دشمن اگر کمزور بھی ہو۔ تو بھی اسے زبردست سمجھ کر شگھر ہی کچل دینا چاہیئے"۔ واہ وا کیا مزیدار اوپدیش ہے۔ پھر لطف یہ کہ یہ لوگ آئے دن اسلام پر آوازے کستے ہیں۔ حالانکہ اسلام وہ ابر رحمت ہے۔ جو دشمنوں کی بھی بھلائی چاہتا ہے۔ آریہ گزٹ مولانا صاحب! کیا ہی اچھا ہوتا۔ اگر آپ اسلامی اخبارات کو بھی اسی طرح سے پڑھنے کے عادی ہوتے۔ آپ کو دوسروں کی آنکھ کا تنکا تو دکھائی دیتا ہے۔ مگر اپنی آنکھ کا شہتیر بھی دکھائی نہیں دیتا۔ اس لئے ہم آپ کو آپ کی آنکھ کا شہتیر دکھا دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ دیکھئے مولانا صاحب! آپ کا شر انگیز بھائی مسٹر "سن رائز" اپنے پچھلے ایک پرچہ میں کیا لکھتا ہے۔۔۔۔۔

نوٹ:- سن رائز کے مضمون اور آریہ گزٹ کے مضمون میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ سن رائز نے جو کچھ لکھا۔ وہ اڈیٹر صاحب کا اپنا ذاتی خیال ہے۔ مگر برخلاف اس کے جو کچھ آریہ گزٹ نے لکھا وہ وید منتر کا ترجمہ ہے۔ جو اعتراض کرتے وقت اڈیٹر آریہ گزٹ کے آنکھ سے اوجھل ہو گیا۔ اب آپ ہی بتلایئے کس کی آنکھ میں شہتیر ہے؟

منوجی کا دھرم شاستر زائد المیعاد ہو چکا

۱۳ ستمبر کا پرتاب لکھتا ہے۔ کہ الہ آباد خواتین کے ایک جلسہ عام میں جو زیر صدارت مسز زوتشی منعقد ہوا۔ اور جس میں سرکردہ اصحاب کی بیبیوں نے شرکت کی مندرجہ ذیل قرار دادیں منظور ہوئیں۔

"مسٹر نشادوا نے لڑکیوں کے حق وراثت کے متعلق جو

قرارداد پیش کی ہے۔ خواتین الہ آباد کا یہ جلسہ اس کا خیر مقدم کرتا ہے۔ اس جلسہ کے نزدیک موجودہ قانون وراثت سراسر غیر منصفانہ ہے۔ اور اس کی رو سے عورتیں سوسائٹی کے اندر اپنے پیدائشی حقوق اور مراعات سے محروم قرار دیگئی ہیں۔

مسز مدن موہن ریتا نے اس قرارداد کی تائید کرتے ہوئے کہ منو کا قانون زائد المیعاد ہو چکا ہے۔ اور جدید تمدن کیلئے موزون نہیں۔ مسز روپ کرشن۔ اور مسز موتی لال نہرو کی تائید مزید کے بعد قرارداد بالاتفاق منظور ہوئی۔

آریہ اخبارات غور سے پڑھیں

آریہ اخبارات آئے روز جو شور مچاتے رہتے ہیں۔ کہ اسلام عورت کو کوئی حق نہیں دیتا۔ حالانکہ یہ قطعی غلط ہے۔ جائداد میں مسلم مستورات بھی ایسی ہی حقدار ہیں۔ جیسے مرد۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں عورتیں بادشاہ بنینگی۔ مگر ہندو دھرم کوئی ایسی مثال پیش نہیں کر سکتا۔ ہندو قانون میں عورت جائداد کی وارث نہیں ہو سکتی۔ اور یہ مذکورۃ الصدر الہ آباد کا جلسہ اس کا بہترین شاہد ہے۔ اب ہندو سوسائٹی کی خواتین منو کو جواب دے رہی ہیں۔ کیا وہ مذہب جس کے اصول آئے روز بدلتے رہتے ہیں۔ اس مذہب کی معقولیت کا اندازہ خود اس مذہب کے پیروؤں سے بڑھ کر اور کون بہتر لگا سکتا ہے +

وید اور آریہ سماج

۵ ستمبر کا پرکاش لکھتا ہے۔ کہ جو پستک وید انوکول (مطابق) وہ مانیہ (ماننے کے قابل) اور جو وید انوکول نہیں۔ وہ مانیہ نہیں"

اگر بات یہاں تک رہے تو کوئی ہرج نہیں۔ ہر ایک کو یہ کہنے کا حق ہے۔ مگر آریہ بھجے ونی سبھا نویں ایڈیشن مطبوعہ ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۵۴ پر یہ لکھا ہے۔ کہ جو وید ودیا ور ودہی (ویدوں کے مخالف) اناریہ (غیر آریہ) منش ہیں۔ ان سب دشٹوں کو مول سمیت نشٹ کرو"

اب ہم اڈیٹر صاحب پرکاش سے صرف اتنا ہی دریافت کرتے ہیں۔ کہ کیا یہ تعلیم رواداری اور ٹالیرشن پر مبنی ہے۔ جواب وہی دیں جو آپ کا ضمیر کہتا ہے۔

اسلام اور مہاتما گاندھی جی

پرکاش اپنے ۹ ستمبر کے اشو میں لکھتا ہے۔ کہ مہاتما گاندھی نے مطالعہ شاید پہلے بھی کیا ہو۔ لیکن آخری بار اس وقت کیا۔ جبکہ وہ یرودا جیل میں قید تھے۔ انہیں قرآن میں جو خوبیاں نظر آئیں۔ وہ بلاشبہ ایک جدید دریافت کا درجہ رکھتی ہیں۔ قرآن کے مطالعہ کے بعد انہیں معلوم ہوا۔ کہ اس میں تشدد نہیں۔ اور اسلام کی تعریف میں انہوں نے وہ طومار باندھے۔ کہ توبہ ہی بھلی۔

نور:- خود آریہ سماج بھی اسلام کی خوبیوں کا قائل ہے۔ اگر قال سے نہیں حال سے تو شبہ نہیں۔ شدھی کا عقیدہ آریوں نے کہاں سے لیا۔ وحدانیت کا عقیدہ آریہ سماج نے کہاں سے حاصل کیا۔ نکاح بیوگان کی تحریک کس سے سیکھی۔ غرضیکہ کہاں تک شمار کیا جائے۔ بلاشبہ آریہ سماج اسلام کا شاگرد ہے۔ ہاں یہ دوسرا سوال ہے۔ کہ یہ کیسا شاگرد ہے؟

ایڈیٹر نور کی مضامین پڑھکر کئی غیر مسلم مسلمان بنگئے

(۴۱)

جناب عارف حسین صاحب قریشی سبراؤں ضلع لاہور سے لکھتے ہیں۔ کہ آپ کی تصانیف "فتح مبین" اور "گورو کی بانی" کے ذریعہ اکثر لوگوں کو دائرہ اسلام میں لا چکا ہوں۔ اب مجھے کسی ایسی کتاب کی ضرورت ہے۔ جس میں یہ ثابت کیا گیا ہو۔ کہ صرف اسلام میں ہی نجات ہے"

نور:- اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ اس نے محض اپنے کرم سے خاکسار کی تصانیف کو یہ قبولیت بخشی۔ ذالک فضل اللہ۔ اس سے قبل خاکسار کی بعض تصانیف کا مرہٹی، ہندی، اور سندھی میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے۔

اس سے دوستوں کو یہ بخوبی اندازہ لگا لینا چاہیئے۔ کہ خاکسار کی تصانیف اور اخبار نور کی اشاعت کا جس قدر دائرہ وسیع ہوگا۔ اسی قدر تبلیغ کا دروازہ کھلے گا۔ اس خط کو مولوی محمد الدین صاحب بی اے قائمقام ناظر دعوۃ و تبلیغ بھی ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اور انہیں میری نسبت یہ زیادہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ ایسا پرچہ جو غیر مذاہب میں یہ بے نظیر کام کر رہا ہو۔ اس کے متعلق ان کی ذمہ داری کیا ہے؟

(خاکسار ایڈیٹر)

احمدی جماعت کی خدمات اور عیسائیوں کا اعتراف

پادری احمد مسیح صاحب دہلوی لکھتے ہیں۔ کہ اس میں بھی کوئی کلام نہیں۔ کہ اگر احمدی جماعت کا وجود عالم ہستی میں جلوہ گر نہ ہوتا۔ تو ہم عیسائی اپنے عقائد کو اسلامی دنیا سے ان کے خیالات کی بنا پر سب کچھ منوا لیتے"

یہ اعتراف کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ خدا کرے۔ کہ ہم احمدیوں کی تبلیغی کوششیں پہلے سے بھی بیش بیش نظر آئیں:

پردہ اور آریہ سماج

پرکاش جسے درحقیقت پرخاش کہنا چاہیئے۔ وہ پردے کی نسبت منوسمرتی کے اس شلوک۔ لڑکپن میں ماں باپ جوانی میں شوہر اور بڑھاپے میں بیٹا۔ عورتوں کی حفاظت کرے" کے متعلق لکھتا ہے۔ کہ کہاں کپڑے کا برقعہ جس میں عورت کو بند کیا جاتا ہے اور کہاں حفاظت کرنا:

اگر اس آریہ اڈیٹر کو منوسمرتی کا یہ شلوک سمجھ میں نہیں آیا۔ تو چاہیئے تھا کہ وہ ستیارتھ پرکاش ۳ سمولاس فقرہ ۱۴ میں سوامی جی کا یہ اپدیش پڑھنے کی ہی تکلیف گوارا کر لیتا۔ جس میں یہ لکھا ہے۔ کہ

"لڑکوں اور لڑکیوں کی پاٹھ شالائیں۔ ایک دوسرے سے دو کوس کے فاصلہ پر ہونی چاہئیں لڑکیوں کے مدرسہ میں سب عورتیں ہوں زنانہ مدرسہ میں پانچ برس کا لڑکا بھی نہ جانے پائے" پھر اسی پیراگراف میں آگے چل کر لکھا ہے۔ کہ "دیدار اور مس سے الگ رہے"

بتلایئے بدون پردہ کے دیدار سے کس طرح علیحدگی ہو سکتی ہے۔ پھر "گھونگٹ" کیا ہے۔ پردے کا منہ بولتا بھائی۔ اگر پرکاش کو اس سے پرخاش ہے تو یہ الگ امر ہے۔ مگر تاہم اسے اپنے گورو سوامی دیانند کا یہ اپدیش تو ٹھنڈے دل سے سن لینا چاہیئے۔ عمل کرنا یا نہ کرنا اس کا اختیار ہے:

آریہ سماج تجرد سے نالاں ہے

۸ ستمبر کا آریہ گزٹ بڑے دکھ سے یہ لکھتا ہے۔ کہ:-

"والدین بڑے تپن سے برسر روزگار شریف لڑکوں کا جب کھوج نکالتے ہیں۔ اور ان کے پاس جا کر بڑی نمرتا (عاجزی) سے

نویدن (گذارش) کرتے ہیں۔ کہ ہم چاہتے ہیں۔ کہ آپ ہماری کنیا کا رشتہ سویکار (قبول) کریں۔ تو وہ صاف انکار کر دیتے ہیں۔ کہ ہم نے تو ابھی بیاہ کرنا ہی نہیں۔ اور جب خواہشمند ماتا پتا کہتے ہیں۔ کہ اچھا اگر آپ ابھی بیاہ نہیں کرنا چاہتے تو ہم سال دو سال یا تین سال اور انتظار کر سکتے ہیں۔ لیکن آپ ہم سے یہ وعدہ کریں۔ کہ آپ ہماری لڑکی کو سویکار کرینگے۔ تب وہ کہتے ہیں۔ کہ نہیں میں تو یتن کروں گا۔ کہ اگر شادی کے بغیر رہ سکوں۔ تو رہوں۔ کیونکہ گرہستھ دھرم (خانہ داری) واستو (حقیقتاً) میں ایک بندھن ہے۔ میرے سامنے جو میرا ادیش ہے۔ اس میں میری شادی ایک بھاری رکاوٹ پیدا کر دیگی۔

ایسا کیوں ہو رہا ہے

اب قدرتاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ اس کا جواب صاف ہے۔ کہ شری سوامی دیانند صاحب مجرد رہے۔ تجرد انہیں زیادہ پسند تھا۔ ہر ایک چیلے کے لئے ان کے گورو کا نمونہ بہترین کشش ہے۔ لہذا اگر آریہ نوجوانوں کے دلوں میں یہ خواہش پیدا ہو رہی ہے۔ اور وہ گرہست آشرم کے تکالیف سے بھاگ رہے ہیں۔ تو اس میں ان بیچاروں کا کیا قصور۔ اب آپ ہی بتلایئے۔ کہ آریہ سماج کا تجرد اچھا یا اسلام کا گرہست۔ اور اگر تھوڑی دیر کے لئے تمام دنیا تجردانہ زندگی پر عمل کرنا شروع کر دے۔ تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔

ہندی کی قبولیت

۸ر ستمبر کا آریہ گزٹ لکھتا ہے۔ کہ "پرنتو (لیکن) اس کے ساتھ ہی ہمیں پنجاب کی بری اوستھا (حالت) کا خیال آتا ہے۔ جہاں آج تک بار بار یتن ہونے پر بھی روزانہ تو درکنار کوئی ہفتہ وار ہندی پتر بھی کامیابی سے نہیں چل سکا۔ وہ پتر جس کی پشت پر کوئی سوسائٹی نہ ہو۔ اس کے چلانے کا خیال کرنے والا تو گویا ریت سے تیل نکالنا چاہتا ہے"

کیا یہ وہی ہندی ہے۔ آریہ گزٹ۔ ملاپ۔ پرتاپ اور پرکاش وغیرہ اردو کا جامہ پہن کر جس کے گن گاتے تھکتے نہیں۔ اس سے ہی دیکھ لو۔ کہ قدرت کا ہاتھ کس کے سر پر ہے۔

سکھ دیویوں کی طرف سے ستیہ آگرہ:۔ خالصہ کواری کالج کی پرفیسروں نے لڑکیوں کی دھارمک تعلیم کے لئے گورمکھی کورس بنائے تھے۔ جس میں گرو گرنتھ صاحب کی پوتر بانی کے انتباس بھی دیئے گئے تھے۔ شرومنی گوردوارہ کمیٹی نے ان کورسوں کو ضبط کرنے کا حکم دے دیا۔ اور خالصہ کواری کالج کی پرنسپل صاحبہ کے متعلق حکم دیا۔ کہ کسی گوردوارہ میں ان کا ارداس منظور نہ کیا جائے۔ پنج خالصہ دیوان نے گوردوارہ کمیٹی کی اس کارروائی کو ناجائز ٹھہرایا۔ اور خالصہ کواری کالج کی پروفیسروں نے اعلان نکالا۔ کہ وہ پرنسپل صاحبہ کے ساتھ ہیں۔

خالصہ استری کانفرنس کی جنرل اجلاس میں یکم بھادوں کو یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ اگر شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی نے استری جاتی کی ہتک کرنے والا اعلان واپس نہ لیا۔ تو ۵ر کاتک مطابق ۲۰ر اکتوبر بروز سنیچر وار صبح خالصہ استری کانفرنس کے زیر سایہ خالصہ دیویوں کا جتھہ خالصہ کالج کی پروفیسروں اور پرنسپل صاحبہ کے ساتھ اکال تخت اور دربار صاحب پر جا کر ستیہ آگرہ کرے گا۔

مراسلات

اسلام کی خوبیاں اور اسکی خصوصیات

(از قلم مولوی ظہور حسین صاحب مجاہد بخارا)

یہ مولوی صاحب کا وہ معرکۃ الآرا مضمون ہے جو مذہبی کانفرنس فیروز پور میں پڑھا گیا۔ اور مقبول عام ہوا (ایڈیٹر)

سب سے پہلے میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے ہم کو ایک جگہ پر اکٹھے ہونے کی توفیق دی۔ تا ہم میں سے ہر ایک اپنے مذہب کی خصوصیات بیان کرے۔ اور ہم سنجیدگی اور متانت کے ساتھ سوچیں۔ کہ کونسا مذہب سچا اور کامل ہے۔ تا اس کو قبول کر کے ایک نقطہ پر اکٹھے ہوں۔ اور جیسا کہ ہم ظاہری طور پر جمع ہوئے ہیں۔ اسیطرح حقیقی اور صحیح معنوں میں اکٹھے ہو کر اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں سے مستفیض ہو سکیں۔ جو ایسے وقتوں میں وہ اپنے بندوں پر کیا کرتا ہے۔ اس کے بعد میں اپنے مضمون کو شروع کرتا ہوں۔

اسلام کی خوبیوں میں سے پہلی خوبی جس میں اسلام ہی مخصوص ہے۔ یہ ہے کہ اس نے اس خدا کو ہمارے سامنے پیش کیا۔ جس کی صفت رب العالمین ہے۔ یعنی اسلام نے ہم کو بتایا۔ کہ خدا تعالیٰ کی ربوبیت ہر زمانہ اور ہر ملک میں ہمیشہ ہمیشہ سے ہو رہی ہے۔ کوئی قوم یا ملک اس سے خاص نہیں۔ جس طرح کہ اس کا سورج ہمیشہ سے تمام بنی نوع انسان کی آنکھوں کو اپنی روشنی سے منور کرتا رہا۔ اسی طرح اس کا روحانی نور اپنی چمکدار شعاعوں سے تمام بنی نوع انسان کی عقلوں کو ہمیشہ سے روشن کرتا رہا۔ اور جس طرح کہ چند اشیاء سے مرکب پانی ہمیشہ سے بنی نوع انسان کے جسموں کی تروتازگی کیلئے اس کی طرف سے نازل ہوتا رہا۔ ایسا ہی صداقت اور راستی سے بھری ہوئی وحی تمام انسانوں کی روح کو ہمیشہ سے اس کی طرف سے زندہ کرتی رہی۔ الغرض کوئی ملک اس کی روحانی تربیت سے خالی نہ رہا۔ اگر ایران کے باشندے اس نعمت سے سرفراز ہوتے رہے۔ تو ہندوستان اور چین کے باشندوں کو بھی اس نعمت سے مالا مال کرتا رہا۔ ایسا ہی یورپ اور امریکہ کے لوگوں پر بھی روحانی نعمت وارد کی۔ بلکہ ہر ملک اور ہر قوم کے لوگ اس سے حصہ لیتے رہے۔ جیسا کہ قرآن مجید کی آیت وان من امة الا خلا فیہا نذیر۔ اس طرف اشارہ کرتی ہے۔ کہ کوئی امت نہیں۔ جس میں خدا کی طرف سے اس میں رہنما نہ آیا ہو۔ اسی طرح دوسرے مقام میں کہا۔ ولقد بعثنا فی کل امة رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت۔ کہ ہم ہر قوم میں رسول بھیجتے رہے تا وہ اپنی قوم کو ڈرائیں۔ اور یہ کہ ایک خدا کی عبادت کرو۔ اور شیطان سے کنارہ کشی اختیار کرو۔ الغرض اسلام کی پہلی خوبی اور خصوصیت یہ ہے۔ کہ وہ خدا کے الہام اور اس کی وحی کو کسی خاص ملک اور زمانہ سے مخصوص نہیں کرتا۔ نہ ہی وہ یہ کہتا ہے۔ کہ خدا کا الہام پہلے ہوتا تھا۔ تو اب بند ہو گیا ہے۔ یا وہ ایک ہی ملک کے لوگوں سے کلام کرتا رہا۔ یا اپنی شریعت نازل کرنے کے لئے ایک ہی ملک اس کو پسند آگیا۔ بلکہ وہ ہر ملک اور ہر زمانہ میں ہر قوم پر اپنے روحانی فیضان نازل کرتا رہا ہے۔ ہاں آج سے تیرہ سو برس پہلے جب تمام دنیا میں تاریکی پھیل گئی۔ اور ہر الہامی کتاب میں انسانی ہاتھ دست اندازی کر گئے۔ اور تعلیمیں اپنی اصلی صورت پر نہ رہیں۔ نیز جب قوموں کی فطرتی استعدادیں ترقی کر گئیں۔ اور وہ کسی کامل قانون کے اٹھانے کی اہل ہو گئیں

روپے کے ڈھیروں میں نہیں ہے۔ میں اب اپنی زندگی کا خاتمہ کر رہا ہوں۔ اس لئے کہ میں تنہائی اور افسردگی سے عاجز آگیا ہوں۔ میں جس وقت امریکہ میں ایک معمولی مزدور تھا۔ سو وقت مجھے خوشی حاصل ہوئی تھی۔ اب کروڑ پتی ہو کر صرف یہی نہیں۔ کہ وہ خوشی حاصل نہیں۔ بلکہ اب میری افسردگی کی کوئی انتہا نہیں۔ میں ایسی زندگی پر موت کو ترجیح دیتا ہوں"

نیویارک (امریکہ) کے ایک کروڑ پتی مسٹر بریوسٹر تھے۔ ان کی میم صاحبہ خوبصورتی کے لحاظ سے بہت مشہور تھیں۔ خاوند ایسا دولتمند اور بیوی ایسی خوبصورت۔ کثرت سے لوگوں کی نظروں میں یہ بڑی خوش نصیبی کی باتیں سمجھی جاتی ہیں۔ اس لئے کثرت سے لوگ اس جوڑے کی زندگی کو رشک کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ آپس میں ان کی بہت محبت تھی۔ یہ دونوں پتی پتنی سنہ ۱۹۲۶ میں ان دیہات میں گئے۔ جو ان کے علاقہ میں تھے۔ ایک روز خدمتگاروں نے کیا دیکھا۔ کہ مسٹر بریوسٹر اور ان کی پتنی دونوں مقتول پڑے ہیں۔ اور دونوں کی لاشیں گولیوں سے زخمی ہیں اس خودکشی کا راز بھی دونوں کے مُردہ جسموں کے ساتھ ہی دفن ہو گیا!!! کیسے دردناک اور سبق آموز واقعات!!

گل ستیاناسی کے فوائد

ستیاناسی بوٹی کا پھول زرد رنگ کا ہوتا ہے۔ اس کو اگر توڑا جائے تو زرد سا دودھ نکلتا ہے۔ اگر وہ سلائی سے آنکھوں میں لگایا جائے۔ تو ککرے۔ پڑوال، پانی بہنا، ضعف بصارت کے لئے نہایت مفید ثابت ہوا۔ ایسا ہی ستیاناسی کی شاخ و تنا وزنی ۱ تولہ کوٹ کر باہم سیاہ نمک ۵ تولہ ملا کر ہر دو اشیاء کو لوہے کے تھال میں ڈال کر اوپر سے خوب ڈھانپ کر نیچے آگ جلائی جائے۔ جب تمام خاکستر سیاہ بن جائے۔ تب نیچے اتار کر کھرل میں باریک کر کے سفوف تیار کریں۔ یہ مرکب سفوف کالی کھانسی و دمہ کے لئے اکسیر ہے۔

فوجی جنرل رکابیاں دھوتا ہے

بریگیڈیر جنرل چارلس کف جو آسٹریلیا کے فوج کے ساتھ جنگ عظیم میں شامل ہوئے۔ آج کل جنوبی امریکہ کے شہر کوئٹک میں ایک ہوٹل میں رکابیاں دھونے کا کام کرتے ہیں۔ اس سے پہلے وہ نیویارک میں بھی کچھ عرصہ پہلے یہی کام کرتے رہے۔ ان دونوں ہوٹلوں کے مالکوں کا بیان ہے۔ کہ انہیں ان کا فوجی مرتبہ معلوم نہیں تھا۔

بحری سفر میں متلی کا علاج

سمندر کے سفر میں تقریباً ہر شخص کو متلی کا عارضہ ہو جاتا ہے۔ جسے "سمندری بیماری" کہتے ہیں۔ ڈاکٹروں نے اس کے بہت سے علاج تجویز کئے ہیں۔ لیکن انگلستان کے ایک تازہ اخبار میں ایک صاحب نے اس کا ایک عملی علاج بتایا ہے۔ جو نہایت سادہ اور آسان ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔ کہ میں دو دفعہ انگلستان سے امریکہ اور کئی دفعہ یورپ اور آئرلینڈ گیا ہوں۔ لیکن تیس سال کے دوران میں مجھے صرف ایک دفعہ متلی ہوئی۔ میں اس مرض کا صرف ایک ہی علاج کرتا ہوں۔ جو مجھے ایک سن رسیدہ مسافر نے بتایا تھا۔

ایک تجربہ کار حکیم کی شہادت

بلاشبہ اکسیر البدن بہترین مقوی اعصاب اور مقوی دماغ ہے

جناب مولوی حکیم قطب الدین صاحب جو قادیان کے سب سے پرانے اور تجربہ کار حکیم ہیں۔ وہ اکسیر البدن کے متعلق اپنا تجربہ یوں تحریر فرماتے ہیں "مجھے کمر درد کی سخت شکایت تھی۔ یہاں تک کہ اٹھنے بیٹھنے سے لاچار رہتا۔ آپ کی دوا اکسیر البدن کے استعمال کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل سے صحت بہت اچھی ہو گئی۔ گو اس وقت کوئی تکلیف نہیں ہے مگر احتیاطاً کچھ اور گولیاں استعمال کرنا چاہتا ہوں۔ واقعی یہ گولیاں مقوی اعصاب مقوی دماغ اور مقوی جسم ہیں۔ میں نے خود تجربہ کر کے دیکھ لیا ہے" حکیم قطب الدین طبیب قادیان۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت پانچ روپے محصولڈاک علاوہ ملنے کا پتہ: منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان۔ ضلع گورداسپور پنجاب

اس کا طریقہ یہ ہے۔ کہ کرسی پر بالکل سیدھے بیٹھ جاؤ اور اپنے پاؤں عرشہ جہاز یا فرش سے اٹھا کر خلا میں پھیلا دو۔ اس کے بعد جس طرف جہاز حرکت کرے۔ اسی طرف خود حرکت کرو۔ مثلاً اگر جہاز آگے کی طرف جھک جائے۔ تو تم بھی فوراً آگے کی طرف جھک جاؤ۔ اور اگر جہاز پیچھے کی طرف مائل ہو۔ تو خود بھی پیچھے کی طرف جھک جاؤ۔ غرض اپنی حرکات کو جہاز کی حرکات کے ماتحت کر دو۔ اس طریقے میں پہلے پہل کسی قدر دقت معلوم ہوگی لیکن ایک گھنٹے میں تم ان حرکتوں کے عادی ہو جاؤ گے۔

متلی کی وجہ یہ ہوتی ہے۔ کہ مسافر لوگ جہاز کی حرکت کے بالکل خلاف حرکت کرتے ہیں۔ مثلاً جہاز اگر آگے کی طرف جھکے۔ تو انسان بے اختیار پیچھے کی طرف ہٹنا چاہتا ہے۔ اس کشمکش کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ معدہ میں گڑبڑ ہو جاتی ہے۔ اور "سمندری بیماری" غالب آجاتی ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ لیٹ جانا اچھا ہے۔ لیکن یہ غلط ہے۔ لیٹنے میں پیٹ کے عضلات ڈھیلے ہو جاتے ہیں۔ لیکن سیدھے بیٹھے رہنے سے کمر کے اوپر اور نیچے کے عضلات اپنے قابو میں رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ جو شخص "سمندری بیماری" سے ڈرتا ہو۔ اسے چاہیئے کہ جہاں تک ہو سکے۔ جہاز کے انجن اور مشینری سے دور دور رہے۔ انجن سے جہاز میں جو لرزش پیدا ہوتی ہے۔ وہ ایسی چیز ہے۔ کہ بعض وقت سمندر کے پرسکون ہونے کی حالت میں بھی متلی کا باعث ہو جاتی ہے۔

متلی سے بچنے کا سیدھا سادہ طریقہ یہی ہے۔ سیدھے بیٹھو۔ اپنے پاؤں فرش پر سے اٹھائے رکھو۔ اور جہاز کی حرکتوں کی پیروی کرو:

گرد و غبار کے خطرات

پچھلے دنوں لنڈن میں دو لڑکیاں ایک خاص بیماری سے مر گئیں۔ جس کا نام سیکوسس بتایا جاتا ہے۔ یہ بیماری سانس کے ذریعہ گرد و غبار کے اندر جانے سے پیدا ہوتی ہے۔ اور اس کی علامتیں سب کی سب تپ دق کی سی ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ تشخیص کرنے والے بعض وقت دونوں میں تمیز نہیں کر سکتے۔ دھات کا کام کرنے والے۔ سنگتراش۔ کوئلے کی کانیں کھودنے والے اور اسی قسم کے دوسرے پیشہ ور اس بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ کوئلے۔ پتھر دھات اور مٹی کے ذرے ان کے پھیپھڑوں میں پہنچ کر صحت کو خطرے میں ڈال دیتے ہیں۔

آج کل انگلستان کے ڈاکٹر اس مسئلہ پر غور کر رہے ہیں۔ کہ اس قسم کے پیشہ وروں کی صحت کے تحفظ کے لئے کیا عملی تدابیر اختیار کی جائیں۔

کاغذ کی لگدی کا نیا مصالحہ

جن جن درختوں کی لگدی سے اب تک کاغذ بنایا جاتا ہے۔ وہ عنقریب ختم ہونے والے ہیں۔ اور یہ مسئلہ درپیش ہے۔ کہ اب کونسی نباتات اس کام میں استعمال کی جائیں۔ لکڑی کی بجائے بانس روز بروز زیادہ مقبول ہو رہا ہے۔ اور آئندہ غالباً زیادہ تر لگدی اسی سے تیار کی جایا کریگی۔ برازیل میں ایک درخت کاروا کے نام سے مشہور ہے۔ اسکے ریشے بھی کاغذ بنانے میں عمدہ ثابت ہوئے ہیں۔ اس کے پتے چار فٹ لمبے اور دو انچ چوڑے ہوتے ہیں۔ جن میں لمبے یکساں .. اور شکل و ضخامت [illegible] یہ بہت اچھا [illegible] گا۔ اور ہر قسم کا کاغذ اس سے تیار کیا جاسکیگا:

چیدہ خبریں

—— نواب سکندر حیات خاں صاحب ریاست بہاول پور سے علیحدہ ہو کر شملہ وائسرائے کے پاس پہنچے۔ آپ نے ایک مفصل بیان لکھ کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وائسرائے نے آپ کو دوبارہ بہاول پور کا وزیر اعظم مقرر کر دیا۔

—— ریاست پٹیالہ میں جدید طبی نظام کے سلسلہ میں میر محمود مقبول وزیر خارجہ پٹیالہ نے ۷ ستمبر کو ریاست کے لئے طبی پروگرام کا اعلان کیا۔ اس پروگرام کی رُو سے جا بجا شفا خانے قائم کئے جائیں گے۔

—— افغانستان اور ہندوستان کے درمیان ہوائی ڈاک کا سلسلہ کی تجاویز میں افغان گورنمنٹ برطانیہ سے سمجھوتہ کرنے والی ہے٭

—— حکومت ہند نے مہاراجہ بھرت پور کے لئے احکامات جاری کر دیئے ہیں۔ کہ وہ اب اپنی ریاست میں داخل نہیں ہو سکتے

—— حکومت نے لاہور کے شاہی قلعہ کے متعلق فیصلہ کیا ہے۔ کہ اس کی تاریخی شان کو قائم رکھنے کے لئے قلعہ کی تمام جدید عمارتیں گرا دی جائیں۔ اس تجویز پر عمل بھی شروع ہو گیا ہے۔

—— جنیوا ۱۳ ستمبر۔ تمام دنیا کے مذاہب کی کانفرنس کی جس کا مقصد مذہبی رواداری قائم کرنا ہے کی مجلس منتظمہ نے سفارش کی ہے۔ کہ ۱۹۳۰ء میں کانفرنس کا اجلاس ہندوستان میں منعقد ہو٭

—— جاپان میں ایک نئے مذہب کا آغاز ہوا ہے۔ جس کے پیرو شہنشاہ جاپان کو سورج بنسی تسلیم کرنے سے انکار کر رہے ہیں۔ حکومت اس کی مخالفت کر رہی ہے٭

—— لنڈن کے جدید قانون رائے دہندگی کے مطابق ۵ لاکھ عورتوں کو حق رائے دہندگی دیا جائیگا٭

—— بمبئی ہائیکورٹ میں سبوک بائی نام ایک طوائف نے اندور کے پرانے مہاراجہ سر تکاجی راؤ پر ۱۸۴۰۰۰ کا دعویٰ اس بنا پر دائر کیا ہے۔ کہ مہاراجہ صاحب نے اسے اور اسکی لڑکی کو جیل خانے میں رکھا۔ اور اس کی کچھ جائداد بھی نیلام کر دی

—— گورنمنٹ اس کوشش میں ہے۔ کہ ملک کو نقلی گھی کے نقصانات سے بچانے کے لئے اس کا رنگ۔ اصلی گھی سے مختلف کر دیا جائے۔ چنانچہ یہ تجویز پنجاب گورنمنٹ نے منظور کر لی ہے٭

—— آل پارٹیز کانفرنس لکھنؤ کے فیصلہ کے متعلق پریذیڈنٹ بھارت اچھوت جاتی سبھا نے بیان شائع کیا ہے۔ جس میں آپ لکھتے ہیں۔ کہ ہندوستان کے چھ کروڑ اچھوت نہرو رپورٹ کو منظور کرنے کے لئے تیار نہیں۔ کیونکہ اس میں اچھوتوں کے حقوق کی حفاظت کا خیال نہیں رکھا گیا٭

—— مسٹر سی۔ این اینڈریوز جنیوا اس غرض سے گئے ہیں۔ تاکہ دنیا کے مذاہب کی کانفرنس میں شامل ہو سکیں٭

—— گورنمنٹ زیگو سلاویہ ملک کے لئے قوانین بناتے وقت ان باتوں پر بھی سوچنا چاہتی ہے۔ کہ لاعلاج مریضوں کو ڈاکٹری معاینہ کے بعد مار دیا جائے۔ دوسروں کو خودکشی میں امداد دینے والوں کا جرم قابل تعزیر نہ سمجھا جائے۔ عورتوں کا حمل گرا دینا جرم نہیں ہے۔ عورت یا مرد کے لاعلاج مرض میں مبتلا ہو جانے پر بذریعہ طلاق علیحدگی ہو سکتی ہے۔

—— ہز مجسٹی شاہ کابل نے ہز ایکسیلنسی غازی مصطفےٰ کمال پاشا کو کابل آنے کی دعوت دی ہے٭

—— انڈین ایسوسی ایشن کلکتہ نے گورنمنٹ ہند سے شکایت کی ہے۔ کہ پریس ایکٹ کی ترمیم اس کی تشہیر کے بغیر ہی پاس کی جا رہی ہے٭

—— امیر افغانستان کے بڑے لڑکے پرنس رحمت اللہ کے ولیعہد ہونے کا اعلان کیا گیا٭

—— سائمن کمیٹی کے ایک ممبر مولوی منور علی آسام کونسل میں رزولیوشن پیش کرنے والے ہیں۔ کہ ہندوستان کو جلد از جلد درجہ آزاد نو آبادی کا دیا جائے٭

—— امیر افغانستان کی سیاحت یورپ کے بعد اب شاہ ایران رضا خاں پہلوی کی سیاحت یورپ کا اعلان کیا گیا ہے۔

لاہور شہر کے سابق کوتوال سید نور حسین شاہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کا تنزل ہو کر انہیں ملتان میں بطور انسپکٹر تعینات کیا گیا ہے٭

—— انجمن آزادی ہند کی برانچیں دہلی اور شملہ میں قائم کئے جانے کی تحریک جاری ہے

—— ٹاٹا آئرن سٹیل کمپنی نے اعلان کیا ہے۔ کہ لیبر ایسوسی ایشن کے صدر کے ساتھ مفاہمت ہو جانے پر ہڑتال کھل گئی ہے

—— احمد آباد کانگرس کمیٹی کا خزانچی ۲۷ ہزار غبن کے مقدمہ میں عدالت سے دو سال قید اور ہزار روپیہ جرمانہ کا سزایاب ہوا ہے٭

—— ڈنمارک کے ایک زمیندار نے ایک ایسی ترکیب نکالی ہے۔ جس سے ایک مشین کے ذریعہ دودھ کا تمام پانی کھینچ لیا جاتا ہے۔ اور خشک دودھ کھردرے کاغذ کی مانند پڑا رہتا ہے۔ جس کو برسوں رکھا جا سکتا ہے۔ اور بوقت ضرورت نیم گرم پانی ملا کر اس کو پھر تازہ بنایا جا سکتا ہے۔

—— مہاراشٹر میں سائمن کمیشن کے بائیکاٹ کا پروپگنڈا زور شور سے شروع ہو گیا ہے٭

—— علیگڈھ ۱۴ ستمبر آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کرسمس کی تعطیلات میں اجمیر میں منعقد ہو گی٭

—— اخبار پاؤنیر اس خبر کا ذمہ دار ہے۔ کہ حکومت افغانستان نے دیوبندی علماء کو افغانستان میں داخل ہونے کی ممانعت کر دی ہے

—— دہلی پولیس نے ریاست بھرتپور کے وارنٹ کی بنا پر راجہ کشن صاحب سابق چیف آف دی جنرل اسٹاف ریاست بھرتپور کو گرفتار کر لیا۔ اور بعد از مقدمہ انہیں سزا ہو گئی۔

—— اخبار "شہاب" اس خبر کا ذمہ دار ہے۔ کہ ڈاکٹر مہر دیال سابق سب اسسٹنٹ سرجن حضرو نے اسلام قبول کر لیا ہے٭

—— اخبار مشرق کا بیان ہے۔ کہ مہاراجہ کشمیر کی غیر موجودگی کی وجہ سے ہندو حکام مسلمان رعایا کو بہت دق کر رہے ہیں٭

—— انگلستان میں لیبر ممبر انتہائی کوشش کر رہے ہیں۔ کہ سائمن کمیشن ہندوستان پہنچ کر نہرو کمیٹی کے ممبران سے ملاقات کر کے ہندوستان کی مشکلات کا حل کرے۔

—— حاجی عبد اللطیف بمبئی کونسل میں اس ریزولیوشن کے پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔ کہ سندھ کو بمبئی سے فوراً الگ کر دیا جائے

—— دہلی میونسپلٹی نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ دہلی کی مسلم قومی یونیورسٹی کو ۱۳۰۰ روپیہ کی امداد دی جائے٭

—— یو۔ پی کے ڈاکٹر شفاعت اللہ نے جو میمورنڈم سائمن کمیشن کو بھیجا ہے۔ اس میں لکھنؤ اور الہ آباد دو نو یونیورسٹیوں میں ۴۰ فیصدی ملازمتوں کا مطالبہ کیا ہے٭

—— گجرات میونسپلٹی کا سکرٹری غبن وغیرہ کے الزامات میں معطل ہے۔ سٹی مجسٹریٹ تحقیقات کرے گا٭

—— ٹرکی میں لاطینی حروف میں لکھنا پڑھنا سکھایا جا رہا ہے۔ ہر شخص طالب علم بنا ہوا ہے۔ اب تک تجربہ سے یہ بات ثابت ہوئی

چیدہ خبریں

— نواب سکندر حیات خاں صاحب ریاست بہاولپور سے علیحدہ ہو کر شملہ وائسرائے کے پاس پہنچے۔ آپ نے ایک مفصل بیان لکھ کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وائسرائے نے آپ کو دوبارہ بہاولپور کا وزیر اعظم مقرر کر دیا۔

— ریاست پٹیالہ میں جدید طبی نظام کے سلسلہ میں میر محمود مقبول وزیر خارجہ پٹیالہ نے ۷ ستمبر کو ریاست کے لئے طبی پروگرام کا اعلان کیا۔ اس پروگرام کی رو سے جا بجا شفا خانے قائم کئے جائیں گے۔

— افغانستان اور ہندوستان کے درمیان ہوائی ڈاک کا سلسلہ کی تجاویز میں افغان گورنمنٹ برطانیہ سے سمجھوتہ کرنے والی ہے ؛

— حکومت ہند نے مہاراجہ بھرت پور کے لئے احکامات جاری کر دیئے ہیں۔ کہ وہ اب اپنی ریاست میں داخل نہیں ہو سکتے

— حکومت نے لاہور کے شاہی قلعہ کے متعلق فیصلہ کیا ہے۔ کہ اس کی ماضی کی شان کو قائم رکھنے کے لئے قلعہ کی تمام جدید عمارتیں گرا دی جائیں۔ اس تجویز پر عمل بھی شروع ہو گیا ہے۔

— جنیوا ۱۳ ستمبر۔ تمام دنیا کے مذاہب کی کانفرنس کی جس کا مقصد مذہبی رواداری قائم کرنا ہے کی مجلس منتظمہ نے سفارش کی ہے۔ کہ ۱۹۳۰ء میں کانفرنس کا اجلاس ہندوستان میں منعقد ہو ؛

— جاپان میں ایک نئے مذہب کا آغاز ہوا ہے۔ جس کے پیرو شہنشاہ جاپان کو سورج بنسی تسلیم کرنے سے انکار کر رہے ہیں۔ حکومت اس کی مخالفت کر رہی ہے ؛

— لنڈن کے جدید قانون رائے دہندگی کے مطابق باون لاکھ عورتوں کو حق رائے دہندگی دیا جائیگا ؛

— بمبئی ہائیکورٹ میں سیوک بائی نام ایک طوائف نے اندور کے پرانے مہاراجہ سر تکاجی راؤ پر ۱۸۴۰۰۰ کا دعویٰ اس بنا پر دائر کیا ہے۔ کہ مہاراجہ صاحب نے اسے اور اسکی لڑکی کو جیل خانے میں رکھا۔ اور اس کی کچھ جائداد بھی نیلام کر دی

— گورنمنٹ اس کوشش میں ہے۔ کہ ملک کو نقلی گھی کے نقصانات سے بچانے کے لئے اس کا رنگ۔ اصلی گھی سے مختلف کر دیا جائے۔ چنانچہ یہ تجویز پنجاب گورنمنٹ نے منظور کر لی ہے ؛

— آل پارٹیز کانفرنس لکھنؤ کے فیصلہ کے متعلق پریذیڈنٹ بھارت اچھوت جاتی سبھا نے بیان شائع کیا ہے۔ جس میں آپ لکھتے ہیں۔ کہ ہندوستان کے چھ کروڑ اچھوت نہرو رپورٹ کو منظور کرنے کے لئے تیار نہیں۔ کیونکہ اس میں اچھوتوں کے حقوق کی حفاظت کا خیال نہیں رکھا گیا ؛

— مسٹر سی۔ این اینڈریوز جنیوا اس غرض سے گئے ہیں۔ تا کہ دنیا کے مذاہب کی کانفرنس میں شامل ہو سکیں ؛

— گورنمنٹ زیگوسلاویہ ملک کے لئے قوانین بناتے وقت ان باتوں پر بھی سوچنا چاہتی ہے۔ کہ لاعلاج مریضوں کو ڈاکٹری معاینہ کے بعد مار دیا جائے۔ دوسروں کو خودکشی میں امداد دینے والوں کا جرم قابل تعزیر نہ سمجھا جائے۔ عورتوں کا حمل گرا دینا جرم نہیں ہے۔ عورت یا مرد کے لاعلاج مرض میں مبتلا ہو جانے پر بذریعہ طلاق علیحدگی ہو سکتی ہے۔

— ہز میجسٹی شاہ کابل نے ہز ایکسیلنسی غازی مصطفےٰ کمال پاشا کو کابل آنے کی دعوت دی ہے ؛

— انڈین ایسوسی ایشن کلکتہ نے گورنمنٹ ہند سے شکایت کی ہے۔ کہ پریس ایکٹ کی ترمیم اس کی تشہیر کے بغیر ہی پاس کی جا رہی ہے ؛

— امیر افغانستان کے بڑے لڑکے پرنس رحمت اللہ کے ولیعہد ہونے کا اعلان کیا گیا ؛

— سائمن کمیٹی کے ایک ممبر مولوی منور علی آسام کونسل میں رزولیوشن پیش کرنے والے ہیں۔ کہ ہندوستان کو جلد از جلد درجہ آزاد نوآبادی کا دیا جائے ؛

— امیر افغانستان کی سیاحت یورپ کے بعد اب شاہ ایران رضا خاں پہلوی کی سیاحت یوروپ کا اعلان کیا گیا ہے۔

لاہور شہر کے سابق کوتوال سید نور حسین شاہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کا تنزل ہو کر انہیں ملتان میں بطور انسپکٹر تعینات کیا گیا ہے ؛

— انجمن آزادی ہند کی برانچیں دہلی اور شملہ میں قائم کئے جانے کی تحریک جاری ہے

— ٹاٹا آئرن سٹیل کمپنی نے اعلان کیا ہے۔ کہ لیبر ایسوسی ایشن کے صدر کے ساتھ مفاہمت ہو جانے پر ہڑتال کھل گئی ہے

— احمد آباد کانگرس کمیٹی کا خزانچی ۲۷ ہزار غبن کے مقدمہ میں عدالت سے دو سال قید اور ہزار روپیہ جرمانہ کا سزایاب ہوا ہے ؛

— ڈنمارک کے ایک زمیندار نے ایک ایسی ترکیب نکالی ہے۔ جس سے ایک مشین کے ذریعہ دودھ کا تمام پانی کھینچ لیا جاتا ہے۔ اور خشک دودھ کھردرے کاغذ کی مانند پڑا رہتا ہے۔ جس کو برسوں رکھا جا سکتا ہے۔ اور بوقت ضرورت نیم گرم پانی ملا کر اس کو پھر تازہ بنایا جا سکتا ہے۔

— مہاراشٹر میں سائمن کمیشن کے بائیکاٹ کا پروپگنڈا زور شور سے شروع ہو گیا ہے ؛

— علیگڈھ ۱۴ ستمبر آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کرسمس کی تعطیلات میں اجمیر میں منعقد ہو گی ؛

— اخبار پاؤنیر اس خبر کا ذمہ دار ہے۔ کہ حکومت افغانستان نے دیوبندی علماء کو افغانستان میں داخل ہونے کی ممانعت کر دی ہے

— دہلی پولیس نے ریاست بھرتپور کے وارنٹ کی بنا پر راجہ کشن صاحب سابق چیف آف دی جنرل اسٹاف ریاست بھرتپور کو گرفتار کر لیا اور بعد از مقدمہ انہیں سزا ہو گئی۔

— اخبار "شہاب" اس خبر کا ذمہ دار ہے۔ کہ ڈاکٹر ہر دیال سابق سب اسسٹنٹ سرجن حضرو نے اسلام قبول کر لیا ہے ؛

— اخبار مشرق کا بیان ہے۔ کہ مہاراجہ کشمیر کی غیر موجودگی کی وجہ سے ہندو حکام مسلمان رعایا کو بہت دق کر رہے ہیں ؛

— انگلستان میں لیبر ممبر انتہائی کوشش کر رہے ہیں۔ کہ سائمن کمیشن ہندوستان پہنچ کر نہرو کمیٹی کے ممبران سے ملاقات کر کے ہندوستان کی مشکلات کا حل کرے۔

— حاجی عبداللطیف بمبئی کونسل میں اس رزولیوشن کے پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔ کہ سندھ کو بمبئی سے فوراً الگ کر دیا جائے۔

— دہلی میونسپلٹی نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ دہلی کی مسلم قومی یونیورسٹی کو ۱۲ سو روپیہ کی امداد دی جائے ؛

— یو۔ پی کے ڈاکٹر شفاعت اللہ نے جو میمورنڈم سائمن کمیشن کو بھیجا ہے۔ اس میں لکھنؤ اور الہ آباد دو یونیورسٹیوں میں ۳۰ فیصدی ملازمتوں کا مطالبہ کیا ہے ؛

— گجرات میونسپلٹی کا سکرٹری غبن وغیرہ کے الزامات میں معطل ہے۔ سٹی مجسٹریٹ تحقیقات کرے گا ؛

— ٹرکی میں لاطینی حروف میں لکھنا پڑھنا سکھایا جا رہا ہے۔ ہر شخص طالب علم بنا ہوا ہے۔ اب تک تجربہ سے یہ بات ثابت ہوئی ہے۔ کہ حروف جدید کا سیکھنا بیحد سہل ہے۔ توقع کی جاتی ہے کہ سال دو سال کے عرصہ میں اخبارات شروع سے آخر تک لاطینی حروف میں طبع کرینگے ؛

رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۰۶

ندوستان بھر کے سکولوں اور کالجوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالا سلامی اخبار

از دفتر نور قادیان ضلع گورداسپور رجسٹرڈ
۵۲ بخدمت شریف مولوی کرمداد صاحب
[illegible] نمک کھیوڑہ

ضلع جہلم

یھدی اللہ لنورہ من یشاء

نور

قادیان دارالامان

ایڈیٹر ایس محمد یوسف

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے تین روپے (سے)
" ششماہی " ایک روپیہ بارہ آنے (عہ/ ۱۲)
" سالانہ سرپرستوں سے دس روپے (عـ۱۰)
" " امراء سے پانچ روپے (ہ)
" " ممالک غیر سے ۸ شلنگ

مقاصد

۱۔ اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا۔ اور دیگر مذاہب پر اس کی حقیقت ظاہر کرنا۔
۲۔ سکولوں اور کالجوں میں اشاعت اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا۔
۳۔ دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل اور صحیح جواب دینا۔
۴۔ راعی اور رعایا کے تعلقات کو مستحکم کرنا۔

جلد ۲۰
نمبر (۵۱)
مجریہ بتاریخ ۱۶ ار نومبر ۱۹۲۸ء
ہر مہینہ کی ۳ ۔ ۷ کو قادیان سے شائع ہوتا ہے

خواتین جماعت احمدیہ اور احمدیہ مشن لنڈن کا چندہ

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ نے خواتین جماعت احمدیہ کے متعلق اپنے ایک حال کے مضمون میں جو ارشاد فرمایا ہے۔ کہ انہیں احمدیہ مشن لنڈن میں اضافہ کے لئے ۹ ہزار روپیہ جمع کرنا چاہیئے۔ اس پر مختلف مقامات کی احمدی مستورات جلسے منعقد کر کے چندہ کی کوشش کر رہی ہیں۔ انشاء اللہ تعالےٰ ہم عنقریب انکی مساعی جمیلہ کا ذکر اخبار میں کرینگے۔ اس وقت تک جہاں کی خواتین نے اس بارے میں تاحال کوئی عملی قدم نہ اٹھایا ہو۔ انہیں توجہ دلاتے ہیں۔ کہ وہ بھی جلد سے جلد کام شروع کر دیں۔ اور اپنی کوشش سے مطلع فرمائیں۔ تاکہ اخبار میں ذکر کیا جاسکے۔ جہاں تک ممکن ہو۔ جلد توجہ کرنی چاہیئے۔

افریقہ وغیرہ کے جن خریداروں کی میعاد خریداری ختم ہے۔ وہ اپنے اپنے چندے جلد بذریعہ منی آرڈر بھجوا کر دعا اور شکریہ کا موقعہ دیں۔ کیونکہ افریقہ وغیرہ میں وی پی نہیں جاسکتا۔

سالانہ جلسہ سر پر آگیا۔ دوستوں کو ابھی سے تیاری شروع کر دینی چاہیئے۔ اور ہر بھائی اس بات کا مصمم ارادہ کرلے۔ کہ اس نے جلسہ پر ضرور پہنچنا ہے۔ جلسہ تک ریل بھی جاری ہو جائیگی اور اب تو سفر بھی آرام دہ رہیگا۔

— دہلی میونسپلٹی نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ غرباء میں کمبل اور لحاف تقسیم کرنے کے لئے پانچ ہزار منظور کیا جائے۔

— امیر افغانستان نے ایک قانون بنایا ہے۔ جس کی رو سے ۱۶ سال سے زیادہ عمر کے ہر ایک شخص کے لئے فوجی تعلیم لازمی ہوگی۔

— سانبہ (ریاست جموں) میں مہاراجہ صاحب کے حکم سے اچھوت لڑکوں کو سکولوں میں داخلہ کی اجازت مل گئی ہے۔

— ترکی میں ۴۶ سال سے زیادہ عمر کے مرد اور عورتوں کو پڑھنا سکھلانے کے لئے بارہ ہزار استاد بھرتی کئے گئے ہیں۔

— بٹلر کمیٹی کی رپورٹ جو ہندوستانی ریاستوں کے مستقبل کا فیصلہ کرنے کے لئے مقرر ہے کرسمس تک تیار ہو جائیگی۔

— بمبئی ہائیکورٹ کے جج ہندوستان میں سپریم کورٹ کی قائمی کے خلاف ہیں۔ ایک وجہ یہ ہے۔ کہ اس کے لئے کوئی مرکزی مقام نہیں۔

— باردولی کے ستیہ آگرہیوں پر چوتھائی جرمانہ کے نام سے جو جرمانہ ہوا تھا۔ بمبئی گورنمنٹ نے اس کے معاف کئے جانے کے احکام صادر کر دیئے ہیں۔

— سکھ سنٹرل لیگ نے گورنمنٹ سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ مہاراجہ نابھ کو آزاد کر دیا جائے۔

— خبر ہے۔ کہ ماہ نومبر میں کابل میں ایشیائی کانفرنس کا سالانہ اجلاس منعقد ہوگا۔ صدارت کے لئے مہاراجہ مہندر پرتاب کا نام تجویز ہوا ہے۔

— افغانستان سے ۲۰ فوجی افسر بہت جلد انگلستان جانے والے ہیں۔ اندازہ کیا جاتا ہے۔ کہ لازمی فوجی تعلیم کی وجہ سے وہاں ۲۰ لاکھ فوج تیار ہے۔

— گورنمنٹ ایک ایسی تجویز پر غور کر رہی ہے۔ جس کے مطابق صوبہ دہلی کا ایک علیحدہ گورنر مقرر کیا جائے گا۔

— راولپنڈی کی اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ چترال کے طول و عرض میں ٹیلیفون کا سلسلہ قائم کر دیا گیا ہے۔ مقامی طور پر اور ٹرنک لائن پر بذریعہ ٹیلیفون گفتگو کرنے والوں سے کوئی فیس نہیں لی جاتی۔

— اخبار ہند (سورت) جس نے رسول کریم کی ذات اقدس پر ایک نہایت دل آزار اور کمینہ حملہ کر کے مسلمانوں کو صدمہ پہنچایا تھا سشن سپرد کر دیا گیا ہے۔

ست سلاجیت

خون پیدا کرتی اور قوت جسمانی کو بڑھاتی ہے۔ ابتدائی سل۔ دق۔ دمہ۔ کھانسی۔ ریزش۔ کمزوری سینہ کو رفع کرتی ہے۔ گردہ اور مثانہ کو طاقت دیتی ہے۔ بدن کو فربہ اور ہڈیوں کو مضبوط کرتی ہے۔ جریان یا کسی اور وجہ سے جن کی کمر میں درد ہو۔ ان کے لئے اکسیر ہے۔ دماغ کو طاقت بخشتی ہے۔ چوٹ لگ جائے۔ تو تھوڑی سی کھا لینے سے درد موقوف ہو جاتا ہے۔ مرد۔ عورت۔ بچے۔ بوڑھے اور جوان کو یکساں مفید ہے۔ ہر موسم میں استعمال ہو سکتی ہے ایک چھٹانک سے کم روانہ نہیں ہوتی۔ قیمت فی چھٹانک ایک روپیہ بارہ آنے۔ ملنے کا پتہ۔ مینجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ۔ قادیان ضلع گورداسپور۔ پنجاب

(... بال بازار امرتسر میں باہتمام شیخ عبدالمجید پرنٹر کے چھپا۔ اور شیخ محمد یوسف پبلشر نے نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب سے شائع کیا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ناکام شدھی

"ہم نے گذشتہ اشو میں مہاشہ سنت رام۔ بی۔ اے سکرٹری جات پات توڑک منڈل لاہور کے مضمون ۱۸ر اکتوبر کے پرتاب سے لے کر تحریک شدھی اور اس کے نتائج کے متعلق بعض اقتباسات دیئے تھے۔ مگر یہ مضمون اس قدر اہمیت رکھتا ہے۔ اور اپنے رنگ میں ایک تاریخی مضمون ہے اس لئے یہ مناسب سمجھا گیا۔ کہ اس اخبار میں ۱۸ر اکتوبر کے پرتاب کا وہ سب مضمون درج کردیا جائے۔ یہ مضمون بتلاتا ہے۔ کہ تحریک شدھی میں آریہ سماج کو سخت ناکامی ہوئی۔ کیونکہ آریہ سماج نوواردوں کو کوئی ورن (درجہ) دینے کے لئے تیار نہیں۔ روٹی اور بیٹی کے تعلقات یعنی کھان پان اور رشتے ناطے کے معاملات میں ان نوواردوں کو شدید مشکلات پیش آتی ہیں۔ اور یہ نہ ادھر کے رہتے ہیں۔ اور نہ ادھر کے۔ اور اگر یہ کہا جائے۔ جیسا کہ اس مضمون میں بھی ایک جگہ صاف الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے۔ کہ ان نوواردوں کی حالت پہلے سے بھی بدتر ہو جاتی ہے۔ تو یہ زیادہ مناسب ہوگا کیونکہ یہ شدھی کسی مذہبی رنگ سے نہیں۔ شروع کی گئی۔ بلکہ ایک سیاسی رو ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ اس کے بالمقابل اسلامی تبلیغ میں جہاں نووارد کے لئے روحانی اور مجلسی زندگی میں مساوات موجود ہے۔ وہاں آریہ شدھی میں یہ بات نام کو بھی نہیں۔ مگر مسلمانوں کو اس سے خوش ہوکر تبلیغی رو کو سست نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ آج کی ہندو فضاء اور آج سے بیس برس قبل کی ہندو فضاء میں بہت فرق ہے۔ اور کون کہہ سکتا ہے۔ کہ بیس سال بعد کیا ہوگا۔ آریہ سماج میں بناوٹی یا غیر بناوٹی بھوک کی خواہش تو پیدا ہو چکی ہے۔ مگر ہاضمہ نہیں اور جب قوت ہاضمہ بھی پیدا ہوگئی۔ تو پھر اسلام کے لئے ہندوستان میں جس خطرہ کا سامنا ہو سکتا ہے۔ وہ اظہر من الشمس اور اس کا ایک ہی علاج ہے۔ کہ ہم اپنی تبلیغی تحریک کو بہت تیز بنائیں۔ اور ہر ایک مسلم اپنے پر یہ فرض قرار دے لے۔ اور وہ اپنے دل میں یہ عہد کرلے۔ کہ ایک سال میں دو ورنہ ایک ہستی کو دین برحق سے ضرور مستفیض کر دینا ہے۔ تو دیکھو گے چند سالوں میں ہی نقشہ کیا سے کیا ہو جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)"

[illegible] بہت [illegible] گو [illegible] انشا سے بھرے ہیں۔ ہم تو سچائی ہے۔ چاہے کڑوی ہے۔ بہت سے بھائی پوچھینگے۔ ہم اخباروں میں روز شدھی اور چھوت ادھار کے سماچار پڑھتے ہیں۔ کہ آج فلاں جگہ اتنے لوگ شدھ ہوئے۔ اور آج فلاں جگہ اتنے اچھوتوں کو یگیوپویت دیئے گئے۔ پھر تم کیسے کہتے ہو۔ کہ شدھی اور اچھوت ادھار کی تحریک کامیاب نہیں۔

اوتر ایہی مہا نویدن ہے۔ کہ کسی کو جھوٹا کہنے کی اوشکتا نہیں۔ پرمیشور نے آپ کو آنکھیں دی ہیں۔ آپ خود دیکھ سکتے ہیں۔ کہ اس سمے ہندو سماج میں دوسرے دھرموں سے کتنے لوگ شدھ ہو کر آئے ہیں۔ جن کی شدھی کی خبریں اخباروں میں موٹے اکشروں میں چھپتی رہی ہیں۔ ان کی تعداد کم سے کم پانسو تو ہوگی۔ مگر ان میں سے مجھے بیس کے نام تو گنا دیجئے۔ جو آج بھی ہندو ہوں۔ وہ سب کے سب واپس نہیں لوٹ گئے۔

پچھلے دسمبر مہینے میں لاہور میں تین چار مسلمان شدھ ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک شخص جس کا نام پنڈت دیانند رکھا گیا تھا عربی کا بہت بڑا عالم کہا جاتا تھا۔ آریہ سوراجیہ سبھا نے ان کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملائے تھے۔ ان کی شدھی پر بڑا اہرش پرگٹ کیا گیا تھا۔ سارے مسلمان جگت کو چیلنج دیا گیا تھا۔ پرنتو آج وہ دیانند کہاں ہے؟ تیج (دہلی) کے منشی پریم چند سابق شیخ انعام الحق آج کہاں ہیں؟ لاہور کے قریب جن مسلمان شدہ بازیگروں میں سے چند ایک کو دوبارہ شدھ کرنے پر آریہ سوراجیہ سبھا نے خوب اشتہار بازی کی اور دھن اکٹھا کیا تھا۔ وہ آج کس دھرم میں ہیں۔؟ ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ ۵۰ فیصدی سے بھی زیادہ لوگ واپس چلے گئے ہیں۔

ملکانوں کی شدھی پر بڑا فخر کیا جاتا تھا۔ تھی بھی وہ بڑے فخر کی بات۔ مگر جو لوگ سچائی کو جانتے ہیں۔ وہ بڑے متفکر ہیں۔ ملکانوں کی شدھی کی جو رپورٹ سمے سمے پر سماچار پتروں میں چھپتی رہی ہے۔ اس کے انوسار شدھ ہونے والوں کی گنتی ڈھائی لاکھ سے کم نہیں پہنچی۔ مگر مجھے ایک بھائی سے جو شدھی کے پرچارک ہیں۔ یہ جان کر بڑا دکھ ہوا۔ کہ جن ملکانوں کے ساتھ ہندوؤں کا کھان پان ہے۔ ان کی تعداد اس سمے ۲۰ ہزار سے زیادہ نہیں باقی ملکانے پہلے کی طرح ہی الگ کے الگ ہیں۔ نہ ان کی بیٹی کوئی ہندو لیتا ہے۔ اور نہ اپنی ان کو دیتا ہے۔ جب وہ شکایت کرتے ہیں۔ تو انہیں کہا یہ جاتا ہے۔ کہ تم آپس میں ہی بیاہ شادی کرلیا کرو۔ مگر وہ کہتے ہیں۔ اگر ہمیں آپس میں ہی بیاہ شادی کرنی تھی۔ تو تمہارے ساتھ ملنے کا ڈھونگ کرنے کی آوشیکتا ہی کیا تھی؟ پھلا ان لوگوں میں سے تو بہت سے اپنی پہلی حالت میں واپس چلے گئے ہیں۔ اور باقی بیچ میں لٹکتے ہوئے کسی ٹھوکر کی راہ دیکھ رہے ہیں۔

کلکتہ میں ہندو مشن نام کی کوئی سوسائٹی ہے۔ اور اس کے بڑے کارکن نام سے سنیاسی جان پڑتے ہیں۔ ان کے دوارا کی جانے والی شدھیوں کی جو رپورٹ سماچار پتروں (اخباروں) میں چھپا کرتی ہے۔ وہ اتنی ناقابل اعتبار ہوتی ہے۔ کہ پڑھ کر ہنسی آتی ہے۔ سوامی جی مہاراج ایک ایک دن میں ۲۰-۲۰ ہزار عیسائیوں کو ہندو بنا ڈالتے ہیں۔ اس مشن کے کام کی رپورٹ کو پڑھ کر مجھے بھی بڑی حیرانی ہوا کرتی تھی۔ پرنتو جب پتہ لگا۔ تو ساری باتیں ہوائی قلعے اور شیخ چلی کی کہانیاں سدھ ہوئیں۔ جو بھولے بھالے ہندوؤں اور خاص کر مارواڑیوں کو پرسن کرکے اپنا سوارتھ سدھ کرنے کے لئے گھڑی اور شائع کی جاتی ہیں۔ حقیقت میں ۲۰ ہزار تو دور بیس کی بھی شدھی نہیں ہوتی۔ کیا ایسے خیالی پلاؤ سے ہندو سماج کا حقیقی فائدہ ہو سکتا ہے۔

اب ذرا اچھوت ادھار (نیچوں کی اصلاح) پر روشنی ڈالئے۔ جس کے لئے بڑے بڑے دھن کوبیر اپنے اپنے خزانے کھولے رکھتے ہیں۔ اس تحریک کی ناکامی کا ایک بڑا ثبوت یہ ہے۔ کہ جن کو اچھوت کہا جاتا ہے۔ خود ان کے اندر اس تحریک کے خلاف جذبہ پیدا ہوگیا ہے۔ ان کا کہنا ہے۔ کہ ورن دھاری ہندو ہمارے ادھار کے بہانے ہم میں پھوٹ ڈال رہے ہیں۔ اور ہمیں بے عزت کرتے ہیں۔ وہ ہمیں سماج میں سمان (برابری) کا ادھیکار دینے کو تیار نہیں۔ سرکار میں کیول ہندوؤں کی سنکھیا ادھک دکھا کر ہمارے راج نیتک ادھیکار (سیاسی حقوق) آپ ہڑپ کر جانا چاہتے ہیں۔ ہم میں سے جن لوگوں کو وہ شدھ کر لیتے ہیں۔ وہ ہم سے تو الگ ہو جاتے ہیں۔ مگر بیاہ کا کوئی سامجک ادھیکار (مجلسی حق) نہیں دیتے۔ اس لئے وہ بیچارے نہ ادھر کے رہتے ہیں اور نہ ادھر کے۔

اچھوتوں کے سامنے اس سمے ہندو اور سکھ جاٹوں اور راجپوتوں اور مسلمانوں کی مثال ہے۔ وہ دیکھتے ہیں۔ کہ یہ لوگ سرکار کی کرپا سے اپنے لئے خاص حقوق حاصل کرکے مضبوط ہو گئے ہیں۔ ابتدا میں چاہے سائمن کو کسی نے کتنا ہی برا بھلا بھی کہا ہو۔ مگر اس وقت کانگرس تک بھی ان کی چاپلوسی کرکے ان کو

خاص حقوق دے رہی ہے۔ اس وقت کسی کو بھی انہیں دیش کے دشمن یا ہندو مفاد کے شترو کہنے کا حوصلہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح ہمارا ابھی بھلا (فائدہ) سرکار کے ساتھ رہنے میں ہی ہے۔ اس لئے انہوں نے آدھی دھرم منڈل نام کی ایک سوسائٹی بنائی ہے۔ اور وہ ہندو لیڈروں کو اپنا لیڈر تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ ان پر سے ان کا وشواش اٹھ چکا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ خود غرضی کے لئے ہی یہ لیڈر اس وقت ہمیں اپنے پنجے میں پھنسائے رکھنا چاہتے ہیں۔ جو لوگ پبلک میں ہمیں خوش کرنے کے لئے اپنا بھائی کہتے ہیں۔ اور گلے میں ہار ڈلنے کے بعد گھر جا کر کپڑوں سمیت اشنان کرتے ہیں۔ ان کی صدق دلی پر ہمیں وشواش (یقین) نہیں۔ ہمارے نام ماتر اودھار کے لئے لالہ لاجپت رائے جی اور مالوی جی جو تین چار ہزار روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ وہ ۹۹ فی صدی تو اونچی ذات کے نوجوانوں کی پاکٹ میں ہی جاتا ہے۔ جو معقول تنخواہیں دیکر ہمارے سدھار کے لئے بھیجے جاتے ہیں۔ اس روپیہ میں سے ہمیں تو ایک پھوٹی کوڑی بھی نہیں ملتی۔

کوئی پچیس برس ہوئے مہاتما منشی رام جی نے کچھ رہتیہ پریوار شدھ کئے تھے۔ اس سمے لوگوں نے ان کے ہاتھ کا کھانا بھی لیا تھا۔ مگر آج ان کی حالت کیا ہے۔ رہتیہ پھر اچھوت کے اچھوت ہیں۔ شدھ ہوئی رہتیہ برادری کے ایک نوجوان انٹرنس پاس میرے متر ہیں۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ ہم بڑی آفت میں پھنس گئے ہیں۔ جس برادری کو اشدھ (ناپاک) سمجھ کر ہم چھوڑ آئے ہیں۔ ان سے تو ہم ملتے نہیں۔ ادھر ہندو لوگ ہمیں لیتے نہیں۔ اس لئے بیاہ شادی کے لئے ہمیں بڑی دقت ہوتی ہے۔ اتنی دیر سے شدھ ہو جانے پر بھی ہم عملی طور پر اچھوت کے اچھوت ہی ہیں۔

گورداسپور ضلع میں ڈوم نام ایک اچھوت جاتی ہے کچھ برس ہوئے آریہ سماج نے انہیں شدھ کیا تھا۔ مگر ان کو اپنے اندر جذب کرنے کی بجائے "مہاشہ قوم" کے نام سے ایک الگ ذات بنا دی گئی ہے۔ آج اس علاقہ میں اونچی ذات کا کوئی بھی ہندو آریہ سماجی اپنے نام کے ساتھ مہاشہ شبد کا استعمال پسند نہیں کرتا۔ اب آپ خود ہی سوچیے۔ کہ یہ اچھوت اودھار کی کامیابی کی نشانیاں ہیں یا ناکامیابی کی؟

مولانا محمد علی نے بھائی پرمانند سے ٹھیک کہا تھا۔ کہ آپ کی شدھی اور اچھوت اودھار اسلامی تبلیغ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ دیکھئے آج ہی ایک بھنگن کو مسلمان کر کے اپنی بیگم بنا سکتا ہوں۔ پر کسی بھی مسلمان بننے والے یوگیہ ہندو کے ساتھ اپنی کنیا کا بیاہ کر سکتا ہوں۔ کیا آپ یا مالوی جی میں یہ حوصلہ ہے اگر نہیں تو آپ شدھی کا شور مچا کر ہمیں کیوں چڑاتے ہیں۔ مولانا کو بھائی جی نے کیا اوتر دیا، سو ہم نہیں جانتے۔ پر ہماری انتر آتما کہہ رہی ہے۔ کہ سارے ہندو سماج کے پاس اس کا کوئی اوتر نہیں۔

کچھ برس کی بات ہے۔ جوالا پور (ہردوار) میں ایک مولوی صاحب اور پنڈت مراری لال کا شاستر ارتھ ہو رہا تھا۔ مولوی صاحب آریہ سماجی پنڈت کی زبردست دلائل کی تاب نہ لا سکے۔ وہ بہت گھبرا گئے۔ پنڈت جی کی فتح پر ہندو جنتا پھولی نہ سماتی تھی۔ انت کو مولوی صاحب نے باآواز بلند کہا۔ پنڈت جی مہاراج! میں کہتا ہوں۔ اسلام سچا ہے۔ اور آپ کہتے ہیں۔ کہ ویدک دھرم۔ میری اور آپ کی دلیلیں پبلک نے سن لیں۔ مگر دونوں دھرموں میں سے حقیقت میں کون سچا ہے۔ اس کا فیصلہ ابھی ہو جاتا ہے۔ میں ویدک دھرم کو سچی سمجھ کر ابھی اسلام کو چھوڑتا ہوں۔ اور ہندو بنتا ہوں۔ میرے لڑکے بھی ہیں اور لڑکیاں بھی۔ آپ میری لڑکیاں لیجئے۔ اور اپنی لڑکیاں دیجئے۔ تب میں مانونگا۔ آپ کا دھرم عالمگیر اور آپ کی دلیل سچی ہے۔ اگر یہ ہمت نہیں۔ تو آئیے اسلام میں آپ اپنی لڑکیاں بھی نہ دیجئے میں آپ کے لڑکے کو اپنی لڑکی دیتا ہوں۔

مولوی صاحب کے یہ شبد کیا تھے۔ پنڈت جی کے لئے آسمان سے بجلی کا گرنا تھا۔ پنڈت جی چپ رہ گئے۔ ان سے کچھ بھی اتر نہ بن پڑا۔ تب مولوی صاحب نے کہا۔ کیا اسی بل بوتے پر اسلام کی زبردست لہر کو روکنا چاہتے ہو۔ اسلام ایک جیتا جاگتا دھرم ہے۔ وہ تمہاری ان لفاظیوں سے کچلا نہیں جا سکتا۔

آج تک ہندو سماج کے پاس مولوی صاحب کے چیلنج کا کوئی اتر نہیں۔ آج کل جتنے بھی مسلمان مرد شدھ ہو کر آریہ دھرم میں آتے ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر مفت خور اور نکمے ہوتے ہیں۔ پھر مسلمان استریاں تو صرف وہی شدھ ہوتی ہیں۔ جن کا کسی کے ساتھ پہلے ہی آچار (اخلاق) بگڑ چکا ہوتا ہے کوئی بھی معزز مسلمان پریوار شدھ نہیں ہوتا۔ میرے ان شبدوں سے شاید شدھی سبھا کے کارکن ناراض ہو جائیں۔ مگر یہ ایک ایسی سچائی ہے۔ جسے جھٹلایا نہیں جا سکتا۔

کیا کارن ہے۔ کہ معزز مسلمان پریوار ویدک دھرم میں ہی نہیں آتے۔ دو شبدوں میں اس کا کارن ہے۔ ہندوؤں کی جات پات۔ اس جات پات کے کارن ہندو ان نئے آنے والے بھائیوں کو پورے مجلسی حقوق نہیں دیتے۔ ان کے ساتھ روٹی بیٹی کا سمبندھ کرنے کو تیار نہیں ہوتے۔ نتیجہ ایک ساناجک ہانی ہے۔ بیاہ شادی کی بنا اس کے لئے ساری عمر گذار دینا کٹھن ہے۔ اس لئے وہ لوگ ویدک دھرم میں آنا پسند نہیں کرتے۔ دوسرے ہندو ہو جانے پر بھی وہ عملی طور پر تا زندگی غیر ہندو ہی بنے رہتے ہیں۔ مسلمان ہونے کا کلنک ان پر سے ساری عمر نہیں مٹتا۔ ادھر ہندو بھی مجبور ہیں۔ ان کی بیاہ شادی سب اپنی اپنی جات کے بھیتر ہی ہوتی ہے۔ کیونکہ نئے آنے والے کی کوئی جات نہیں ہوتی۔ اس لئے کوئی ہندو اسے اپنی لڑکی دینے کو تیار نہیں ہوتا اگر ہندو جات پات کے ڈھکوسلے کو چھوڑ کر گن۔ کرم۔ اور سوبھاؤ کے انوسار بیاہ کرنے لگ جائیں۔ تو تھوڑے ہی عرصے میں لاکھوں مسلمان معزز اور کلین پریوار ویدک دھرم کو گرہن کریں گے۔

ہندوؤں کے سارے زوال کا مول کارن ان کے سماج روپی شریر (مجلسی جسم) کا تپ دق۔ جنم مولک جات پات ہے۔ اچھوت پن۔ سنگٹھن کا نہ ہونا۔ شدھی کی ناکامیابی۔ مسلمانوں دوارا پٹنا۔ یہ سب اسی مہا روگ کے باہری لکشن ہیں۔ وہ خود روگ نہیں۔ مگر ہمارے لیڈر لوگ مول روگ کی چکتسا پر دھیان نہ دیکر اس کے باہری لچھنوں کو دور کرنے کا یتن کر رہے ہیں۔ پرنتو جب تک شریر کے بھیتر زہریلا مادہ موجود ہے۔ جب تک روگ کی جڑ نہیں کٹتی۔ تب تک بیرونی علامتوں کا علاج کرنے سے بیمار تندرست نہیں ہو سکتا۔ دوسروں کو سدھارنا آسان ہے۔ پرنتو اپنا سدھار کرنا کسی اونچ آتما کا ہی کام ہے۔ شدھی اور اچھوت اودھار میں کیول روپے ہی دیدینے پڑتے ہیں۔ اپنے پر کوئی ذمہ داری نہیں آتی۔ مگر جات پات توڑنا آتم سدھار ہے اس کے دوارا ہم عملی طور پر یہ دکھاتے ہیں۔ کہ ہمارے اندر جنم سے اونچ نیچ کا بھاؤ موجود نہیں۔ ہم ہندو ماتر کو سچے ارتھوں میں اپنا برابر کا بھائی سمجھتے ہیں۔ ہمارے نے ہماری۔

تنگ برادری کے تھوڑے سے لوگ ہی ہندو نہیں۔ بلکہ یہ سارا ہندو سماج ہماری برادری ہے۔ اس میں جہاں چاہیں گن۔ کرم اور سوبھاؤ کے انوسار بیاہ کر سکتے ہیں۔ اس لئے آنتم شدھی جات پات توڑنے سے ہندو گھبراتے ہیں۔ مگر یہ ایک اٹل سچائی ہے۔ کہ اگر ہندوؤں نے جات پات کو نشٹ نہ کیا۔ تو جات پات ان کو نشٹ کر دیگی ؛؛

یہی مہاشے ۱۲ر نومبر کے پرتاپ میں پھر لکھتے ہیں۔ کہ میں نے ۱۸ر اکتوبر کے پرتاپ میں "شدھی کا ڈھونگ" کے عنوان سے ایک لیکھ لکھ کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی۔ کہ جب تک ہندوؤں میں جات پات موجود ہے۔ تب تک شدھی۔ اچھوت اودھار اور سنگٹھن سب نسپھل ہے۔ اس میں میں نے انیک ایسے لوگوں کے نام بھی دیئے تھے۔ جو شدھ ہو جانے کے بعد سماجی حقوق نہ ملنے کے کارن پھر مسلمان یا عیسائی ہو گئے۔ میرا اُدیش کسی خاص شدھی سبھا یا سوسائٹی پر چوٹ کرنا نہ تھا۔ ملکانوں کی شدھی کے بارے میں میں نے یہ بات کہیں نہیں لکھی۔ کہ بھارتیہ شدھی سبھا کے شدھ کردہ یا انیہ سنسکار سمتی دوارا شدھ کردہ ملکانے واپس چلے گئے ہیں میں نے تو عام طور پر لکھا تھا۔ کہ شدھ شدہ ملکانوں کے ساتھ ہندو ٹھاکر روٹی بیٹی کا تعلق نہیں رکھتے۔ لہذا ان لوگوں میں سے بہت سے لوگ اپنی پہلی حالت میں واپس چلے گئے ہیں۔ اس پر سوامی سوتنترانند جی وائس پریذیڈنٹ بھارتیہ شدھی سبھا نے تردید شائع کرائی ہے۔ مجھے سماچار دینے والے خود شدھ شدہ سجن ہیں۔ اور شدھی کے زبردست پرچارک ہیں۔ اگر میری واقفیت غلط ہو۔ تو مجھ سے بڑھ کر خوشی اور کسی کو نہ ہو گی۔ مگر دکھ تو یہ ہے۔ کہ میں نے جتنی تحقیقات کی ہے۔ اس سے مجھے اپنے خبر دینے والے کی بات غلط ثابت نہیں ہوئی۔ میرا سوامی جی سے نویدن ہے۔ کہ آپ کرپا کر کے ان شادیوں کی فہرست شائع کر دیں۔ جن میں شدھ شدہ ملکانوں کو ہندو ٹھاکروں نے اپنی لڑکیاں دیں بس ساری حقیقت معلوم ہو جاویگی۔ کل ہی یو۔پی کے ایک سجن میرے لیکھ کو ٹھیک بتاتے ہوئے کہتے تھے۔ کہ کم از کم مین پوری اور فرخ آباد کے ضلعوں میں شدھ شدہ ملکانوں کے ساتھ سناتنیوں کی روٹی بیٹی کا کچھ بھی سمبندھ نہیں۔ اور تو اور آپ [illegible] ماہواری رسالہ شدھی سماچار کے اکتوبر ۱۹۲۸ء کے پرچے میں شری ست الیشور شرن جی ایم۔ اے نے بھی یہی شکایت کی ہے۔ دیکھیئے وہ لکھتے ہیں۔ "کئی شدھ کئے ہوئے منشیوں کے ہاتھ سے ہم نے مٹھائیاں بھی گرہن کی ہیں۔ کنتو اس کے بعد اپنے سماج میں ہم نے ان شدھ ہوئے لوگوں کو کونسا استھان دیا ہے۔ ستیہ مجھے یہ کہنے کے لئے پریرت کرتا ہے کہ ہم اس معاملے میں گمبھیر نہیں رہے ہیں" جو بات الیشور شرن جی نے دبے لفظوں میں کہی ہے۔ وہی میں نے ذرا اسپشٹ شبدوں میں کہہ دی تھی ؛؛

نویدک:۔ سنت رام منتری جات پات توڑک منڈل لاہور)

شذرات

توبہ اور آریہ سماج

اسلام مسئلہ توبہ کا قائل ہے۔ آریہ سماج اس کا منکر۔ مگر سچ میں ایک ایسی طاقت ہے۔ کہ وہ کبھی نہ کبھی بے ساختہ منہ سے نکل ہی جاتا ہے۔ ۱۳ر اکتوبر کے پرتاپ میں سوامی ستیانند صاحب کا لیکچر شائع ہوا ہے۔ جس میں آپ ایک جگہ فرماتے ہیں۔ کہ سوارتھی (خود غرض) آدمی بڑا پاپی ہوتا ہے۔ وہ تیاگ (قربانی) نہیں کر سکتا۔ خود غرض آدمی سے خواہ کچھ ہی کرا لو۔ وہ خود غرضی میں پھنس کر بڑے سے بڑا کام کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ لیکن پرماتما کا نام لینے اور پشچاتاپ (توبہ) کرنے سے پاپی انسان دھرماتما (بزرگ) ہو جاتا ہے ؛

نوٹ:۔ پشچاتاپ اور توبہ میں صرف الفاظ کا فرق ہے۔ معنے اور مطلب ایک ہی ہے۔ اگر اسی طرح ہم خالی الذہن ہو کر ہر ایک مذہبی مسائل پر تدبر سے کام لیں۔ تو کبھی آریہ سماج اور مسلمانوں کو باہمی مباحثات کی الجھن میں پڑنے کی ضرورت ہی نہ پڑے ؛

وہ بھی دیکھا یہ بھی دیکھ

مہاشہ سنت رام کی رپورٹ شدھی کے متعلق آپ نے اس اخبار میں ملاحظہ کی۔ مگر باوجود ان ناکامیوں کے ہندوؤں کے حوصلے پست نہیں۔ وہ شدھی کے میدان میں ایسے ہی سرگرم ہیں جیسا کہ پہلے تھے۔ ۱۳ر اکتوبر کا پرتاپ لکھتا ہے۔ کہ مسٹر للت داس برہمچاری گارڈ (بنگال) کے پہاڑی علاقوں میں شدھی کا پرچار کر رہے ہیں ان کی ایک تازہ رپورٹ مظہر ہے۔ کہ وہاں ۱۳ ہزار اشخاص نے جو کچھ عرصہ ہوا عیسائی بنائے گئے تھے۔ ہندو دھرم میں پرویش کر لیا ہے" کیا یہ خبر کسی مزید حاشیہ کی محتاج ہے کہ کیا اس کو پڑھ کر بھی ہم مسلمان اپنی تبلیغی ذمہ داری کو نہیں پہچانیں گے۔

کس برتے پر تتا پانی

۱۴ر اکتوبر کا پرکاش لکھتا ہے۔ کہ اجمیر کے سالانہ جلسہ کے سمے (موقع) ایک سہ بھوج ہوا کرتا ہے۔ جس میں اونچ نیچ کا کوئی خیال نہ رکھتے ہوئے آریہ ماتر کو سمیلت (شامل) ہونے کا ادھیکار ہے۔ گزشتہ سال اس بھوج نے دلت اُدھار کے کار (نیچ اقوام کی اصلاح) کو وہاں بہت لابھ پہنچایا تھا۔ اور جب بھنگی اور چماروں کے ساتھ ان کے ہاتھ کا پروسا (دیا) ہوا کھانا اچیہ جاتی کے ہندوؤں نے کھلے بندوں کھایا۔ تو دلت اودھار کے ورودھیوں (مخالفوں) کی آنکھیں کھل گئیں۔

اس سال کے سالانہ اتسو کے سمے یہ سہ بھوج پھر ہوا لیکن اس سے وہ لابھ نہیں ہوا۔ جو سہ بھوج کا اُدیش تھا ؛

کارن (سبب) یہ کہ جہاں گزشتہ سال آریہ سماج کے ادھکاریوں نے اس بات کی پرواہ نہ کی کہ کون سہ بھوج میں سملت ہوتا ہے۔ اور کون نہیں۔ دلتوں کو پورے ادھکار (حق) ساتھ بیٹھ کر کھانے اور پروسنے کے دیئے تھے۔ اس سال ورودھیوں سے ڈر کر یا اپنی کمزوریوں کی وجہ سے ادھکاریوں نے ان میں سے پروسنے کا ادھکار ان سے چھین لیا" کیا اسی حوصلہ پر آریہ سماج شدھی کی ڈینگیں لگایا کرتی ہے۔ یہ اسلام کو ہی شرف ہے۔ کہ آدھ منٹ کے اندر اندر ہی ایک چوہڑا اور چمار بھی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہکر شیخ صاحب کی پدوی حاصل کر سکتا ہے۔ اور ایک سید بھی اس کے ساتھ ملکر کھانے کو فخر سمجھتا ہے۔

پھر وہی رٹ

۱۴ر اکتوبر کا پرکاش لکھتا ہے۔ کہ صرف مسلمان ہی نہیں۔ بلکہ احمدی بھی وقت تھا کہ کثرت ازدواج کو خدائی رحمت کا سرچشمہ سمجھتے تھے۔ اور اس کے حق میں ایسی فضول دلائل پیش کرتے تھے۔ کہ جن پر انسانیت کے معنی سمجھنے والوں کو ہنسی آتی تھی"

نوٹ:۔ اگر تعدد ازدواج ایسی ہی بری چیز تھی۔ تو شری رام چندر جی مہاراج کے والد مکرم اور شری کرشن جی مہاراج اور مہارشی یاگولکیہ وغیرہ کے متعلق اڈیٹر صاحب پرکاش کا کیا خیال ہے۔ برا ماننے کی بات نہیں خود نیوگ بھی تو تعدد ازدواج کی ہی ایک بگڑی ہوئی صورت ہے ؛

طلاق کی ضرورت آریہ نقطہ خیال سے

۱۴ر اکتوبر کا آریہ گزٹ لکھتا

ہے۔ کہ لڑکے کی عمر شادی کے وقت قریباً ۱۵ سال کی تھی اور اب وہ ۲۲ سالہ نوجوان ہے۔ لڑکی صرف اس خیال سے کہ میرے پتی دیو ابھی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اور اسی وجہ سے میرے ساتھ کسی قسم کا تعلق نہیں رکھتے سنتشٹ رہتی تھی۔ مگر اب لڑکے نے صاف طور پر کہدیا ہے۔ کہ میری پہلے دن کی ملاقات ہی آخری ملاقات تھی۔ اور دنیا کی کوئی بھی طاقت ہم کو اکٹھا رہنے کے لئے مجبور نہیں کر سکتی۔ یہ سنتے ہی لڑکی کے دل پر سانپ لوٹ گئے ہیں۔ اب لڑکا لڑکی اور والدین کے دُکھ کی ذرا بھی پرواہ نہ کرتا ہوا ہندوستان کو چھوڑ کر کسی غیر ملک میں جاکر بسنے کی دھن میں دن رات مصروف رہتا ہے۔"

نور۔ بتلایئے کیا یہ دردناک مثال طلاق کی ضرورت کا پکار پکار اعلان نہیں کر رہی۔ اگر آریہ سماج میں طلاق ہوتی۔ تو لڑکے کو وطن چھوڑ نکلنے کے درپے ہونے کی کیا ضرورت تھی۔ ناپسند ہونے کی صورت میں وہ طلاق دے سکتا تھا۔ جس سے آئندہ کے لئے لڑکے اور لڑکی ہر دو کی عمر آرام سے گذر سکتی تھی:

خلع کی ضرورت آریہ نقطہ خیال سے

یہی آریہ گزٹ آگے چلکر ایک اور دردانگیز مثال اس طرح بیان کرتا ہے "ایک لڑکی جس کی عمر اس وقت قریباً بیس سال ہے۔ دو سال ہوئے ایک پندرہ سولہ سال کے لڑکے کے ساتھ بیاہ کر سسرال میں بھیج دی گئی۔ لڑکی بڑی تندرست قد آور مضبوط اور جوان تھی۔ اور لڑکا اس سے بہت چھوٹا۔ کمزور اور دبلا پتلا تھا۔ لڑکی کے سامنے لڑکا ابھی بچہ معلوم ہوتا ہے۔ پہلے تو لڑکیاں والدین کے سامنے بولنے کی ہمت نہ کرتی تھیں۔ اور اندر ہی اندر دکھی رہتی تھیں۔ مگر اب ان کے اندر بھی آزادی کی لہر آگئی ہے۔ وہ اپنے حقوق دبائے جانے پر آواز بلند کر سکتی ہیں۔ اور والدین کی طرف سے کئے گئے مظالم کا جواب بڑی ہمت و دلیری سے دے سکتی ہیں۔ وہ لڑکی صرف پہلی بار اپنے سسرال میں گئی ہے۔ آج کل میکے گئی ہے۔ اور اپنے پتی یا سسر کے آنے پر سسرال میں جانے سے انکار کرتی ہے۔ اس کی ماں جب اسے اپنی عزت کا واسطہ دیتی ہوئی پتی یا سسر کے ساتھ جانے کے لئے کہتی ہے۔ تو وہ صاف انکار کر دیتی ہے۔ اور کہتی ہے۔ کہ ماں! تو نے میری زندگی اپنے کسی لالچ میں آکر برباد کر دی ہے۔ تو نے مجھے پتی دیو کی پتنی نہیں بنایا۔ بلکہ مجھے چھوٹے سے بچے کی پتنی بنا دیا ہے۔ تو نے نسندیہ مجھے ایک کھلونا دے دیا ہے۔ ہاں اب تو ہی بتا۔ کہ یہ جو سامنے چھوکرا بیٹھا ہے۔ میں اسے پتی بناؤں۔ یا کہ اس کے ساتھ کھیلوں؟"

اب اگر آریہ سماج میں خلع کی اجازت ہوتی۔ تو ایسی تکلیف دہ مثالوں کا چند منٹ میں ہی علاج ہو سکتا تھا۔ کیا ان خامیوں کی موجودگی میں آریہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ آریہ دھرم ایک عالمگیر دھرم ہے۔ جس طرح آریہ سماج نے توحید اور تحریک شدھی کا عقیدہ اسلام سے لیا ہے۔ وہ وقت قریب آرہا ہے۔ جبکہ آریہ سماج کو طلاق وغیرہ کے لئے بھی اسلامی اصولوں کا ہی تتبع کرنا پڑیگا:

ودواہ بیاہ اور آریہ سماج

۱۳ر اکتوبر کا آریہ گزٹ لکھتا ہے۔ کہ ودھوا ادوا سہایک سبھا خانخاناں ضلع جالندھر جس جانفشانی سے کام کر رہی ہے۔ وہ کسی سے چھپا ہوا نہیں۔ آریہ جنتا میں اس کو کتنے مان کی درشٹی (فخر کی نظر) سے دیکھا جاتا ہے۔ اس کا زبردست ثبوت یہ ہے۔ کہ اس کے شاندار اجلاس زیر صدارت شری مہاتما ہنس راج جی۔ شری سوامی شردھانند جی۔ شری لالہ لاجپت رائے جی و شری پنڈت نیکی رام جی شرما ہو چکے ہیں۔"

نور۔ جہاں بھی اسلامی اصولوں کی پیروی ہو ایک مسلمان کے لئے قدرتی طور پر خوشی کا موقع ہے۔ لہذا اس ودواہ بیاہ سہایک سبھا کے نیک کام میں بھی ہمیں خوشی ہے۔ اور ہم دل سے چاہتے ہیں۔ کہ یہ انجمن اپنے نیک ارادوں میں کامیاب ہو۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا آریہ دھرم ایک طرفۃ العین کے لئے بھی اصولاً نکاح بیوگان کو جائز رکھتا ہے۔ جہاں تک آریہ دھرم کو کتابی دھرم سے تعلق ہے۔ یہ دھرم اس کا روادار نہیں۔ آریہ سماج نے بلاشبہ یہ عقیدہ اسلام سے ہی لیا ہے۔ اب آپ ہی بتلائیں۔ کہ ہم ویدک دھرم کی جے بلائیں یا نعرہ تکبیر لگائیں:

نور کے شاندار تبلیغی کام کا دشمن کو بھی اعتراف ہے

۱۰ر اکتوبر کا جاگرت لائلپور لکھتا ہے۔ کہ تعجب تو اس بات کا ہے۔ کہ سناتن دھرمی اپدیشکوں کے ویاکھیانوں میں وگھن ڈالنے والے اکالی بھائی اس وقت کس نیند میں مدہوش ہو رہے ہیں۔ جبکہ قادیانی بھائیوں کی طرف سے پریس اور پلیٹ فارم کی طرف سے کھلم کھلا اس امر کا پرچار کیا جاتا ہے۔ کہ گورونانک صاحب مسلمان تھے۔ آج کل بھی قادیانی اخبار نور انہی خیالات کا پرچار سکھوں میں کر رہا ہے۔ اور وہ اس بات کی بدولت کئی سکھ بھائیوں کو مسلمان بنانے میں کامیاب ہو چکا ہے۔ اگر ہمارے اکالی بھائیوں کے دلوں میں واقعی اپنے دھرم کے لئے پریم ہے۔ تو ان کو اس قادیانی پراپیگنڈا کی تردید میں اپنی کوششوں کو صرف کرنا چاہیئے۔ سناتن دھرمی بھائیوں کو ناحق کوسنے سے انہیں کچھ ہاتھ نہیں آئیگا۔ اُلٹی بدنامی ہی ہوگی:

نور:۔ شری گورونانک دیو جی کے لئے جو ہم احمدیوں کے دلوں میں احترامی جذبہ ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ سناتنی بھی جس نظر سے سکھوں کو دیکھتے ہے۔ اور ان کے گوردواروں کی اصلاحی سکیم میں سناتنی بھائیوں نے سکھوں کے ساتھ جو برتاؤ کیا۔ اسے کسی اور کی نسبت سناتنی زیادہ بہتر سمجھتے ہیں:

ویدوں کا اردو ترجمہ ضروری ہے یا ستیارتھ پرکاش کا جرمن ترجمہ

اس وقت آریہ سماج میں ستیارتھ پرکاش کے جرمن ترجمہ کے لئے جدوجہد شروع ہے۔ اور آریوں جیسی مالدار قوم کے آگے ستیارتھ کا جرمن ترجمہ شائع کر دینا کوئی مشکل بھی نہیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا آج تک آریہ سماج نے کسی وید کا بھی اردو ترجمہ کیا۔ حالانکہ اردو دان لوگوں کی تعداد کروڑوں تک ہے۔ اب اس کے تین ہی وجوہ ہو سکتے ہیں۔ (۱) یا تو آریہ سماج میں کوئی ایسا وِدوان نہیں جو کسی وید کا اردو ترجمہ کر سکے (۲) یا کسی مصلحت کی بنا پر اردو ترجمہ کو مناسب نہیں سمجھا گیا (۳) یا یہ ستیارتھ پرکاش آریہ سماج کے نزدیک وید مقدس سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ کیا کوئی آریہ صاحب اس پر کچھ روشنی ڈالیں گے؟

بٹالہ کے سب انسپکٹر صاحب

اس سے قبل جناب محمود خان صاحب سب انسپکٹر پولیس نے بہت خوش اسلوبی اور حسن کارکردگی سے صدر بٹالہ میں سات سال تک اپنے فرائض کو ادا کیا۔ اسے پبلک کبھی نظر انداز نہیں کر سکتی۔ آپ کے وقت میں ڈاکوؤں اور چوروں کا قرار واقعی قلع قمع ہوا۔ اور وارداتیں بہت کم ہونے لگیں۔ مگر اب پبلک کی مزید خوش قسمتی ہے۔ کہ نئے سب انسپکٹر جناب میاں اکبر علی خاں صاحب بھی اپنے فرائض کو کمال تندہی اور جانفشانی سے سرانجام دے رہے ہیں۔ امید کہ انشاء اللہ ان کا وجود بھی پبلک کے لئے بہت مفید ثابت ہوگا۔ میں مفصل اپنے کسی آئندہ اشو میں لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں:

قادیان کی سمال ٹاؤن کمیٹی

اس کمیٹی کے لانے میں بہت کچھ میرا دخل بھی ہے۔ اس لئے قدرتاً میری یہ خواہش ہے۔ کہ کمیٹی کا وجود پبلک کیلئے رحمت ثابت ہو۔ پریذیڈنٹ صاحب اس امر کے بہترین گواہ ہیں۔ کہ جب بھی انہوں نے مجھ سے کوئی مشورہ لیا۔ میں نے اپنی طرف سے ہمیشہ کارآمد اور مفید مشورہ دیا۔ اور بعض باتیں میں از خود ہی صدر صاحب کی توجہ میں لاتا رہا ہوں۔ جس سے کم از کم وہ اس امر کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ میں دل سے کمیٹی کا ہمدرد ہوں۔ اور جس پودہ کو میں نے لگایا۔ میں اس کے پھلنے پھولنے کا بہترین خواہشمند ہوں۔ اس لئے اگر میں بحیثیت پبلک سرونٹ یا ایڈیٹر اخبار کوئی بات کمیٹی کی توجہ میں لاؤں۔ تو مجھے یہ توقع رکھنی چاہیئے۔ کہ بجائے بدظنی پر محمول کرنے کے اسے حقیقی لائٹ میں دیکھا جائیگا۔ کمیٹی کو عملی کارروائی شروع کئے ہوئے ایک سال ہونے کو ہے۔ مگر شہر کی گلیاں جس فراخی سے گند سے اٹی ہوئی ہیں وہ اپنی حالت زار کی خود منہ بولتی تصاویر ہیں۔ میرے پاس بہت سی شکایات آئی ہیں۔ اور پبلک ان شکایات کو زبان پہ لانے کے لئے حق بجانب بھی ہے۔ کیونکہ جب لوگ معقول ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ تو وہ کمیٹی سے اس بات کے بجا طور پر متمنی ہو سکتے ہیں۔ کہ انہیں صاف گلیاں صاف ہوا اور صاف پانی میسر آئے۔ اور مجھے امید رکھنی چاہیئے۔ کہ کمیٹی اب جلد سے جلد اسکی تلافی کی طرف راغب ہوگی:

کمیٹی کا عذر

جب ایک آدھ دفعہ بعض ذمہ دار دوستوں سے اس کے متعلق ذکر آیا۔ تو انہوں نے یہی جواب دیا۔ کہ کام کی ابتدا ہے۔ میں اس عذر کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ کیونکہ میں نے خود بھی قریباً چھ سال کام کیا ہے۔ اور میں ان مشکلات کا بخوبی اندازہ لگا سکتا ہوں۔ مگر ساتھ ہی یہ کہے بغیر بھی نہیں رہ سکتا۔ کہ آدمی ہر مشکل پر قابو پا سکتا ہے۔ جب میں نے چارج لیا۔ اس وقت عدم تعاون کا زور تھا۔ اور کوئی شخص کسی ٹھیکہ کی بولی دینے کے لئے تیار نہ تھا۔ بلکہ جو بولی دیتا اس کی ایک یا دوسرے رنگ میں شامت آجاتی اور کمیٹی کے خزانہ میں ایک پھوٹی کوڑی بھی نہ تھی۔ مگر میرے ساتھی ممبروں کی حیرت کی کوئی حد نہ رہی جب میں نے اللہ کے فضل سے باوجود ان سدود اور مشکلات کے ایک ہفتہ کے اندر اندر ہی کمیٹی کے خزانہ میں قریباً بارہ سو روپیہ جمع کر دیا۔ مگر یہ کامیابی مجھے اس وقت حاصل ہوئی۔ جبکہ میں نے آرام کو اپنے اوپر حرام کر دیا۔ اور میں اس وقت تک آرام کی نیند کیا بے آرامی کی نیند بھی نہ سویا۔ جب تک کہ میں نے اپنی مقصد میں کامیابی حاصل نہ کر لی۔ حالانکہ میرے وقت میں کمیٹی کے ذرائع آمدن نہایت محدود اور اختیارات کے خانہ میں تو صفر ہی تھا۔ مگر کمیٹی کے موجودہ خوش قسمت ممبروں کے لئے یہ مشکلات نہیں ہاں صرف توجہ کی ضرورت ہے۔

کیا کیس رکھنا ضروری ہے

۱۰ اکتوبر کا پرتاپ راوی ہے۔ کہ پاؤنیر کا نامہ نگار لاہور لکھتا ہے۔ کیا سکھوں کو کیس رکھنے چاہئیں یا نہ اس پر مقامی اخبارات میں ایک مضمون شائع کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ سکھ گوردوارہ ایکٹ میں سکھ کی تعریف یہ کی گئی ہے۔ کہ خواہ اس کے سر پر کیس ہوں یا نہ اگر وہ گرو گرنتھ صاحب میں اعتقاد رکھتا ہے۔ اور دسوں گرو دل کو مانتا ہے۔ تو وہ سکھ کہلا سکتا ہے۔ اس بات کو نہ صرف پنجاب کونسل میں ہمارے سکھ نمائندوں نے ہی تسلیم کیا۔ بلکہ سارے سکھ پنتھ نے اس کو قبول کیا۔ کیس رکھنا صرف دھارمک علامت ہے۔ قانونی پابندی نہیں۔ کیسوں کے خلاف امرتسر میں جو آزاد کمیٹی قائم ہوئی ہے۔ اس کا وچار پہلے بھی کئی لوگ کر رہے تھے۔ کیس رکھنے کا رواج دسویں گرو سے شروع ہوا ہے۔ اگر یہ ضروری ہوتا۔ تو وہ ضرور گرو گرنتھ صاحب میں اس کا ذکر کر دیتے یا اپنی اور بھی کسی کتاب میں اس کا ذکر کرتے۔ اس میں کلام نہیں۔ کہ گورو گرنتھ صاحب کی تصنیف کا فخر پانچویں گورو کو حاصل ہے مگر پچھلے پانچ گورو صاحبان پر کوئی پابندی نہ تھی۔ اگر وہ گرو گرنتھ صاحب میں کسی ایسی بات کو جو وہ نہایت ضروری خیال کرتے تھے۔ شامل کر دیتے۔

مسلمانوں کو ایک نہایت ضروری مشورہ

اس بات کی سخت ضرورت ہے۔ کہ ہر شہر اور قصبہ میں جلسے کر کے یہ ریزولیوشن پاس کئے جائیں۔ کہ نہرو کمیٹی کی رپورٹ سے ہم متفق نہیں ہیں۔ اور ان جلسوں کی رپورٹوں کو گورنمنٹ کے پاس بھی بھیجا جائے۔ کیونکہ تعاون یا عدم تعاون کے سوال سے قطع نظر کرتے ہوئے ہم اس کا انکار نہیں کر سکتے۔ کہ نہرو کمیٹی گورنمنٹ کے حلقوں میں ایک خاص جنبش پیدا کرنے میں کامیاب ہو گئی ہے۔ اور اگر مسلمانوں نے ایک پُر اثر اور پُر زور آواز نہ اٹھائی تو یقیناً گورنمنٹ بھی اور دوسرے لوگ بھی یہی خیال کرینگے۔ کہ مسلمان اس رائے سے متفق ہیں۔ اور اگر اس غلط خیال کے ماتحت آئندہ نظام حکومت میں بعض ایسی تبدیلیاں کر دی گئیں۔ جو مسلمانوں کے خلاف ہوں۔ تو یقیناً جاری شدہ قوانین میں تبدیلی مشکل ہو جائیگی۔ اور سٹیٹس کا پرانا مسئلہ مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت میں روک بن جائے گا۔ (حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ (الفض

اذان کا گورمکھی ترجمہ

سکھ دیہات میں بوجہ غلط فہمی کے آئے روز اذان کے متعلق مسلمانوں سے جھگڑے ہوتے رہتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات تو خون خرابے تک بھی نوبت پہنچ جاتی ہے۔ ایسے قصبات یا دیہات میں یہ اذان کا گورمکھی ترجمہ بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ کیونکہ اس کے ترجمہ سے سکھوں نے یہ معلوم کر لیا۔ کہ اذان کوئی بری چیز نہیں۔ بلکہ واہگورو کے سچے بادشاہ کی اپاسنا کے لئے بلاوا ہے۔ دوستوں کو چاہیئے۔ کہ صرف محصولڈاک بھیجکر دفتر نور سے یہ ترجمہ مفت منگوا کر سکھوں میں بکثرت تقسیم کریں۔ ۲۰۰ کاپی پر ۳ر محصولڈاک خرچ ہوتے ہیں:

قابل تقلید نمونہ

چوہدری غلام محمد صاحب بی اے سیکنڈ ماسٹر ہائی سکول قادیان نے خود ہی اپنے گھر میں ہی اپنی صاحبزادی کو پڑھایا۔ اور پھر محکمہ تعلیم کا امتحان دلا کر زنانہ میڈیکل کالج لدھیانہ میں ایف۔ اے سائنس کلاس میں داخل کرا دیا۔ اب یہ خبر احمدی جماعت میں انبساط سے سنی جائیگی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے چوہدری صاحب کی محنت کو ٹھکانے لگایا۔ اور ان کی صاحبزادی نے عمدہ نمبروں کے ساتھ اس ڈاکٹری امتحان میں کامیابی حاصل کی ہے۔ اور اگر میری یاد غلطی نہیں کرتی۔ تو ہماری جماعت میں یہ پہلی خاتون ہیں جنہوں نے یہ اعزاز حاصل کیا۔ خدا اور دوستوں کو بھی چوہدری صاحب کے نمونہ پر چلنے کی توفیق دے۔ ہم چوہدری صاحب اور انکی صاحبزادی کو انکی اس کامیابی پر تہ دل سے مبارکباد دیتے ہیں اور آئندہ کے لئے انکی بہتری کے واسطے دعاگو :

آہ چوہدری عبدالحکیم مرحوم

ایڈیٹر کی حالت عجیب ہے۔ ایک ہی وقت میں اسے خوشی کی خبر سے بھی بہرہ ور اور تکلیف دہ خبر سے بھی دوچار ہونا پڑتا ہے۔ میں نے اس خبر کو کمال اندوہ سے سنا۔ کہ چوہدری عبدالحکیم صاحب سب انسپکٹر پولیس پنشنر سیار چور جو نور کے پرانے کرم فرما اور جنہوں نے اپنے وقت میں بلا شبہ درجنوں ہی نور کے خریدار مہیا کئے ہونگے۔ اس جہان سے چل بسے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

ایسے حالات میں لواحقین کو صبر وغیرہ کی تلقین کرنا بلا شبہ انسانی مقتضیات کا خو

ضروری اطلاع

ان دوستوں کا سال جن کے اسماء مع نمبر خریداری درج ذیل ہیں۔ دسمبر سے ختم ہوتا ہے۔ ان کے نام یکم دسمبر کو وی پی ہونگے۔ اگر کسی صاحب کو کسی وجہ سے آیندہ سال کے لئے نور کا ساتھ دینا منظور نہ ہو یا کسی اور وجہ سے اس وقت وی پی وصول کرنے کے لئے تیار نہ ہوں۔ تو ایسے دوست ۲۷ر نومبر ۱۹۲۸ء سے پہلے پہلے دفتر نور میں اپنے ارادہ سے ضرور اطلاع دیدیں۔ جو دوست نور سے جدائی اختیار کرتے ہیں۔ اگرچہ ان پر بھی ایک گونہ افسوس تو ضرور ہوتا ہے۔ کہ وہ نور جیسے مجاہد اور غازی پرچہ جو تمام ہندوستان میں سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کا واحد ذریعہ ہے کے لئے تین روپے سال کی تھوڑی رقم بھی قربان نہیں کر سکتے۔ مگر ان لوگوں کی بے اعتنائی کا کیا کہنا۔ کہ جو باوجود بیشتر اطلاع ملنے کے بھی خاموش رہتے ہیں۔ اور وقت پر وی پی واپس کر دیتے ہیں۔ اور اس سے دفتر کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا یہ اخلاقی گناہ ناقابل عفو ہے۔ اگر وہ ایک مجاہد پرچہ کی اعانت نہیں کر سکتے۔ تو نقصان پہنچا کر حوصلہ شکنی بھی کیوں کریں۔ لہذا مکرر تاکید ہے۔ کہ اگر کسی صاحب کا وی پی وصول کرنے کا منشا نہ ہو۔ تو ۲۷ر نومبر تک بذریعہ پوسٹ کارڈ مطلع فرمادیں۔

ع۱۰۵ میاں محمد شریف صاحب	ھہ	ع۲۳۹ ملک عادل شاہ صاحب	ہے ۲ر
ع۱۰۶ منشی محمد اشرف خانصاحب	ہے ۲ر	ع۲۴۰ بابو غلام محمد صاحب اختر	ہے ۲ر
ع۱۰۷ سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ	ہے ۲ر	ع۲۴۳ چودھری محمد علی خاں صاحب	ہے ۲ر
ع۱۰۸ جناب حاجی عبدالقدیر صاحب	صہ ر	ع۲۴۴ شیخ فضل الرحمٰن اختر	ہے ۲ر
ع۱۱۸ ڈاکٹر محمد الدین صاحب	ہے ۲ر	ع۳۱۷ میاں محمد زمان صاحب	ہے ۲ر
ع۱۲۰ مولوی سید ذوارت حسین صاحب	ہے ۲ر	ع۳۱۸ ڈاکٹر محمد اشفاق صاحب	ہے ۲ر
ع۱۲۱ مستری حاکم الدین صاحب	ہے ۲ر	ع۳۲۱ شیخ غلام حیدر صاحب	ہے ۲ر
ع۱۲۲ جناب سردار حسین شاہ صاحب	ہے ۲ر	ع۳۲۴ مولوی علی احمد صاحب ایم۔ اے	ہے ۲ر
ع۱۲۳ سید عباس علی شاہ صاحب	ہے ۲ر	ع۳۲۵ شیخ محمد عبداللہ صاحب	ہے ۲ر
ع۱۲۴ پیر برکت علی صاحب	ھہ	ع۳۲۶ مولوی محمد موسیٰ صاحب	ہے ۲ر
ع۱۲۶ چوہدری امیر علی صاحب	ہے ۲ر	ع۳۲۸ سید سردار شاہ صاحب	ہے ۲ر
ع۱۳۳ ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب	ہے ۲ر	ع۳۲۹ مولوی محمد کریم صاحب	ہے ۲ر
ع۱۳۴ ملک عزیز احمد صاحب	ہے ۲ر	ع۴۷۸ ڈاکٹر محمد صادق صاحب	ہے ۲ر
ع۱۳۵ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب	ہے ۲ر	ع۴۸۰ چوہدری محمد جعفر خاں صاحب	ہے ۲ر
ع۱۵۵ جناب الہ جوایا ظہور احمد صاحب	ہے ۲ر	ع۵۰۴ حکیم محمد ابراہیم صاحب	ہے ۲ر
ع۱۶۱ سید صادق علی صاحب	ہے ۲ر	ع۵۰۵ سید عزیز اللہ شاہ صاحب	ہے ۲ر
ع۱۶۷ ملک سردار خانصاحب	ہے ۲ر	ع۵۰۸ میر عزیز الدین صاحب	ہے ۲ر
ع۱۶۸ حکیم ابو طاہر محمود احمد صاحب	ہے ۲ر	ع۵۱۳ ایم اللہ خانصاحب	ہے ۲ر
ع۱۶۹ میاں حیات محمد صاحب	ہے ۲ر	ع۵۲۲ میاں غلام حیدر صاحب	ہے ۲ر
ع۲۳۸ جناب محمد نواب خاں صاحب	ہے ۲ر	ع۵۲۴ خواجہ انعام اللہ خاں صاحب	عہ ۲ر

ع۵۵۴ سید جعفر صاحب	ہے ۲ر	ع۵۶۳ شیخ نثار محمد صاحب	ہے ۲ر
ع۵۵۵ بابو عطاء اللہ صاحب	ہے ۲ر	ع۵۶۶ جناب عبداللطیف صاحب	ہے ۲ر
ع۵۵۶ جناب محمد بخش صاحب	ہے ۲ر	ع۵۶۸ ڈاکٹر عطر الدین صاحب	ہے ۲ر
ع۵۳۹ شیخ فضل حق صاحب	ہے ۲ر	ع۵۷۴ میرزا فاضل بیگ صاحب	ہے ۲ر
ع۵۴۰ چوہدری یار دین صاحب	ہے ۲ر	ع۵۷۵ مولوی سراج الحق صاحب	ہے ۲ر
ع۵۵۷ ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب	ہے ۲ر	ع۶۱۵ چوہدری غلام سرور خانصاحب	ہے ۲ر
ع۵۵۸ ملک محسن خانصاحب	ہے ۲ر	ع۶۱۶ سکرٹری صاحب جماعت احمدیہ	ہے ۲ر
ع۵۶۰ صادق برادر اینڈ سنز	ہے ۲ر	ع۶۱۷ جناب منور حسین خانصاحب	ہے ۲ر
ع۵۶۱ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب	ہے ۲ر	ع۶۱۸ منشی نیاز محمد صاحب	ہے ۲ر

آپ کو نور کیوں خریدنا چاہیئے؟

اس لئے کہ تمام ہندوستان میں نور ہی ایک ایسا اخبار ہے۔ جو سکھوں جیسی دلاور اور آریوں ایسی مخالف اسلام اقوام میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجا لارہا ہے۔

اور پھر سب سے بڑھ کر نور کے مضامین علاوہ متین اور سنجیدہ ہونے کے اس قدر عالمانہ ہوتے ہیں۔ کہ اور تو اور سکھ اور آریہ بھی تعریف کرتے ہیں۔ چنانچہ پروفیسر رام دیو گورو کل کانگڑی اور ایڈیٹر صاحب روزانہ اکالی امرتسر کی شہادتیں اپنے اندر جو وزن رکھتی ہیں۔ اس کا اندازہ ہر ایک معقول پسند بہتر لگا سکتا ہے۔ اب قدرتاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ ایسے بلند پایہ مجاہد کے لئے اس وقت تک آپ نے کس قدر خریدار پیدا کئے؟ اور اگر کوئی نہیں کیا؟ تو پھر آپ کا فرض نہیں کہ جس قدر جلد ممکن ہوسکے اس فرض سے سبکدوش ہوں۔ یہ امر آپ کو کبھی نظر انداز نہ کرنا چاہیئے۔ کہ جس قدر نور کی زیادہ اشاعت ہوگی۔ اسی قدر غیر مذاہب میں تبلیغ کا دائرہ وسیع ہوگا۔ لہذا آپ اس اہم فرض کی ادائیگی کے لئے بہت جلد میدان میں آئیں۔ (آپکے جواب کا منتظر آپکا مینجر نور)

مراسلات

اسلام کی خوبیاں اور اسکی خصوصیات

(از قلم مولوی ظہور حسین صاحب فاضل)
(سلسلے کے لئے دیکھو نور ۲۳ر اکتوبر)

مگر یاد رکھو۔ کہ اگر تم اس جیسی کلام نہ لاسکے۔ تو فاعلموا انما انزل بعلم اللہ۔ تو یقین کرلیا۔ کہ پھر یہ کلام اللہ تعالےٰ کا ہی گیان ہے۔ کسی انسان کا نہیں۔ کیونکہ انسان کی چیز انسان بنا سکتا ہے۔ مگر ایشور کی بنائی ہوئی چیز کسی صورت میں بھی انسان نہیں بنا سکتا۔ پھر تیسری بار اس سے بھی زیادہ تحدی کے ساتھ چیلنج دیا۔ کہ قل لئن اجتمعت الانس والجن علےٰ ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیراً۔ اے رسول تو اعلان کر دے۔ اگر تمام بنی نوع انسان کیا مشرق کے رہنے والے اور کیا مغرب کے باشندے اور کیا شمال وجنوب

سکے یا خفنے اگر تمام کے تمام اکٹھے ہو جائیں۔ کہ اس کلام کی مثل لے آئیں۔ تو وہ ہرگز ہرگز نہیں لائینگے۔ اگرچہ بعض بعض کے مددگار ہی کیوں نہ ہو جائیں۔

سوچنے کا مقام ہے۔ کہ وہ لوگ فصاحت جن کی جان تھی۔ اور وہ قوم کہ بلاغت میں کسی سے دب کر رہنا اپنی ہتک اور کسر شان سمجھتی تھی۔ اور وہ لوگ کہ زبان دانی اور شعر و شاعری کے سوا انہیں کوئی چرچا نہ تھا۔ جو بہت فصیح سے فصیح قصیدے بنانے بلیغ سے بلیغ خطبے پڑھتے اور جن کے بچہ بچہ کو زبان کی لطافت کا چسکا تھا۔ اور جو اپنے سوا تمام دنیا کو عجمی یعنی گونگا سمجھتے تھے۔ اور سمجھتے ہی نہیں بلکہ کھلے طور پر ان کو کہتے تھے۔

آنحضرت صلعم کے اس دعویٰ کو سن کر حیران و ششدر رہ جاتے ہیں۔ کسی کو تاب مقابلہ نہیں پڑتی۔ کہ وہ ایک لفظ بھی بول سکے سوائے تیرہ سو برس سے کسی ایک کا بھی دوبارہ مقابلہ پر بلانے کے نہ اٹھنا۔ اور تاب مقابلہ کا نہ لا سکنا۔ اس کے ایشوری گیان ہونے کا بین ثبوت ہے۔ جو بے مثل و بے نظیر ہے ؎

نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں غور کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلام پاک رحماں ہے
خدا کے قول سے قول بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے

الغرض اسلام کی چوتھی خصوصیت جو اسلام کو ہی حاصل ہے۔ اس کی الہامی کتاب یعنی قرآن مجید کا بے مثل و بے نظیر ہونا ہے۔ صرف اسلام ہی ایک مذہب ہے۔ جس کی الہامی کتاب نے بے مثل و بے نظیر ہونے کا دعویٰ دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔

اسلام کی پانچویں خوبی جس میں اسلام ہی مخصوص ہے۔ وہ تعلیم حسن سلوک ہے۔ جو اسلام نے تمام بنی نوع انسان کے ساتھ کرنے کا حکم دیا ہے۔ خواہ وہ ہندو ہوں یا عیسائی یہودی ہوں یا برہمو ہر فرقہ اور ہر اہل ملک کے متعلق ہدایت کی ہے جس کو مختصر مگر جامع لفظوں میں یوں بیان کیا ہے۔ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر یعظکم لعلکم تذکرون۔ اے مسلمانو! تم کو اللہ تعالےٰ تمام بنی نوع انسان کے متعلق تین باتوں کے کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور تین باتوں سے روکتا ہے۔ اوّل تم کو حکم دیتا ہے۔ کہ تم ہر ایک انسان سے جس سے تمہارا پالا پڑے عدل کرو۔ یعنی جس کسی کے حقوق تمہارے ذمہ ہوں۔ اسی طرح ان کو ادا کر دو۔ اگر تم کسی کے ہاں ملازم ہو۔ تو جو تنخواہ تم لیتے ہو۔ اس کو مد نظر رکھکر دیانتداری سے پوری طرح کام کرو۔ اور اگر مزدوری کرنے لگے ہو۔ تو محنت سے پورا وقت کام کرو۔

اسی طرح جس کے تم پر حقوق ہیں۔ تم پورے کے پورے ادا کر دو۔ اور کسی قسم کی اس میں کمی نہ کرو۔ خواہ وہ انسان کسی مذہب و ملت کا ہو پھر اس سے بڑھ کر دوسرا حکم یہ ہے۔ کہ جب تم اس درجہ کو طے کر لو۔ اور یہ عادت ڈال لو۔ تو اس کے بعد دوسرا حکم تم کو یہ ہے۔ کہ والاحسان کہ نہ صرف تم لوگوں کے پورے حقوق ہی ادا کرو۔ بلکہ یہ بھی کرو۔ اور اس سے بڑھکر اپنی طرف سے بھی احسان کے طور پر سلوک کر چھوڑا کرو۔ اور چاہیئے کہ تمہاری نظر میں عدل تو ایسا ہو جائے۔ جیسے ایک معمولی تعلق ہے۔ اور اس کے بعد ہر وقت یہی فکر دامنگیر ہو۔ کہ کسی طرح بنی نوع انسان کو اپنی طاقت سے اپنی قوت سے اپنے مال سے اپنی دولت سے اپنی عزت سے اپنی وجاہت سے میں فائدہ پہنچاؤں اور جب یہ خلق حاصل ہو جائے۔ تو اس کے بعد تیسرا حکم ہم تم کو دیتے ہیں۔ کہ ایتاء ذی القربیٰ۔ کہ اس کے بعد تم بنی نوع انسان کے احسان سے تجاوز کر کے اس طرح سلوک کرو۔ جیسے ماں بچے سے اور باپ بیٹے سے۔ یعنی احسان کرنے والا بسا اوقات احسان کرتے وقت یہ خواہش رکھتا ہے۔ کہ یہ میرے احسان کا شکریہ ادا کرے۔ یا کسی وقت اس کے اندر خواہش ہوتی ہے۔ کہ میں اس سے اس کے بدلہ کام لوں۔ یا اور کوئی وجہ احسان کرنے والے کے اندر ہوتی ہے۔ جس کی بناء پر وہ احسان کرتا ہے۔ مثلاً کسی کی دکھ کی حالت دیکھکر اس پر رحم آ جاتا ہے۔ اسلئے اس پر احسان کرتا ہے۔ یا کسی نے اس پر پہلے کوئی اچھا سلوک کیا ہو۔ تو اس کا بدلہ اتارنے کے بعد اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہو گیا۔ کہ اب میں بھی اس پر احسان کر دوں مگر ایتاء ذی القربیٰ کا مرتبہ اور مقام اس سے بڑھ کر ہوتا ہے جس کے یہ معنے ہیں۔ کہ جس طرح ماں اپنے بچے سے اور باپ اپنے بیٹے سے کسی بدلہ لینے کے لئے یا فخر کرانے کے لئے یا رحم کے طور پر سلوک نہیں کرتا۔ بلکہ اس لئے کرتے ہیں۔ کہ وہ بچہ ان کے جگر کا ٹکڑا ہوتا ہے۔ اور ان سے محبت اور سلوک کرنا طبعی اور دلی جوش سے ہوتا ہے۔ اس طرح کہا۔ کہ چاہیئے کہ تم بنی نوع انسان سے اس طرح سلوک کرو۔ کہ جس طرح باپ بیٹے سے اور ماں بچے سے کرتے ہیں۔ یعنی تمہارا سلوک طبعی طور پر ہو۔ نہ کسی بناوٹ تکلف سے اور نہ کسی بدلہ لینے کی غرض سے۔ اسی طرح جہاں یہ تین حکم دئیے وہاں اس کے مقابل میں بدیوں سے روکا۔ اوّل ان بدیوں سے روکا۔ جن کا بد اثر کرنے والے پر ہی پڑتا ہے اور اس کا علم بھی صرف اس کو ہوتا ہے۔ دوسرا منکر سے روکا یعنی ان بدیوں سے روکا۔ جن کا اثر بد اثر کرنے والے پر ہی پڑتا ہے۔ مگر دوسروں کو اس کا علم ہو جاتا ہے۔ اور وہ بھی اس کو ناپسند کرتے ہیں۔ تیسرا یعنی ان بدیوں سے جن کا اثر بدی کرنے والے سے گذر کر دوسروں تک بھی پہنچ جاتا ہے۔ یا حکومت میں اس سے بدامنی پیدا ہو جاتی ہے۔ گویا ہر قسم کی بدی سے خواہ اس کا بُرا اثر فقط بدی کرنے والے ہی کو ملے یا اس سے گذر کر دوسروں تک پہنچے ہر ایک سے منع کر دیا۔ الغرض اس اختصار کے ساتھ اکمل اور جامع تعلیم دی۔ کہ اس سے بڑھ کر ناممکن ہے۔ کہ کوئی اور مذہب پیش کر سکے۔ کیونکہ انسانوں سے شفقت دو ہی طرح ہو سکتی ہے۔ ایصال الخیر اور دفع شر یعنی کسی کو نیکی پہنچانا دوسرا بدی پہنچانے سے رکنا۔ ہر دو اقسام اعلیٰ اور اکمل پیمانہ میں بیان کر دیئے۔ الغرض اسلام بنی نوع انسان سے حسن معاشرت میں اپنے پیروان کو جس مقام تک پہنچانا چاہتا ہے۔ اور بنی نوع انسان سے سلوک کرنے کے معاملہ میں جس اعلیٰ منار تک اپنے متبعین کو پہنچانا چاہتا ہے۔ اس سے بڑھ کر متصور نہیں ہو سکتا۔ الحمد اللہ اس سے اس امی انسان کے کامل اور اعلیٰ ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ جو وادی عرب میں ظاہر ہوا

امی در علم و حکمت۔ بے نظیر

……

اسلام کی چھٹی خوبی جس سے کہ اسلام ہی خصوصیت رکھتا ہے۔ بانی اسلام یعنی محمد مصطفےٰ صلعم کا کامل نمونہ ہے۔ جو ہم میں موجود ہے ہر قوم اور ہر جماعت بلکہ ہر انسان جیسے کہ اللہ تعالےٰ تک پہنچنے اور روحانی کمالات حاصل کرنے اور اپنے اخلاق کو اعلیٰ بنانے میں الہامی کتاب کا محتاج ہے۔ کہ جس کے بتائے ہوئے احکام پر عمل کر کے وہ اس مرتبہ کو حاصل کرے۔ ویسے ہی وہ کامل نمونہ کا محتاج ہے۔ جو اس کے سامنے ہو۔ جس کو دیکھ دیکھ کر وہ ہر موقعہ اور محل پر فائدہ اٹھا کر روحانیت میں ترقی کر سکے۔ کیونکہ فطرت انسانی کا یہ اقتضاء ہے۔ کہ وہ محض قوانین اور کتابوں میں لکھے ہوئے احکام پر ہی تسلی نہیں پاتی۔ جب تک کہ کوئی اس کے سامنے نمونہ نہ ہو۔ جس کو وہ ہمیشہ اور ہر وقت اپنے سامنے رکھکر اس میدان میں قدم مار سکے۔ سو جہاں اللہ تعالےٰ نے دنیا کی ہدایت اور رہنمائی کیلئے قرآن مجید

جیسی کامل الہامی کتاب کو بھیجا۔ تاکہ اس کے بتائے ہوئے احکام پر چلکر انسان روحانی کمالات حاصل کریں۔ وہاں محمد مصطفےٰ صلعم کی زندگی کو تمام دنیا کے لئے کامل نمونہ بنا دیا۔ جو قرآن شریف کے احکام پر چلکر ہر انسان کے لئے عملی نمونہ تھے جیسے قرآن مجید نے اس کی طرف توجہ دلائی ہے۔ کہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الآخر و ذکر اللہ کثیرا جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ تمہارے لئے محمد صلعم کا وجود باجود اعلیٰ درجہ کا نیک نمونہ ہے۔ اس کے لئے جو اللہ سے ملنے اور آخرت کے دن کا امیدوار ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کو بہت بہت یاد کرتا ہے۔ سو اگر قرآن مجید قانون کے طور پر نازل ہوا۔ تو آپ اس کا عملی نمونہ تھے۔

اسلام کی ساتویں خوبی جو اسلام سے ہی مخصوص ہے۔ وہ خدا کی کامل معرفت اور شناخت ہے۔ جو اسلام پر چلنے سے ہی میسر آسکتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ کسی چیز کی محبت اور قدر یا خوف اس چیز کی شناخت یا معرفت کے بعد حاصل ہوتا ہے اور مذہب کی اصل غرض یہ ہے۔ کہ وہ خدا کی معرفت اور شناخت کے ایسے وسائل بتائے۔ جن سے اس کی کامل محبت۔ کامل قدر اور کامل خوف پیدا ہو۔ تا خدا کے کامل خوف سے وہ بدیوں اور گناہوں کے ارتکاب سے بچ جائے۔ اور خدا کی کامل محبت اور قدر سے اس کا دل نور الٰہی سے منور ہو کر اسکی ہر ذرہ کو روشن کر دے۔ تا وہ اس دنیا میں بہشتی زندگی حاصل کرنے۔ اور یہ چیز کامل طور پر صرف اسلام نے ہی انسان کو عطا کی ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں خدا کی صفات کا ایسا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ جس کو سن کر انسان کا دل اسکی طرف بے اختیار مائل ہو جاتا ہے۔ جس سے اس کی کامل محبت۔ اور عشق پیدا ہوتا ہے۔ اور پھر دنیا کی کوئی محبت والی چیز اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی ہے چنانچہ میں اختصاراً بطور نمونہ پیش کرتا ہوں۔ جیسے کہ کہا۔ قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد و لم یولد و لم یکن لہ کفوا احد۔ ہمارا خدا وہ خدا ہے۔ جو اپنی ذات اور صفات میں واحد ہو۔ کوئی ذات اس کی ذات جیسی ازلی اور یعنی انادی اور اکمال ہے۔ نہ کسی چیز کی صفات اسکی صفات کے مانند ہیں۔ انسان کا علم کسی معلم کا محتاج ہے۔ پھر محدود ہے۔ اور اس کا علم کسی معلم کا محتاج نہیں۔ باایں ہمہ وہ غیر محدود ہے۔ کیونکہ اس کی تمام صفات بے مثل و مانند ہیں۔ اور جیسے کہ اس کی کوئی مثل نہیں۔ اگر وہ اپنی ایک صفت میں ناقص ہوگا۔ تو وہ چیز اپنی تمام صفات میں ناقص ہوگا۔ اس لئے اس کی توحید قائم نہیں ہوسکتی۔ جب تک کہ وہ اپنی ذات کی طرح اپنی ہر صفت میں بے مثل و مانند نہ ہو۔ پھر آیت کے اگلے حصے کے یہ معنی ہیں۔ کہ خدا نہ کسی کا بیٹا ہے۔ کیونکہ وہ بالذات غنی ہے نہ اس کو بیٹے کی حاجت ہے نہ باپ کی۔ یہ وہ توحید ہے۔ جو قرآن نے ہمکو سکھلائی ہے۔ اسی طرح دوسرے مقام میں کہا الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین یعنی سب کی سب خوبیاں جس قدر کہ ممکن سے ممکن ہوسکتی ہیں۔ وہ خدا کے لئے ہی ہیں۔ یعنی کوئی صفت نہیں جو ایسی ہو۔ اور خدا تعالےٰ اس سے متصف نہ ہو۔ اور کوئی خوبی نہیں جس کو انسانی عقل تجویز کرسکتی ہو مگر اللہ تعالےٰ میں وہ نہ پائی جاتی ہو۔ اسی طرح وہ تمام جہانوں کو نیست سے ہست میں لاکر اور عدم محض سے وجود بخش کر ہر چیز کو اس کے کمالات مطلوب تک جو ہر ایک چیز کیلئے اس نے مقرر کئے ہیں۔ پہنچاتا ہے۔ اور جس کی ربوبیت لمحہ لمحہ میں انسان پر ہو رہی ہے۔ اور وہ خدا جس نے انسان کے پیدا ہونے سے پہلے ہی محض اپنے فضل سے بندوں کے لئے اسکی ضروریات زندگی کی اشیا پیدا کیں۔ جن میں انسانی اعمال کا کچھ دخل نہیں۔ مثلاً سورج چاند ستارے پانی آگ ہوا اور تمام دیگر اشیاء جن پر انسانی زندگی کا دارومدار ہے۔ اور اسی طرح جب انسان خدا کی دی ہوئی قوتوں سے کام لیتا ہے۔ تو وہ اس کو ان کا بہتر سے بہتر بدلہ دیتا ہے اور جزا سزا کا مالک ہے۔ اس کو جزا سزا پر پورا اقتدار ہے۔ مالک کا لفظ بولکر اور دیگر حکام سے فرق کر دیا ہے۔ نیز یہ بھی بتا دیا۔ کہ اگر اس کے انعام بڑے ہیں۔ تو اس کی سزا بھی سخت ہے۔ اور ساتھ ہی کہہ دیا۔ کہ وہ وہ ہستی ہے۔ جو اپنے بندوں کے قصوروں کو اور ان کی غلطیوں کو اگر وہ سچے دل سے اور خلوص نیت سے اس کی طرف جھکیں تو معاف کر دیتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے من کے کپڑے کو جو قصوروں اور خطاؤں سے گندہ ہو چکا تھا۔ پھر توبہ اور زاری اور اصلاح کے صاف و شفاف پانی سے دھو کر اس کو پوتر کر لیتا ہے۔ اور جو اپنے پیاروں کو ہمیشہ ہمیش کی کھیتی عطا کر کے سرور سے بہرہ ور کرتا ہے۔ پس یہ اسلام کا خدا ہے۔ افسوس کہ قلت وقت کے باعث میں زیادہ تفصیل نہیں کرسکتا:

اسلام کی آٹھویں خوبی جو صرف اسلام سے ہی مخصوصیت رکھتی ہے یہ ہے۔ کہ انسان اس کے بتائے ہوئے احکام پر چلکر اللہ تعالےٰ کی رضا کو دنیا میں حاصل کر لیتا ہے۔ اور حاصل بھی ایسا کر لیتا ہے۔ کہ اس کے دل پر اپنی رضامندی اور خوشنودی کے الہام جاری کرتا ہے۔ اور اپنے مکالمہ و مخاطبہ سے اس کو تسلی اور اطمینان دلا دیتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ فطرت انسانی کا تقاضا ہے۔ کہ وہ اپنے محبوب کو جب اس کے راضی کرنے اور اس تک پہنچنے کے لئے رات دن صحیح طور پر کوشش کرتا ہے۔ اور اس کے لئے بڑے

اڈیٹر نور کے مضامین پڑھکر کئی غیر مسلم مسلمان بن گئے

* * *

جناب عارف حسین صاحب قریشی سبراؤں ضلع لاہور سے لکھتے ہیں۔ کہ آپ کی تصانیف "فتح مبین" اور "گورو کی بانی" کے ذریعہ اکثر لوگوں کو دائرہ اسلام میں لاچکا ہوں۔ اب مجھے کسی ایسی کتاب کی ضرورت ہے۔ جس میں یہ ثابت کیا گیا ہو۔ کہ صرف اسلام میں ہی نجات ہے "

نور۔ اس مقصد کے لئے خاکسار کی تصنیف برکات اسلام بہت مفید تھی۔ مگر اب ختم ہے۔ تاہم میں تلاش کروں گا۔ یہ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ اس نے محض اپنے کرم سے خاکسار کی تصانیف کو یہ قبولیت بخشی۔ ذالک فضل اللہ۔ اس سے قبل خاکسار کی بعض تصانیف کا مرہٹی ہندی اور سندھی میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے۔

اس سے دوستوں کو بخوبی اندازہ لگا لینا چاہیئے۔ کہ خاکسار کی تصانیف اور اخبار نور کی اشاعت کا جس قدر دائرہ وسیع ہوگا۔ اسی قدر تبلیغ کا دروازہ کھلے گا۔ اس خط کو مولوی محمد الدین صاحب بی۔ اے قائمقام ناظر دعوت و تبلیغ بھی ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اور انہیں میری نسبت بہ زیادہ بہتر سمجھنا چاہیئے۔ کہ ایسا پرچہ جو غیر مذاہب میں یہ بے نظیر کام کر رہا ہو۔ اس کے متعلق انکی ذمہ داری کیا ہے؟

(خاکسار اڈیٹر)

ہر قسم کی قربانی اور اپنے نفس پر مصیبت اٹھانے لگ جاتا ہے تو وہ چاہتا ہے۔ کہ معلوم کرے۔ کہ آیا اس نے اپنے معشوق کو فی الواقعہ راضی کر لیا ہے۔ اور کیا اس کا اپنے معشوق سے تعلق بھی ہوا یا نہیں۔ اگر ایک معشوق کے لئے وہ دنیا میں دکھ اٹھاتا رہتا ہے۔ اور سختیاں جھیلتا ہے۔ مگر وہ معشوق بالکل خاموش رہے۔ کچھ اس کو جواب نہ دے کیونکر عاشق کا دل قرار پا سکتا ہے۔ اور کیونکر اس کا دل اطمینان حاصل کر سکتا ہے۔ (باقی دارد)

کامل کتب کے لئے چند معیار

(ایک فاضل کی قلم سے)

اس زمانہ میں ایک طالب حق کے لئے سخت مشکل کا سامنا ہے۔ کہ وہ کس مذہب کو قبول کرے۔ اور کیوں کرے۔ ہم ایسے اشخاص کی آسانی کے لئے اس وقت تین نشانیاں بتاتے ہیں۔ کہ جو کامل کتاب میں پائی جانی ضروری ہیں۔ اور اگر وہ نشانیاں نہ پائی جاویں۔ تو کتاب کامل نہیں۔ اور وہ ایسی نشانیاں ہیں۔ کہ ہر مذہب والا اس کے ماننے پر مجبور ہے۔ کیونکہ جب ان کے سوا کتاب ہی کامل نہیں ہو سکتی۔ تو پھر کیونکر ہر مذہب والا اس کو نہ مانیگا۔ اور جن کے معلوم ہونے سے طالب حق پر روشن ہو جائے گا۔ کہ کونسا مذہب ایسا ہے۔ جس میں یہ نشانیاں پائی جاتی ہیں۔ پس سب سے پہلے میں ان نشانیوں کا ذکر کرتا ہوں۔ اور پھر بعد اس کے بتاؤں گا۔ کہ اس وقت مذہب اسلام کے سوا اور کوئی مذہب نہیں۔ جو ان نشانیوں کو اپنے اندر رکھتا ہو۔ اور وہ تین نشانیاں یہ ہیں۔ خدا تعالٰے فرماتا ہے۔ الم تر کیف ضرب اللہ مثلاً کلمة طيبة كشجرة طيبة اصلها ثابت وفرعها فی السماء تؤتی اکلها کل حین باذن ربها ویضرب اللہ الامثال للناس لعلهم یتذکرون (س ۱۳ ع ۴) کیا تو نے نہیں دیکھا۔ کیونکر بیان کی اللہ نے مثال یعنی مثال دین کامل کی۔ کہ بات پاکیزہ درخت پاکیزہ کی مانند ہے۔ جس کی جڑھ ثابت ہو۔ اور شاخیں اس کی آسمان میں ہوں۔ اور وہ ہر ایک وقت اپنا پھل اپنے پروردگار کے حکم سے دیتا ہو۔ اور یہ مثالیں اللہ تعالٰے لوگوں کے لئے بیان فرماتا ہے۔ تا لوگ ان کو یاد کر لیں۔ اور نصیحت پکڑ لیں۔

اب دیکھئے ان آیات میں اللہ تعالٰے کلام پاک اور مقدس کا کمال تین باتوں پر موقوف قرار دیتا ہے۔ اوّل یہ کہ اصلها ثابت یعنی اصول ایمانیہ اس کے ثابت اور محقق ہوں۔ اور فی حد ذاتہ یقین کامل کے درجے پر پہنچے ہوئے ہوں۔ اور فطرت انسانی اس کو قبول کرے۔ غرضیکہ اصول ایمانیہ جو کامل کتاب میں ہونے چاہئیں۔ وہ ثابت شدہ اور انسانی فطرت کے موافق ہوں۔ دوئم۔ فرعها فی السماء۔ یعنی اس کی شاخیں آسمان پر ہوں یعنی یہ کہ اس تعلیم کے فروعات جیسے اعمال کا بیان۔ احکام کا بیان۔ جس پر کوئی زیادہ متصور نہ ہو۔ سوئم۔ تؤتی اکلها کل حین۔ ہر ایک وقت اور ہمیشہ کے لئے وہ پھل دیتا رہے۔ اب ان تین نشانیوں کو سامنے رکھ کر طالب حق دیکھ سکتا ہے کہ کیا اسلام کے سوا کوئی مذہب ہے۔ جس میں یہ تینوں نشانیاں موجود ہیں۔ اگر کوئی ان نشانیوں کے موجود ہونے کا دعوی کرے تو کرے۔ مگر حقیقت میں کوئی مذہب ان نشانیوں سے بجز اسلام کے متصف نہیں ہے۔ اور صرف اسلام ہی ہے۔ کہ جس میں یہ تینوں نشانیاں موجود ہیں۔ اور الآن کما کان کی طرح ہیں۔ اگر ان نشانیوں کی وجہ سے قرآن کریم کا حضرت محمد رسول صلعم کے زمانہ میں صدق ظاہر ہوا۔ تو اس زمانہ میں بھی ان کے پائے جانے کی وجہ سے قرآن کریم کا کامل کتاب ہونا بپایہ ثبوت کو پہنچ گیا۔ دیکھو تو کس طرح ان نشانیوں کو اپنے اندر لیتا ہے پہلی نشانی جو کامل کتاب میں پائی جانی ضروری ہے۔ وہ اصول ایمانیہ کا ثابت شدہ اور انسانی فطرت کے موافق ہونا ہے۔ قرآن کریم نے اصول ایمانیہ کو اس قدر بسط سے لکھا ہے۔ کہ جس کو یہ چھوٹا سا مضمون برداشت نہیں کر سکتا۔ مثال کے طور پر دیکھو خدا تعالٰے سورہ البقر میں فرماتا ہے۔ ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنهار والفلك التی تجری فی البحر بما ینفع الناس وما انزل اللہ من السماء من ماء فاحیا به الارض بعد موتها وبث فیها من کل دابة وتصریف الریاح والسحاب المسخر بین السماء والارض لآیات لقوم یعقلون یعنی تحقیق آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے اور رات اور دن کے اختلاف اور ان کشتیوں کے چلنے میں جو دریا میں لوگوں کے نفع کے لئے چلتی ہیں۔ اور جو کچھ خدا نے آسمان سے پانی اتارا۔ اور اس سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کیا۔ اور زمین میں ہر قسم کے جانور بکھیر دیئے۔ اور ہواؤں کو پھیرا۔ اور بادلوں کو آسمان اور زمین میں مسخر کیا۔ یہ سب خدا تعالٰے کے وجود اور اس کی توحید اور اس کے الہام اور اس کے مدبر بالارادہ ہونے پر نشانات ہیں۔ دیکھئے اس آیت میں کس طرح اصول ایمانیہ کو بیان کیا۔ اور کیسے عام فہم طریق سے لوگوں کو اپنا وجود منوایا۔ اور ان امور پر غور کر کے ہر شخص کی فطرت بول اٹھتی ہے۔ کہ یہ چیزیں بغیر صانع کے نہیں ہو سکتیں۔ ان کا کوئی ضرور موجد ہے۔ چنانچہ ایک اعرابی (گنوار) کا واقعہ ہے کہ کسی نے اس سے خدا کے وجود کا ثبوت پوچھا۔ تو اس نے کہا۔ البعیر تدل علی البعیر وآثار الاقدام علی المسیر والسماء ذات البروج والارض الفجاج کیف لا تدل علی الخبیر البصیر۔ سبحان اللہ فطرت صحیحہ نے کیا عمدہ جواب دیا کہ ہم لوگ اونٹ کی مینگنی رستے میں دیکھ کر کہہ دیتے ہیں۔ کہ یہاں سے اونٹ گذرا ہے۔ اور قدموں کے نشانات دیکھ کر کہہ دیتے ہیں کہ کوئی مسافر گیا ہے۔ پس جب ہم نشانات سے اونٹ اور مسافر کے وجود کے قائل ہو جاتے ہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ ہم برجوں والے آسمان اور سوراخوں والی زمین دیکھ کر خبیر و بصیر خدا کے وجود کے قائل نہ ہوں۔ سو خدا تعالٰے نے اصول ایمانیہ کو بیان کیا۔ مگر عام فہم طریقے سے۔ تا کہ لوگوں پر اس ہستی کا سمجھنا مشکل نہ ہو جاوے۔ اور وہ اس کے بارے میں شک میں نہ پڑیں۔

دوسری نشانی فرعها فی السماء ہے۔ یعنی کامل کتاب کی تعلیم انتہائی درجہ کی تعلیم ہونی چاہئے۔ کہ جس پر زیادتی متصور نہ ہو سکے۔ اس کے متعلق دیکھئے۔ خدا تعالٰے فرماتا ہے الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین یعنی علت العلل ہر ایک ربوبیت کا اللہ ہی ہے۔ اس لئے سب تعریف اس کو ہے۔ اور یہی نہیں بلکہ وہ رحمن بھی ہے۔ یعنی بغیر ضرورت کسی عمل کے اپنی طرف سے طرح طرح کے آلاء اور نعماء شامل حال اپنی مخلوق کے رکھتا ہے۔ اور رحیم بھی ہے کہ اعمال صالحہ کے بجا لانے والوں کا مددگار ہوتا ہے۔ اور ان کے مقاصد کے کمال تک پہنچاتا ہے۔ اور مالک یوم الدین بھی ہے کہ ہر ایک جزا سزا اسی کے ہاتھ میں ہے۔ جس طرح چاہے اپنے بندہ سے معاملہ کرے۔

(باقی دارد)

اسلام میں جبر نہیں

جناب گاندھی جی کے اخبار ینگ انڈیا کا ایک مضمون

مہاتما گاندھی کے اخبار ینگ انڈیا میں مسٹر ولجی گووندجی دیسائی کا ایک مضمون اس عنوان سے شائع ہوا ہے۔ کہ "اسلام میں ہنسا" ہم اسے ناظرین کی واقفیت کے خیال سے درج کرتے ہیں۔

اسلام میں جبر نہیں

یہ بڑے افسوس کا مقام ہے۔ کہ بعض غیر تاریخی وجوہ سے ہندوستان میں اسلام کو تشدد کا مترادف مانا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ مسلمان فاتحوں نے ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے میں تلوار لے کر ممالک کو تاخت و تاراج کیا۔ لیکن ہم قرآن کے سورۃ ۲ آیت ۲۵۷ میں یہ پڑھتے ہیں کہ "مذہب میں کوئی تشدد نہیں ہونا چاہئیے" (سیل صاحب کا ترجمہ قرآن) "مذہب میں کوئی جبر نہیں ہے" جیسا کہ مرزا ابو الفضل الہ آبادی نے ترجمہ کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ رسول عربی جبراً مسلمان بنانے کی حمایت سے اس قدر مبرا تھے۔ کہ اس خاص آیت میں جیسا کہ کہا جاتا ہے۔ آپ کے بعض اوّل مریدوں کو ہدایت کی گئی ہے۔ جن کے فرزندوں نے بت پرستی یا یہودیوں کے مذہب میں پرورش پائی تھی۔ اور جوان فرزندوں کو مجبور کر کے مذہب اسلام میں داخل کرنا چاہتے تھے۔ اگر ایک باپ کو یہ نہیں چاہئیے۔ کہ وہ اپنے بیٹے کو جبراً مسلمان بنائے۔ تو یہ عیاں ہے۔ کہ اجنبیوں کو مسلمان بنانے کے لئے تو جبر قطعی طور پر خارج از بحث ہے۔

شرافت اور انسانیت والا شخص

یہ امر واقعہ ہے۔ کہ ذاتی طور پر تو رسول عربی ایک ایسے شخص تھے۔ جن میں بڑی انسانیت اور شرافت تھی آپ کی نسبت کہا گیا تھا کہ "آپ اس سے زیادہ باحیا تھے۔ جتنی کہ پردہ میں رہنے والی ایک کنواری عورت ہوتی ہے" آپ اپنے سے کم درجہ کے لوگوں سے بڑی رعایت کرتے تھے۔ اور آپ کمسن غلام چاہے کچھ ہی کرتا تھا۔ مگر آپ اس کا مضحکہ اڑانے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ آپ کا ملازم خاص کہتا ہے۔ کہ میں دس سال رسول کے پاس رہا۔ اور آپ نے مجھے لفظ اف بھی نہیں کہا۔ آپ نے مجھے کبھی یہ نہیں کہا کہ "تم نے یہ کام کیوں کیا؟" اور نہ کبھی یہ کہا کہ "تم نے یہ کام کیوں کیا"

عمر بھر کسی کو نہ مارا

آپ بچوں سے بڑا انس رکھتے تھے۔ آپ ان کو راستہ میں روک لیتے۔ اور ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے تھے۔ آپ بچوں کے ساتھ اچھلتے کودتے تھے۔ اور ان کے کھلونوں سے کھیلتے تھے۔ آپ نے اپنی عمر بھر کسی کو نہیں مارا۔ آپ نے بدترین الفاظ جو کبھی مذہب کی تبدیلی کے متعلق کہے تھے۔ کہ "اسے کیا ملا ہے؟ خدا کرے کہ اس کا چہرہ خاک سے سیاہ ہو" جب آپ سے کہا گیا۔ کہ فلاں شخص کو بددعا دیں۔ تو آپ نے جواب دیا کہ "میں بددعا دینے کے لئے نہیں بھیجا گیا ہوں۔ بلکہ انسانوں کے ساتھ رحم کا سلوک کرنے آیا ہوں" آپ بیماروں کی مزاج پرسی کرنے جاتے تھے۔ اور جو جنازہ آپ کو ملتا تھا۔ آپ اس کے ہمراہ ہو لیتے تھے۔ آپ ایک غلام کی دعوت بھی قبول کر لیتے تھے۔ اپنے کپڑوں کو خود درست کرتے تھے۔ جن میں بعض اوقات پیوند لگاتے تھے۔ مصافحہ کرتے وقت آپ اپنا ہاتھ پہلے نہیں ہٹاتے تھے۔ اور نہ آپ کسی اجنبی کے ساتھ باتوں کا خود خاتمہ کرتے تھے۔ اور نہ آپ کسی کی بات سننے سے اپنے کان پھیر لیتے تھے (لین پول)

والدہ کی قبر پر گریہ وزاری

رسول عربی میں انسانوں میں سب سے زیادہ انسانیت تھی۔ جب آپ اپنی والدہ کی قبر پر جاتے تو روتے تھے۔ اور ان لوگوں کو بھی رلاتے تھے۔ جو اس وقت آپ کے گرد و پیش کھڑے ہوتے تھے۔

رسول کی خیرات

آپ جس قدر سادہ اطوار رکھتے تھے۔ اسی قدر آپ مخیر تھے۔ آپ اپنی بیویوں کے ساتھ معمولی جھونپڑوں کی ایک قطار میں رہتے تھے۔ یہ جھونپڑے کھجور کی ٹہنیوں کے ذریعے جن پر مٹی لیپی جاتی تھی ایک دوسرے سے جدا تھے۔ آپ خود آگ جلاتے اور جھونپڑوں میں جھاڑو دیتے تھے۔ آپ کے پاس جو کچھ کھانا ہوتا تھا۔ اس میں سے ان لوگوں کو حصہ دیتے تھے۔ جو آپ کے پاس جاتے تھے۔ یہ حقیقت ہے۔ کہ آپ کے مکان کے باہر ایک بنچ پڑی رہتی تھی اور اس پر ہمیشہ ایک تعداد ان غریبوں کی بیٹھی رہتی تھی۔ جن کا گذارہ بالکل آپ کی خیرات پر منحصر تھا۔ اور اس لئے ان غریبوں کو بنچ والے لوگ کہا جاتا ہے۔ آپ کا معمولی کھانا کھجوریں اور پانی یا جو کی روٹی ہوتی تھی۔ دودھ اور شہد سامان عشرت تھا۔ اور ان دونوں چیزوں کے آپ بڑے شائق تھے۔ مگر آپ یہ چیزیں شاذ و نادر ہی استعمال کرتے تھے۔ جب آپ عرب کے بادشاہ بن گئے۔ تو بھی آپ ریگستانوں میں سیاحت کو بہت پسند کرتے تھے۔ (لین پول)

غریبی کی عزت

رسول نے غریبوں کو یہ کہکر درجہ تقدس بخش دیا۔ کہ غریبی آپ کا فخر ہے۔ آپ نے خدا سے دعا کی کہ آپ کو غریبی میں رکھے۔ آپ کو حالت غریبی میں موت دے۔ اور حشر کے دن آپ کو غریبوں ہی میں اٹھائے۔ ایک شخص نے آپ سے کہا۔ کہ خدا کی قسم میں آپ کے ساتھ محبت رکھتا ہوں۔ آپ نے اس سے جواب میں کہا۔ کہ اگر آپ صادق ہیں۔ تو آپ غریبی کا ہتھیار تیار کریں۔ کیونکہ جو کوئی مجھے محبت کرتا ہے۔ غریبی اس کے پاس اس سے زیادہ تیز رفتار کے ساتھ پہنچ جاتی ہے۔ جس تیزی کے ساتھ کہ سمندر کی رو پہنچتی ہے۔ اور آپ نے کہا۔ کہ غریبوں کو اپنے پاس آنے دو۔ کیونکہ اسی وجہ سے اللہ تم کو اپنے پاس پہنچ جانے دیگا۔ پھر آپ نے کہا۔ کہ میرے اطمینان دل کو تم غریبوں اور حاجت مندوں میں پا سکتے ہو۔ تم عشرت اور راحت سے دور رہو۔ کیونکہ اسلام کے خاص خادم جو اس کی عبادت میں لگے رہتے ہیں۔ وہ عیش پرست نہیں ہوتے۔

خدا کا بندہ اور پیغامبر

آپ اس قدر منکسر مزاج تھے۔ کہ آپ کسی کو اپنی نسبت اس سے کچھ زیادہ نہیں کہنے دیتے تھے۔ کہ "آپ خدا کے بندے اور اس کے پیغامبر ہیں" آپ اپنے دینی معتقدوں کو یاد دلاتے رہتے تھے۔ کہ "میں انسان سے بڑھ کر نہیں ہوں" اگرچہ آپ کا دعویٰ تھا۔ کہ آپ خاتم النبیین اور سر آمد انبیاء ہیں۔ یعنی سب سے آخری اور سب سے بڑے نبی ہیں۔ مگر ساتھ ہی آپ نے صاف الفاظ میں کہدیا۔ کہ میں اور نیز باقی انسان اسوقت تک بہشت میں داخل نہیں ہونگے۔ جب تک کہ خدا آپ کو اپنی رحمت سے نہ ڈھک دیگا۔ جہاں آپ نے ایک طرف یہ اعلان کیا کہ ہر ایک محض خدا کے فضل کی بدولت نجات پائیگا۔ وہاں اپنے انسانوں کو بھی یہ تسکین دی۔ کہ خدا کی رحمدلی اس کے غضب پر غالب آجاتی ہے۔ اور یہ کہ خدا نے بہشت کے دروازے نام نہاد بے دینوں پر بھی بند نہیں کئے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اگر کسی بے دین کو معلوم ہو جائے۔ کہ خدا کس قدر رحیم ہے۔ تب بھی اسے بہشت کی طرف سے مایوس نہ ہونا چاہئیے۔ (از پرتاپ [illegible])

موتی سرمہ کی دھوم مچ گئی

ہم نے اپنے موتی سرمہ کا نسخہ بہت غور و فکر تجربہ و احتیاط کے بعد انتخاب کیا ہے۔ جو عمدہ کھرل میں خاص اہتمام کے ساتھ تیار کیا جاتا ہے۔ اور اپنی خوبیوں کی وجہ سے تھوڑے ہی عرصہ میں خدا کے فضل سے اس قدر قبولیت حاصل کر چکا ہے۔ کہ اب نہ صرف باقاعدہ سرکار سے رجسٹرڈ ہی ہو چکا ہے بلکہ ڈاکٹر لوگ بوقت ضرورت بذریعہ تار منگواتے ہیں۔ بلاشبہ اس سرمہ پر ڈاکٹر شیفتہ اور حکماء فریفتہ ہیں ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندہ۔ ابتدائی موتیابند۔ غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ اس کا روزانہ استعمال آنکھوں کی بصارت کو تیز کرتا ہے۔ اور جملہ امراض سے آنکھوں کو محفوظ رکھتا ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھیں گے۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے۔ قیمت فی تولہ صرف عہ (دو روپے آٹھ آنہ) محصولڈاک علاوہ۔ یہ دیکھنے کے لئے کہ اس سرمہ نے اپنی خوبیوں کے لحاظ سے قلیل عرصہ میں کس قدر شہرت و قبولیت حاصل کر لی ہے۔ اس کے لئے آپ بکثرت شہادتوں میں سے حسب ذیل چند شہادتوں کے ملاحظہ سے بخوبی اندازہ لگا سکیں گے ؎

ڈاکٹر کی شہادت جناب ڈاکٹر محمد صادق صاحب جنرل سپتال اکیاب (برہما) سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ پہلے بھی آپ کا سرمہ بعض مریضوں کو منگوا کر دیا۔ نہایت مفید پایا۔ اب مجھے اپنے لئے خود ضرورت ہے۔ ایک تولہ جلد بذریعہ وی پی بھیجدیں ؎

ایک دوسرے ڈاکٹر کی شہادت جناب ڈاکٹر بشیری صاحب ایم۔ ڈی۔ نمبر ۱ سیکشن لاہور چھاؤنی سے لکھتے ہیں۔ کہ اکثر مریضوں کو آپ کا سرمہ استعمال کرایا گیا۔ بلاشبہ یہ سرمہ بہت ہی مفید اور اکسیر چیز ہے۔ دو تولہ اور بذریعہ وی پی بھیجدیں ؎

جناب ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب کی شہادت جناب ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب سابق مبلغ بلاد یورپ و جنرل سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ حال ناظر امور عامہ قادیان لکھتے ہیں۔ کہ "آپ کا موتی سرمہ میں نے ککروں کے واسطے استعمال کیا۔ اور بہت مفید پایا"

حضرت مولوی شیر علی صاحب کی شہادت حضرت مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر مدرسہ خواتین قادیان اس سرمہ کے متعلق فرماتے ہیں۔ "مدرسۃ الخواتین کی ایک طالبہ ککروں کی وجہ سے سخت تکلیف میں تھی۔ چنانچہ وہ پڑھائی کرنے سے بھی عاجز ہو گئی تھی۔ اس نے آپ کا سرمہ چند روز تک استعمال کیا۔ جس سے اس کو بہت فائدہ ہوا۔ اب وہ باقاعدہ پڑھتی ہے۔ میں یہ اطلاع آپ کو اس لئے دیتا ہوں۔ تاکہ اور لوگ بھی آپ کے سرمہ کی اس خوبی سے آگاہ ہو کر اس سے فائدہ اٹھا سکیں ؎

اندھی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ جناب قاضی محمود الحسن صاحب سٹور کیپر زراعتی فارم گورداسپور لکھتے ہیں کہ اس سے قبل دو بار آپ کا سرمہ منگوا چکا ہوں جو کہ مختلف احباب کو دیا گیا۔ ان میں سے دو کی آنکھیں تو سخت خراب تھیں۔ ایک تو چند گز سے بھی آدمی کو پہچان نہ سکتا تھا۔ اب وہ چند گز کیا کافی سے زیادہ فاصلہ سے آدمی کو پہچان سکتا ہے۔ یہی حال قریباً دوسرے کا تھا۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ انکی آپکے سرمہ سے بینائی تیز ہوئی۔ انکے تقاضا پر یہ خط لکھ رہا ہوں کہ بمجرد خط ہذا دو تولہ سرمہ بذریعہ وی پی جلد بھیجدیجئے ؎

پتہ:۔ منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

اکسیر البدن نے کمال کر دیا

جس نے ایک دفعہ بھی استعمال کی وہ ہمیشہ کے لئے گرویدہ ہو گیا۔ ذرا اس کے فوائد پر تو نظر ڈالئے۔ (۱) موسمی عوارض۔ بخار۔ نزلہ۔ زکام و کھانسی وغیرہ سے آپ کی حفاظت کریگی۔ (۲) پٹھوں کو مضبوط بنائیگی (۳) دل و دماغ کو تقویت دیگی۔ (۴) گندے خون کو صاف اور عمدہ خون کو پیدا کریگی (۵) جسم کو چست بنائیگی۔ (۶) دل میں نئی امنگ (۷) اعضاء میں نئی ترنگ (۸) اور دماغ میں نئی جولانی پیدا کریگی (۹) معدہ کو تقویت دیگی۔ (۱۰) اگر آپ جوان ہیں۔ تو آپ کی جوانی کی حفاظت کریگی (۱۱) اگر آپ بوڑھے ہیں تو بڑھاپے کے عوارض سے آپ کو بچائیگی۔ (۱۲) اگر آپ کمزور ہیں تو آپ کو زور آور بنائے گی (۱۳) اگر آپ زور آور ہیں تو آپ کو شہ زور کریگی۔ غرضیکہ اکسیر البدن کے استعمال کے بعد آپ خوب محنت کر کے روپیہ کما سکیں گے۔ جس سے آپ اور آپ کے بال بچے خوشی سے زندگی بسر کرینگے اور عمدہ صحت پا کر آپ خدا کی عبادت بھی خوب بجا لائیں گے۔ جس سے آپ خدا کی خوشنودی حاصل کر کے دین و دنیا میں کامیاب ہونگے۔ لہذا اگر آپ کو اپنی صحت کا کچھ بھی خیال ہے۔ جس کے بغیر بلاشبہ انسان زندہ درگور ہے۔ تو پھر آپ کو آج سے ہی اکسیر البدن کا استعمال شروع کر دینا چاہیئے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت صرف پانچ روپے (صہ) محصولڈاک علاوہ۔ کثرت شہادتوں میں سے چند ایک ملاحظہ کیجئے:۔

پلیڈر ہائی کورٹ کی شہادت۔ جناب محمد یعقوب خاں صاحب بی۔ اے پلیڈر ہائی کورٹ پنجاب گورداسپور سے لکھتے ہیں۔ کہ "میں نے آپ کی ساختہ دوائی اکسیر البدن قریباً ایک ماہ استعمال کی۔ اور میں نہایت خوشی سے اس بات کا اظہار کرتا ہوں۔ کہ میں نے اس دوا کو جسمانی اور دماغی کمزوریوں کے لئے بہت مفید پایا۔ وہ لوگ جنہیں دماغی کام کرنا پڑتا ہے۔ انہیں یہ دوا ضرور استعمال کرنی چاہیئے"

ایک سٹیشن ماسٹر کی شہادت۔ جناب شیخ فضل کریم صاحب احمدی سٹیشن ماسٹر لارنس پور ضلع کیمبل پور سے لکھتے ہیں کہ میں نے گذشتہ رمضان میں آپ کی تیار کردہ اکسیر البدن ایک ماہ کی خوراک آپ سے منگوائی تھی۔ میں اسکے استعمال سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ واقعی یہ دوا آپ کے اشتہار کے مطابق اپنے اندر فوائد رکھتی ہے۔ بدن میں تیزی چالاکی پیدا کرتی ہے۔ دماغ کو قوت دیتی ہے۔ تھکان دور کرتی ہے۔ قبض کشا ہے۔ زکام نزلہ وغیرہ کی شکایت رفع کرتی ہے۔ احباب سے درخواست ہے۔ کہ وہ اس مفید چیز سے ضرور فائدہ اٹھائیں ؎

ایک تجربہ کار حکیم کی شہادت۔ جناب مولوی حکیم قطب الدین صاحب جو قادیان کے سب سے پرانے اور تجربہ کار حکیم ہیں۔ وہ اکسیر البدن کے متعلق اپنا تجربہ یوں تحریر فرماتے ہیں "مجھے کمر درد کی سخت شکایت تھی۔ یہاں تک کہ اٹھنے بیٹھنے سے لاچار تھا۔ آپ کی دوا اکسیر البدن کے استعمال کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل سے صحت بہت اچھی ہو گئی۔ گو اس وقت کوئی تکلیف نہیں رہی۔ مگر احتیاطاً کچھ اور گولیاں استعمال کرنا چاہتا ہوں۔ واقعی یہ گولیاں مقوی اعصاب۔ مقوی دماغ اور مقوی جسم ہیں میں نے خود تجربہ کر کے دیکھ لیا ہے"

اکسیر البدن نے میری کایا پلٹ دی۔ جناب مراد بخش صاحب فلائی کور کوہاٹ چھاؤنی سے لکھتے ہیں۔ کہ جب سے اکسیر البدن کا استعمال شروع کیا ہے۔ پٹھوں میں درد کی جو شکایت تھی رفع ہو گئی ہے۔ سستی میں کمی ہے۔ دماغ میں اٹھتے بیٹھتے وقت جو چکر آتا تھا۔ جاتا رہا۔ دماغی کمزوری دن بدن دور ہو رہی ہے۔ پہلے درد کمر بہت رہتا تھا۔ اب دو روز سے بالکل آرام ہے۔ پیٹ میں جو گڑگڑاہٹ تھی۔ وہ جاتی رہی اب تو بھوک خوب لگتی ہے۔ اس سے بڑھکر اور کیا جادو اثر ہو سکتا ہے۔ اسی کو تو اکسیر کہتے ہیں۔ اگر آپ کو اپنی پیاری صحت کی کچھ بھی قدر ہے۔ تو فی الفور اس کا استعمال شروع کر دیں۔ جس سے آپ نئی زندگی حاصل کریں گے۔

ملنے کا پتہ: منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ کے اہم فرائض کو بجا لانے والا اکیلا اخبار

۲۵ دسمبر ۱۹۱۹ء ۔ ۱۶ [illegible]

مقاصد

۱۔ اسلام کی خوبیوں [illegible]
مذاہب [illegible] اصلی حقیقت [illegible]
(۲) سکھوں اور آریوں [illegible]
۳۔ دیگر مذاہب کے حالات [illegible]
[illegible] اور [illegible]

نمبر

دار الامان قادیان

یهدی اللّٰہ لنورہٖ من یشاء

نور

ایڈیٹر ۔ مسٹر ایس محمد یوسف

ضوابط

چندہ سالانہ عوام تین روپے (عہ)
،، ششماہی ایک روپیہ بارہ آنے (۱۲؍)
،، سالانہ سرپرستوں سے دس روپے (عہ۱۰)
،، امراء سے پانچ روپے (ﷲ)
ممالک غیر سے آٹھ شلنگ

جلد (۲۰)

باوا نانک کے مذہب کا دُوسرا ایڈیشن

پہلے حجم ۱۵۰ صفحہ تھا اور قیمت ۱۲؍ اب حجم ۲۵۰ صفحہ اور ایک عکسی تصویر کا اضافہ ، کاغذ لکھائی ۔ چھپائی سب اعلےٰ ۔ مگر قیمت صرف ایک روپیہ بارہ آنے (۱۲؍)

یہی وہ کتاب ہے جسنے مذہبی دنیا میں قابل رشک قبولیت حاصل کی تھی ۔ اب اس کا دوسرا ایڈیشن نہایت آب و تاب سے شائع ہوا ہے ۔ اور اس میں سکھ مذہب کے متعلق اس قدر نادر تبلیغی اور مفید مواد جمع کر دیا گیا ہے ۔ کہ اس سے بڑھ کر ممکن نہیں ۔ آپ کتاب کو دیکھیں اور پڑھیں خود داد دیں گے بعد از ملاحظہ اگر ناپسند ہو ۔ تو ایک ہفتہ کے اندر اندر کتاب واپس کر کے اپنی قیمت لے سکتے ہیں ۔ بشرطیکہ کتاب میلی یا کوئی ورق خراب ہو گیا ہو ۔

پہلے ایڈیشن پر ملک کے مشہور و معروف اخبارات و رسائل نے ریویو کئے ۔ ان کا اختصار درج ذیل ہے ۔

مسلم آوٹ لک لاہور ۱۸ اکتوبر ۱۸ء کے اشو میں لکھتا ہے کہ فاضل مصنف نے اس قدر ٹھوس میٹریل اس کتاب میں بھر دیا ہے کہ کتاب کو ختم کرنے کے بعد آدمی کی دلیری بات کہہ جاتی ہے کہ سکھ مذہب کا بانی قولاً و فعلاً مسلمان تھا ۔ کتاب بالکل بیغرضانہ اور نرم لہجہ میں لکھی گئی ہے ۔ یہ ایک ایسی خصوصیت ہے جو آجکل مذہبی دنیا میں نایاب ہے ۔ اس کا مطالعہ سکھوں اور مسلمانوں کیلئے مفید ہے ۔ **نیر اعظم مراد آباد** اپنے ۲۶ جون ۱۹۱۹ء کے پرچہ میں لکھتا ہے کہ فاضل مصنف نے یہ کتاب نہایت تحقیق اور تدقیق کیساتھ لکھی ہے ۔ **پیسہ اخبار لاہور** ۲۸ فروری ۱۹۱۹ء کے پرچہ میں لکھتا ہے کہ ایسے لائل کے اسلحہ سے مسلح ہو کر جتنے گرد بیٹھے ہیں جس میدان میں بھی یہ جنگ کریں گے کامیاب ہوں گے ۔ پیر بھائی اخبار اپنے ۹ دسمبر ۱۹۱۹ء کے اشو میں لکھتا ہے کہ قابل مصنف نے اپنی اس ضخیم کتاب میں بڑی تحقیق سے کام لیا ہے ۔ **روزانہ سیاست لاہور** اپنے ۲۰ جولائی کے اشو میں لکھتا ہے کہ یہ مشہور مصنف کی ایک زبردست تصنیف ہے جس میں نہایت قابلیت کیساتھ جناب باوا نانک صاحب کا مسلمان ہونا ثابت کیا گیا ہے ۔ **الفضل قادیان** اپنے ۱۱ اکتوبر ۱۹۱۹ء کے اشو میں لکھتا ہے کہ کتاب نہایت محنت اور قابلیت سے لکھی گئی ہے ۔ **خطیب دہلی** اپنے ۱۱ اکتوبر ۱۹۱۹ء کے پرچہ میں لکھتا ہے کہ یہ کتاب بہت محنت سے لکھی گئی ہے اور اسلام اور سکھ ہر دو کے لئے بہت مفید ہے ۔ **میونسپل گزٹ لاہور** اپنے ۱۹ جون ۱۹۱۹ء کے اشو میں لکھتا ہے کہ [illegible] بلدیہ کتاب ہے ۔ **اخبار کشمیری لاہور** اپنے ۲۰ اکتوبر ۱۹۱۹ء کے اشو میں لکھتا ہے کہ شیخ محمد یوسف صاحب جو سکھ مذہب میں تبلیغ اسلام کے لئے خاص شہرت رکھتے ہیں انہوں نے یہ کتاب لکھی ہے جس میں نہایت قابلیت اور کمال ہمت سے معلوم کرانے کی کوشش کی گئی ہے کہ باوا نانک صاحب مسلمان تھے ۔ کتاب پڑھ کر بے اختیار مصنف کی حسن نگاہی ، عرق ریزی اور خلوص ایثار کی تعریف کرنی پڑتی ہے ۔

ملنے کا پتہ مینجر اخبار نور ۔ نور بلڈنگ قادیان ۔ ضلع گورداسپور پنجاب

دہوکہ سے بچو!

ہمارا اصلی موتی سرمہ بفضل خدا اپنے بے نظیر فوائد کی وجہ سے جس تیزی کے ساتھ پبلک میں مقبول ہوا ہے ۔ وہ اسی سے ظاہر ہے کہ تھوڑے ہی عرصہ میں وہ سو سے زائد بہترین پبلک سارٹیفکیٹس حاصل کر چکا ہے ۔ جنمیں بڑے بڑے حکما اور ڈاکٹر بھی شامل ہیں ۔ ایک سارٹیفکیٹ کو بھی جعلی ثابت کرنیوالے کو پچاس روپیہ انعام ملیگا ۔ اگر کسی میں سچائی ہے تو وہ اس سے نصف تو سارٹیفکیٹ اسی شرط پر پبلک میں پیش کرے ۔

مگر ہمارے سرمہ کی ہر دلعزیزی اور قبولیت عامہ کو دیکھ کر بعض حاسدوں کے منہ میں پانی بھر آیا ہے ۔ اسلئے انہوں نے موتی سرمہ رجسٹرڈ کے نام سے ملتے جلتے نام اپنے سرمہ کے رکھ لئے ہیں ۔ کیونکہ موتی سرمہ کے کارخانہ کا نام نور بلڈنگ ہے اور بعض لوگوں نے اپنے سرمہ کا نام بھی سرمہ نور رکھ لیا ہے ۔ تاکہ پبلک یہ دھوکہ کھا جائے کہ نور بلڈنگ سے تیار ہونیوالا سرمہ یہی نور ہے ۔ حالانکہ یہ صریح دہوکہ ہے ۔

اور بعض سرمہ فروش پبلک کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے یہ بھی کہدیتے ہیں ۔ کہ ہمارا اور ان کا نسخہ ایک ہی ہے یہ بھی خطرناک مغالطہ ہے ۔ موتی سرمہ کا نسخہ دنیا میں سوائے ہمارے اور کسی کو معلوم نہیں ۔ لہذا اگر آپ اصل موتی سرمہ کے خواہشمند ہیں ۔ جو جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر مانا گیا ہے ۔ تو آپ دفتر اخبار نور جو

منارے والی مسجد سے

جانب جنوب صرف دو تین قدم کے فاصلہ پر ہے ۔ وہاں سے خریدیں ۔ عام طور پر ایک تولہ کی قیمت ۸؍ محصولڈاک ۲؍ ہے ۔ مگر ایام جلسہ میں دفتر اخبار نور سے ایک تولہ آپ کو ۲ روپیہ ملیگا ۔ اسکے علاوہ اکسیر البدن طاقت کی بے نظیر دوا ہے ۔ اور موتی دانت پوڈر اور ست سلاجیت اصلی بھی رعایتی قیمت پر آپ کو دفتر نور سے ہی ملیگی ۔ آپ کا خیر اندیش مینجر نور قادیان ضلع گورداسپور

پہلی اطلاع ۔ دفتر نور منارہ والی مسجد سے جانب جنوب ہے جلسہ میں شامل ہونیوالے دوست نوٹ کرلیں

دوسری اطلاع ۔ سالانہ جلسہ میں مصروفیت کیوجہ سے آئندہ پرچہ بجائے ۸ جنوری کے ۱۵ جنوری کو شائع ہوگا ۔

روز بازار الفیض پرنٹنگ پریس [illegible] چھپا اور شیخ محمد یوسف ایڈیٹر [illegible] قادیان ضلع گورداسپور سے شائع کیا

جادو اثر ادویات پر از ۲۰ر دسمبر ۱۹۲۸ء تا یکم جنوری ۱۹۲۹ء حیرت انگیز رعایت

یہ رعایت دراصل سالانہ جلسہ کی تقریب پر ہے۔ باہر کے احباب بھی اس رعایت سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ جن کے خط پر یکم جنوری کی بھی مہر ہوگی۔ وہ بھی اس سے یکساں مستفیض ہوں گے۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار ہوگا۔

موتی سرمہ رجسٹرڈ

ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ خارش۔ چشم پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندا۔ ابتدائی موتیابند غرضیکہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے۔

حضرت مولوی شیر علیصاحب کی شہادت

حضرت مولوی شیر علی صاحب بی اے ہیڈ ماسٹر مدرسہ خواتین قادیان اس سرمہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔ مدرسۃ الخواتین کی ایک طالبہ ککروں کیوجہ سے سخت تکلیف میں تھی۔ چنانچہ وہ پڑھائی کرنے سے بھی عاجز ہوگئی تھی اسنے آپکا سرمہ چند روز تک استعمال کیا جس سے اسکو بہت فائدہ ہوا۔ اب وہ باقاعدہ پڑھتی ہے میں یہ اطلاع آپکو اسلئے دیتا ہوں۔ تاکہ اور لوگ بھی آپکے سرمہ کی اس خوبی سے آگاہ ہوکر اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔" ایکتولہ کی قیمت عہ

اکسیر البدن آپکو کیا فائدہ دیگی

موسمی عوارض نزلہ بخار زکام کھانسی وغیرہ سے آپکی حفاظت کرے گی (۲) پٹھوں کو مضبوط بنائیگی (۳) دل و دماغ کو تقویت دیگی (۴) گندے خون کو صاف کریگی اور عمدہ خون پیدا کریگی (۵) جسم کو چست بنائیگی (۶) دلوں میں نئی امنگ (۷) اعضا میں نئی ترنگ (۸) اور دماغ میں نئی جولانی پیدا کریگی (۹) معدہ کو تقویت دیگی (۱۰) اگر جوان ہیں تو آپکی جوانی کی حفاظت کریگی (۱۱) اگر آپ کمزور ہیں تو آپکو زور آور بنا دیگی (۱۲) اگر آپ زور آور ہیں تو آپ کو تنومند کریگی (۱۳) اگر آپ بوڑھے ہیں تو بڑھاپے کے عوارض سے آپ کو بچائیگی غرضیکہ اکسیر البدن کے استعمال کے بعد آپ خوب محنت کرکے روپیہ کما سکینگے جس سے آپ اور آپکے بال بچے خوشی سے زندگی بسر کریں گے۔ اور عمدہ صحت پاکر آپ خدا کی عبادت بھی خوب بجا لائیں گے جس سے آپ خدا کی خوشنودی حاصل کرکے دین و دنیا میں کامیاب ہونگے۔ لہذا اگر آپ کو اپنی صحت کا کچھ بھی خیال ہے جسکے بغیر انسان زندہ درگور ہے تو پھر آپکو آج سے ہی اکسیر البدن کا استعمال شروع کردینا چاہئے۔

ایک تجربہ کار حکیم کی شہادت۔ جناب مولوی حکیم قطب الدین صاحب جو قادیان کے بہت پرانے اور تجربہ کار حکیم ہیں۔ وہ اکسیر البدن کے متعلق اپنا تجربہ یوں تحریر فرماتے ہیں۔ "مجھے کمر درد کی سخت شکایت تھی یہاں تک کہ اٹھنے بیٹھنے سے سخت لاچار تھا۔ آپ کی دوا اکسیر البدن کے استعمال کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل سے صحت اچھی ہوگئی۔ گو اس وقت کوئی تکلیف نہیں رہی۔ مگر احتیاطاً کچھ اور گولیاں استعمال کرنا چاہتا ہوں واقعی یہ گولیاں مقوی اعصاب مقوی دماغ اور مقوی جسم ہیں میں نے خود تجربہ کرکے دیکھ لیا ہے۔" ایک ماہ کی خوراک کی قیمت صرف پانچ روپیہ۔ ایام جلسہ میں چار روپے۔

موتی دانت پوڈر رجسٹرڈ

حکما اور ڈاکٹروں کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ گندہ منہ اور میلے دانت ہزارہا بیماریوں کا گھر ہیں۔ اگر آپ اپنی صحت کو مقدم و ضروری سمجھتے ہیں۔ تو آج سے ہی موتی دانت پوڈر کا استعمال شروع کردیں۔ جو دانتوں کی کل بیماریوں کو دور کرتا ہے۔ انہیں فولاد کی طرح مضبوط بناتا ہے۔ اور موتیوں کی طرح چمکاتا بدبو دہن کو دور کرکے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے۔ گوشت خورہ دانتوں سے خون یا پیپ آنا۔ دانتوں پر میل جمنا یا ان کا زرد رنگ رہنا اور منہ سے پانی کا آنا۔ غرضیکہ جملہ امراض دندان کیلئے یہ موتی دانت پوڈر اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔

منیجر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کی شہادت

جناب مولوی محمد دین صاحب بی اے سابق مسلم مشنری شکاگو امریکہ حال منیجر تعلیم الاسلام قادیان لکھتے ہیں کہ میں نے یہ موتی دانت پوڈر استعمال کیا۔ بہت مفید پایا۔ علاوہ دانتوں کو سفید اور صاف کرنیکے یہ مسوڑھوں کیلئے بھی نہایت مفید ہے۔ میرا ایک دانت میں درد تھی اس میں بہت حد تک تخفیف ہوگئی ہے۔" ایک شیشی کی قیمت ایک روپیہ ایام جلسہ میں ۱۲؍

ست سلاجیت

خون پیدا کرتی۔ اور قوت باہ کو بڑھاتی ہے۔ ابتدائی سل و دق۔ دمہ۔ کھانسی۔ ریزش اور کمزوری سینہ کو رفع کرتی ہے۔ گردہ اور مثانہ کو طاقت دیتی ہے۔ بدن کو فربہ اور ہڈیوں کو مضبوط کرتی ہے۔ درد کمر کے لئے اکسیر ہے۔ دماغ کو طاقت بخشتی ہے۔ چوٹ لگ جائے تو تھوڑی سی کھا لینے سے درد موقوف ہو جاتا ہے۔ مرد عورت بچے بوڑھے اور جوان کو یکساں مفید ہے ہر موسم میں استعمال ہو سکتی ہے۔ ایک چھٹانک سے کم روانہ نہیں ہوتی قیمت فی چھٹانک ۱۲؍ ایام جلسہ میں صرف ایک روپیہ آٹھ آنے

اکسیر جریان

اس نامراد موذی مرض سے بڑھ کر اور کوئی خطرناک روگ نہیں یہ اندر ہی اندر گھن کیطرح انسانی صحت کا ستیاناس کردیتا ہے سر میں درد۔ چہرہ زرد۔ طبیعت سرد۔ ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے دل اکتایا ہوا۔ بھوک مری ہوئی غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ درگور بنا دیتی ہے ہم نے سالہا سال کے تجربہ سے اس موذی مرض سے نجات حاصل کرنے کیلئے ایک مجرب نسخہ ایجاد کیا ہے اگر اسکی قیمت دس روپیہ بھی رکھی جاتی تو بھی تھوڑی تھی۔ مگر محض اس دوا کی شہرت اور لوگوں کو یقین دلانے کی خاطر فی الحال اس کی قیمت صرف ۱۲؍ مقرر کی جاتی ہے بعد میں پانچ روپے کردی جائیگی۔

ایام جلسہ میں صرف ایک روپیہ بارہ آنے۔

ملنے کا پتہ منیجر نور ایجنسیز "نور بلڈنگ" قادیان۔ ضلع گورداسپور (پنجاب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

سالانہ جلسہ میں شامل ہونے والے

دوستوں کیلئے چند ضروری ہدایات

(۱) میں نے گذشتہ دو تین پرچوں میں اس امر پر بہت حد تک وضاحت سے لکھ چکا ہوں۔ کہ احمدی دوستوں کو اس دفعہ اپنے اس دور افتادہ بھائیوں کو بھی اس پاک تقریب اور روحانی مجلس میں شامل کرنے کے لئے پوری سعی سے کام لینا چاہئے۔ جو آج تک نہ صرف اس تقریب سعید میں شامل نہیں ہو سکے۔ بلکہ وہ ایک یا دوسری وجہ سے بدظن بھی ہیں۔ اور دراصل تجدید یا صدری ہی معہ بدظنیوں کی ایک بدظنی ہے۔ لہذا جب یہ لوگ اپنی آنکھوں دیکھ لیں گے کہ احمدی لوگ ارکان اسلام کے کس شدت سے پابند ہیں۔ تو بلاشبہ ان لوگوں کی بدظنی خود بخود دور ہو جائے گی ہر ایک نیکی اپنے اندر ایک خاص خوبی رکھتی ہے مگر کسی روح کو روحانی دولت سے مالا مال کرنا یہ بھی سب نیکیوں کی سرتاج ہے۔ اسلئے میں اپنے احمدی بھائیوں سے بجا طور پر یہ توقع رکھ سکتا ہوں۔ کہ وہ اس سالانہ اجتماع میں ایسے دور افتادہ دوستوں کو شامل کرنے کے لئے کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑیں گے۔

(۲) ہر ایک احمدی اپنے نووارد بھائی کیلئے قربانی کیواسطے مستعد رہے۔ خود تکلیف اٹھا کر اس کے لئے راحت کا سامان پیدا کرے اس کے لئے اچھا کھانا اور اچھی جگہ مہیا کرنے کے لئے آمادہ رہے اگر خود کھڑے ہو کر لیکچر سننا پڑے۔ تو خوشی قبول کرے۔ مگر اپنے نووارد دوست کیلئے عمدہ نشست کے فراہم کرنے کیلئے کبھی دریغ نہ کرے۔

(۳) ایک اور ضروری بات پر بھی میں دوستوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ لوگ عام طور پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے لیکچر میں تو جمع ہو جاتے ہیں۔ مگر دوسرے لیکچروں میں عام طور پر لوگ ادھر ادھر چلتے پھرتے رہتے ہیں۔ آدمیوں کا زیادہ سے زیادہ ½ حصہ تو لیکچر گاہ میں ہوتا ہے بقیہ ½ حصہ لیکچر گاہ کے باہر مختلف جگہوں میں گروہ در گروہ کئی ایک الگ الگ جلسے منعقد کر لیتا ہے۔ اور یہ نہایت ہی معیوب امر ہے۔ بلاشبہ حضرت کا لیکچر تو مردوں کو زندہ کرنے والا ہوتا ہے اسمیں لوگوں کا جمع ہونا قدرتی امر ہے۔ مگر ہمیں یہ بھی کوئی کلام نہیں۔ کہ بقیہ لیکچرار بھی حضرت کی اجازت سے ہی کھڑے ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک لیکچر اپنے اندر کوئی نہ کوئی خوبی ضرور رکھتا ہے۔ دوستوں کا ان تقریروں سے محروم رہنا۔ کوئی اچھا فعل نہیں۔ بلکہ ایک گونہ بدقسمتی کا موجب ہے۔ آپ لوگ اپنے گھر سے الگ ہوئے۔ سردی کی زحمت بھی گوارا کی۔ روپیہ کی بھی قربانی کی۔ سفر کی کوفت بھی اٹھائی پھر کس قدر افسوس ہوگا کہ آپ لیکچروں کے سننے سے محروم رہیں۔ ہو سکتا ہے کہ بعض لوگوں کا معیار ان لیکچروں کی نسبت بہت بلند ہو چلو ایسا ہی سہی۔ بہرحال وہ لیکچر جو آپکی نظر میں کمتر ہے۔ باہر علیحدہ علیحدہ گروہ در گروہ بنا کر گفتگو۔ سے تو اچھا ہی ہے۔ پھر اگر آپ کا دل کسی لیکچر پر نہیں لگتا۔ تو کم از کم اس نقطہ خیال کو تو کبھی نظرانداز نہیں کرنا چاہئے کہ کسی لیکچر میں بیٹھنا اور سننا حضرت کے ارشاد کی تعمیل تو ضرور ہے۔ کیا یہ امر کوئی کم ثواب کا موجب ہے۔ اور پھر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ وہ لیکچر جو آپکے نزدیک روکھا اور پھیکا ہے۔ اگر آپ توجہ سے سنینگے تو آپ اس میں بھی کئی ایک ایسے نکات اور مفید معلومات پائیں گے جو بلاشبہ موتیوں کے مول سستے ہونگے۔

ضروری اطلاع

جن دوستوں نے تا حال نور کا چندہ ادا نہیں کیا۔ اور یا جن کا یہ وعدہ ہے کہ وہ سالانہ جلسہ پر دستی ادا کریں گے۔ وہ براہ کرم دفتر نور میں خود تشریف لا کر یہ چندہ ادا فرما دیں۔ کیونکہ اس میں طرفین کا فائدہ ہے۔ دفتر تو وی۔ پی کرنے کرانے کی زحمت سے بچیگا۔ اور دوسرے دوستوں سے ملاقات ہو جائیگی۔ اور وی۔ پی وصول کرنے والے ڈاکخانہ کے دہرے ٹیکس سے نجات پائیں گے (مینیجر نور)

(۴) جن دوستوں کو اللہ تعالیٰ نے پڑھنے لکھنے کی توفیق دی ہے انہیں چاہئے کہ وہ نوٹ بک اور پنسل اپنے ہاتھ میں رکھیں۔ اور جو معلومات نئے معلوم ہوں انہیں فوراً نوٹ کرتے جائیں۔ اور پھر جب جلسہ ختم ہو چکنے کے بعد دوست ان نوٹوں پر نظر ڈالیں گے۔ تو وہ اپنے قبضہ میں ایسی معلومات کا ذخیرہ پائیں گے۔ کہ اگر وہ خود تمام عمر مطالعہ کرتے رہتے۔ تو شاید اتنا مفید مصالحہ نہ جمع کر سکتے۔

(۵) اگر آپ کے ساتھ چھوٹے بچے ہوں تو آپ کو ان کی حفاظت سے قطعاً غافل نہ رہنا چاہئے۔ گذشتہ سے پیوستہ سال ہی ایک چھوٹی بچی اپنے والدین سے جدا ہو گئی اور ایک دو سکھ اسے لے جاتے تھے۔ اور اتفاقاً وہ بچی ایک احمدی دوست کی نظر پڑ گئی۔ اور اسنے بڑی مشکل سے اس لڑکی کو ان لوگوں سے چھڑوایا۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ اگر آپ کے ساتھ چھوٹے بچے ہوں۔ تو انکی حفاظت کیلئے آپ کو کس قدر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

(۶) جلسہ کے ایام میں قادیان میں کافی سردی ہوتی ہے ہر ایک بھائی کو اپنے ساتھ کافی بستر رکھنا چاہئے۔ بعض دوست یہ خیال کر لیتے ہیں کہ تکلیف بستر اٹھانے کی کیا ضرورت ہے۔ وہاں جا کر فلاں دوست سے ایک دو روز کیلئے بستر مانگ لیں گے۔ مگر یہ غلطی ہے۔ ایام جلسہ میں قادیان میں شاید ہی کوئی گھر ایسا ہو۔ جہاں مہمانوں کی رہائش نہ ہو۔ اور ہو سکتا ہے کہ جہاں آپ کی نظر ہو۔ وہاں پہلے ہی مہمان پہنچ چکے ہوں۔ آپ کو اپنے ساتھ بستر لانے سے قطعاً غفلت سے کام نہ لینا چاہئے۔

(۷) ایسی بھیڑ بھاڑ میں چور اور اچکوں کو بھی خوب موقع ملتا ہے۔ اگر آپ کے پاس نقدی یا از قسم نقدی کوئی چیز ہو تو اس کی آپ کو خوب حفاظت رکھنی چاہئے۔ یا تو بیت المال میں بطور امانت جمع کرا دیں۔ اور یا اپنے کسی معتبر دوست کے سپرد کر دیں۔

(۸) ایام جلسہ میں دفتر نور ۶½ بجے سے ۹ بجے تک کھلا رہیگا اور پھر شام ۸ بجے سے ۱۰ بجے تک جن دوستوں کو دفتر نور سے کوئی کام ہو وہ ان اوقات میں تشریف لا سکتے ہیں اور ایام جلسہ کے علاوہ دفتر صبح ۸ بجے سے شام کے قریباً ۵ بجے تک کھلا ہی رہیگا۔

(۹) ایام جلسہ میں تبلیغی گورمکھی ٹریکٹ دفتر نور سے آپکو مفت ملینگے

(۱۰) موتی سرمہ جو جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ اور اکسیر البدن جو جملہ دماغی و جسمانی کمزوریوں کا ایک ہی علاج ہے اور موتی دانت پوڈر وغیرہ یہ مفید ادویات بھی آپ کو دفتر نور سے ہی ملیں گی۔ اور یہ تو دوستوں کو معلوم ہی ہے کہ دفتر نور منارہ والی مسجد سے جانب جنوب صرف ایک دو قدم کے فاصلہ پر ہی ہے۔ مسجد میں کھڑے ہو کر جب آپ جانب جنوب دیکھیں گے تو دفتر نور کا سائن بورڈ آپ کی نظر پڑیگا

شذرات

ایک اصولی سوال

یہ سوال دیر سے میرے سامنے تھا مگر میں محض اپنی وجہ سے اس کے اظہار میں تامل کرتا رہا۔ مگر ایک عام فائدہ کیلئے اگر میری ذات حائل ہوتی ہے تو مجھے اس کی مطلقاً پرواہ نہ کرنی چاہیئے۔ اور ایک اصول کو تقدم دینا چاہیئے۔ مجھے خواہ کوئی ماسٹر کہے یا مولوی یا شیخ یا ایڈیٹر۔ یا محض میرا نام ہی لے مجھے کوئی گلہ نہیں۔ مگر یہ ضروری بات ہے کہ میرے جو اور سکھ بھائی مشرف بہ اسلام ہو چکے یا آئندہ جو ہوں گے۔ ان کے لئے میں سردار اور خان کے لفظ کو ترجیح دونگا۔ کیونکہ اگر ایک شخص بحالت سکھی سردار اقبال سنگھ کہلا سکتا ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ وہ مسلمان ہو کر سردار محمد اقبال خاں نہ کہلائے۔ سردار تو سکھوں کا ٹائٹل بن ہی چکا ہے۔ اور سنگھ اور خان بلحاظ اپنی ذہنیت کے مترادف الفاظ ہیں لہذا سکھ نو مسلم اپنے بھائیوں سے کوئی نئی بات نہیں چاہتے۔ اور ہر ایک معقول پسند کسی کو اس کے واجبی حقوق دینے سے طرفۃ العین کے لئے بھی دریغ نہیں کرے گا۔

موتی کوڑیوں کے مول

صرف ۲۰ دسمبر سنہ ۱۹۲۸ء سے یکم جنوری سنہ ۱۹۲۹ء تک

بتقریب سالانہ جلسہ آریہ مذہب کی حقیقت ۶ر ہندو دہرم کی حقیقت ۴ر ست ایدیش ۸ر ایک آریہ کے چھ سوالوں کا جواب ۸ر سکھ اور مسلمان ۲ر تفسیر سورۃ اخلاص ۶ر ہندو دہرم و سوراج ۱ر ادی گرنتھ کا گورمکھی ترجمہ ۱ر گرو کی بانی گورمکھی ۱ر ۲۰ دسمبر سے یکم جنوری تک یہ سب کتابیں نصف قیمت پر ملینگی باہر سے بھی جن دوستوں کی درخواستیں انہیں تاریخوں پر آئینگی حتی کہ جنکی درخواست یکم جنوری کی بھی ڈاکخانہ کی مہر ہوگی۔ وہ اس رعایت سے یکساں مستفیض ہونگے

جلسہ میں شامل ہونیوالے دوستوں کو یہ بخوبی نوٹ کر لینا چاہئے کہ دفتر نور منارہ والی مسجد سے جانب جنوب صرف دو قدم کے فاصلہ پر ہے۔

مینیجر نور قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

کون آگے آئیگا

منشی فتح محمد صاحب متعلم ہائی سکول رائے کوٹ ضلع لدھیانہ سے لکھتے ہیں

بخدمت اقدس مکرم و معظم جناب شیخ محمود یوسف صاحب ایڈیٹر نور دام الطافکم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ میں ایک مفلس طالب علم ہوں۔ اور درویشوں کے ایک غریب خاندان سے تعلق رکھتا ہوں۔ چنانچہ ہائی سکول میں بھی میری فیس بزمرہ مفلساں معاف ہے۔ مجھے حقانیت کی تلاش ہے میرے اکثر ہم جماعت سکھ آریہ اور کرسچن عیسائی ہیں جن سے آئے دن مٹھ بھیڑ ہوتی رہتی ہے۔ میں نے سنا ہے۔ کہ آپ نے انکی تردید میں بہت سی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں مگر فدوی کم استطاعت اور مفلس ہے۔ اور ان کے خریدنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے۔ نیز والد صاحب بھی ضعیف العمر ہونیکی وجہ سے نابینا ہو گئے ہیں۔ ورنہ وہی کچھ امداد کرتے۔ مگر چونکہ آپ محب اسلام اور ہمدرد اسلام ہیں۔ لہذا آپ کی خدمت اقدس میں مؤدبانہ التماس ہے کہ آپ براہ نوازش (۱) سوانحعمری بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ۔ (۲) آریہ مذہب کی حقیقت (سوم) ہندو دہرم کی حقیقت۔ چہارم رد تناسخ پنجم ا وید و قربانی۔ ششم ست ایدیش مفت ارسال فرما کر ثواب دارین حاصل فرما دیں۔ فدوی تا حیات حضور کی ترقی جان و مال کے لئے دعا گو رہیگا۔

طلباء میں تبلیغی روح کا پیدا ہونا بہت مبارک ہے۔ ان کتب کی مجموعی قیمت معہ محصول ڈاک چھ روپیہ بنتے ہیں۔ مگر میں نصف ہی تین روپیہ لے لونگا۔ اگر کوئی صاحب اپنے پہلو میں تبلیغی درد رکھنے والے یہ تین روپے مجھے بھیجدیں۔ تو میں یہ کتب طالب علم مسلم مذکور کے نام بذریعہ ڈاک بھیجدوں گا۔

کیا یہ سچ ہے

۸ر نومبر کا اہل سنت امرتسر بحوالہ آریہ اخبار لاہور لکھتا ہے۔ کہ جالندھر سے خبر آئی ہے کہ پنجاب آریہ دہرم سنٹرل کمیٹی کیطرف سے سائمن کمیشن کی خدمت میں میمورینڈم بھیجا گیا ہے۔ کہ اچھوتوں کیلئے علیحدہ نیابت منظور کی جائے۔ اور سرکاری ملازمتوں میں خاص نیابت دی جائے۔ چونکہ ہندو ہم لوگوں کو نیچ ذات یا اچھوت قرار دیتے ہیں۔ ہمیں کوئی حق نہیں دیتے منوسمرتی کتاب میں ہماری توہین کیگئی ہے۔ اس کتاب کو ضبط کیا جائے۔

میرے نزدیک آریوں اور دیگر اچھوت ادھار کا دم بھرنے والے ہندو صاحبان کو بھی اچھوتوں کے اس مطالبہ کا ساتھ دینا چاہیئے۔ اور ان کے ساتھ ہی انکی بھی آواز بلند ہونی چاہیئے کہ منوسمرتی کو ضبط کیا جائے۔ کیونکہ موجودہ ورن بیوستھا یا چھوت پن کی ذمہ دار یہ منوسمرتی ہی ہے۔ اگر آریہ وغیرہ دوست منوسمرتی کے برخلاف آواز اٹھانے کے لئے آمادہ نہیں۔ تو پھر ان کا اچھوتوں سے پریم کسی تشریح کا محتاج نہیں رہتا۔

اتنی جلد بازی

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے متعلق ۱۶ ستمبر سنہ ۱۹۲۸ء کے پرتاب لاہور کا مضمون جو اس نے جناب گاندھی جی کے ینگ انڈیا سے لیا تھا۔ نور نے اپنے ۱۷ نومبر کے پرچہ میں درج کیا نیز اور بھی کئی ایک اردو اخبارات نے اس مضمون کو اپنے کالموں میں لیا۔ مگر جس طرز کے ساتھ معزز معاصر وکیل نے اس مضمون کو اپنے کالموں میں جگہ دی۔ وہ بہت ہی پر لطف ہے چنانچہ اس مضمون کے شروع پر ایڈیٹر صاحب وکیل لکھتے ہیں۔ کہ

اخبار ینگ انڈیا کا وجود جو مہاتما گاندھی کا مشہور انگریزی اخبار ہے۔ اس دور شر و فتن میں جبکہ اکثر جرائد نے اپنے فرائض کو گلدستہ طاق نسیان بنا رکھا ہے اور حق و انصاف کے الفاظ اپنی لغت سے یکسر محو کر دئے ہیں۔ غنیمت ہے فی الحقیقت وہ اپنی آزادی اور انصاف پسندی کے اعتبار سے کسی مزید تعریف کا محتاج نہیں۔ جو بات اس کے نزدیک سچ ہوتی ہے۔ وہ اسکی اشاعت میں قطعاً باک نہیں رکھتا اس قابل قدر اخبار نے حال ہی میں مسٹر ونجی گووند جی دیسائی کا ایک مضمون اسلام میں انبیاء کے عنوان سے شائع کیا ہے جسکا اردو ترجمہ ہم قارئین کرام کی آگاہی کے لئے ذیل میں درج کرتے ہیں۔

(۱) جو الفاظ ہم نے انڈر لائن کر دئے ہیں وہ قابل غور ہیں

(۱) یہ مضمون حال کا شائع شدہ نہیں۔ بلکہ ستمبر سنہ ۱۹۲۸ء میں شائع ہوا۔

(۲) سب سے پہلے اس کا اردو ترجمہ پرتاب لاہور نے اپنے ۱۶ ستمبر سنہ ۱۹۲۸ء کے پرچہ میں دیا۔

امریکہ میں ہندو دھرم کا پرچار

یکم دسمبر کا پرتاب لکھتا ہے کہ نیویارک میں ہندوؤں کی ایک سوسائٹی قائم ہوئی ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ امریکہ میں ہندو دھرم کا پرچار کیا جائے۔ اور اس کے متعلق جملہ غلط فہمیاں رفع کی جائیں۔

نور: ہر ایک مذہب والے کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے مذہب کی تبلیغ دل کھول کر کرے۔ مگر طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہندوستان میں ہندو مذہب نے جو برن بیوستھا یا ذات پات کے امتیاز کی ذہنیت پیدا کی ہے: کیا امریکہ اس ذہنیت کا ساتھ دے سکیگا۔ ہرگز نہیں۔ اور اگر علمبرداران ہندو مذہب کے نزدیک یہ ذہنیت قابل ستائش نہیں تو پھر کیا ان کا یہ فرض نہیں۔ کہ سب سے پہلے ہندوستان میں اس ذہنیت کا خاتمہ کریں ورنہ یہ کہنا پڑے گا۔ کہ

تو کار زمیں را نکو ساختی
کہ بر آسماں نیز پرداختی

ڈاکٹر مونجے کا اعلان

لالہ لاجپت رائے صاحب کی وفات پر ڈاکٹر مونجے صدر ہندو مہاسبھا نے یہ اعلان کیا ہے کہ لالہ جی کی وفات پر ایک یادگاری فنڈ فراہم کیا جائے۔ جس سے اچھوت اور دلت ادہار کیا جائے۔ یعنے اچھوت اقوام کی اصلاح کی جائے۔ جہاں تک اصلاح کا سوال ہے قابل تعریف ہے مگر سوال صرف یہ ہے۔ کہ منو سمرتی کی تعلیم کی موجودگی میں کیا ہندو سبھا اچھوتوں میں اصولاً کوئی اصلاحی قدم اٹھا بھی سکتی ہے۔ یقیناً نہیں۔ در اصل یہ کام تو مسلمانوں کا تھا جن کا ماٹو اکرمکم عند اللہ اتقٰکم ہے۔ مگر خدا کی قدرت مسلمان اس کام سے بہت حد تک بے پرواہ ہو رہے ہیں۔ ورنہ تھوڑی سی جدوجہد سے ہی لاکھوں نہیں کروڑوں انسان جنہیں ایک یا دوسری سوسائٹی بعض حالات میں حیوانوں سے بھی بدتر سمجھتی ہے۔ فوج در فوج اسلام میں آنے کیلئے تیار ہو سکتے ہیں۔

ہندو اکابر اور اچھوت اقوام

یکم دسمبر کے پرتاپ کو اس صاحب کا پورا نام درج کرنے کی تو جرات نہیں ہوئی۔ مگر وہ ان الفاظ سے پبلک میں ان کا تعارف کرواتا ہے۔ کہ "اچھوتوں کے بھی ... ہیں انکو عرف عام میں راجہ کہا جاتا ہے۔ کہ جنہیں سرکار دولت مدار نے اپنے سایہ رحمت میں لیکر سائمن کمیشن کے ساتھ چکر کاٹنے کے لئے مقرر کر چھوڑا ہے آپ فرماتے ہیں۔ کہ اچھوتوں کے لئے نہ صرف علیحدہ سکولوں ہی کی ضرورت ہے۔ بلکہ اچھوتوں کے امتحانات لینے والے بھی اچھوت ہی ہوں۔

کیا یہ ذہنیت کسی تشریح کی محتاج ہے؟

اسی قسم کی ذہنیت کا ایک دوسرا واقعہ

یہی اخبار آگے چلکر لکھتا ہے کہ سراجگنج کے مندر میں ایک براہمن بھگتوں میں "چرن امرت" تقسیم کر رہا تھا۔ بھگتوں میں برہمن بھی تھے۔ اور کہیں کہیں اچھوت بھی اتفاق سمجھئے یا اچھوت کی بدقسمتی۔ "چرن امرت" لیتے وقت اس کا ایک ہاتھ بانٹنے والے برہمن سے لگ گیا۔ اس بے چارے کو کیا پتہ تھا کہ یہ ہاتھ لگنا بھی اس قسم کے برہمنوں کی "تعزیرات ہند" میں جرم ہے بس برہمن صاحب کا پارہ حرارت (غالباً وہاں لاہور کی طرح کی بارش نہیں ہوئی) ۱۲۰ ڈگری سے اوپر نکل گیا۔ "چرن امرت" کا بھرا ہوا لوٹا زمین پر دے مارا اور بیچارے اچھوت کے گرد ہو گیا۔ ہاں ہاں تم ہوتے کون ہو۔ ایک برہمن کے ہاتھ سے ہاتھ کیوں لگایا۔ تم نے ٹھاکر جی مہاراج کا بڑا اپرادھ کیا ہے۔

نور: ہو سکتا ہے کہ بعض دوستوں کو چرن امرت کے معنے نہ آتے ہوں سو اسکے لئے یہی لکھ دینا کافی ہے کہ چرن کے معنے پاؤں اور امرت کے معنے پانی یا مقدس پانی کے ہیں۔ اور یہ بیچارے اچھوت اس سے بھی محروم۔

آریہ بھی امتیاز کے قائل ہیں

۲۵ نومبر کا آریہ ویر لاہور لکھتا ہے۔ کہ پنڈت سنت رام جی منتری جات پات توڑک منڈل لاہور ویدک ورن دیوستھا جو رشی دیانند جی مہاراج نے ستیارتھ پرکاش وغیرہ پستکوں میں بتلائی ہے۔ درست نہیں مانتے۔ اور یہ کہتے ہیں کہ آریہ جاتی کی گراوٹ یہ ورن دیوستھا ہی ہے۔ جات پات توڑک منڈل کے ماسک پتر و دیگر اخبارات میں لیکھوں و مضامین اور اپنے لیکچروں میں وہ انہیں بھاؤں (اثرات) کو پوشٹ کرتے رہے ہیں۔ اور کر رہے ہیں۔ مورخہ ۱۸ نومبر کی رات کو گورودت بھون کے

آپ کو نور کیوں خریدنا چاہیئے؟

اسلئے کہ تمام ہندوستان میں نور ہی ایک ایسا اخبار ہے۔ جو سکھوں جیسی دلاور اور آریوں جیسی مخالف اسلام قوام میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجا لا رہا ہے۔

اور پھر سب سے بڑھ کر نور کے مضامین علاوہ متین اور سنجیدہ ہونے کے اس قدر عالمانہ ہوتے ہیں کہ اور تو اور سکھ اور آریہ بھی تعریف کرتے ہیں۔ چنانچہ پروفیسر رام دیو گورنر گورو کل کانگڑی اور ایڈیٹر صاحب روزانہ اکالی امرتسر کی شہادتیں اپنے اندر جو وزن رکھتی ہیں۔ اس کا اندازہ ہر ایک معقول پسند بہتر لگا سکتا ہے اب قدرتاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسے بلند پایہ مجاہد کیلئے۔ اس وقت تک آپ نے کس قدر گاہک پیدا کئے؟ اور اگر کوئی نہیں کیا۔ تو پھر آپ کا فرض نہیں کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے۔ اس فرض سے سبکدوش ہوں یہ امر آپ کو کبھی نظر انداز نہ کرنا چاہیئے۔ کہ جس قدر نور کی زیادہ اشاعت ہوگی۔ اسیقدر غیر مذاہب میں تبلیغ کا دائرہ وسیع ہوگا۔ لہذا آپ اس اہم فرض کی ادائیگی کیلئے بہت جلد میدان میں آئیں۔ اور اس سالانہ جلسہ پر ہر ایک دوست اپنے پر یہ ضروری فرض قرار دے لے کہ اس نے نور کے لئے ایک دو خریدار ضرور دینے ہیں۔ اور اگر کسی وجہ سے وہ خریدار پیدا نہ کر سکیں۔ تو پھر اپنی گرہ سے قیمت ادا کر کے سکھوں اور آریوں کے نام اخبار جاری کرا دیں۔ کیونکہ دفتر نور میں آئے روز سکھ اور آریہ شائقین کی درخواستیں آتی رہتی ہیں۔ اگر سالانہ جلسہ کے بعد شائع ہونے والے پرچہ میں ہم شاندار رپورٹ دے سکیں کہ جلسہ سالانہ پر نور کیلئے اس قدر خریدار مہیا ہوئے۔ تو جہاں نور مضبوط قدموں پر کھڑا ہو سکیگا۔ وہاں آپ بھی فریضہ تبلیغ کی ایک اہم شق سے عہدہ برآ ہوں گے ایام جلسہ میں نور کے خریدار ہونیوالے کو آریہ مذہب کی حقیقت اور ہندو دہرم کی حقیقت ہر دو جلد پانچ آنے کی کتابیں مفت ملینگی۔ منیجر نور

پنڈال میں آپ نے اپنی تقریر میں انہیں بہادروں کو پرگٹ کیا جن کا شہری بہت آچاریہ رلیا رام جی گوہر گوروکل کانگڑی ڈاکٹر ستیہ پال جی اور پنڈت بدھ دیو جی ودیا النکار نے گھور ورودھ کیا تھا۔ کیا اس اقتباس کی موجودگی میں یہ امر کسی تشریح کا محتاج رہ جاتا ہے کہ آریہ سماج بھی ورن بیوستھا کو ویسے ہی مانتی ہے۔ جیسا کہ سناتن دھرمی۔ اور آریہ سماج کی اچھوت ادھار کی پکار ایک محض سیاسی چال ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی حقیقت نہیں یہی تو وجہ ہے کہ نہ تو اچھوتوں میں سے اشدھ ہونے والوں کو اور نہ ہی عیسائی اور مسلمان ناشدھ ہونے والوں کو کوئی ورن دینے کے لئے تیار ہے۔ حالانکہ ان ہاتھی کے دکھلانے کے دانتوں کو دیکھ کر کوئی قوم زیادہ دیر کیلئے خوش نہیں رہ سکتی۔

اسلام کی قوت پر مخالف کی شہادت

سکھوں کا اخبار شیر پنجاب اپنے ۱۷ر نومبر کے پرچہ میں جو پور نماشی نمبر کے نام سے شائع ہوا ہے۔ لکھتا ہے۔ کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تعلیم سے ریگ عرب کا ذرہ ذرہ ڈائنامیٹ بنگیا۔ اور اس نے تمام دنیا کی تہذیبوں سلطنتوں اور مذہبوں کی بنیادیں ایک دفعہ نہایت زور سے ہلا دیں۔

نور۔ اب بھی وہی اسلام ہے۔ مگر امر واقعہ تو یہ ہے کہ ہم وہ مسلمان نہیں۔ ورنہ اس وقت تک کم از کم تمام ہندوستان دولت اسلام سے مالا مال ہو گیا ہوتا۔

اسلام کا کوئی مقابلہ نہ کرسکا

یہی اخبار آگے چلکر لکھتا ہے کہ جب اسلام کا سیل رواں ایران ترکستان۔ اور افغانستان کی تہذیبوں اور مذہبوں کو بہاتا ہوا ہندوستان پہنچا۔ تو ہندوستان کے چھتریوں کی تلواریں اور جنگی کھانڈے۔ نیز اور بھالے اسے روکنے میں کامیاب ہوئے غرض یہ صحیح ہے۔ کہ دلائل اور صداقت کو کبھی کھانڈے اور بھالے نہیں روک سکتے۔

سکھ مذہب اور گرنتھ

یہی اخبار آگے چلکر لکھتا ہے کہ دوسری طرف مسلمانوں نے نہ صرف یہ کہ اس سکھ دھرم کو بیگانہ سمجھکر اسکی مخالفت ہی نہ کی۔ بلکہ اسکی تائید میں صدائیں بلند کیں۔ اور زمانہ کے بڑے بڑے بزرگ مسلمانوں کو تسلیم کرنا پڑا۔ ... کہ گورو نانک جی کی تعلیم اسلامی توحید (تعلیم) کے منافی نہیں۔ مخالفت کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ جبکہ وہ گورو نانک دیو کی تعلیم کو اسلام کی ہی خوشہ چینی سمجھتے تھے۔ اور ان کے مذہب کو اسلام کی ہی ایک شاخ گردانتے تھے۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ آج جو ہم یہ کہتے ہیں کہ شری گورو نانک دیو جی مہاراج برگزیدہ اسلام تھے۔ تو یہ ہماری ہی رائے نہیں بلکہ اس وقت کے مسلمان بھی یہی سمجھتے تھے۔

سکھ اور مسلمان ایک تھے اور ایک ہو جائیں گے

یہی اخبار دوسری جگہ لکھتا ہے کہ چنانچہ اس وقت تک سکھ قوم اسی حد تک خدا کی وحدانیت کو مانتی ہے۔ جیسے مسلمان۔ گو بعض تاریخی اور سیاسی اسباب سے بعد کو کسیقدر اپنے بزرگ بانی کی ابتدائی اصولوں سے مختلف ہو گیا۔ اور مسلمان اور سکھوں کے درمیان وہ تعلقات نہ رہے۔ جو ابتدا میں قائم ہوئے تھے۔ تاہم گورو نانک صاحب کی بزرگی کی تعلیم اور ان کی اعلےٰ سیرت کی قدر اب تک مسلمانوں کے دلوں میں ہے۔ جس سے امید کی جاسکتی ہے کہ خدا کے اس نیک اور برگزیدہ بندے کی اچھی نیت آخر اپنا اثر دکھائیگی۔ اور سکھ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان جزو مشترک بن کر دونوں قوموں کے باہم ملاپ کا ذریعہ ہوں گے

نور۔ کیا یہ اقتباس کسی تشریح کا محتاج ہے۔ ہاں ضرورت ہے تو صرف اس بات کی کہ مسلمان سکھوں میں تبلیغ کیلئے غیر معمولی توجہ سے کام لیں اور ایڈیٹر نور کے مہیا کردہ لٹریچر کو اس بہادر قوم میں کثرت کے ساتھ پھیلادیں پھر دیکھیں کہ چند سالوں میں ہی کیسا شاندار نتیجہ برآمد ہو سکتا ہے۔

نور گورمکھی میں

بعض دوستوں کی یہ خواہش ہے کہ سکھوں میں تبلیغ کو شاندار بنانے کے لئے نور کا ایڈیشن گورمکھی میں بھی شائع ہوا کرے۔ مجھے کوئی عذر نہیں میں آج ہی اسکا گورمکھی ایڈیشن شائع کرنے کو طیار ہوں۔ مگر کم از کم پانصد خریداران کی قیمت پیشگی پہنچ جائے۔ گورمکھی کا ٹائپ ہوگا۔ کاغذ اعلےٰ لگانا پڑے گا۔ اجرت چھپوائی بھی زیادہ ادا کرنی پڑے گی۔ قیمت کم از کم پانچ روپیہ فی پرچہ سالانہ ہوگی۔ سکھوں میں تبلیغ کو مؤثر بنانے والے دوست اگر ہمت سے کام لیں تو کوئی بڑی بات نہیں۔ صرف اڑھائی ہزار روپیہ سالانہ یا قریباً ۲۰۰ روپیہ ماہوار سے ایک بہادر قوم میں شاندار تبلیغ ہو سکتی ہے۔ جو خدا کے فضل سے تھوڑے ہی عرصہ میں غیر معمولی نتائج پیدا کرسکتی ہے۔

مسلمانان ببرکلاں پر ہندوؤں کا وحشیانہ حملہ

موضع ببرکلاں امروہہ کے متصل واقعہ ہے کہ یہاں دو صد فرزندان توحید آباد ہیں چھ سو سے زائد ہندوؤں کے مشتعل مجمع نے انپر اچانک حملہ کردیا۔ دو مسلمانوں کو بیدردی کے ساتھ زدو کوب کیا ایک نوجوان عورت کو زندہ جلا دیا ایک کو قتل کردیا ایک سو مکانات جنمیں ایک مسجد بھی شامل ہے نذر آتش کردیے گئے۔ پولیس مصروف تفتیش ہے۔ اس وقت تک ۱۷ گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں۔

نور۔ مگر کیا کوئی ہندو لیڈر ان وحشیانہ افعال کرنے والوں کو ملامت کرنے کے لئے آگے آیا اور کسی نے معمولی رنگ میں بھی اظہار افسوس کیا کیا ہندو لیڈروں کی خاموشی کسی اور طرف راہنمائی نہیں کرتی۔ ہماری خواہش اور زبردست خواہش ہے کہ ہندو اور مسلمانوں کی صلح مضبوط بنیاد پر کھڑی ہو۔ اور یہ اس وقت تک ہو نہیں سکتی جب تک کہ ہندو اور مسلمان دوسرے کے دکھ کو اپنا دکھ نہ سمجھیں۔

غیر معمولی رعایت

بتقریب سالانہ جلسہ یعنی ۲۵ دسمبر ۲۸ء سے لیکر یکم جنوری ۱۹۲۹ء تک اکسیر العین ایکماہ کی خوراک بجائے عہ کے للعہ۔ موتی سرمہ ایک تولہ بجائے ۱ر کے (۱۲ر) موتی دانت پوڈر بجائے عہ کے ۲ر اکسیر جریان بجائے ۱۲ر کے عہ سلاجیت ایک چھٹانک عہ کے عہ پر ملے گی۔ باہر سے بھی جن دوستوں کی درخواستیں انہی تاریخوں میں آئیں گی۔ حتی کہ جن کی درخواست بابت یکم جنوری کی بھی ڈاکخانہ کی مہر ہوگی وہ بھی اس رعایت سے یکساں فائدہ اٹھا سکینگے۔ لہذا دوستوں کو اس سنہری موقعہ سے نہ صرف خود مستفیض ہونا چاہیئے۔ بلکہ دوسرے دوستوں کو بھی شامل کر کے اکٹھا آرڈر بھجوانا چاہیئے۔ تاکہ محصولڈاک کی بھی رعایت رہے۔

جلسہ میں شامل ہونیوالے دوستوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اخبار نور یا نور اینڈ سنز کا دفتر منارہ والی مسجد سے جانب جنوب صرف دو قدم کے فاصلہ پر ہے۔

مینیجر نور اینڈ سنز قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

ہندوستان کی بربادی پر انگریز مدبروں کا ماتم

دریائے گنگا کو اسفنج سے چوسنا اور دریائے ٹیمز میں نچوڑنا

(از جناب مولوی طفیل احمد صاحب ایم۔ ایل۔ سی)

انگریزی عملداری سے قبل ہندوستان زیادہ تر دولت کے اعتبار سے اس قدر مشہور تھا۔ کہ یورپ کے سیاح اسکی تلاش میں دنیا بھر کے سمندروں میں سرگرداں پھرا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ ہندوستان کا پتہ چلا۔ اور یہاں سے روپیہ کمانے کے لئے یورپ کی مختلف کمپنیاں ہندوستان میں ٹوٹ پڑیں۔ اور اسی کشمکش میں بالآخر انگلستان کی ایسٹ انڈیا کمپنی سب پر غالب آ گئی۔ اور ۱۷۵۷ء سے اسنے اپنی سلطنت کا علم بلند کیا۔ سالہا سال کی بدامنی کے بعد اُسوقت بھی ہندوستان کی دولت کی جو حالت تھی اسکی نسبت لارڈ میکالے نے اٹھارہویں صدی میں لکھا تھا۔ کہ اس ملک کی دولت لازوال ہے۔ جب لارڈ میکالے مرشد آباد میں داخل ہوئے۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ یہ شہر مثل لندن کے آباد ہے۔ مگر یہاں ایسے لوگ رہتے ہیں۔ کہ جو لندن والوں سے بے انتہا زیادہ دولت مند ہیں۔ اس زمانہ کی دولت کا اندازہ کپتان الگزنڈر ہیملٹن کے اس قول سے ہو سکتا ہے۔ کہ سورت کے تنہا ایک تاجر نامی عبدالغفار کا اثاثہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے سرمایہ کے برابر تھا۔ مگر ایسٹ انڈیا کمپنی کی سلطنت قائم ہونے کے وقت سے ہندوستان کا روپیہ انگلستان کو جانے لگا۔ اسکی نسبت لارڈ میکالے نے لکھا ہے کہ دولت کے خزانے ہندوستان سے سمندر راہ میں بہہ کر انگلستان گئے۔ جان سیلون نے اپنی شہادت میں بیان کیا ہے کہ تمام عمدہ چیزیں دریائے گنگ سے اسپنج کے ذریعہ سے چوس کر انگلستان کے دریائے ٹیمز میں لیجا کر نچوڑ دی جاتی ہیں۔ ہندوستان کی اس کثیر دولت سے انگلستان میں عظیم الشان کارخانے قائم ہوئے ہیں۔ اسکی نسبت مسٹر ولسن نے لکھا ہے کہ پیلی اور مانچسٹر کے کارخانے ہندوستان کی صنعت کی قربانی سے بنائے گئے۔ ہندوستان سے انگلستان کو روپیہ جانے کی جسقدر صورتیں تھیں۔ ان میں سے بدترین صورت یہ تھی کہ ہندوستان کی مصنوعات اور اشیاء جو انگلستان جاکر فروخت ہوتی تھیں۔ ان پر بے شمار محصولات لگا دیئے گئے تھے۔ اور انگلستان کی مصنوعات اور مال ہندوستان میں بلا محصول یا نہایت کم محصول پر لاکر فروخت کیا جاتا ہے۔ اسنے ہندوستان کی صنعت کو بالکل ختم کر دیا۔ اور بقول مسٹر ہنری سینٹ جارج ٹکر کے ہندوستان ایک صنعتی ملک سے ایک زرعی ملک بنا دیا گیا۔ اور انگلستان زرعی سے صنعتی بنا دیا گیا۔ اسکیے ساتھ ہندوستان میں سرمایہ نہ رہنے سے یہاں کے زراعت پیشہ لوگ بھی بھوکوں مرنے لگے۔ جو محنت کر کے خوشحال لوگوں کو غذا کا سامان فراہم کرتے ہیں۔ اس بربادی کو دیکھ کر سلطنت برطانیہ نے ۱۸۳۳ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کا تجارتی ٹھیکہ منسوخ کر دیا۔ اور بیس سال کے لئے صرف ملک کے انتظامات کا اجارہ قائم رکھا۔

اس زمانہ سے لیکر آج تک بہت سے نیکدل انگریزوں نے کوشش کی۔ کہ ہندوستان کی صنعت پھر بحال اور زندہ ہو۔ خود ڈائرکٹران ایسٹ انڈیا کمپنی نے ۱۸۴۰ء میں ایک تحقیقاتی کمیٹی قائم کر کے سفارش کی۔ کہ ہندوستان اور بیرونی ممالک کی مصنوعات پر محصولوں کو یکساں کر دیا جائے۔ مگر انگلستان کے ووٹروں کے خوف سے وہاں کی سلطنت نے اسے نامنظور کیا۔ پھر ۱۸۵۹ء میں لارڈ کیننگ وائسرائے ہند نے ایک قانون پاس کیا۔ کہ انگلستان کے مال پر بیرونی مال کے برابر محصول بڑھا دیا جائے۔ اس سے انگریز تاجر سخت ناراض ہو گئے۔ حتیٰ کہ جان ولسن اُنہیں رضامند کرنے آئے۔ اور ۱۸۶۱ء میں اس قانون کو منسوخ کر دیا گیا۔ اسیطرح سر چارلس ٹریویلین گورنر بمبئی نے محصول یکساں کرنے کی سفارش کی تھی۔ اور محصولات بڑھانے کی مخالفت کی تھی۔ تو انہیں گورنری کے عہدہ سے ہٹا دیا۔

اسی قسم کے واقعات سے متاثر ہو کر سر جان لارنس نے لکھا کہ ہندوستان کے فائدہ کا کوئی کام ہوتا ہے۔ تو شور برپا کر دیا جاتا ہے۔ یہ شور کرنے والے کون لوگ ہیں؟ انگلستان کے ووٹر اور رائے دہندے، انگلستان کے اُنہیں ووٹروں سے نہ صرف گورنر اور وائسرائے نالاں ہیں۔ بلکہ وزیر ہند اور وزیر اعظم انگلستان بھی کانپتے ہیں۔ کیونکہ اُنکے عہدوں کا انحصار وہاں کے ووٹروں پر ہے۔

اب رہا ہندوستان اسکی نسبت یہ ہے کہ ہندوستان سے انگلستان کو جو دولت کھنچ کر گئی ہے۔ اس کا تخمینہ سر ولیم ڈگبی کی رو سے اُنیسویں صدی کے آخر تک ۶۰۸۰ ملین پونڈ کیا گیا ہے جس کے بحساب دس روپے فی پونڈ ساٹھ ارب روپے ہوتے ہیں۔ اور اس صدی کے ۲۷ سالوں میں مسٹر اے جے ولسن کی رو سے بحساب ۳۵ ملین پونڈ سالانہ گیا ہے۔ جس کے بحساب ۱۵ روپیہ فی پونڈ ساٹھ ارب روپیہ ہوتے ہیں۔ اس حساب سے ۱۹۲۷ء کے آخر تک ۷۵ ارب روپیہ ہندوستان سے انگلستان جا چکا ہے۔

مندرجہ بالا اعداد سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ہندوستان سے بحساب ۳۵ ملین پونڈ ۵۲½ کروڑ روپیہ سالانہ انگلستان کو جاتا ہے۔ اس طرح جب کہ اہل ہند کی گردنیں انگلستان کے ووٹروں کے ہاتھوں میں ہیں۔ تب تک ۱۴½ لاکھ روپیہ روزانہ کے حساب سے

ایڈیٹر نور کے مضامین پڑھ کر کئی غیر مسلم مسلمان بن گئے

جناب عارف حسین صاحب قریشی سبراؤں ضلع لاہور سے لکھتے ہیں کہ آپ کی تصانیف "فتح مبین" اور "گورو کی بانی" کے ذریعہ اکثر لوگوں کو دائرہ اسلام میں لا چکا ہوں اب مجھے کسی ایسی کتاب کی ضرورت ہے کہ جس میں یہ ثابت کیا گیا ہو۔ کہ صرف اسلام میں ہی نجات ہے۔

نوٹ۔ اس مقصد کیلئے خاکسار کی تصنیف برکات اسلام بہت مفید تھی۔ مگر اب ختم ہے۔ تاہم میں تلاش کروں گا۔ یہ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ اس نے محض اپنے کرم سے خاکسار کی تصانیف کو یہ قبولیت بخشی۔ ذالک فضل اللہ۔ اس سے قبل خاکسار کی بعض تصانیف کا مرہٹی ہندی اور سندھی میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے اس سے دوستوں کو یہ بخوبی اندازہ لگا لینا چاہیئے کہ خاکسار کی تصانیف اور اخبار نور کی اشاعت کا جس قدر دائرہ وسیع ہوگا۔ اسیقدر تبلیغ کا دروازہ کھلیگا۔ اس خط کو مولوی محمد دین صاحب بی اے قائمقام ناظر دعوت و تبلیغ بھی ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

(خاکسار ایڈیٹر)

یہاں سے روپیہ کھنچتا رہیگا۔ اور اس روپے کے کھنچنے کا اثر سب سے زیادہ ان لوگوں پر پڑتا ہے۔ جو مفلس اور نادار ہیں ان وجوہ سے غریب مسلمانوں کا نفع اسی میں ہے کہ ہندوستان کو نوآبادیات کی حکومت جلد سے جلد ملے۔ تاکہ ملک سے باہر روپیہ جانا بند ہو۔ اور ان کی فاقہ کشی کا جلد سے جلد خاتمہ ہو۔

ایک زمیندار خاندان کی دردناک تباہی
ایک مسلم خاتون کی دلگداز فریاد

محترمہ فیروزہ بیگم صاحبہ سب انسپکٹرس بنک ضلع امرت سر لکھتی ہیں کہ چند روز گذشتے میں دورہ پر تھی۔ دوران سفر میں میری ملاقات ایک دکھیا مسلمان خاتون سے ہوئی جو نہایت مغموم صورت بنائے ایک طرف بیٹھی ہوئی تھی میں نے اُس سے مخاطب ہو کر کے کہا۔ بہن جی آپ اس قدر اُداس کیوں ہیں وہ کہنے لگی کچھ نہ پوچھو۔ غرضیکہ میں نے بڑے اصرار سے اُسے مجبور کیا کہ وہ اپنی تکالیف کا اظہار کرے۔ چنانچہ اُس نے حسب ذیل الفاظ میں اپنی مصیبت کو بیان کیا۔

میرا آدمی گاؤں کا نمبردار اور چودہری ہے۔ تمام گاؤں میں اسکی اچھی بات بنی ہوئی ہے۔ ہماری گذران بھی بہت اچھی تھی۔ دو مربعے زمین بھی تھی۔ بڑی خوشحالی سے زندگی بسر کرتے تھے۔ میرا ایک ہی لڑکا ہے۔ عرصہ پانچ سال کا گذرا جبکہ ہم نے اس کی شادی کا انتظام کیا۔ چودہری چاہتا تھا کہ بڑی دھوم دھام سے شادی کی جائے۔ میری منشا نہیں تھی۔ میں چودہری کو بہت سمجھاتی رہی۔ کہ ہم تمام گاؤں میں بھاجی تقسیم نہیں کرتے صرف رشتہ داروں اور برادری میں تقسیم کرتے ہیں۔ لیکن اس نے میری ایک نہ سنی میں نے اُسے ہر بات پر بھی دوبارہ سمجھایا۔ اور منت کی۔ کہ بہت آدمی نہ لے جاؤ۔ آتشبازی نہ چلاؤ۔ رنڈیوں کے بلانے میں اپنے آپ کو تباہ نہ کرو۔ اس سے ہمارا بہت سا روپیہ اُٹھ جائے گا۔ شاید ہمیں قرضدار بھی ہونا پڑے۔ ابھی تک زمین کا لگان ہمارے ذمہ ہے۔ لیکن انہوں نے ایک نہ سنی کہنے لگے کہ تم بے خبر ہو۔ مردوں کے کاموں میں عورتوں کو کیا دخل اگر میں ان رسموں کو ادا نہ کروں۔ تو گاؤں والے کیا کہیں گے۔ اتنے بڑے چودہری سے ایک غریب کے برابر بھی کرتوت نہ ہو سکی ہمارا ایک ہی بیٹا ہے۔ تمام ارمان دل کے نکالنے چاہئیں۔ الغرض ہم نے زیور بھی بہت سا بنوایا۔ اور تقریباً سات ہزار روپے شادی پر خرچ کر دیئے۔ بیاہ ہر لحاظ سے قابل تعریف رہا۔ تمام آس پاس کے گاؤں میں ہماری واہ واہ ہوئی کمیوں کو دل کھول کر راضی کیا گیا۔ جس قدر روپیہ ہم نے شادی پر خرچ کیا تھا۔ اس کا کچھ حصہ گاؤں کے ساہوکار سے قرض لیا تھا۔ اب پانچسال میں یہ قرضہ نہ اتر سکا۔ میں نے قطع کلام کرتے ہوئے چودہرانی سے پوچھا۔ کہ باوجود دو مربعوں کے مالک ہونے کے آپ قرضہ نہ اتار سکے۔ اس کے جواب میں اسنے سرد آہ بھر کر کہا۔ بہن جی کیا کہوں ہم نے اس لڑکی سے شادی کی اسکی پہلے کسی اور جگہ شادی ہو چکی تھی۔ شادی کے وقت تک ہم کو اس بات کا علم نہیں ہوا۔ ہم لوگ نائیوں کے ذریعہ سے اپنے رشتے کرتے ہیں۔ خود دیکھ بھال کرنا ٹھیک خیال کیا جاتا ہے۔ جب بیاہ پر چند مہینے گذر گئے۔ تو لڑکی کے پہلے خاوند نے ہم پر نالش کر دی۔ کئی سال تک مقدمہ ہوتا رہا۔ ہم نے کئی ایک وکیل کیئے اور وکیلوں نے ہمارے قرضہ میں اور بھی اضافہ کر دیا کچہری کی دیواریں بھی ہم سے مانگتی تھیں۔ مقدمہ تین سال میں ختم ہوا۔ آپ خیال کر سکتی ہیں۔ کہ اس عرصہ میں کس قدر روپیہ خرچ ہوا ہو گا؟ اس مقدمہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ قرضہ ادا ہونے کی بجائے بہت زیادہ ہو گیا۔ ہم نے کسی ایسی بری گھڑی میں قرضہ لیا تھا۔ کہ اترنے کا نام نہیں لیتا۔ مگر خیر یہ گذری کہ ہم مقدمہ جیت گئے۔ ورنہ ہماری بڑی بے عزتی ہوتی۔

ایک مربعہ جو ہم نے نیا خرید کیا تھا۔ اس کے کاغذات وغیرہ دیکھے نہیں گئے۔ وہ ملکیت تو کسی اور کی تھی۔ لیکن دھوکے سے بیعنامہ کسی اور نے کر دیا۔ چونکہ میرا لڑکا اور چودہری پڑھے ہوئے نہیں تھے۔ دلالوں نے ان غریبوں کو پھانس لیا۔ جسنے بیعنامہ دیا تھا وہ خدا جانے کہاں بھاگ گیا۔ وہ مربعہ اس طرح ہمارے ہاتھوں سے جاتا رہا۔ اس مقدمہ پر بھی ہمارا روپیہ بہت خرچ ہوا۔ یہاں پہنچکر اسکی آنکھیں پُر نم ہو گئیں۔ آواز گلے میں رُک گئی۔ پھر دیر کے بعد کہنے لگی۔ کہ اب ہمیں اپنی اور اپنے بال بچوں کی زندگی بسر کرنی دوبھر ہو رہی ہے۔ جو کچھ ہماری زمین سے پیدا ہوتا ہے۔ ساہوکار لیجاتا ہے۔ اور جنس کو خود ہی منڈی میں فروخت کر کے قیمت رکھ لیتا ہے۔

یہ کہانی زمینداروں کی بپتا خود ہی بیان کر رہی ہے۔ جب تک ہمارے ملک کے زمیندار اس قدر سادہ لوح ہیں۔ تعلیم سے بے بہرہ ہیں۔ قدیم رسم و رواج میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ ناممکن ہے کہ ملک کی ترقی ہو۔

آقائے دوجہاںؐ پر ہندوؤں کے ناپاک حملے

شدھی سماچار کی زہر چکانی

ہندوؤں کے بعض اُن افراد طبقات نے جو دیانت۔ شرافت۔ علم۔ اور رواداری سے یکسر نا آشنا ہیں۔ گذشتہ سال اسلام اور حضور پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک و مقدس ذات کے خلاف گندے حملوں کا جو سلسلہ شروع کیا تھا۔ اسکے نتائج محتاج تشریح نہیں ہیں مسلمانوں میں اضطراب و سراسیمگی کا جو ہنگامہ ہوا تھا۔ وہ اہل ہند کو ابھی فراموش نہ ہوا ہو گا۔ ملت بیضا کے بعض مخلص و پر جوش کارکنوں اور حضور خواجہ دو جہاں صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض سچے حلقہ بگوشوں نے اس سلسلہ میں قید و بند کی شدید تکالیف برداشت کیں۔ اور اپنے ایثار و قربانی سے دنیا پر یہ ظاہر کر دیا۔ کہ مسلمان دوسرے معاملات میں کتنے ہی غافل کمزور شکستہ و متفرق کیوں نہ ہوں۔ مگر حضور خواجہ دو جہاں صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات کے متعلق کسی سیاہ دل اور تیرہ باطن دشمن کی ہرزہ سرائی کو ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ اس ہنگامہ عام کے بعد عام طور پر سکون پیدا ہو گیا تھا۔ اور دنیا سمجھنے لگی تھی۔ کہ معاند ہندوؤں کو ہوش آ گیا ہے اور وہ جوش کی حالت میں جو غلطیاں کر چکے تھے۔ ان کے اعادہ سے ہمیشہ کیلئے محترز رہنے کا عزم کر چکے ہیں۔

مگر وہ ہندو ہی کیا جو اپنی اس روش کو ہمیشہ کیلئے ترک کر دے۔ چنانچہ ابھی ہمارے پاس آل انڈیا شدھی سبھا دہلی کے اخبار "شدھی سماچار"

بابت ماہ ستمبر کا ایک مضمون ہندی سے ترجمہ ہو کر پہنچا ہے۔ جس کے اکثر حصص بالکل ناقابل برداشت ہیں۔ اس مضمون میں بعض انبیائے کرام علیہم السلام کی نسبت ہزار ندامت کے قابل معاندانہ خیالات کے اظہار کے علاوہ حضور سرور کائنات فخر موجودات محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات پر بالخاصہ نہایت ناپاک حملے کئے گئے ہیں۔ اور ان حملوں کا انداز ایسا ہے۔ کہ نقلاً بھی ان کا اعادہ کرتے ہوئے۔ دل کانپ اٹھتا ہے۔ ہمارے معزز دہلوی معاصر "الامان" نے اپنی تازہ اشاعت میں اس کے بعض حصے درج کئے ہیں۔ اور "مبلغ" نے اسکو تمام و کمال چھاپ دیا ہے۔

اس مضمون میں بے حد ناپاک اور دل آزار باتیں لکھی گئی ہیں۔ کہ جس کا نقل کرنا تو کجا تصور سے ہی دل کانپ اٹھتا ہے۔ علے الخصوص ام المومنین حضرت زینب علیہا السلام کے نکاح کا واقعہ جس تکلیف دہ پیرایہ میں لکھا ہے۔ اسکو پڑھ کر کوئی ایسا مسلمان نہیں۔ جس کا خون کھولنے نہ لگ جائے۔ اور جو ایک لمحہ کے لئے بھی اسے برداشت کر سکے۔

یہ مضمون مرکزی جمعیۃ تبلیغ الاسلام انبالہ کی مہربانی سے ترجمہ ہو کر ہمارے پاس پہنچا ہے۔ معزز معاصر الامان رقمطراز ہے کہ دہلی کی سی آئی ڈی کے محکمہ میں ہندی کے مترجم موجود ہیں کیا ہم یہ سمجھیں کہ ان لوگوں نے اب تک اس ناپاک مضمون کا ترجمہ نہیں کیا۔ یا حکومت کی مجرمانہ غفلت دور نہیں ہوئی ہم حکومت کے ارباب بست وکشاد کو ہندو رہنماؤں کو اور عامۃ المسلمین کو یقین دلانا چاہتے ہیں۔ کہ یہ مضمون کسی طرح بھی راجپال کی رسوائے عالم کتاب اور "ورتمان" کے مضمون سے کم دل آزار نہیں ہے۔ یہ ایک ایسے صحیفہ میں شائع ہوا ہے۔ جو آل انڈیا شدھی سبھا کا آرگن ہے۔ اسی امر سے مسلمان اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ ہندو اپنے مذہب کی تبلیغ میں کامیاب ہونے کے لئے یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کے آقا و مولا صلعم اور دیگر انبیائے کرام کی تذلیل و توہین میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا جائے۔ لہذا جب تک اس قسم کے ناپاک حملوں کا سلسلہ بالکل بند نہ کر دیا جائے اور جب تک ہندوؤں کے ذمہ [illegible] رہنما ایسے دل آزار مضمونوں اور مضمون نگاروں کو علے الاعلان نشانہ لعنت و ملامت نہ بنائیں۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ ہندوؤں سے اتحاد و مصالحت کی گفت و شنید تک نہ کریں۔ ہم جنگل کے درندوں سے اتحاد کر سکتے ہیں۔ لیکن ان انسانوں کی طرف محبت و مودت کا ہاتھ نہیں بڑھا سکتے۔ جو ہمارے آقا و مولا صلعم اور ہمارے بزرگ۔ و معصوم انبیاء کے خلاف اس قسم کی دل آزار زہر چکانی سے کام لیں۔

ہمیں حیرت ہے کہ ہندوستان کے پایۂ تخت سے نکلنے والا اخبار ایک ایسا ناپاک اور دل آزار مضمون شائع کرے اور اسکی اشاعت پر تین مہینے گذر چکے ہوں۔ لیکن دہلی کا محکمہ سی آئی ڈی۔ اس سے اب تک بے خبر ہو۔ کیونکر ہو سکتا ہے

اور اگر واقعی اب تک اس مضمون کی طرف توجہ مبذول نہیں کی گئی۔ تو ہم حکومت کے ارباب اختیار کو بتانا چاہتے ہیں کہ مسلمان "شدھی سماچار" کے اس مضمون سے بہت مشتعل ہو رہے ہیں۔ تدبیر و مصلحت بینی کا تقاضا یہی ہے۔ کہ اس اخبار کے مدیر و ناشر اور مضمون نگار کے خلاف فی الفور نہایت شدید قانونی کارروائی کی جائے۔ تاکہ یہ فتنہ بڑھنے نہ پائے اگر حکومت نے اس موقعہ پر غفلت سے کام لیا۔ اور مجرموں کے خلاف کوئی قانونی تدبیر نہ کی۔ تو ہمیں اندیشہ ہے۔ کہ گزشتہ سال کے واقعات کا پھر ایک دفعہ اعادہ ہو جائے گا۔ اور حکومت کو شدید پریشانی سے سابقہ پڑے گا (انقلاب)

کمزور طاقتور ہو رہے ہیں

آپ بھی اپنا نام فوراً درج کرائیں ورنہ گیا وقت ہاتھ نہیں آئیگا

خراب صحت سے بڑھ کر دنیا میں کوئی دکھ نہیں۔ عمدہ صحت کے ساتھ ہی یہ دنیا آباد ہے اگر آپ کی صحت اچھی ہے تو آپ محنت کر کے روپیہ بھی خوب کما سکینگے جس سے آپ اور آپکے بال بچے بھی خوشی اور آرام سے زندگی بسر کریں گے۔ ہندوستان میں ہی دو تین ماہ ایسے ہیں جسمیں انسان مقوی ادویات کو ہضم کر کے اپنی صحت کو قابل رشک بنا سکتا ہے ہم نے بڑی جستجو کے بعد ایک مقوی نسخہ مہیا کیا ہے جس کے بڑے بڑے اجزا یہ ہیں سونیکا کشتہ۔ کشتہ فولاد۔ کچلا مدبر شدہ ڈمیانہ کونین کستوری زعفران جوہر سلاجیت آفتابی وغیرہ اگر کوئی یہ ثابت کر دے کہ ہماری یہ تیار شدہ دوا ان اجزا پر مشتمل نہیں تو انہیں یکصد روپیہ انعام دیا جائیگا۔ انہیں سے بعض اشیا نہایت ہی گراں اور محنت سے تیار ہوتی ہیں۔ لہذا یہ نسخہ اسقدر تیار کیا جائیگا جس قدر درخواستیں [illegible] پہنچ جائینگی۔ ایک ماہ کی خوراک یا ۶۰ گولی کی قیمت صرف ۱۵ ہوگی۔ جو قریباً اصل لاگت کے برابر ہے۔ ایک ماہ سے کم کی دوا نہیں دی جائے گی۔ کیونکہ پورا فائدہ سالم ماہ کی خوراک ہی کریگی۔ یہ ۱۵ خرچنے گویا اپنی صحت کا بیمہ کروا لینا ہے۔ جو لاکھوں روپے سے بھی سستا ہے صحت ہے تو سب کچھ۔ پھر شرط یہ کہ اگر خدانخواستہ آپ کو یہ دوا فائدہ نہ دے۔ تو حلفیہ شہادت پر آپ کی قیمت واپس کر دی جائیگی۔ اس سے بڑھ کر اور کیا تسلی ہو سکتی ہے جنکی درخواستیں ۲۰ روز تک پہنچ جائینگی انہی کے لئے یہ بیش بہا تحفہ (اکسیر اعظم) تیار ہو سکیگا۔ اسلئے آپ کو بہت جلد اپنے جواب سے مطلع فرما دینا چاہیئے۔ ورنہ سال بھر مزید انتظار کرنا پڑیگا۔ اور جس کیمیاوی ترکیب سے یہ نسخہ تیار کیا جاتا ہے سوائے منیجر نور اینڈ سنز کے اور کسیکو معلوم نہیں لہذا آپ دھوکہ بازوں سے بچیں

آپکا خیراندیش منیجر نور اینڈ سنز قادیان

مذاہب غیر کی تبلیغی سرگرمیاں

گزشتہ سال مشہور امریکن عیسائی مبلغ ڈاکٹر زویمر ہندوستان آئے تھے۔ اور کافی عرصہ تک سیاحت میں مصروف رہے۔ اس وقت خیال کیا جاتا تھا۔ کہ اس سیاحت کا مقصد یہ معلوم کرنا تھا۔ کہ ہندوستانی مسلمانوں میں عیسائیت کی تبلیغ کو کیونکر وسعت دی جا سکتی ہے۔ اور وہ کون سے نقائص ہیں جو مسلمانوں کو عیسائیت کیطرف مائل نہیں ہونے دیتے۔ اور ان کی اصلاح کیلئے کیا وسائل اختیار کئے جائیں۔ عیسائی مشن کی سرگرمیوں سے اس خیال کی تصدیق ہوتی ہے۔

حال ہی میں ایک اہم پمفلٹ پنجاب کی مسیحی سوسائٹی کیطرف سے انگریزی زبان میں شائع ہوا ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ ایک خفیہ مسیحی سوسائٹی دائرہ اخوت کا قیام عمل میں آیا ہے۔ جس کے مقاصد حسب ذیل ہیں:-

(۱) مسلمانان پنجاب کو جناب مسیح کے قدموں میں لانے کی کوشش کی جائے۔

(۲) جو لوگ اسلام سے مرتد ہو کر عیسائیت میں شامل ہو چکے ہیں۔ ان کے درمیان محبت اور ہمدردی کے جذبات پیدا کئے جائیں

(۳) ان کو مشکلات و مصائب سے نجات دلانے کی سعی کیجائے

(۴) حاجتمند اور مستحق مرتدین کو اعلے تعلیم کیلئے وظائف مہیا کئے

گئے جائیں (۵) مسلمان مرتدین کیلئے ایک گھر بنایا جائے اور ایک وسیع کتب خانہ اور ایک ریڈنگ روم قائم کیا جائے اس دائرہ کے سیکرٹری سیالکوٹ کے رہنے والے ہیں۔ اور اس کا صدر دفتر بھی غالباً وہیں ہے۔ دائرہ مذکور مقاصد بالا کی تکمیل کیلئے بہت سرگرمی کا اظہار کر رہا ہے۔ عنقریب اس دائرہ کی طرف سے ایک ماہانہ رسالہ اخوت چھاپ کر مفت تقسیم کیا جائیگا۔ مسلمان اقوام کے متعلق مختلف قسم کی معلومات رسائل اور کتب کی صورت میں شائع کی جائینگی۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ یہ سوسائٹی صرف مرتدین اسلام پر مشتمل ہے۔ اس کے ممبر مسلمانوں سے مسلمانوں کی طرح گفتگو کریں گے۔ اور انکی مخصوص مذہبی ذہنیت کے مطابق عیسائیت کے خلاف تعصبات کو دور کرنے کی کوشش کریں گے۔

ایک کروڑ شدھی فنڈ

دہلی کی آریہ سماج نے فتنہ خوابیدہ کو بیدار کرنے اور مسلمانوں کو نئی پریشانیوں میں مبتلا کرنے کی خاطر شدھی اور سنگھٹن کی فساد انگیز تحریکوں کو از سر نو جاری کر دیا ہے اور اس دشمن امن و امان اور حیا سوز تحریک کی تخم پاشی کیلئے ایک کروڑ روپے کی فراہمی کا ارادہ کر لیا ہے۔ ان دشمنان وطن کا صرف یہ ارادہ اور تجویز ہی نہیں بلکہ اس پر عمل بھی شروع کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ ایک آنہ سے چار آنہ تک کی رسیدیں طبع ہو کر تیار ہو چکی ہیں۔ اور ہر مذہب پرست ہندو ان کو خرید کر اپنے زندہ ہونیکا ثبوت پیش کر رہا ہے۔ اس ایک کروڑ روپیہ سے مسلمانوں کے خلاف جو طوفان برپا ہوگا۔ اس کے احساس کے لئے تنظیم فکر کی ضرورت ہے۔ الجمعیتہ ۱۶ نومبر

نور:۔ کیا مسلمانوں نے اسکی روک تھام کیلئے کوئی اپاؤ کیا اور اگر نہیں کیا۔ تو وہ کس بات کے منتظر ہیں۔ کیا اس وقت جب پانی سر سے گزر جائیگا۔ مگر اس وقت بیداری کا کیا فائدہ ہوگا۔ جبکہ چڑیاں کھیت چگ جائینگی۔

غیر ممالک کے خریداروں کو اطلاع

غیر ممالک کے حسب ذیل خریداران کی قیمتیں ختم ہیں اور بعض نے تو تین تین سال سے چندہ نہیں ادا کیا غیر ممالک میں وی۔ پی جا نہیں سکتے لہٰذا یہ دوست جلد بذریعہ منی آرڈر اپنی قیمت بھیجکر مشکور فرمادیں۔ ورنہ یکم فروری سے مجبوراً اخبار ان کے نام سے بند کر دیا جائیگا۔ اسماء معہ نمبر خریداری درج ذیل ہیں۔

(۱) جناب عبد الحمید صاحب (۲) ایم محمد بشیر صاحب (۳) جناب اکبر علی خان صاحب (۴) ڈاکٹر محمد علی خان صاحب (۵) ماسٹر عمر حیات خان صاحب (۶) جناب دوست محمد اینڈ برادرز (۷) شیخ عبد العزیز صاحب (۸) جناب عبداللہ برادرس (۱۰) سیٹھ ابوبکر صاحب (۱۲) جناب محمد حسین صاحب (۱۳) جناب عبداللہ خان صاحب (۱۴) سیٹھ عثمان یعقوب صاحب (۱۵) ایم میراں بخش صاحب (۲۹) جناب محمد ایوب صاحب (۳۱) جناب برکت علی صاحب (۳۲) جناب محمد عمر حیات صاحب (۳۳) جناب الہی بخش صاحب (۳۴) ڈاکٹر فضل دین صاحب (۳۵) ڈاکٹر بشری صاحب (۳۹) ڈاکٹر بی۔ ڈی احمد صاحب

سکھوں اور آریوں میں نور کے اہم تبلیغی فرض کو مدنظر رکھ کر ان دوستوں کا تو فرض ہے کہ نہ صرف اپنا چندہ ہی بلکہ خاص خاص اور مزید خریدار مہیا فرمادیں۔ اگر ایسا نہیں ہو سکتا تو کم از کم اپنا چندہ تو فی الفور ادا فرمادینا چاہیئے۔ مینیجر نور قادیان

ضروری اطلاع

نومبر و دسمبر سے ان دوستوں کا سال ختم ہے۔ مگر دسمبر میں ان کے نام وی پی کرنے رہ گئے۔۔ اب یہ دوست اگر براہ کرم سالانہ جلسہ پر دستی قیمت ادا فرمادیں تو انہیں محصول ڈاک کا آرام رہیگا۔ ورنہ یکم جنوری کو وی۔ پی ہوگا۔ پھر جن کا وصول کرنا اخلاقی فرض ہوگا اسماء معہ نمبر خریداری درج ذیل ہیں:۔

(۳۳) اخونزادہ محمد افضل خان صاحب (۳۵) سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب (۳۶) حاجی عبد العظیم صاحب (۳۷) خان بہادر شیخ محمد حسین صاحب (۳۹) مرزا نصر اللہ بیگ صاحب (۴۰) مولوی محمد احسان الحق صاحب (۴۱) سید محی الدین احمد صاحب (۴۲) مولوی احمد علی صاحب (۶۲) شیخ مولا بخش صاحب (۶۳) چوہدری غلام حیدر صاحب (۴۶) منشی غلام حیدر صاحب

ان میں سے جناب اخونزادہ محمد افضل خان صاحب و جناب سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب و جناب مولوی احمد علی صاحب و جناب مولوی محمد احسان الحق صاحب تو براہ کرم پانچ پانچ روپے چندہ عطا فرمایا کرتے ہیں اور دیگر دوست تین روپے۔

نمبر وصیت ۲۹۱۶

میں غلام فاطمہ بنت رانجھے خاں قوم راجپوت ساکن امرتسر خانہ امرتسر تحصیل و ضلع امرتسر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت جائیداد صرف زیور اور گوٹہ قیمتی ۱۳۲ روپیہ کے ہیں اسکے ۱/۳ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں نیز میری وفات کے بعد اس کے علاوہ کوئی اور ترکہ ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط ۲۴/۹ غلام فاطمہ موصیہ

گواہ شد خاکسار رحیم دل شاہ احمدی بقلم خود مدرس ایم بی سکول کٹڑہ کہیالا امرتسر

گواہ شد الٰہی بخش احمدی برادر موصیہ بقلم خود

نمبر وصیت ۲۹۱۷

میں برکت علی ولد محمد فاضل قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر تقریباً ۵۵ سال تاریخ بیعت قریباً ۱۹۱۵ء ساکن بستی شیخ درویش ڈاکخانہ خاص تحصیل و ضلع جالندھر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹ ستمبر ۱۹۲۸ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اس وقت میری جائیداد حسب ذیل ہے۔

(۱) مکان محلہ دار الرحمت قادیان قیمتی تین سو روپیہ (۲) مکان رہن بابو فیروز الدین والا واقعہ قادیان مشترکہ باہلیہ خود بحصہ برابر میرے حصہ کی قیمت ۹۰۰ روپیہ (۳) زمین محلہ دار الرحمت قادیان یک کنال قیمتی ۲۵۰ روپیہ (۴) مکان جدی بستی شیخ جالندھر مشترکہ برادران کلاں خود میرا حصہ قریباً ایکہزار روپیہ (۵) زمین زراعتی رہن قادیان ۴۰۰۰ روپیہ (۶) پراویڈنٹ فنڈ و نقد قریباً ۴۰۰۰ روپیہ

میزان ۱۳۱۵۰ روپیہ

جس کی کل قیمت موجودہ حالت میں اندازاً ۱۳۱۵۰ روپیہ ہے۔ میرا گذارہ اس جائیداد کے علاوہ آمد پر بھی ہے جو اس وقت مبلغ ۲۳۰ روپیہ ماہوار ہے۔ تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ بوقت وفات میری جسقدر جائیداد ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جاویگا۔ فقط

(خان صاحب) برکت علی بقلم خود
ملازم دفتر ڈی۔ جی۔ آئی۔ ایم۔ ایس شملہ

گواہ شد۔ عبد اللہ خاں چیمہ احمدی بی اے ساکن موضع چیلیکے ضلع سیالکوٹ حال وارد شملہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۸ء

گواہ شد۔ محمد شریف۔ احمدی ساکن بھاگو بھٹی تحصیل و ضلع سیالکوٹ حال وارد شملہ۔ ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۲۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

چندہ سالانہ کیلئے دوبارہ تحریک

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۳۰ نومبر ۱۹۲۸ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا

گو پچھلے جمعہ کے خطبہ میں جلسہ کے متعلق میں بعض باتیں بیان کرچکا ہوں لیکن آج جبکہ میں نماز جمعہ کے لئے آنے کی تیاری کررہا تھا۔ ایک دوست نے کہا کہ میں پھر **چندہ کے متعلق تحریک کروں** گو میں اس عقیدہ کا آدمی ہوں۔ کہ اسی کام میں برکت ہوتی ہے۔ جو تحریک انسان کے اپنے نفس سے پیدا ہوتی ہے۔ اور ایک مومن کے لئے اس کا قلب ہی اس کے فرائض یاد دلانے کیلئے کافی ہوتا ہے۔ دوسرے کی طرف سے اشارہ ہی ہوتا ہے۔ اسے بار بار کہنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اور جو لوگ اپنی ذمہ داری کو خود نہ سوچیں۔ اور محسوس نہ کریں ان کو بار بار کہنا چنداں مفید نہیں ہوتا۔ پھر اس طرح کہنے کا جو نتیجہ نکلے۔ وہ بھی ایسا بابرکات نہیں ہوتا بار بار کہنے کی ضرورت کمزوروں کے لئے ہوتی ہے۔ یا اس خیال سے ہوسکتی ہے کہ شاید بعض لوگوں تک ابھی آواز نہ پہنچ سکی ہو چونکہ ہماری جماعت وسیع ہورہی ہے۔ اس لئے ایک تحریک کا ایک ہی دفعہ سب تک پہنچ جانا ناممکن ہوتا ہے۔ اس وجہ سے ضرورت پیش آتی ہے۔ کہ [illegible] کی جائے۔ تا بار بار لوگوں کی نظروں سے گذرے اور ان کے ذریعہ سے دوسروں تک پہونچے۔ گو۔ **جماعت کی وسعت** اس حد تک پہنچ چکی ہے۔ کہ اس طرح ابھی ہم سب کو نہیں پہنچا سکتے۔ کئی ایسے ملک ہیں۔ کہ وہاں احمدی موجود ہیں۔ مگر ہم ان کی زبانیں بھی نہیں جانتے۔ سلسلہ کا لٹریچر کسی **خدا کے بندے کے ذریعہ** ان تک پہونچا۔ اور انہوں نے قبول کرلیا۔ مگر ہمارے پاس اپنے حالات ان تک پہنچانے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے ہرحال اگر آواز بار بار اٹھائی جائے تو جن لوگوں تک۔ اس کا پہنچنا ناممکن ہوسکتا ہے ان تک پہنچ سکتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ جسے مدنظر رکھتے ہوئے دوبارہ تحریک کی جاسکتی ہے۔ اور اسکو مدنظر رکھتے ہوئے آج میں **دوبارہ تحریک** کرتا ہوں۔ میرے نزدیک جلسہ کے اخراجات کی برداشت قادیان کے رہنے والوں یا زیادہ سے زیادہ ضلع گورداسپور کے احمدیوں کو کرنی چاہئے۔ کیونکہ مہمان نوازی مقامی لوگوں کا ہی حق ہوتا ہے۔ اور مقامی مہمان نوازی انہی لوگوں کے ذمہ ہوتی ہے جہاں وہ کام کیا جاتا ہے۔ اسلام نے **مہمان نوازی** پر جس قدر زور دیا ہے اسے مدنظر رکھتے ہوئے۔ یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ دنیا میں لوگ اس سے بہت بڑے کام کرتے ہیں۔ لیکن نقص یہ ہے کہ بہت سے لوگ اس کی اہمیت کو نہیں سمجھتے۔ اور بہت سے لوگوں کے دلوں میں وہ توکل نہیں۔ جو ایسے کاموں کے لئے ضرورت ہوتی ہے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چند چیزیں ایسی ہیں جنکا کرنے والا قیامت کے دن خدا تعالےٰ کے **عرش کے سائے کے نیچے** ہوگا اور ان میں سے ایک وہ دوستی ہے۔ جو انسان خدا تعالےٰ کیلئے کسی سے رکھے۔ یعنی محض اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی کی خدمت کرے۔ اور اس میں کیا شبہ ہے کہ ہمارے جلسہ کی مہمان نوازی اسی قسم کی دوستی پر مبنی ہے۔ جو لوگ مہمان ہوتے ہیں۔ ان میں کئی ایک کی شکلوں سے بھی ہم لوگ واقف نہیں ہوتے اور ان سے کوئی تعارف نہیں ہوتا۔ اسلئے یہ مہمان نوازی **محض اللہ تعالےٰ کیلئے** ہی ہوسکتی ہے۔ پھر حضرت خدیجہؓ سے روایت ہے کہ وحی نبوت کے نزول کے وقت جب آنحضرت صلعم پر خوف طاری ہوا تو انہوں نے آپ سے کہا کہ خدا تعالےٰ آپ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا کیونکہ آپ مہمان نواز ہیں۔ گویا مہمان نوازی ان چیزوں میں سے ہے۔ جن سے انسان ضائع ہونے سے بچ جاتا ہے۔ بات یہ ہے۔ جو مال صحیح مہمان نوازی پر صرف ہو وہ انسان کی تباہی کا

غضب کی رعایت

جو دوست سالانہ جلسہ پر نور کے خریدار بنینگے۔ انہیں آریہ مذہب کی حقیقت قیمت ایک روپیہ (عہ) ہندو دھرم کی حقیقت قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے (ععہ) جملہ دو روپے آٹھ آنے کی بے نظیر کتابیں مفت ملیں گی۔ گویا دوسرے الفاظ میں "نور" جیسا بے نظیر تبلیغی پرچہ انہیں بجائے تین روپے کے صرف آٹھ آنے سالانہ پر ہی پڑے گا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا رعایت ہوسکتی ہے نور کی خریداری کے لئے جن دوستوں کے خطوط ایام جلسہ میں باہر سے آئیں گے وہ بھی اس غیر معمولی رعایت سے مستفیض ہوسکیں گے۔ مگر محصولڈاک ۷ر ان کے ذمہ ہوگا۔ مینیجر نور قادیان۔

~~~

ضروری اطلاع

سالانہ جلسہ میں مصروفیت کیوجہ سے آئندہ بجائے ۳ر جنوری کے ۱۷ جنوری کو پرچہ شائع ہوگا۔

" دفتر نور منارہ والی مسجد سے جانب جنوب صرف دو قدم کے فاصلہ پر ہے جلسہ پر آنیوالے دوست نوٹ کریں۔

(مینیجر نور قادیان)
~~~

موجب نہیں۔ بلکہ

انسان کی ترقی

کا موجب ہوتا ہے مجھے یاد ہے کہ حضرت خلیفہ اول کے زمانہ میں ایک دفعہ اسی طرح قحط کے آثار تھے۔ انجمن نے فیصلہ کیا کہ جلسہ تین کی بجائے صرف دو دن کیا جائے۔ میں گو اس کی تائید میں نہ تھا۔ مگر مخالف بھی نہ تھا۔ اور اس وقت میرے ذہن میں یہ آیا ہی نہیں۔ کہ اسکا کیا نتیجہ ہوگا۔ اور اتفاق کی بات ہے ان دنوں میں ہی مہمان خانے کا منتظم تھا۔ حضرت خلیفہ اول نے مجھے مخاطب کر کے لکھا کہ

لَا تَخْشَ عَنْ ذِی الْعَرْشِ اِقْلَالًا

یعنے عرش کے مالک سے یہ امید نہ رکھو۔ کہ وہ رزق میں کمی کردیگا۔ جلسہ کے دو دن رکھنا

خدا تعالیٰ پر بدظنی

ہے جب میں نے یہ پڑھا۔ تو مجھے اس بات میں بہت لطف آیا۔ اور میں سمجھا۔ کہ حقیقی توکل یہی ہے کہ جب انسان یہ سمجھے یہ کام خدا کی طرف سے ہے۔ اور اسے کرنے کا حکم اسنے دیا ہے۔ تو پھر یہ خیال کرنا کہ اس کی سرانجام دہی کے لئے ایثار اور قربانی کرنے سے ہم ضائع نہ ہو جائینگے۔ بیوقوفی کی بات ہے۔ اگر کسی رستہ پر چلنے سے انسان برباد ہو جائے۔ تو یہ بات یقیناً اس رستہ کے غلط ہونے کی علامت ہے افراد کا مالی لحاظ سے کمزور ہو جانا معمولی بات ہے یہ بات ہر قوم میں پائی جاتی ہے لیکن من حیث القوم قربانیوں سے تباہ ہو جانا اس رستہ کے جھوٹے ہونے کی نشانی ہے اس میں شبہ نہیں کہ یہ دن اس قسم کے ہیں کہ ہر طرف

مالی تنگی کے آثار

نظر آرہے ہیں۔ اور زمینداروں کی حالت تو بہت ہی تکلیف دہ ہے ان کی دو فصلیں تباہ ہو گئی ہیں۔ گورنمنٹ اگرچہ تقاوی وغیرہ تو پہلے بھی تقسیم کیا کرتی تھی۔ مگر مجھے یاد نہیں۔ کہ آج تک کبھی ایسا ہوا۔ کہ گورنمنٹ نے تمام لگان اراضی معاف کر دیا ہو کسی ایک گاؤں وغیرہ میں معاف کر دینا علیحدہ بات ہے۔ لیکن بہت بڑے علاقہ میں کبھی معاف نہیں کیا گیا تھا لیکن اس سال گورنمنٹ نے چالیس لاکھ روپیہ معاف کر دیا ہے اور تقاوی وغیرہ کے اخراجات ملا کر ۵۱ لاکھ روپیہ زمینداروں پر صرف کیا ہے۔ اور صوبجات آگرہ و اودھ کی حکومت نے ایک کروڑ دس لاکھ اس مد پر خرچ کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سال زمینداروں کی تباہی غیر معمولی تباہی ہے۔ اور ضروری ہے کہ اس تباہی کا اثر دوسرے لوگوں پر بھی پڑے۔ وکیل ڈاکٹر۔ کلرک ہر ایک اس سے متاثر ہوگا۔ کیونکہ کھانا سب کے لئے ضروری ہے۔ زمینداروں کی فصل تباہ ہونے سے غلہ نہیں ہوا اور اناج جسکا گذارہ پہلے دس روپیہ میں ہو جاتا تھا اب ۱۲-۱۳ روپیہ میں ہوگا مگر باوجود اسکے وہی بات ہے کہ جو کام کرنا ہے۔ وہ کرنا ہی ہے۔ جب انسان

خدا تعالیٰ کے رستہ میں تکلیف

اُٹھائے تو خدا تعالیٰ اس کی تکالیف دور کرنے کے سامان خود پیدا کر دیتا ہے یہی دلیل تھی جو خلیفہ اول نے مجھے لکھی فرمایا میری طرف سے اعلان کر دو۔ کہ صدقہ خدا تعالیٰ کے غضب کو دور کر دیتا ہے۔ اس تکلیف کا تو علاج ہی صدقہ تھا۔ مگر تم نے اسکا الٹ کیا۔ کہ جلسے کے لئے دو دن کر دئے۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ

تباہی کے اسباب

میں سے ایک پہلو خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا بھی ہوتا ہے۔ اسکے علاوہ قوانین قدرت کا بھی دخل ہوتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کی ناراضگی کے پہلو سے بچنے کا یہی طریقہ ہوتا ہے۔ کہ انسان اور بھی

زیادہ قربانیاں کرے

اور ثابت کرے کہ خود ہی خدا کے رستہ میں مٹ رہا ہے اس پر خدا تعالیٰ کو غیرت آتی ہے۔ کہ جو پہلے ہی میرے لئے مر رہا ہے۔ اُسے کیا ماروں۔ اسلئے وہ اسے مٹاتا نہیں۔ بلکہ زندہ کرتا ہے۔ مجھے

بچپن کا ایک واقعہ

یاد ہے کہ میں نے ایک کشتی رکھی ہوئی تھی۔ بعض دفعہ تو زنجیر سے باندھ دی جاتی تھی لیکن بعض دنوں میں جب پانی تھوڑا ہوتا تھا۔ کھلی رہتی تھی اور بعض لڑکے اسے لیجاتے تھے۔ اور ایسی بری طرح استعمال کرتے تھے کہ توڑ پھوڑ دیتے تھے۔ ایکدفعہ اسے بہت ہی نقصان پہونچا۔ اس پر میں نے بورڈنگ کے لڑکوں سے کہا۔ کہ خیال رکھا کریں۔ جب کوئی اسے لے جائے۔ تو مجھے بتائیں۔ ایکدن مجھے اطلاع دی گئی۔ کہ گاؤں کے لڑکے کشتی لیگئے ہیں۔ میں گیا اور انہیں آواز دی وہ کشتی لے آئے۔ مجھے بہت غصہ تھا۔ اسلئے میں نے ایک لڑکے کو مارنا چاہا۔ اور میں سمجھتا ہوں اگر وہ مقابلہ کرتا۔ تو غصہ اور بھی بڑھ جاتا۔ لیکن اسنے نہایت انکسار سے کہا۔ لو جی مار لو۔ اس کے یہ الفاظ سنکر میرا ہاتھ جو مارنے کیلئے اُٹھا تھا۔ گویا شل ہو گیا۔ اور اب اثر ہوا۔ کہ میں نے اسے چھوڑ دیا۔ میں نے سوچا جو خود کہتا ہے مار لو اسے کیا ماروں۔ تو یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی شخص کہے ابھی قحط پڑا ہوا ہے۔ اور ہر طرف تباہی کے آثار نمایاں ہیں۔ مگر ہمارے پاس جو کچھ موجود ہے۔ ہم تیرے لئے خرچ کر رہے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ اسے تباہ ہونے دے وہ تو کہیگا کہ تمہیں ماروں گا نہیں۔ بلکہ زندہ کرونگا۔ اس وقت تنگی کے آثار ظاہر ہیں۔ پس جو بھی قربانی کریگا۔ وہ اپنے اوپر موت وارد کرتا ہے خدا اسے نہیں ماریگا۔ اس وقت بارش ہو رہی ہے ممکن ہے خدا اسے ہی لوگوں کی تکلیف کم کرنیکا ذریعہ بنا دے۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ بارش تباہی کا موجب بھی ہوتی ہے۔ اور ترقی کا بھی اسلئے ہم کہہ تو نہیں سکتے کہ یہ کیسی ہے۔ مگر چونکہ انہی دنوں میں چندہ کی تحریک کی گئی ہے ہو سکتا ہے خدا تعالیٰ نے بعض لوگوں کی قربانیاں قبول کر کے رحمت کی بارش نازل کی ہو پچھلے سال غلہ نہیں ہوا۔ لیکن ہو سکتا ہے خدا تعالیٰ اگلے سال اڑھائی تین گنا زیادہ غلہ کرے۔ اور سب کسر نکل جائے۔ اور یہ سب کچھ خدا کے اختیار میں ہے۔ پس گو مجھے دوبارہ کہنے کی ضرورت تو نہیں مگر کمزوروں کیلئے یا اس خیال سے کہ شاید بعض لوگوں تک یہ آواز بھی نہ پہنچی ہو۔ دوبارہ تحریک کرتا ہوں۔ ورنہ

مومن کیلئے

نہ میرے کہنے کی ضرورت ہے نہ کسی اور کے کہنے کی اسکے بعد میں کام کرنے والوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ بہت سوچ سمجھ کر خرچ کریں کوئی وجہ نہیں کہ دنیا میں دوسرے لوگ اخراجات کی کمی کی صورت تو نکال سکیں مگر ہماری عقل ایسی ہو گئی ہو۔ کہ ہم کوئی صورت نہ نکال سکیں اسلئے میں دوستوں اور خصوصاً قادیان اور گورداسپور کے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ اگر وہ باقی چیزیں نہیں تو کم از کم آٹے کا خرچ ہی برداشت کریں۔ وہاں کارکنوں کو بھی مزید توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ اخراجات میں کمی کرنیکی کوشش کریں آٹے کا خرچ برداشت کرنا

ادنیٰ ترین مہمان نوازی

ہے کیونکہ روٹی کھائے بغیر تو کوئی شخص زندہ نہیں رہ سکتا۔ اسکے ساتھ اگر دال یا سالن کو زائد سمجھ لیا جائے۔ تو کم سے کم جو مہمان نوازی آٹے کی ہے۔ یہ تو ہمیشہ ہی قادیان دیہات اور ضلع گورداسپور کے دوستوں کو پیش کرنی چاہیئے۔ اگر اس ضلع میں دس ہزار احمدی بھی ہوں۔ تو دس ہزار کے لئے ۲۰ ہزار سیر آٹے کا سامان کیا مشکل ہے مگر سارے آدمیوں سے کام لینا مشکل ہوتا ہے۔ اگر ان تمام لوگوں سے باقاعدہ وصولی کا انتظام کیا جائے۔ تو بہت سا خرچ ہو جائیگا۔ اسلئے یہ نہیں ہو سکتا کہ جب تک دوست خود توجہ نہ کریں۔ یہ [illegible] انتظام پر کرنے سے ہی ہو سکتا ہے۔ اگر دوست ہمت کریں۔ تو کوئی بڑی بات نہیں۔ دوسرے اخراجات باقی جماعتیں مہیا کریگی۔ باقی سب کاموں کو چلانے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اسی سے دعا کرنی چاہیئے۔ کہ قحط بھی تیری طرف سے ہیں۔ اور کام بھی تیرے ہی ہیں۔ اسلئے تو ہی اپنے فضل سے ہمارے لئے راستے کھولدے۔ آمین!

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۶

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجا لانیوالا اکیلا اخبار ماہ کی ۳، ۱۷ کو شائع ہوتا ہے

یہدی اللہ لنورہ من یشاء

نور

ایڈیٹر شیخ محمد یوسف

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے تین روپے	عہ
ششماہی ایک روپیہ بارہ آنے	۱؎۱۲
سالانہ سرپرستوں سے دس روپے	عـ۱۰
امرا سے پانچ روپے	۵
ممالک غیر سے آٹھ شلنگ۔	

مقاصد

۱۔ اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اسکی حقیقت ظاہر کرنا۔

۲۔ سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا

۳۔ دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل اور صحیح جواب دینا

۴۔ راعی اور رعایا کے تعلقات کو مستحکم کرنا

جلد ۸ | اخبار نور قادیان ۲۰ رمضان المبارک ـ مطابق ۳ مارچ سنہ ۱۹۲۹ء | نمبر ۱۰

ضروری باتیں

ایڈیٹر نور کی مشہور تصنیف باوا نانک کے مذہب کا گورمکھی ترجمہ قریب الاختتام ہے اب اسکا پریس میں چھپنے کیلئے جانا اس اردو ایڈیشن کی بکری پر منحصر ہے کیونکہ اس بکری کا متعدبہ حصہ گورمکھی ایڈیشن کی چھپائی پر خرچ ہوگا۔ لہذا دوستوں کو نہ صرف خود ہی یہ جامع کتاب بکثرت خرید کر سکھوں سناتنیوں وغیرہ میں مفت تقسیم کرنی چاہیئے۔ بلکہ اپنے دوستوں کو بھی خاص طور پر خریداری کی تحریک کرکے اس کار خیر میں شامل کرنا چاہیئے۔

نور کی چھپائی کا انتظام دوسرے پریس میں۔ اگرچہ نور ابھی موجودہ اقل اشاعت پر اور تو اور اپنا خرچ بھی پورا نہیں کر سکتا۔ مگر تاہم میری یہ زبردست خواہش رہی ہے کہ عین وقت پر شائع ہو۔ ۱۷ فروری کے نور میں روزوں کی فضیلت پر ایک مبسوط مضمون درج تھا۔ ۹ فروری کو کاپیاں یہاں سے بذریعہ رجسٹری مطبع میں بھیجی گئیں۔ جو یقیناً ۱۰ فروری کو مطبع میں پہنچ گئیں میرا خیال تھا کہ زیادہ سے زیادہ ۱۵ فروری کو میں اس پرچہ کو شائع کر سکونگا۔ اور یہ پرچہ عین وقت پر دوستوں کے ہاتھوں میں پہنچ جائیگا مگر آج ۲۰ ہے اور ابھی تک بلٹی نہیں آئی۔ اور میری پریشانی کا اندازہ کون لگا سکتا ہے ہو سکتا ہے کہ مشین بگڑ گئی ہو۔ یا پتھر ٹوٹ گیا ہو۔ اور مطبع والوں کے پاس کوئی جائز عذر ہو۔ مگر مجھے کوئی اطلاع نہیں ملی۔ میں پہلے بھی کئی مرتبہ یہ پریشانی اٹھا چکا ہوں۔ آخر مجبوراً اب اس کی چھپائی کا دوسرے مطبع میں انتظام کیا گیا ہے۔ اس نئے مطبع کے مینیجر شیخ عبدالعزیز صاحب کے زیر اہتمام پہلے بھی نور تقریباً دو سال چھپتا رہا ہے۔ اور کبھی ایسی تکلیف نہیں آئی۔ مجھے امید ہے کہ آئندہ نور وقت پر دوستوں کو پہنچتا رہیگا۔

میری بیماری۔ پچھلے دنوں مجھ پر انفلوانزا کا شدید حملہ ہوا۔ خود ڈاکٹر کا اعتراف تھا۔ کہ حملہ سخت ہے۔ ۱۹۱۸ء میں جو مجھ پر حملہ ہوا تھا جس میں قریباً دو ماہ مبتلا رہا تھا یہ حملہ اس سے بھی زیادہ شدید تھا۔ مگر خدا کے فضل سے اب کی دفعہ مجھے ڈاکٹر بہت قابل ملے ڈاکٹر فضل کریم صاحب جس تندہی اور جانفشانی سے میرا علاج کرتے رہے اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ میری حالت تو چھ دن کے بعد ہی خطرہ سے باہر ہو گئی۔ گو صحت ہوئے آج ۱۰ روز ہونے کو ہیں مگر کچھ نہ کچھ کمزوری ابھی تک ہے دوستوں کی دعاؤں کا محتاج ہوں مجھے خوشی ہے کہ اس اثنا میں اخبار دوستوں کو برابر پہنچتا رہا۔

ہمارے بھی ہیں مہرباں کیسے کیسے جناب سردار غلام محی الدین خاں صاحب درانی بہتر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس گجرات ایڈیٹر نور کے نادیدہ کرم فرما ہیں۔ میری بعض کتابیں پڑھ کر آپ کو میرے ساتھ خط و کتابت کا شوق پیدا ہوا۔ آپ نے نہ صرف خود ہی ایڈیٹر نور کی قریباً سب تصانیف خرید فرمائیں بلکہ دوست احباب میں بھی انکی خریداری کے لئے خاص کوشش فرماتے رہتے ہیں۔ آپ نے ایک تازہ گرامی نامہ میں لکھتے ہیں کہ بے شاہ پرواز میدان حقیقی زاد اللہ صحبتکم و عزتکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ایک اور مولوی صاحب حاضر وقت سے التجا کی لہذا ایک نسخہ باوا نانک کا مذہب اور ۲ کاپی سکھ دھرم نام منی بذریعہ وی پی بھیجکر مشکور فرما دیں دعا ہے کہ اللہ کریم آپ کو غیبی امداد و طاقت دیکر جلد سے جلد باوا نانک کے مذہب کے گورمکھی ترجمہ کو تکمیل تک پہنچائے آمین! مجھے آپ ایسے نورانی بشر کے دیکھنے کا شوق ہر وقت تجلیات اور برکات میں مالا مال اور خلق سردی رکھتا ہے۔ (یہ آپ کا حسن ظن ہے ورنہ من آنم کہ من دانم)

اگر دوسرے دوستوں میں بھی باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے اردو ایڈیشن کی اشاعت کا یہی شوق پیدا ہو جائے تو ایک ہفتہ کے اندر اندر ہی اس کا گورمکھی ترجمہ چھپنے کے لئے مطبع میں بھیجا جاسکتا ہے۔

جن بھائیوں کی
اخوت پر بھروسہ کر کے اس اخبار کیساتھ
جوابی رو ڈیمیجے گئے ہیں مجھے ہر طرح توقع رکھنی چاہئے کہ یہ دوست اس کار خیر میں درمے قدمے
سخنے میرے ساتھ تعاون کرتے ہوئے بہت جلد اپنے حوصلہ افزا جواب سے متفیض فرما کر
خاص طور پر دعا اور شکریہ کا موقع
دیں گے ایڈیٹر

باوا نانک کے مذہب کا دوسرا اڈیشن

پہلے حجم ۱۵۲ صفحہ تھا اور قیمت عہ تھی اب حجم ۲۵۲ صفحہ اور ایک عکسی تصویر کا اضافہ کاغذ لکھائی چھپائی سب اعلےٰ مگر قیمت صرف عہ پھر نور کے خریداروں سے صرف عہ یہی وہ کتاب ہے جسنے مذہبی دنیا میں قابل رشک قبولیت حاصل کی تھی۔ اب اسکا دوسرا اڈیشن نہایت آب و تاب سے شائع ہوا ہے۔ اور اسمیں سکھ مذہب کے متعلق اس قدر نادر تبلیغی اور مفید مواد جمع کر دیا گیا ہے۔ کہ اس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔ آپ کتاب کو دیکھیں۔ اور پڑھیں خود داد دیجئے بعد از ملاحظہ اگر ناپسند ہو تو ایک ہفتہ کے اندر اندر کتاب واپس کر کے اپنی قیمت لے سکتے ہیں بشرطیکہ کتاب میلی یا کوئی ورق خراب نہ ہو گیا ہو۔ اس کے پہلے اڈیشن پر ملک کے مشہور و معروف اخبارات نے جو شاندار ریویو کئے ان کا اختصار درج ذیل ہے۔

مسلم آؤٹ لک لاہور۔ اپنے ۱۰۔ اکتوبر ۱۹۲۳ء کے اشو میں لکھتا ہے کہ فاضل مصنف نے اس قدر ٹھوس میٹریل اس کتاب میں بھر دیا ہے۔ کہ کتاب کو ختم کرنیکے بعد آدمی کے دل میں یہ بات گڑ جاتی ہے کہ سکھ مذہب کا بانی قولاً و فعلاً مسلمان تھا کتاب بالکل بے فکر زبان اور لہجہ میں لکھی گئی ہے یہ ایک ایسی خصوصیت ہے کہ آجکل مذہبی دنیا میں نایاب ہے اس کا مطالعہ سکھوں اور مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کیلئے بیحد مفید ہے۔

امیر جھنگ اپنے ۸ جون ۱۹۱۹ء کے اشو میں لکھتا ہے کہ یہ کتاب ایسی اعلیٰ پایہ کی کتاب ہے کہ جس کے دیکھنے سے فاضل مصنف کے اس دعوے کی حرف بحرف تصدیق ہوتی ہے۔ کہ اس کتاب کے مرتب کرنے میں پانچ ہزار سے بھی زیادہ اوراق پر نظر ڈالنی پڑی ہے۔ کتاب واقعی قابل دید ہے۔

نیر اعظم مراد آباد۔ اپنے ۱۲۔ جون ۱۹۱۹ء کے پرچہ میں لکھتا ہے کہ فاضل مصنف نے یہ کتاب نہایت تحقیق اور تدقیق کے ساتھ لکھی ہے۔

پیسہ اخبار لاہور۔ اپنے ۱۴۔ فروری ۱۹۱۹ء کے اشو میں لکھتا ہے کہ ایسے دلائل کے اسلحہ سے مسلح ہو کر جتنے کہ یہ ہوتے ہیں جس میدان میں بھی جنگ کریں گے۔ کامیاب ہوں گے۔ پھر یہی اخبار اپنے ۹ جون ۱۹۱۹ء کے اشو میں لکھتا ہے کہ قابل مصنف نے اس ضخیم کتاب میں بڑی تحقیق سے کام لیا ہے۔

روزانہ سیاست لاہور اپنے ۲۸ جولائی ۱۹۲۴ء کے اشو میں لکھتا ہے کہ یہ مشہور مصنف کی ایک زبردست تصنیف ہے جسمیں نہایت قابلیت کیساتھ جناب باوا نانک صاحب کا مسلمان ہونا ثابت کیا گیا ہے۔

الفضل قادیان۔ اپنے ۱۱۔ اکتوبر کے اشو میں لکھتا ہے کہ کتاب نہایت محنت اور قابلیت سے لکھی گئی ہے

خطیب دہلی۔ اپنے ۱۷۔ اکتوبر ۱۹۱۹ء کے اشو میں لکھتا ہے کہ یہ کتاب نہایت محنت سے لکھی گئی ہے اسکا مطالعہ سکھوں اور مسلمانوں کے اتحاد کیلئے بیحد مفید ہے۔

رسالہ معارف اعظم گڈھ اپنے جولائی ۱۹۱۹ء کے اشو میں لکھتا ہے کہ کتاب نہایت دلچسپ معلومات اور دلائل سے لبریز ہے۔

میونسپل گزٹ لاہور اپنے ۹ جون ۱۹۱۹ء کے اشو میں لکھتا ہے کہ بلاشبہ یہ ایک قابل دید کتاب ہے

اخبار کشمیری لاہور۔ اپنے ۷ جون ۱۹۱۹ء کے اشو میں لکھتا ہے کہ شیخ محمد یوسف صاحب جو سکھ مذہب میں تبلیغ اسلام کیلئے خاص شہرت رکھتے ہیں آپنے یہ کتاب لکھی ہے۔ جسمیں نہایت قابلیت اور بکمال وسعت معلومات سے یہ ثابت کیا گیا کہ بابا نانک صاحب مسلمان تھے کتاب کو پڑھ کر بے اختیار مصنف کی اس جانکاہی و عرقریزی و [illegible] کی تعریف کرنی پڑتی ہے۔

باوا نانک کے مذہب کے جدید اڈیشن کی فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	اس کتاب کے پہلے اڈیشن پر اخبارات کا تبصرہ	۱	۲۲	آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حضرت باوا صاحب کی عقیدت	۱۰۳
۲	معزز سکھ اخبارات کی شہادتیں	۱۳			
۳	متعصب آریہ اخبارات کا اعتراف	۱۴	۲۳	حج کعبہ اور حضرت باوا صاحب	۱۰۸
۴	اکابرین کی شہادتیں	۱۵	۲۴	قیامت پر ایمان اور حضرت باوا صاحب	۱۱۲
۵	دیباچہ	۱۷	۲۵	عقیدہ ملائکہ اور حضرت باوا صاحب	۱۱۶
۶	ہندوؤں کے عقاید اور سکھ مذہب	۲۰	۲۶	قرآن مجید اور حضرت باوا صاحب	۲۳
۷	پہلا عقیدہ وید سمرتی پران	۲۲	۲۷	چلہ اور حضرت باوا صاحب	۱۲۸
۸	دوسرا عقیدہ مسئلہ چھوت	۲۶	۲۸	باوا صاحب کا دوسرا تبرک	۱۳۷
۹	تیسرا عقیدہ تیرتھ یاترا	۳۶	۲۹	اسلام اور حضرت باوا صاحب	۱۳۹
۱۰	چوتھا عقیدہ جنیؤ	۴۱	۳۰	عقیدہ شیطان اور سکھ مذہب	۱۴۲
۱۱	پانچواں عقیدہ مورتی پوجا	۴۴	۳۱	مسلمانوں کی رواداری	۱۴۴
۱۲	چھٹا عقیدہ سوتک پاتک	۵۰	۳۲	صوفیائے کرام اور حضرت باوا صاحب	۱۴۹
۱۳	ساتواں عقیدہ اوتار	۵۴	۳۳	حضرت باوا نانک رح کے چلے	۱۵۵
۱۴	آٹھواں عقیدہ گئو پوجا	۵۸	۳۴	حضرت باوا صاحب کے اقوال کا ماخذ قرآن مجید	۱۵۹
۱۵	نواں عقیدہ مردہ کا جلانا	۶۱	۳۵	حضرت باوا صاحب کے اسلام پر غیر جانبدار شہادتیں	۱۶۵
۱۶	دسواں عقیدہ ذبیحہ و جھٹکا	۶۸	۳۶	گرنتھ صاحب اور شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ	۱۷۰
۱۷	گیارہواں عقیدہ تناسخ	۷۳	۳۷	خاص قادیان میں میرا سکھوں سے معرکۃ الآرا مباحثہ	۱۸۲
۱۸	سکھوں کے پانچ ککے	۸۰	۳۸	مسلمانوں کے تعلقات سکھ گوردوؤں سے	۲۰۱
۱۹	حضرت باوا نانک رح اور اسلام	۸۶	۳۹	شری گورو گوبند سنگھ اور مسلمان	۲۳۴
۲۰	کلمہ طیبہ اور حضرت باوا صاحب	۸۹	۴۰	مسلمان اور سکھ	۲۳۶
۲۱	نماز روزہ اور حضرت باوا صاحب	۹۳	۴۱	سکھ دھرم نماز اذان و قرآن پاک	۲۴۴

رسالہ القریش امرتسر اپنے ۱۶۔ جون ۱۹۱۹ء کے اشو میں لکھتا ہے کہ شیخ محمد یوسف صاحب جو تبلیغی میدان میں خاص شہرت رکھتے ہیں۔ حال ہی میں آپنے ایک قابلقدر کتاب بابا نانک کا مذہب شائع کی ہے شیخصاحب کی محنت قابل داد و لائق ستائش ہے کتاب ہر نوع قابل دید ہے۔

اخبار آگرہ۔ اپنے ۲۱۔ جون ۱۹۱۹ء کے اشو میں لکھتا ہے کہ اس کتاب کے تیار کرنے میں حقیقت میں شیخصاحب نے بڑی محنت سے کام لیا ہے

اخبار زمیندار لاہور اپنے ۱۱ جولائی ۱۹۱۹ء کے اشو میں لکھتا ہے کہ اس کتاب میں سکھوں کی معتبر کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ باوا نانک صاحب مسلمان تھے۔

رسالہ دلگداز لکھنؤ اپنے ۱۹ اپریل ۱۹۱۹ء کے اشو میں لکھتا ہے کہ مولوی محمد یوسف صاحب کی یہ بیش قیمتی تصنیف ہے اور قیمتی معلومات کا ذخیرہ ہے

ملنے کا پتہ: **مینیجر اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محترم سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ ان دنوں ہندوستان میں تبلیغ کیطرف جسقدر اشد ترین توجہ کی ضرورت ہے وہ آپ ایسے خیر خواہ ملت سے پوشیدہ نہیں ہوگی۔ اور پھر تبلیغی نقطۂ خیال سے سکھ اور نانک پنتھی جس قدر اسلام کے قریب تر ہیں وہ بھی اظہر من الشمس ہے سکھوں و نانک پنتھیوں وغیرہ میں تبلیغی کوششوں کو بار آور اور موثر بنانے کیلئے باوا نانک کا مذہب جیسی جامع کتاب خدا کے فضل سے جسقدر نتیجہ خیز ثابت ہو سکتی ہے وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ آپ براہ کرم ذرا اسی اخبار کا صفحہ ۲ ملاحظہ فرمائیے۔ جس میں ہندوستان کے کل چھوٹے بڑے اخبارات یک زبان ہو کر اس کا اعتراف کر رہے ہیں۔ کہ سکھوں اور نانک پنتھیوں میں تبلیغ کیلئے یہ سب سے بہتر کتاب ہے۔ اور پھر اسی کے ساتھ فہرست مضامین پر نظر ڈالئے۔ دیکھ کر آپ کا دل پکار اُٹھیگا کہ واقعی دریا کوزہ میں بند کر دیا گیا ہے۔ اس کا پہلا اڈیشن تو صرف ۱۵۲ صفحات کا تھا اور یہ دوسرا اڈیشن ۲۵۲ صفحات کا ہے۔ اور پھر اس میں ایک عکسی تصویر کا اضافہ ہے پہلا اڈیشن ۲۹۔ ابواب کا تھا اور یہ دوسرا ۵۰ ابواب کا اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ دوسرا اڈیشن کیسا شاندار اور اپنے اندر کس قدر بہترین میٹریل رکھتا ہے۔ یہ کتاب پندرہ ہزار اوراق کی دیدہ ریزی کا نتیجہ ہے اور سالہا سال کی محنت کا پھل ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ اس نئے اڈیشن میں تبلیغی پہلو سے سکھ مذہب کے کل لٹریچر کا عرق نکال کر رکھ دیا گیا ہے۔ تو یہ زیادہ صحیح ہوگا۔ پہلے اڈیشن کی قیمت ایک روپیہ چار آنہ تھی۔ یہ جدید اڈیشن جو پہلے سے ایک سو صفحات زیادہ ہے کی قیمت ایک روپیہ بارہ آنے مگر نور کے خریداروں یعنی آپ سے صرف ایک روپیہ آٹھ آنے لئے جائیں گے۔ اس کتاب کی اشاعت اللہ کریم کے فضل سے سکھوں۔ نانک پنتھیوں اور سناتنیوں میں ایک تبلیغی انقلاب پیدا کر سکتی ہے۔ جس قدر بھی زیادہ اس کتاب کی اشاعت ہوگی اسیقدر زیادہ وسیع تبلیغی اثر ڈال سکیگی۔ اور پھر اسکی بکری کا منافع اس کے گورمکھی اڈیشن پر ہی خرچ ہوگا۔ اور اس میں شک ہی کیا ہے۔ کہ خداوند تعالیٰ کے کرم سے اس کا گورمکھی ترجمہ سکھوں اور نانک پنتھیوں میں انقلاب عظیم پیدا کریگا۔ کیونکہ نہ صرف یہ کہ گورمکھی سکھ قوم کی عورتیں اور بچے تک ہی پڑھ سکتے ہیں بلکہ گورمکھی زبان ان کے ہاں ایک تقدیسی درجہ رکھتی ہے جس کے ساتھ ہر ایک سکھ اور نانک پنتھی کی وابستگی ضروری ہے۔ گورمکھی ترجمہ کیلئے مجھے بہت محنت سے کام لینا پڑیگا۔ خدمت دین کی خاطر میں اس محنت کو خدا کے کرم سے ہنسی خوشی برداشت کرنے کیلئے تیار ہوں۔ مگر گورمکھی اڈیشن کی چھپوائی کے اخراجات کا سوال اٹل ہے۔ اور اس اردو اڈیشن کی وسیع بکری پر ہی اس کے گورمکھی اڈیشن کا انحصار ہے۔ لہذا اردو اڈیشن کی فروخت جس قدر بھی وسیع پیمانہ پر ہوگی۔ اسیقدر گورمکھی اڈیشن کیلئے راستہ صاف ہوگا۔ اسلئے مجھے توقع ہے کہ آپ نہ صرف خود ہی بلکہ اپنے دوستوں کے حلقہ میں بھی اس کی بکری کے لئے وسیع پیمانہ پر سعی بلیغ سے کام لیں گے۔ اس وقت سکھ نوجوانوں میں مذہبی چھان بین کے متعلق ایک خاص حرکت ہو رہی ہے۔ گرم لوہے پر ہی چوٹ ٹھیک بیٹھتی ہے۔ لہذا ہمارا فرض ہے کہ ہم سکھ نوجوانوں میں تبلیغی پہلو کو ایک لمحہ کیلئے بھی نظرانداز نہ کریں۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ایک لمحہ کی تاخیر ہی ہمیں کامیابی سے دور کر دے۔

اس لئے آپ کو بہت جلد اس اردو اڈیشن کو خرید کر سکھوں اور نانک پنتھیوں میں وسیع پیمانہ پر تقسیم کرنا چاہیئے۔ جس سے یک کرشمہ دو کار برآمد ہوں گے۔ ایک تو ایسی بے نظیر تبلیغی کتاب اپنے محل پر پہنچیگی۔ دوم گورمکھی اڈیشن کے لئے راستہ صاف ہوگا حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا روحانی اثر صرف سکھوں نانک پنتھیوں تک ہی محدود نہیں۔ بلکہ بحیثیت مجموعی تمام ہندو قوم پر ہے۔ لہذا اسکی اشاعت خدا کے کرم سے سکھوں۔ نانک پنتھیوں میں خصوصاً اور دیگر ہندو قوم میں عموماً خوشگوار تبلیغی نتائج پیدا کر سکیگی۔ تو پھر آپ کو اس کے خریدنے اور سکھوں نانک پنتھیوں وغیرہ میں وسیع پیمانہ پر تقسیم کرنے میں فی الفور عملی قدم اُٹھانا چاہیئے۔ آپ کو تبلیغ اسلام کا خاص ہمدرد سمجھ کر مع پوسٹ کارڈ کے یہ عریضہ ارسال خدمت کر رہا ہوں۔ آپ جس قدر کاپیاں "باوا نانک کے مذہب" کی خریدنا چاہیں۔ اس کارڈ پر بواپسی مطلع فرما دیں۔ میں نے اللہ کے بھروسے پر اس کا گورمکھی ترجمہ شروع کر دیا ہے۔ آپ کے حوصلہ افزا جواب آنے پر مطبع میں بھیجنا شروع کر دوں گا اگر آپ ایک درجن خرید فرمائیں گے تو بجائے ایک روپیہ آٹھ آنے فی کاپی کے ایک روپیہ چار آنے فی کاپی چارج ہوں گے۔ اول تو اس کا یہ اردو اڈیشن ہی سکھوں نانک پنتھیوں میں ایک خاص تبلیغی ہل چل پیدا کر دیگا۔ مگر اس کا گورمکھی اڈیشن تو انشاء اللہ تعالیٰ سکھوں میں انقلاب عظیم پیدا کرنے کا موجب ہوگا۔ کیونکہ ان کی مستورات تک بھی گورمکھی جانتی ہیں۔ اور یہ گورمکھی اڈیشن سکھوں و نانک پنتھیوں وغیرہ میں مفت تقسیم ہوگا۔ اسلئے اردو اڈیشن کی جس قدر بھی وسیع پیمانہ پر اشاعت ہوگی اسیقدر گورمکھی اڈیشن کے واسطے میرے لئے سہولتیں مہیا ہوں گی۔

لہذا آپ نہ صرف خود ہی بلکہ دوسرے دوستوں کو بھی اس کار خیر میں خاص جوش و خروش سے شامل کیجئے۔

آپ کا جواب باصواب مجھے جلد سے جلد پہنچ جانا چاہیئے۔ نہایت ادب سے گذارش ہے کہ براہ کرم اس کارڈ کو جو آپ پر بھروسہ کر کے آپ کی خدمت میں ارسال کیا جا رہا ہے صرف اسی غرض کیلئے استعمال میں لائیں۔ کوئی خدمت ؟

* * *

آپکے حوصلہ افزا جواب کا منتظر خاکسار محمد یوسف اڈیٹر اخبار "نور" قادیان ضلع گورداسپور

باوا نانک کے مذہب کا دوسرا اڈیشن

پہلے حجم ۲۱۵ صفحہ تھا اور قیمت عہ اب حجم ۲۵۲ صفحہ اور ایک عکسی تصویر کا اضافہ کاغذ لکھائی چھپائی سب اعلےٰ مگر قیمت صرف عہ بہر نوع کے خریداروں کیلئے صرف عہ یہی وہ کتاب ہے جس نے مذہبی دنیا میں قابل رشک قبولیت حاصل کی تھی اب اس کا دوسرا اڈیشن نہایت آب و تاب سے شائع ہوا ہے اور اس میں سکھ مذہب کے متعلق اس قدر زیادہ تبلیغی اور مفید مواد جمع کر دیا گیا ہے کہ اس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔ آپ کتاب کو دیکھیں اور پڑھیں خود داد دیں گے بعد از ملاحظہ اگر ناپسند ہو۔ تو ایک ہفتہ کے اندر اندر کتاب واپس کر کے اپنی قیمت لے سکتے ہیں۔ بشرطیکہ کتاب میلی یا کوئی ورق خراب ہو گیا ہو۔ اس کے پہلے اڈیشن پر ملک کے مشہور و معروف اخبارات نے جو شاندار ریویوز کئے ہیں۔ ان کا اختصار درج ذیل ہے۔

مسلم آوٹ لک لاہور اپنے ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۳ء کے اشو میں لکھتا ہے۔ کہ فاضل مصنف نے اس قدر ٹھوس مٹیریل اس کتاب میں بھر دیا ہے کہ کتاب ختم کرنیکے بعد آدمی کے دل میں یہ بات گڑ جاتی ہے کہ سکھ مذہب کا بانی قولاً و فعلاً مسلمان تھا کتاب نہایت شستہ زبان اور لہجہ میں لکھی گئی ہے۔ یہ ایک ایسی خصوصیت ہے کہ آجکل مذہبی دنیا میں نایاب ہے اس کا مطالعہ سکھوں اور مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کیلئے بیحد مفید ہے۔

المنیر جھنگ اپنے ۸ جون ۱۹۱۹ء کے اشو میں لکھتا ہے کہ یہ کتاب ایسی اعلیٰ پایہ کی کتاب ہے کہ جس کے دیکھنے سے فاضل مصنف کے اس دعوے کی حرف بحرف تصدیق ہوتی ہے۔ کہ اس کتاب کے مرتب کرنے میں پانچ ہزار سے بھی زیادہ اوراق پر نظر ڈالنی پڑی ہے کتاب واقعی قابلدید ہے۔

نیر اعظم مراد آباد اپنے ۱۲۔ جون ۱۹۱۹ء کے پرچہ میں لکھتا ہے کہ فاضل مصنف نے یہ کتاب نہایت تحقیق اور تدقیق کے ساتھ لکھی ہے۔

پیسہ اخبار لاہور اپنے ۱۴۔ فروری ۱۹۱۹ء کے اشو میں لکھتا ہے کہ ایسے دلائل کے اسلحہ سے مسلح ہو کر جتنے کہ یہ ہوئے ہیں جس میدان میں بھی جنگ کریں گے کامیاب ہونگے۔ پھر یہی اخبار اپنے ۹ جون ۱۹۱۹ء کے اشو میں لکھتا ہے کہ قابل مصنف نے اس ضخیم کتاب میں بڑی تحقیق سے کام لیا ہے۔

روزانہ سیاست لاہور اپنے ۲۸ جولائی ۱۹۲۴ء کے اشو میں لکھتا ہے کہ یہ مشہور مصنف کی ایک زبردست تصنیف ہے جسمیں نہایت قابلیت کے ساتھ جناب باوا نانک صاحب کا مسلمان ہونا ثابت کیا گیا ہے۔

الفضل قادیان اپنے ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۱۹ء کے اشو میں لکھتا ہے کہ کتاب نہایت محنت اور قابلیت سے لکھی گئی ہے

خطیب دہلی اپنے ۱۷۔ اکتوبر ۱۹۱۹ء کے اشو میں لکھتا ہے کہ یہ کتاب بہت محنت سے لکھی گئی ہے اس کا مطالعہ سکھوں اور مسلمانوں کے اتحاد کے لئے بیحد مفید ہے۔

رسالہ معارف اعظم گڈھ اپنے جولائی ۱۹۱۹ء کے اشو میں لکھتا ہے کہ کتاب نہایت دلچسپ معلومات اور دلائل سے لبریز ہے۔

میونسپل گزٹ لاہور اپنے ۱۹ جون ۱۹۱۹ء کے اشو میں لکھتا ہے۔ کہ بلاشبہ یہ ایک قابلدید کتاب ہے

اخبار کشمیری لاہور اپنے ۷ جون ۱۹۱۹ء کے اشو میں لکھتا ہے کہ شیخ محمد یوسف صاحب نے جو سکھ مذہب میں تبلیغ اسلام کیلئے خاص شہرت رکھتے ہیں۔ آپنے یہ کتاب لکھی ہے جسمیں نہایت قابلیت اور کمال وسعت معلومات سے یہ ثابت کیا ہے کہ باوا نانک صاحب مسلمان تھے۔ کتاب کو پڑھ کر بے اختیار مصنف کی اس جانفشانی عرقریزی اور غوص و تتبع کی داد و تعریف کرنی پڑتی ہے

باوا نانک کے مذہب کے جدید اڈیشن کی فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	اس کتاب کے پہلے اڈیشن پر اخبارات کا تبصرہ	۱	۲۲	آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حضرت باوا صاحب کی عقیدت	۱۰۲
۲	معزز سکھ اخبارات کی شہادتیں	۱۳			
۳	متعصب آریہ اخبارات کا اعتراف	۱۴	۲۳	حج کعبہ اور حضرت باوا صاحب	۱۰۸
۴	اکابرین کی شہادتیں	۱۵	۲۴	قیامت پر ایمان اور حضرت باوا صاحب	۱۱۶
۵	دیباچہ	۱۷	۲۵	عقیدہ ملائکہ اور حضرت باوا صاحب	۱۲۰
۶	ہندوؤں کے عقاید اور سکھ مذہب	۲۰	۲۶	قرآن مجید اور حضرت باوا صاحب	۱۲۳
۷	پہلا عقیدہ وید سمرتی پران	۲۲	۲۷	چولہ اور حضرت باوا صاحب	۱۲۸
۸	دوسرا عقیدہ مسئلہ چھوت	۲۶	۲۸	باوا صاحب کا دوسرا تبرک	۱۳۴
۹	تیسرا عقیدہ تیرتھ یاترا	۳۶	۲۹	اسلام اور حضرت باوا صاحب	۱۳۹
۱۰	چوتھا عقیدہ جنیو	۴۱	۳۰	عقیدہ شیطان اور سکھ مذہب	۱۴۲
۱۱	پانچواں عقیدہ مورتی پوجا	۵۴	۳۱	مسلمانوں کی رواداری	۱۴۴
۱۲	چھٹا عقیدہ سوتک پاتک	۵۰	۳۲	صوفیائے کرام اور حضرت باوا صاحب	۱۴۹
۱۳	ساتواں عقیدہ اوتار	۵۴	۳۳	حضرت باوا نانک کے چلے	۱۵۵
۱۴	آٹھواں عقیدہ گئو پوجا	۵۸	۳۴	حضرت باوا صاحب کے اقوال کا ماخذ قرآن مجید	۱۵۹
۱۵	نواں عقیدہ مردہ کا جلانا	۶۱	۳۵	حضرت باوا صاحب کے اسلام پر غیر جانبدار اشہادتیں	۱۶۵
۱۶	دسواں عقیدہ ذبیحہ و جھٹکا	۶۸	۳۶	گرنتھ صاحب اور شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ	۱۷۰
۱۷	گیارہواں عقیدہ تناسخ	۷۳	۳۷	خاص قادیان میں ایک سکھ سے معرکۃ الآرا مباحثہ	۱۷۶
۱۸	سکھوں کے پانچ ککے	۸۲	۳۸	مسلمانوں کے تعلقات سکھ گوروؤں سے	۲۰۱
۱۹	حضرت باوا نانک رح اور اسلام	۸۶	۳۹	شری گورو گوبند سنگھ اور مسلمان	۲۲۴
۲۰	کلمہ طیبہ اور حضرت باوا صاحب	۸۹	۴۰	مسلمان اور سکھ	۲۳۵
۲۱	نماز روزہ اور حضرت باوا صاحب	۹۳	۴۱	سکھ دھرم نماز اذان و قرآن پاک	۲۴۷

رسالہ القریش امرتسر اپنے ۱۶ جون ۱۹۱۹ء کے اشو میں لکھتا ہے کہ شیخ محمد یوسف صاحب تبلیغی میدان میں خاص شہرت رکھتے ہیں۔ حال ہی میں آپنے ایک قابلقدر کتاب باوا نانک کا مذہب شائع کی ہے شیخ صاحب کی محنت قابلداد و لائق ستائش ہے کتاب ہر نوع قابلدید ہے۔

اخبار آگرہ۔ اپنے ۲۱۔ جولائی ۱۹۱۹ء کے اشو میں لکھتا ہے کہ اس کتاب کے تیار کرنے میں حقیقت میں شیخ صاحب نے بڑی محنت سے کام لیا ہے اور اچھی اشاعت

اخبار زمیندار لاہور اپنے ۱۱۔ جولائی ۱۹۱۹ء کے اشو میں لکھتا ہے کہ اس کتاب میں سکھوں کی معتبر کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ باوا نانک صاحب مسلمان تھے۔

رسالہ دلگداز لکھنؤ۔ اپنے ۱۹ جولائی ۱۹۱۹ء کے اشو میں لکھتا ہے کہ مولوی محمد یوسف صاحب کی یہ ایک قیمتی تصنیف ہے اور قیمتی معلومات کا ذخیرہ ہے

[illegible]

ملنے کا پتہ :- **مینیجر اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)**

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کے متعلق خوشخبری

اور

فرقان حمید کے ہندی ترجمہ کا آغاز

جب اللہ نے اپنے فضل سے مجھے نور اسلام سے بہرہ ور فرمایا تو اس کے بعد میں نے یہ جلد ہی محسوس کر لیا۔ کہ گو خاصہ عرصہ ہندوستان میں مسلمانوں کی سلطنت بھی رہی۔ مگر مسلمانوں سے یہ ایک غیر معمولی غلطی اور کوتاہی ہوئی کہ انہوں نے قرآن کریم کا ترجمہ ہندوستان کی زبانوں میں بہت ہی کم کیا۔ اور پھر ہندوؤں کی مخصوص زبانوں میں تو ترجمہ کرنے کا مسلمانوں کو خیال ہی نہ ہوا۔ حالانکہ اگر مسلمان تبلیغ کے اس ضروری شعبہ کیطرف توجہ کرتے تو آج ہندوستان کا نقشہ ہی بدلا ہوا ہوتا اور پھر حیرت تو یہ ہے کہ مسلمان اب بھی اس حقیقت کو نہیں سمجھے۔

ہندوؤں کا طبقہ بحیثیت مجموعی قرآن پاک سے بدظن ہے۔ اگر آج ان کی یہ بدظنی حسن ظنی سے بدل جائے تو یہ اسلام کے بہت قریب ہو سکتے ہیں۔ اور انکی بدظنی دور کرنے کا ایک ہی طریق ہے کہ فرقان حمید کا انہیں کی زبان میں اور اصطلاحات میں ترجمہ کر کے ان لوگوں کے سامنے رکھا جائے پھر یہ بدظنی آج ہی حسن ظنی سے بدل سکتی ہے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ میں ایک سکھ اُپدیشک (مبلغ) کو قرآن پاک کا گورمکھی ترجمہ سنا رہا تھا۔ اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اور اس نے اسی وقت یہ کہہ دیا کہ شیخصاحب جب بھی یہ ترجمہ چھپے اس کی ایک سو کاپی میں ضرور سکھوں میں فروخت کرا دوں گا۔

دوسری مرتبہ میں لاہور میں جناب مکرم خان بہادر میر اسلطان احمد خان صاحب کے پاس بیٹھا ہوا ایک سکھ لیڈر کو قرآن حمید کا ترجمہ سنا رہا تھا۔ وہ حصہ بہت درد انگیز تھا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور اس کا دل پگھل گیا۔ اس نے بے ساختہ کہا کہ جب بھی یہ ترجمہ شائع ہو سب سے پہلا خریدار میں ہوں گا۔ کیا اردو ترجمہ ان میں یہ اثر پیدا کر سکتا تھا ہرگز نہیں۔ بہرحال جب میں نے یہ محسوس کیا۔ کہ ہندوؤں کی زبانوں میں قرآن مجید کا ترجمہ جلد سے جلد شائع ہو جانا چاہیئے۔ تو سب سے پہلے میں نے کئی ایک وجوہات سے گورمکھی میں ترجمہ کو ترجیح دی ایک تو یہ کہ اصولاً سکھ اسلام کے بہت قریب ہیں دوسرے یہ ایک بہادر اور شجاع قوم ہے۔ اگر اللہ اس قوم کو ہدایت دیدے تو اس کا وجود خدا کے فضل سے اسلام کے لئے مفید ہو سکتا ہے۔

تیسرے میں خود بھی سکھوں سے مسلمان ہوا اس لئے مجھے سب سے پہلے اپنی قوم کو دعوت دینی چاہیئے۔ ان امور کو مدنظر رکھ کر میں نے بے سروسامانی کی حالت میں قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ شروع کر دیا۔ اور خدا کے کرم سے دیر ہی سہی وہ مکمل بھی ہو چکا۔ قرآن مجید کا ترجمہ تو صرف میری ہی محنت کو چاہتا تھا۔ وہ تو میں نے بخوشی برداشت کر لی۔ مگر اس کے بعد اس کی طباعت کا سوال تھا۔ اور یہ روپیہ کو چاہتا تھا۔ اور اس کا حل میری طاقت سے باہر تھا۔

میری تمام عمر کی کمائی یا پونجی صرف میرا مکان ہی تھا۔ موت ایک اٹل چیز ہے۔ اگر یہ مکان فروخت ہو جاتا۔ تو میں نہیں کہہ سکتا کہ میری آنکھیں بند کرنے کے بعد میری اولاد کو بظاہر قادیان میں سر چھپانے کے لئے بھی جگہ مل سکتی۔ میرے پہلو میں بھی دل ہے۔ پتھر کا ٹکڑا نہیں مجھے بھی اولاد کے ساتھ وہی محبت ہے جو ایک باپ کو ہونی چاہیئے۔ ہر طرف سے مایوس ہو کر خدمت دین کیلئے قرآن مجید کے اس گورمکھی ترجمہ کے چھپائی کے اخراجات کو پورا کرنے کیواسطے میں نے پے در پے اپنے مکان کی فروخت کا اشتہار بھی دیا۔ یہ دوسری بات ہے کہ وہ مکان اللہ کے کرم سے میرے ہی قبضہ میں رہا۔ مگر میری طرف سے کوئی دریغ نہ تھا۔ کوئی اسے مانے یا نہ مانے مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ خوش قسمتی سے ایک نومسلم خدمت اسلام کیلئے نسبتاً زیادہ ذکی الحس ہوتا ہے کیونکہ اس نے یہ نعمت بہت محنت اور قربانی سے حاصل کی ہوتی ہے۔ اور یہی حس ہی ہے جو مجھے قرآن پاک کے گورمکھی ترجمہ کے تکمیل کیلئے مکان تک فروخت کرنے کیواسطے آمادہ کر رہی تھی جوں جوں اس کار خیر کی تکمیل میں تاخیر ہوتی تھی میری بے چینی بھی زیادہ بڑھتی جاتی تھی۔

پھر بھی میں مطمئن تھا۔ اور میرا دل مجھے تسلی دے رہا تھا۔ کہ جب خداوند تعالیٰ ان لوگوں کی محنت کو ضائع نہیں کرتا۔ جو ناولوں کا ترجمہ کرتے ہیں۔ تو پھر کیا وہ رحیم اور قدیر ہستی اپنے پیارے کلام کے ترجمہ کی محنت کو ضائع کر دے گی نہیں ہرگز نہیں۔ ہاں ہر ایک بات کیلئے ایک وقت ہوتا ہے ٹھیک جبکہ میرے سر پر بظاہر مایوسی کی گھنگھور گھٹائیں چھا رہی تھیں اور اس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں ہاتھ تک سجھائی نہ دیتا تھا۔ افق آسمان پر امید کا سورج طلوع ہوا جس سے یہ بے امیدی کا اندھیرا کافور ہو گیا۔ اور ہر طرف روشنی ہی روشنی نظر آنے لگی۔

پچھلے دنوں مجھے ایک بزرگ ترین شخصیت کا والا نامہ موصول ہوا جس میں ارشاد تھا کہ آپنے قرآن پاک کے گورمکھی ترجمہ کا کیا ہدیہ مقرر کیا ہے۔ اس کے جواب میں میں نے عرض کیا کہ حضور والا کی پیشگی امانت ہی مجھے اس قابل بنا سکتی ہے کہ میں اسے بشائع کر سکوں۔ ہاں میرا یہ اندازہ ہے کہ بامتن ترجمہ کا ہدیہ ۱۵؍ اور بلامتن کا ۱؍ ہوگا۔ پھر ان کا گرامی نامہ مجھے ملا۔ کہ آپ کو کس قدر رقم پیشگی مطلوب ہے۔ اور اس کے اطمینان کی کیا صورت ہوگی۔ اس کے جواب میں رقم کی مقدار اور اطمینان کیلئے اپنے مکان کا کفالت نامہ باقاعدہ لکھ کر انکی خدمت میں بھیجدیا جسکے بعد ان کا یہ فرمان شرف صدور لایا۔

" کارروائی جاری ہے۔ براہ کرم چندے تامل فرمایا جاوے گا" اب الحمد للہ قرآن پاک کے گورمکھی ترجمہ کی نسبت تو میں بہت حد تک مطمئن ہوں۔ آج یا کچھ دن کے بعد انشاء اللہ نیک نتیجہ برآمد ہو جائیگا

باقی رہا اس منبع فیوض اور مصدر برکات کی شخصیت کا اظہار سو یہ سب باتیں انشاء اللہ اپنے وقت پر ظاہر ہوں گی ہاں میرے وہ دوست جنہیں خاکسار کی ناچیز خدمات اسلام سے محبت ہے میرے وہ بھائی جن کے دل میں یہ خواہش ہے۔ کہ فرقان حمید کا گورمکھی ترجمہ جلد سے جلد گورمکھی دان پبلک جن کی تعداد بلاشبہ کروڑوں تک ہے پہنچ سکے۔ وہ اس منبع فیض اور اعلےٰ ترین شخصیت کے لئے اس رمضان مبارک میں خاص طور پر دعا کریں۔ کہ اللہ کریم ان کا اقبال دن دگنا اور رات چوگنا کرے۔ آمین!

جیسا کہ میں پہلے عرض کر آیا ہوں۔ درحقیقت مسلمانوں سے یہ بڑی فروگذاشت ہوئی۔ اور اب بھی ہو رہی ہے۔ کہ انہوں نے قرآن پاک ہندوستان کی دیسی زبانوں میں ترجمہ کرنے کیطرف بہت ہی کم توجہ دی جس سے غیر معمولی نقصان پہنچا۔ اب بھی وقت ہے کہ اور بہت حد تک اس نقصان کی تلافی ہو سکتی ہے۔ ورنہ پھر پچھتانا پڑے گا۔ پھر بعد سر دھننے اور ہاتھ ملنے سے کیا فائدہ۔ کہ

"جب چڑیاں چگ گئیں کھیت"

نور کے ناظرین سے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں ہوگی۔ کہ سنہ ۱۹۱۰ء میں راجپوتانہ کی بعض مسلم انجمنوں نے مجھے لیکچروں کیلئے مدعو کیا۔ اور میں نے وہاں کے حالات کو دیکھ کر یہ اندازہ لگایا کہ جلدی یا دیر سے اس جگہ ارتداد کا سلسلہ پھوٹنے والا ہے اور اگر مسلمانوں نے توجہ نہ کی تو پھر انہیں بہت برا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ چنانچہ میں نے سنہ ۱۹۱۰ء میں اس کے متعلق مسلسل نور میں بیسیوں ہی مضامین لکھے ہوں گے مگر اس وقت مسلمانوں نے کوئی پرواہ نہ کی۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ سنہ ۱۹۲۳ء میں وہ ارتداد کا بھونچال آیا۔ کہ خدا کی پناہ۔ سنہ ۱۹۱۰ء میں مسلمان جو کام ایک پیسے میں کر سکتے تھے۔ سنہ ۱۹۲۳ء میں پیسے کی جگہ ہم پانچ روپے خرچ کرنے پر بھی وہ بات حاصل نہ ہوئی۔ اسیطرح اب میں نہایت درد سے مسلمانوں کے سامنے اس اہم سوال کو رکھتا ہوں کہ اگر مسلمانوں نے اب بھی ہندوستان کی دیسی زبانوں میں قرآن حمید کے تراجم سے کوتاہی سے کام لیا۔ تو اس کا نتیجہ نہایت ہی تکلیف دہ ہوگا۔ اور بعد میں اس کی تلافی قریباً ناممکن ہو جائیگی ان سب حالات پر غور کر کے اس رمضان مبارک میں میں نے اب قرآن مجید کا ہندی میں ترجمہ کرنا شروع کر دیا ہے۔ قرآن پاک کی خدمت سے بڑھ کر آج دنیا میں اور کوئی کار خیر نہیں دوست میرے لئے خاص طور پر دعا فرما دیں۔ کہ اللہ میرا حامی و ناصر ہو۔ اور میں جلد اور عمدگی کے ساتھ اس بابرکت کام کو سر انجام دے سکوں۔ اور یہ ہندی ترجمہ ہندی دان لوگوں کیلئے موجب ہدایت ہو۔ آمین!

میں ایک عاجز اور ناچیز بندہ ہوں۔ جب اپنے گناہوں پر نظر کرتا ہوں۔ تو میرا دل کانپ اٹھتا ہے۔ مگر یہ خدا کا فضل ہے کہ اس نے محض اپنے کرم سے خدمت دین کے لئے دل میں ایک خاص جوش اور ولولہ دیا ہے۔ اور یہی ولولہ ہی قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کا موجب تھا۔ اور اب اسی ترجمے نے ہی فرقان حمید کے ہندی ترجمہ کے لئے آمادہ کیا۔

اس کار خیر کی انجام دہی کے لئے ایک تو میں قدم قدم پر دوستوں کی دعاؤں کا محتاج ہوں۔ اور دوسرے اخلاقی مدد کا۔ وہ میں اخلاقی مدد کس رنگ میں چاہتا ہوں اس کے لئے آپ آئندہ اخبار کا انتظار کیجئے

شذرات

افغانستان کے مشکلات

شاہ امان اللہ خان کی نیت پر میں حملہ نہیں کرنا چاہتا۔ بلاشبہ انکی نیت نیک ہوگی۔ اور وہ اپنے ملک کو بحیثیت تہذیب تمدن یورپ کے پہلو بہ پہلو دیکھنا چاہتے ہوں گے۔ اور ہر ایک اچھے والئے ملک کی یہ قدرتی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا ملک بلحاظ تمدن اور تہذیب چوٹی میں شمار ہو۔ مگر اس کے لئے جس شتاب کاری سے شاہ موصوف نے کام لیا۔ وہ ان کے اچھے پالیٹیشن ہونے کا ثبوت نہیں دیتا۔ وہ ایک ہی دن میں افغانستان کو فرانس اور کابل کو پیرس بنانا چاہتے تھے۔ اور یہ قدرت کے برخلاف تھا۔ ایسے کام تاریخ کو چاہتے ہیں۔ اور پھر تعجب یہ ہے کہ جس یورپین تہذیب کے شاہ موصوف دلدادہ ہیں خود یورپ کا ایک حصہ اس سے بیزار ہے۔ مسلمان اپنے تمدن اور تہذیب کے ساتھ ہی ترقی کر سکتے ہیں۔ مجھے شاہ موصوف کی ان مشکلات میں گہری ہمدردی ہے اور میری یہ خواہش ہے۔ کہ وہ جلد سے جلد اپنے کھوئے ہوئے وقار کو حاصل کر سکیں۔

مصطفےٰ کمال پاشا

جن مشکلات سے والئے کابل کو دوچار ہونا پڑا ہے۔ انہی مشکلات کا والئے انگورا مصطفےٰ کمال پاشا کو بھی سامنا ہے۔ اور آئے روز وہاں سازشوں کا انکشاف ہوتا رہتا ہے۔ گو ترک یورپ کے ہمسایہ ہیں۔ اور وہ بہت حد تک یورپین عادات کے خوگر ہو چکے ہیں۔ مگر باوجود اسکے مجھے پھر بھی خطرہ ہے۔ کہ خدا نہ کرے کہیں افغانستان کے حالات ٹرکی میں بھی رونما نہ ہو جائیں۔ وقت ہے کہ مصطفےٰ کمال پاشا افغانستان کی ریولیوشن سے فائدہ اٹھائیں میری یہ دلی خواہش ہے کہ مصطفےٰ کمال پاشا کی گورنمنٹ پھلے پھولے اور وہ اپنی قوم کو معراج ترقی پر دیکھیں۔ مگر انہیں کبھی مذہبی احترام کو نظر انداز نہ کرنا چاہیئے۔ ورنہ قدم قدم پر ان کے لئے مشکلات کا سامنا ہوگا۔

مسلمانوں کی ایک فاش غلطی

مجھے بھی شاہ امان اللہ خاں سے کسی سے کم ہمدردی نہیں مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہونا چاہیئے کہ مسلمان اسلامی وقار اور تہذیب اور خوبی کو نظر انداز کر دیں۔ موجودہ امیر کابل کو ڈاکو اور بچہ سقہ کے نام سے مسلم پریس مخاطب کر رہا ہے۔ کیا ہسٹری میں ایسی مثالیں نہیں ملتیں۔ آج کے ڈاکو کل کے بادشاہ اور دوم اسے جو بچہ سقہ کے حقارت آمیز نام سے پکارا جاتا ہے۔ کیا اسلام میں سقہ کوئی ذات یا قوم ہے۔ اور پھر کیا اسلام ایسی ذاتی تفریق کو روا رکھتا ہے۔ کیا یہ ہندوؤں کی ہمسائگت کا نتیجہ نہیں۔ کہ ہم بھی اس "ورن ویوستھا" یا جماعت بندی کے پیچھے دوڑ رہے ہیں جس سے موجودہ ہندو نالاں ہیں۔ کیا ایک طرف ہمارے پریس اور پلیٹ فارم کی یہ ڈینگیں ہیں کہ اسلام میں مساوات ہے۔ اور دوسری طرف کابل کے موجودہ سردار کو یہ طعن دینا کہ وہ ایک سقہ کا بچہ ہے یہ اسلامی تہذیب کا مضحکہ اڑانا نہیں۔ اور تو اور ہماری اس دورنگی کا خود ہندوؤں پر کیا اثر ہو رہا ہوگا۔ اور وہ آئندہ مسلمانوں کے اس کہنے پر کس طرح یقین کر سکیں گے کہ اسلام میں مساوات ہے۔ ضرورت ہے۔ کہ مسلم پریس اب بھی اس روش کی اصلاح کرے ورنہ یہ ہندوستان

میں تبلیغی مفاد کو ایک ناقابل برداشت نقصان پہنچائیگی۔ مسلم پریس موجودہ والئے کابل کی حکومت پر اس کے طریق کار پر سخت سے سخت نکتہ چینی کر سکتا ہے۔ مگر اسے کبھی وہ راہ اختیار نہیں کرنی چاہیئے۔ جس سے خود اسلام کے وقار کو چوٹ لگے۔

ہندوؤں کے بلند ارادے

۱۶ فروری کا آریہ گزٹ لکھتا ہے کہ "یورپ اور ایشیا کے دوسرے ممالک میں ہندو دھرم کے پرچار کے لئے جگت گرو شنکر آچاریہ (مس ملر کے شدھ کرنے والے) نے کاریہ آرمبھ کیا آپ نے فرمایا کہ شریمتی مس ملر کے شدھ ہونے کے بعد بہت ایسے دوسرے دھرموں کے سجن ہیں۔ کہ جو شدھ ہونے کے لئے تیار ہیں۔ اور اس کام کے لئے جگت گورو کو بہت راجوں اور مہاراجوں نے سہائتا (امداد) بھی دی ہے۔ اس پوتر کام کے لئے ایک سب کمیٹی بنائی گئی۔ جو اس مشن کے نیم بنا دیگی سب کمیٹی کے کاریہ کرتا شری ایم۔ آر جیکر، سر پرشوتم داس ٹھاکرداس، شری نرسنگھ چنتامنی کیلکر، ڈاکٹر مونجے شری کے نٹراجن، شری جے۔ کے دیودھر، شری۔ ایم۔ ایس۔ انے مقرر ہوئے ہیں"۔

یہ اس مذہب کے پیروؤں کے ارادے ہیں۔ جن کے متعلق ہم یہ کہتے اور امر واقعہ بھی یہی ہے۔ کہ ہندو دھرم کوئی تبلیغی دھرم نہیں مگر جب ہندوؤں نے یہ دیکھا۔ کہ بدوں تبلیغی مذہب بنانے کے ہندو دھرم کے لئے دنیا میں بہت مشکلات ہیں۔ تو پھر انہوں نے تبلیغ کی پناہ لی۔ اور پھر جیسا کہ اوپر درج ہے کئی ہندو راجے مہاراجے بھی اس کی امداد کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

مسلمانوں کیلئے خطرہ کا الارم

اگر ہندوؤں میں یہ تبلیغی رو تیز ہو گئی۔ تو ہندوستان میں مسلمانوں کے لئے جو غیر معمولی مشکلات پیدا ہو سکتے ہیں۔ وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ تجارت ہندوؤں کے ہاتھ میں روپیہ ان کے ہاتھ میں بے شک مسلمانوں کا تمدن اور تہذیب بے نظیر ہے مگر افلاس بہت بری بلا ہے۔

پراگندہ روزی پراگندہ دل

مسلمانوں کیلئے اب بھی وقت ہے کہ وہ ہندوستان میں تبلیغی کوششوں کو بہت وسیع کر دیں۔ اور ہر ایک مسلمان اپنے پر یہ فرض کرے۔ کہ اس نے ایک سال میں کم از کم ایک غیر مسلم کو نور اسلام سے منور کرنا ہے۔ اور مرفہ الحال مسلمان تبلیغی کارکنوں کی حوصلہ افزائی کریں۔ تو چند سالوں میں ہی ہندوستان کا نقشہ بدل سکتا ہے۔ اور ساتھ ہی اس کے مسلمانوں کو اپنی مالی حالت کو بھی بہتر بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ کفایت شعاری سے کام لیں۔ اور تجارت کی طرف زیادہ توجہ کریں۔ تاکہ مالی حالت سدھر سکے۔

شدھی کی تحریک زیادہ تر مسلمانوں کیلئے ہے

شدھی سماچار کے مقدمہ میں سوامی چدانند نے اپنے بیان میں یہ کہا کہ "موجودہ وقت میں سبھا کو مسلمانوں اور کسی حد تک عیسائیوں کی سرگرمیوں کا سامنا ہے" گویا اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ موجودہ شدھی سبھا مسلمانوں کی "سرگرمیوں" اگر کوئی وہ ہوں۔ کو روکنے کے لئے ہے کیا اب بھی مسلمانوں کی آنکھیں نہیں کھلینگی۔ اور وہ اپنے تبلیغی فرائض کو محسوس نہیں کریں گے۔

آریوں کے اخبارات کی اشاعت

موجودہ زمانہ میں کسی تحریک کو بار آور بنانے کے لئے پراپیگنڈہ ہے اور پراپیگنڈہ کے پھیلانے کی مشین پریس ہے جس قوم کا پریس مضبوط ہوگا۔ اس کے بارہ میں دہلی سے شدھی سبھا کے زیر اہتمام ایک رسالہ شدھی سماچار نکلتا ہے۔ جس کے ایک مضمون پر جو مسلمانوں کے خلاف تھا دہلی میں مقدمہ بھی چل رہا ہے۔ سوامی چدانند جنرل سیکرٹری شدھی سبھا نے اپنے بیان میں کہا۔ کہ اس رسالہ کی اشاعت ۱۲ ہزار ہے۔ (پرکاش ۲۰ فروری) اور یہ اس رسالہ کی اشاعت ہے۔ بقول سوامی موصوف جس کی زبان ملی جلی ثقیل ہندی اور سنسکرت ہے۔ گویا دوسرے الفاظ میں اس کے ناظرین کا ایک حصہ شاید ایسی ثقیل زبان کو سمجھتا بھی نہ ہو۔ مگر پھر بھی وہ اپنے ایک پرچہ کی سرپرستی ضروری سمجھتے ہیں۔ جس کا یہ نتیجہ ہے کہ اس کی اشاعت ۱۲ ہزار ہے۔ دوسری طرف نور کو دیکھو جس نے سکھوں اور آریوں میں بے نظیر کام کیا اور کر رہا ہے۔ اور خود مخالفوں تک کو اعتراف ہے مگر اس کی اشاعت اس قدر قلیل بلکہ اقل ہے کہ ظاہر کرتے ہوئے بھی ندامت سے سر جھکتا ہے۔ کیا اسی برتے پر ہم ...... تبلیغی فتح پانا چاہتے ہیں۔

سچے اسلام کی سپرٹ

اس عنوان سے ۱۶ فروری کا پرتاپ لکھتا ہے کہ بمبئی کے فساد کے متعلق بابولا تالاب کے قریب رہنے والے ۴۸ ہندوؤں نے پولیس کمشنر کو ایک چٹھی لکھی ہے۔ جس میں اپنے مسلمان ہمسایوں کی مہربانیوں کا شکریہ ادا کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ گذشتہ ۹ دن سے بمبئی میں جو فسادات ہوتے رہے ہیں۔ ان میں ہر دو ہمسایہ اقوام کے دوستانہ تعلقات کا بالکل خاتمہ نہیں ہو گیا۔ بلکہ ہمارے مسلمان دوستوں نے ہماری حفاظت کر کے اسلام کی سچی سپرٹ کا اظہار کیا ہے۔ ایک جماعت کی طرف سے دوسری جماعت پر جو مخالفانہ حملے ہوتے تھے۔ انہوں نے نہ صرف ان میں شامل ہونے سے اجتناب کیا۔ بلکہ ہمیں پورے طور پر محفوظ رکھنے کے علاوہ ہماری خوراک کا بھی پورا پورا بندوبست کیا۔"

کیا یہ رواداری کسی تشریح کی محتاج ہے مجھے خوشی ہے کہ مسلمانوں نے اپنے ہمسائیوں سے یہ سلوک کیا۔ جو اسلام کی تعلیم کے عین مطابق ہے۔ اگر ہر دو اقوام میں ایسی رواداری اور فرض شناسی کا احساس پیدا ہو جائے تو ہندوستان کی خوش نصیبی میں شبہ ہی کیا ہے؟

بمبئی مسلم کمیٹی کا اعلان

۱۳۔ فروری کا پرتاپ لکھتا ہے۔ کہ آج شام کو مسلم کمیٹی نے ایک اعلان شائع کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے:۔

ہندو شہری والنٹیئر اپنے بلّے حاصل کرنے کے بعد ایک جلوس کی شکل میں کالبادیوی برتی بازار۔ بھولیشور اور فانسواڑی کیطرف بڑھے۔ اور جا بجا اعلان کرتے گئے۔ کہ شہر میں امن قائم ہو گیا ہے۔ ایک مسلمان شہری بھی بطور والنٹیئر ان میں شامل ہو گیا۔ ابھی جلوس تھوڑی دور گیا تھا۔ کہ اس میں مزید مسلمان والنٹیئر بھی آ شامل ہوئے۔ فانس واڑی میں اخدوسی ہندوؤں نے مسلمان والنٹیئروں پر حملہ کر دیا جو مسلمان والنٹیئر ہسپتال میں نہایت نازک حالت میں ہیں یہ دوسرا موقعہ ہے کہ اخدوسی ہندوؤں نے شرائط صلح کو توڑنے کی ذمہ داری لی ہے۔ مسلم کمیٹی نے ہندوؤں کی اس کارروائی کو پولیس کمشنر کے کانوں تک پہنچا دیا جسنے پوری تحقیقات کرنے کا وعدہ کیا ہے۔

مسلمان والنٹیئروں پر حملہ

اس عنوان سے ۱۶ فروری کا [illegible] لکھتا ہے کہ بمبئی فانس واڑی کے بہت سرکردہ ہندوؤں کیطرف اس کمیٹی کو ایک مکتوب موصول ہوا ہے

جس میں انہوں نے اس بات پر اظہار افسوس کیا ہے کہ امن کمیٹی کے (مسلمان) والنٹیروں پر ان کے رقبہ میں حملہ ہوا۔

مجھے خوشی ہے کہ ہندوؤں نے اس غلطی پر اظہار افسوس کیا۔ غلطی کا اعتراف بہت اچھی بات ہے۔ مگر آئندہ کیلئے اس کا اعادہ نہ ہونا اس سے بھی زیادہ اچھی بات ہے۔

حج کعبہ اور حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ

صاحب توفیق۔ دہندا۔ ۔ اور خدا کے مومن بندوں کے لئے حج کعبہ فرض ہے۔ حضرت باوا صاحب جس زمانہ میں پیدا ہوئے اندنوں بار برداری اور سفر کیلئے یہ سہولتیں نہ تھیں جو ہمارے زمانہ میں ہیں۔ اندنوں تو جب کوئی دو تین سو کوس کے سفر پر روانہ ہوتا تھا۔ تو رشتہ دار اسی وقت رو بیٹھ لیا کرتے تھے۔ کہ خدا جانے اب یہ زندہ سلامت واپس بھی آئیگا یا نہیں۔ مگر باوا صاحب ایسے پر آشوب زمانہ میں بصد شوق حج کعبہ سے مشرف ہوئے۔ اور خدا کے اذن اور حکم سے حج کعبہ سے فیضیاب ہوئے۔ جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۳۶ پر حضرت باوا صاحب کو اللہ تعالیٰ کیطرف سے یہ الہام ہوا "اے نانک حضرت مکہ مدینہ کا حج کر" اب اس حکم کو پا کر باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ ان تمام مشکلات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے۔ عازم حج ہوتے ہیں۔ اور خلوص نیت اور صدق قلب سے حج کعبہ کو جاتے ہیں۔ اس امر واقعہ سے کون انکار کر سکتا ہے کہ ...... راستی کبھی چھپائے سے نہیں چھپتی۔ اگر باوا صاحب ہندو مذہب سے لگاؤ رکھتے۔ تو آپ بجائے حج کعبہ کے عقیدتمندانہ رنگ میں ہردوار اور کاشی یاترا سے مستفیض ہوتے غور کرنے کی بات ہے کہ حضرت باوا صاحب کے عہد میں راستے کس قدر کٹھن اور دشوار تھے۔ ایسی نازک حالت میں بال بچے کے پیار اور محبت رشتہ داروں کے تعلقات کی پرواہ نہ کرکے مکہ شریف میں جانا اور تقریباً ایک سال تک وہاں اقامت پذیر رہنا یہ اس بدون محبت اور اخلاص کے کیسے ہو سکتا ہے؟ پھر جنم ساکھی کلاں صفحہ ۲۱۰ سطر ۲۵ اور واراں بھائی گورداس جی میں لکھا ہے۔

جناب باوا نانک صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حج پر تشریف لیجانا سکھوں اور مسلمانوں ہر دو کے نزدیک ثابت شدہ ہے۔ یا یہ کہ جب سکھ مسلمات میں باوا نانک رح کا حج پر جانا تاریخی رنگ میں بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ تو مسلمانوں کا اس سے انکار کرنا ضروری نہیں۔ سکھ مسلمات میں حج پر جاتے وقت باوا نانک صاحبؒ کی جو کچھ ہیئت کذائی سکھ کتب میں بیان کی گئی ہے اس سے ثابت ہے کہ باوا صاحب صرف صدق نیت اور اسلامی پہلو کو مد نظر رکھ کر حج کعبہ کے لئے تشریف لیگئے تھے۔ واراں بھائی گورداس جی صفحہ ۱۳ میں لکھا ہے۔

بابا مکے گیا نیل بستر دھارے بن واری
عصا ہتھ کتاب کچھ کوزہ بانگ مصلیٰ دھاری
بیٹھا جائے مسیت وچہ جتھے حاجی حج گذاری

یعنے حضرت باوا صاحب رحمۃ اللہ حج کعبہ کے لئے عازم مکہ ہوئے۔ نیلے کپڑے پہن کر ولی بن کر ہاتھ میں عصا، بغل میں قرآنمجید کوزہ وضو کرنے کے لئے پاس تھا۔ اور نماز پنجوقتہ ادا کرنے کے لئے مصلےٰ تھا۔ اس ہیئت کذائی میں سفر کرتے کرتے آخر وہاں پہنچ گئے۔ جہاں حاجی لوگ حج گذارنے کے لئے جاتے ہیں۔ یعنی خانہ کعبہ میں۔ بعض لوگوں کا جو عموماً سکھ اور ہندو ہو سکتے ہیں۔ یہ خیال ہے کہ ہو نہ ہو باوا صاحب عرب میں سیاحت کیلئے گئے تھے۔ اور چونکہ ان کے ایام میں مذہبی پہلو سے مکہ شریف ہی زیادہ تر شہرت پذیر تھا۔ اس واسطے وہی شہر ان کے عزم کا مرحلہ اول رہا۔ اس توضیح سے منکران حج یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ گویا حضرت باواجی کا مکہ جانا عزم حج کے خیال سے نہیں تھا بلکہ محض سیاحانہ نظر سے تھا۔ بعض یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ چونکہ عرب میں کسی غیر مسلم کا جانا جیسا کہ اب بھی کسی حد تک مشکلات کا سامنا رکھتا ہے۔ باوا صاحب کے عہد میں بھی گونہ مشکلات سد راہ تھیں۔ اس واسطے انہوں نے حاجیوں کا لباس پہنا قرآن پاک بغل میں لٹکایا۔ نماز ادا کرنے کے لئے مصلےٰ بھی ساتھ لیا۔ اور وضو کیلئے کوزہ بھی لیا۔ اور مردانہ رفیق تھا۔

منکرین کی توضیحات بالا بجائے اس کے کہ حضرت باوا نانک جی کے عزم عرب مکہ کو محض سیاحانہ رنگ دیکر مخدوش ثابت کریں۔ اُلٹے اس کے ان کی صحیح نیت کی مؤید ہیں۔ ہمارا اور منکرین دونوں کا یہ خیال ہے کہ باباجی خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ موحد تھے۔ راستباز تھے۔ راست عمل تھے۔ بالفرض اگر وہ سیاحانہ عزم ہی رکھتے تھے۔ تو ایسے پاک فطرت شخص کا مسلمانوں کیطرح سوانگ بھر کر مصلےٰ اور کوزہ پاس رکھ کر عرب یا مکہ شریف میں جانا انکی نیک نیتی اور راست بازی کے صریح خلاف ہے۔ نیک اور خدا رسیدہ شخص ایسے بھیس نہیں بدل سکتا۔ چہ جائیکہ مردانہ جو دراصل مسلمان تھا۔ ان کا ندیم۔ قدیم اور قریباً ہمراز تھا۔ اس تصنع کی صورت میں اس پر باوا صاحبؒ کی نیک نیتی اور خدا پرستی۔ راست بازی کا جو کچھ اثر ہو سکتا ہے۔ وہ مخفی نہیں۔

پیر کا مرید کی معیت میں سفر کرنا۔ اور اصلیت کو ظاہر نہ کرنا نعوذ باللہ مرادف ہے۔ اس بات کا کہ حضرت باباجیؒ باوجود ہندو ہونے کے یا باوجود سکھ مت رکھنے کے خود کو اس سفر میں مسلمان ظاہر کرتے رہے۔ اور آخیر تک مسلمانوں کو پناہ بخدا باوجود اس تقدس اور راستبازی کے دھوکا میں رکھا۔ حاشا وکلا ایسے نیک فطرت شخص سے کبھی بھی یہ توقع نہیں کی جا سکتی۔

ہماری رائے میں اس وقت تک جو کچھ مسلمات سکھ مذہب سے اس بارے میں پیش کئے گئے ہیں وہ خاص طور پر یہ ثابت کرتے ہیں کہ حضرت باوا صاحب کا ایام حج میں عرب میں جانا مکہ میں ٹھیرنا۔ اور حج کرنا بجائے خود یہ ثابت کرتے ہیں کہ باواجی محض حج کے لئے گئے۔ مکہ میں ٹھہرے اور حج کرکے واپس آئے۔

آکاش بانی یعنی سکھوں کے مسلمات جیسا کہ جنم ساکھی میں لکھا ہے کہ باواجی نے یہ عزم محض الہام کیوجہ سے کیا۔ ان کو الہام ہوا۔ کہ مکہ مدینہ کا حج کر۔ ہم تسلیم کریں گے کہ چونکہ باواجی خدا کے برگزیدہ تھے۔ اس واسطے ان کو الہام ہوتا تھا۔ ایسے شخص کے بعض الفاظ چونکہ محض ارادہ خدائی سے وابستہ ہوتے ہیں۔ اس واسطے نہ تو ہم انکار کر سکتے ہیں اور نہ سکھوں کو یہ جرأت ہو سکتی ہے کہ وہ اس عزم کو خدائی ارادے کے تحت نہ سمجھیں۔ یا یہ کہنے کی جرأت کریں کہ نعوذ باللہ باوا صاحب نے محض سیاحت کے خیال سے یہ آکاش بانی وضع کرلی تھی کہ حج پر جاؤ۔ اگر جنم ساکھی کی کوئی قیمت اور وقعت ہے۔ یا کسی وقت تھی۔ تو یہ ماننا چاہیئے کہ یہ عزم باوا صاحب کا محض قدرت کی تحریک سے تھا۔ میں سنتا ہوں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ممکن ہے کہ جنم ساکھی میں ملاوٹ کی گئی ہو۔ اور اس عزم کی بابت

جو کچھ لکھا ہے۔ وہ درست نہ ہو۔

اگر فی الواقعہ یہی بات ہے۔ تو سب سے پہلے عزم حج سے انکار کرنا لازمی ہے۔ مگر اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ یہ کہنا تو آسان ہے۔ کہ باوا صاحبؒ کی غرض اس سفر سے یہ یا وہ تھی لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ باوا صاحب گئے ہی نہیں تھے۔ ان کا جانا ثابت ہے۔ جیسا کہ واراں بھائی گوروداس جی جو سکھ مذہب میں ایک مسلمہ کتاب مانی گئی ہے۔ اور سکھوں میں یہ متفق شدہ امر تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ واراں بھائی گوروداس جی شری گورو گرنتھ صاحب کی چابی ہے۔ یا دوسرے الفاظ میں بدوں واراں بھائی گوروداس جی کے سکھ مذہب کی تکمیل نہیں ہو سکتی اس میں یہ صاف الفاظ لکھے ہیں۔

بابا پھر کے گیا نیل بستر دھارے بن والی ۔
عصا ہتھ کتاب کچھ کوزہ بانگ مصلے دھاری
بیٹھا جائے مسیت وچہ جتھے حاجی حج گذاری

ان فقرات بالا سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ باوا صاحب اسلامی فرض کے ادا کرنے کے لئے اسلامی ہیئت بنائے ہوئے اسلامی شکل و شباہت دھار کر دوسرے الفاظ میں محض مسلمان ہو کر مکہ شریف میں تشریف لیگئے۔

پھر تاریخ گورو خالصہ مولفہ بھائی گیان سنگھ جی گیانی جو سکھوں میں معتبر سمجھی جاتی ہے کے گورمکھی ایڈیشن کے صفحہ ۲۶۲ پر یہ لکھا ہے۔ کہ

"بابا جی جدوں جا اترے اتھے مائی حوا دی قبر توں
پورب نوں رخ دریا دے کنارے بابے دا مکان ہے
اس نوں نانک قلندر یا ولی ہند دا دائرہ آکھدے ہیں
عرب وچ باوا جی عصا۔ استادہ۔ کوزہ۔ مصلےٰ (جائے نماز)
کتاب (قرآن مجید) نیلے رنگ دے بستر۔ دلق دی ٹوپی
(پشمینہ کی ٹوپی لمبوتری جو اکثر صوفی لوگ پہنا کرتے ہیں)
رکھدے سن تے اپنے ساتھیاں پاسوں بھی رکھاوندے سن"

مطلب۔ حج کعبہ کے سفر میں حضرت باوا نانک صاحب وضو کے لئے کوزہ نماز پڑھنے کیلئے مصلےٰ۔ کتاب (قرآن مجید) نیلے رنگ کے کپڑے اور دلق یعنی پشمینہ کی لمبوتری ٹوپی جو اکثر صوفیائے کرام پہنتے ہیں۔ اور نہ صرف خود ہی یہ مذکورۃ الصدر اشیاء کا استعمال کرتے بلکہ اپنے ساتھیوں سے بھی انہی کی پابندی کراتے تھے ؎

ہو سکتا ہے کہ کوئی دوست یہ کہدے کہ یہاں کتاب سے مراد قرآن مجید کیسے ہو گیا۔ ہو سکتا ہے کہ ان کے پاس کوئی اور کتاب ہو سو اس کے لئے ہمیں کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں ہے بھائی کاہن سنگھ صاحب جو سکھ مذہب کے مسلمہ عالم اجل ہیں جن کا ثانی سکھ کمیونٹی میں ملنا مشکل ہے وہ بھی اپنی مشہور تصنیف گورمت پربھاکر کے صفحہ ۱۴۱ پر سکھ لٹریچر میں کتاب سے مراد قرآن مجید ہی لیتے ہیں۔ اور پھر قرینہ اور سیاق و سباق بھی آخر کوئی چیز ہے۔ ایک شخص حج کعبہ کیلئے جاتا ہے۔ کوزہ وضو کے لئے پاس ہے مصلےٰ نماز پڑھنے کے لئے موجود ہے۔ نیلے کپڑے زیب تن کئے ہوئے ہیں۔ تو بلاشبہ ایسے شخص کے پاس جو کتاب ہو گی وہ قرآن پاک ہی ہو گا نہ کہ گرنتھ صاحب۔ کیونکہ وہ شری گورو بابا صاحب کے زمانہ کے بہت پیچھے جمع کیا گیا۔

اگر ہم واراں بھائی گورو داس جی کو مقدم کہیں تو جنم ساکھیاں کی روایات کو مخدوش نہیں کہہ سکتے بلکہ دونوں کا بالاتفاق ایک بیان کرنا ثبوت ہے۔ اس بات کا کہ جو کچھ باوا جی کے متعلق سفر عرب یا ادائے فریضہ حج کے متعلق روایات ہیں وہ قطعی درست ہیں۔

انہیں روایات کے سلسلہ میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ کہ جن دیگر گروہ حاجیوں کے ساتھ باوا جی اس وقت وادی عرب میں سفر کر رہے تھے۔ اپنے ساتھیوں اور ہم سفروں کو ہمیشہ درشتی اور نرمی سے بہ اثنائے سفر نیک ہدایات اور عبادات وغیرہ کی تاکید کرتے رہے۔ جیسا کہ تاریخ گورو خالصہ حصہ اول (گورمکھی) مولفہ بھائی گیان سنگھ جی گیانی کے صفحہ ۲۶۲ پر یہ لکھا ہے۔

بابے جی نے اپنے ساتھیوں نوں آکھیا تسیں سچے
حاجی نہیں۔ اس راہ وچ مہر محبت اور خیرات کردے
جائیے تاں فیض پائیدا ہے جے حجت بازی اور مسخری
کردے جائیے تاں حاجی نہیں ہوندا۔

جناب باوا جی نے اپنے ہم سفر حاجیوں کو یہ کہا۔ کہ آپ لوگ سچے حاجی نہیں ہو سکتے۔ اس پاک راہ میں اگر مہر و محبت اور خیرات کرتے جائیں تو اللہ کے حضور سے صواب سے حصہ ملتا ہے اور اگر برخلاف اس کے حجت بازی اور مسخری کرتے جائیں تو ثواب حج سے محرومی رہتی ہے۔ اگر وہ محض سیاحانہ پہلو ہی لیکر گئے تھے۔ تو ان کا یہ فرض نہیں تھا۔ اور اگر کہو کہ وہ محض تکلیف سے بچنے کیلئے یوں خوشامد کے طور پر کر رہے تھے۔ تو میری رائے میں باوا جی کی نیک فطرت اور راست بازی پر ایک گونہ حملہ کرنا ہے میری سمجھ میں نہیں آتا کہ باوا جی کو ایسی کیا ضرورت تھی۔ کہ وہ جائیں تو محض سیاحانہ رنگ میں اور راستہ میں باوجود سکھ یا ہندو ہونے کے ہم ردیف یا ہم سفر مسلمان مسافروں کو خواہ نخواہ ان کو مذہبی تبلیغ کرتے جائیں یہ سب باتیں مدنظر رکھ کر ہمیں راستبازی سے اعتراف ہے کہ حضرت باوا جی محض حج کے لئے مکہ شریف میں گئے تھے۔ اور ایک صادق مسلمان کی حیثیت میں اس فریضہ سے سبکدوش ہو کر واپس آئے۔

چونکہ سکھ قوم موحد ہے۔ اور یہ توحید پرستی محض باوا جی کی خدا پرستی کا نتیجہ ہے۔ اس واسطے کیا یہ مناسب نہیں ہے کہ اس عزم سفر حج اور ادائیگی فریضہ حج تسلیم کر کے باوا جی کے کلمات توحید کو مقدم رکھ کر اور ان روایات کو زیر بحث لا کر جن میں باوا جی نے حضرت رسول اسلام کی تصدیق کی ہے۔ جیسا کہ شری گرنتھ صاحب آد چھوٹا سائز صفحہ ۱۳۰ پر درج ہے۔

پیر پیغمبر سالک شہدے اور شہید
شیخ مشائخ قاضی ملاں اور درویش رشید
برکت تنکی اگلے جو پڑہتے رہن درود

یعنی حضرت باوا جی فرماتے ہیں۔ کہ جس قدر پیر پیغمبر سالک اور شہدا گذرے اور شیخ مشائخ اور قاضی و ملاں و درویش وغیرہ ہیں وہی اللہ کے حضور بابرکت ہیں۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے رہے یا رہیں گے۔ اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید اس کے علاوہ اور ملاحظہ ہو شری گرنتھ صاحب آد صفحہ ۲۹۷

اٹھے پہر بھوندے رہن کھاون سندے سول
دوزخ پوندے کیوں رہن جا چت نہ آوے رسول

مطلب۔ وہی لوگ ہر وقت مصائب میں مبتلا رہتے ہیں اور دکھ پر دکھ اٹھاتے ہیں۔ اور وہی لوگ اپنے آپ کو دوزخ کے سپرد کرتے ہیں۔ جو "رسول" کو یاد نہیں کرتے۔ باقی

ایک اعلان مظہر ہے کہ کنگ امان اللہ خاں قندھار سے ہرات چلے گئے۔ تخت کا خیال چھوڑ دیا۔ اب آپ یورپ جانے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ مگر بعد میں اسکی تردید ہوگئی۔

وید سمجھ سے بالا اور مہمل کتاب ہے

(از قلم مہاشہ فضل حسین صاحب احمدی مہاجر قادیان)

مہاشہ موصوف نے آریہ سماج کے رد میں کئی ایک مفید ٹریکٹ لکھے ہیں۔ جو قابل دید ہیں۔ چنانچہ یہ مضمون ان کے ٹریکٹ نمبر ۵ سے اخذ کیا گیا ہے۔ ایڈیٹر۔

اخبار آریہ گزٹ کا بیان دیسی مفسروں کے متعلق

سب سے پہلے مذکورہ بالا مفسروں کے متعلق آریہ گزٹ کا بیان ملاحظہ ہو۔ لکھا ہے کہ:۔ "سنسار کے پستکالیہ (دنیا کے کتب خانہ) میں وید سب سے پرانی اور پراچین (قدیم) پستک ہے۔ اور وید ہی پر آریہ جاتی کی ہستی قائم ہے لیکن وید کا مہیدھر اور سائن نے سنسکرت بھاشیہ کر کے اس کے ارتھوں میں بہت گڑبڑ کر دی تھی۔ اور وید کی پوتر سکھشا کا نہایت برا ارتھ کر کے سروسا دھارن (عوام) کی درشٹی (نظر) سے اسے نیچے گرا دیا۔"

اخبار آریہ گزٹ کا بیان بدیشی عالموں کے متعلق

۱۸۴۸-۴۹ء میں لیگسلوئیس نے فرانسیسی زبان میں ویدوں کا ترجمہ کیا۔ اس نے ویدوں کا ارتھ الٹکل پچو کیا۔ اس لئے وہ مستند نہیں۔ ۱۸۵۰ء اور ۱۸۶۶ء میں سرگ باشی پروفیسر ولسن نے وید کا ترجمہ شائع کیا یہ ترجمہ سائن کے ترجمہ کی نقل ہے ۱۸۷۶ء میں مسٹر گراس مین نے جرمن زبان میں رگوید کا ترجمہ کیا۔ اگرچہ گراس مین کو ویدوں کا ترجمہ کرنے کی لیاقت نہ تھی۔ تو بھی آپ نے نہایت بھدے طریقہ سے ویدوں کا ترجمہ کیا۔ ۱۸۷۶ء میں مسٹر لڈوگ نے وید کا ترجمہ شائع کیا۔ ۱۸۸۰ء میں وید کی بھومکا (مقدمہ) بھی لکھی۔ اور پھر اس پر اس کی ویا کھیا (تشریح) ۱۸۸۳ء میں پرکاشت کی۔ ان کا وید بھاشیہ بھی ٹھیک نہیں۔ تاہم ایمانداری سے کیا گیا ہے۔ پروفیسر میکس مولر نے بھی ادھر اُدھر کے ترجمے دیکھ کر وید کی کچھ رچاؤں (منتروں) کا ترجمہ کیا لیکن انہوں نے صاف طور پر اس بات کا اقرار کیا۔ کہ وید کا بھاشیہ (تفسیر) کرنے میں وہ اپنے آپ کو ناقابل پاتے ہیں۔

آریہ گزٹ ۲۳ مئی ۱۹۱۷ء

جو لوگ دیسی اور بدیسی عالموں کی تفسیریں دیکھ کر کہنا چاہتے ہیں۔ کہ وید مشکل نہیں وہ آریہ گزٹ کی محولہ بالا رائے کا مطالعہ کریں۔ اس سماجی اخبار نے کس طرح ایک ایک مفسر کی محنت اور کوشش کو چند ہی نقطے کہہ کر خاک میں ملا دیا یہی نہیں اور بھی دیکھئے۔

قدیم مفسروں کے متعلق پنڈت شیو شنکر کاویہ تیرتھ کی رائے

سائن۔ مہی دھر۔ کاتیائن۔ آپستنبہ۔ شونک۔ یاسک وغیرہ نے ویدوں کے ارتھ کر کے جو ناقابل ذکر عیب ویدوں پر لگائے ہیں ان کا دور کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ اگر ویدوں کی تفسیر نہ لکھتے تو اچھا تھا۔ (دیباچہ ویدک اتہاس ارتھ نرنے صفحہ ۱۴)

سوامی شردھانند جی کی رائے فاضل رمیش چندر دت کے متعلق

رمیش چندر دت نے بھی جہاں زبان انگریزی میں اپنی لیاقت کمال کو پہنچا دی۔ وہاں ویدک لٹریچر کے میدان میں انہوں نے غیروں کی جستجو پر ہی بھروسہ کر کے چلنا چاہا اور اسلئے ان کی تصانیف کا ایک سرسری مطالعہ بھی یہ ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے کہ انہوں نے ویدوں کا مطلب سمجھنے میں قدم قدم پر ٹھوکریں کھائی ہیں صبح امید ص۱۴

راجندر لال کے بارے میں سوامی شردھانند جی کی شہادت

راجندر لال کی رائے وید ارتھ کے بارے میں کچھ بھی وقعت نہیں رکھتی۔ صفحہ ۴۴۔

پنڈت اودے پرکاش کے متعلق

پھر آگے چل کر سوامی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ آریہ بھاشا میں صرف یجروید کا ترجمہ پنڈت اودے پرکاش جی متھرا نواسی نے کیا ہے۔ اس گرنتھ کے علاوہ ہندی بھاشا میں اور کوئی ترجمہ ہماری نظروں سے نہیں گذرا۔ یہ پنڈت اودے پرکاش جی مہرشی دیانند جی کے سہ پاٹھی (ہم جماعت) تھے۔ اور مہاراج رشی ورجانند سرسوتی جی سے ہی دیا کرن (گرامر) پڑھے تھے۔ انہوں نے ویدوں کا آزادانہ طور پر مطالعہ نہیں کیا۔ بلکہ مہی دھر اور سائن کی غلامی میں ہی اپنے ترجمہ کو سماپت (ختم) کیا۔ ان کا ترجمہ بھی چونکہ آزاد وجود نہیں رکھتا۔ بلکہ سائن اور مہی دھر کا پیرو ہے اس لئے ان کے ترجمے کی نسبت کسی بحث کی ضرورت نہیں ہے ص۲۶

اور تو اور خود "مہرشی دیانند" تک نے لکھا ہے کہ:۔

تمام مفسرین وید کے متعلق سوامی دیانند جی کی رائے

"راون۔ اُبٹ۔ سائن۔ مہی دھر وغیرہ جس قدر ویدوں کے خلاف تفسیریں کر گئے ہیں۔ اور نیز جو انگلستان و جرمنی کے رہنے والوں اور دیگر اہل یورپ کے لوگوں نے انہی سے ملتے جلتے پراکرت (ہندی وغیرہ) زبانوں میں ترجمے کئے ہیں۔ یا اب کرتے ہیں۔ وہ سب غلطیوں سے پُر اور جہل سے مملو ہیں"۔ (رگوید آدی بھاشیہ بھومکا اردو صفحہ ۲۰)

ہم اس طرح کی اور بھی بہت سی رائیں نقل کر سکتے ہیں۔ مگر بانی آریہ سماج کی محولہ بالا شہادت کے ہوتے ہوئے کسی مزید حوالے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ان کی اور پھر ان کے چیلوں کی مذکورہ بالا آراء اس امر کی منہ بولتی شاہد ہیں۔ کہ واقعی وید انسانی سمجھ سے بالا چیز ہے۔ کیونکہ اگر وہ سمجھ میں آسکتے اور لوگ ان کے حقیقی مفہوم سے واقف ہونے کی قدرت رکھتے تو راون سائن اُبٹ۔ مہی دھر وغیرہ دیسی اور میکس مولر ولسن وغیرہ بدیشی علماء ان سنسکرت کی تفسیروں کو غلط نہ بتلایا جاتا۔ ایسے بڑے بڑے نامی اور گرامی فاضلوں کی عمر گداز مگر ناکام کوششیں ثبوت ہیں اس امر کا کہ واقعی وید کے مطالب لاینحل ہیں۔

اگر کوئی کہے یہ کیسے ممکن ہے کہ اتنے بڑے بڑے عالم اور فاضل جنہوں نے کہ سنسکرت زبان کی تحصیل میں عمریں صرف کر دیں وید کو نہ سمجھ سکے۔ تو اس کے جواب میں آریہ سماجی کہا کرتے ہیں۔ کہ سنسکرت کی مروجہ کتابیں پڑھنے سے وید سمجھ میں نہیں آسکتے۔

دیباچہ رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا اردو صفحہ ۱۶-۱۷

اور اسی کی تائید میں وہ میکس مولر وغیرہ کی آراء بھی سنایا کرتے ہیں۔ جن سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ویدوں کا سمجھنا آسان نہیں بلکہ دشوار تر ہے۔ جیسا کہ ذیل کی تحریر سے عیاں ہے۔

سوال کیا سوامی صاحب نے راون کی تفسیر پڑھی تھی۔ جو اسے غلط کہا۔ اگر کوئی سماجی بھائی ثابت کر دے کہ انہوں نے راون کی تفسیر کو پڑھا تھا۔ تو ہم اسے سو روپیہ نقد انعام بھی دینگے

(احمدی مہاجر)

پروفیسر میکس مولر کی رائے

"مجھے یقین ہے کہ عالموں کو ویدوں پر کئی صدیاں صرف کرنی پڑینگی قبل ازانکہ ان کے مطالب حل ہوں"

(منقول از فٹ نوٹ دیباچہ رگوید آدی بھاش بھومکا اردو)

لیکن جہاں آریہ سماجی دوست دیگر تمام مفسرین و مترجمین کی محنتوں کو یہ کہکر رد کر دیتے ہیں۔ کہ ان کے بھاش اور تفسیریں غلط ہیں۔ جو وید کے ناکام ہونیکا زبردست ثبوت ہیں وہاں ساتھ ہی یہ کہتے بھی دیکھے جاتے ہیں کہ:۔

"رشی دیانند پہلا مہاتما تھا۔ جسنے ویدوں کا سچا ارتھ (معنے) ہندی بھاشا میں پرگٹ (ظاہر) کیا"۔ (آریہ گزٹ ۳ مئی سنہ ۱۹۱۷ء)

حالانکہ ان کا یہ کہنا کسی اٹل دلیل اور مضبوط برہان پر مبنی نہیں۔ بھلا یہ ممکن ہے کہ جن کتابوں کو خود ان کے ملہم نہ جان سکے۔ براہمن گرنتھوں کے مصنف بھی سمجھنے سے عاجز رہے۔ بڑے بڑے رشی اور منی بھی قاصر رہے۔ انہیں رشی دیانند نے سمجھ لیا۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ بقول آریہ سماج راون۔ اُبٹ۔ سائن۔ مہی دہر وغیرہ۔ اور اسی طرح کامیتائن۔ آپستنبہ۔ شونک یاسک وغیرہ نے تو ویدوں کو نہ سمجھا۔ مگر رشی دیانند پہلا مہاتما تھا جس نے ویدوں کا سچا ارتھ ہندی بھاشا میں پرگٹ کیا۔ اگر بعض آریہ سماج کے کہہ دینے سے مذکورہ بالا قدیم بزرگ ویدوں کے سمجھنے سے عاری مانے جا سکتے ہیں۔ تو پھر رشی دیانند کی تفسیر بھی اس قابل نہیں ٹھہرتی۔ کہ جسے صحیح اور درست مانا جا سکے۔ کیونکہ اس کو دیگر علماء رد نادرست کہہ چکے ہیں۔ نہ صرف غیر آریہ سماجی علماء بلکہ خود بعض آریہ سماجی بھی اس سے مطمئن نہیں۔ جیسا کہ ذیل کے بیانات سے ظاہر ہے۔

پنڈت نردیو شاستری

آریہ سماج کا اتہاس ہندی کے صفحہ ۱۹۵ میں لکھتے ہیں۔ کہ "سائن آچاریہ وغیرہ کی علمیت کے بارہ میں شک کرنا گویا اپنی جہالت کو ظاہر کرنا ہے۔ ان کے بھاش (تفسیر) کو دیکھنے سے جیادہ معقول مناسب برجستہ معلوم ہوتا ہے۔ ویسا دوسرا (سوامی دیانند جی کا) نظر نہیں آتا"۔

تعلیم یافتہ لوگوں کی رائے

پھر آگے چلکر یہی صاحب سوامی جی کے بھاش کے متعلق لکھتے ہیں کہ "یہ ٹھیک ہے کہ طرز نئی ہے کام نیا ہے سرل ہے۔ مگر اس بھاش کو دیکھ کر اکثر انگریزی پڑھے شکوک کے سمندر میں پڑ جاتے ہیں۔ اور اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں۔ کہ ویدوں میں باربط کوئی بات نہیں۔ سب جگہ ایشور کا ہی بیان ہے سلسلہ کوئی نہیں وغیرہ۔

سنسکرت داں سماجیوں کا خیال

پھر یہی مصنف ایک دوسری جگہ لکھتا ہے۔ کہ "اس میں شک نہیں کہ وید پر وارد شدہ اعتراضوں کا جواب مشکل کام ہو گیا ہے۔ اور آریہ سماج میں تو یہ حالت ہو گئی ہے کہ جو بھی تھوڑی بہت سنسکرت جان لیتا ہے جو کچھ اپنی آنکھوں دیکھنے لگتا ہے۔ وہ سوامی دیانند جی کے اس دعوی میں کہ وید الہامی ہیں شک کرنے لگتا ہے۔ کبھی کبھی لوگ یہاں تک کہہ بیٹھتے ہیں۔ کہ سوامی جی جس زمانہ میں آئے تھے۔ وہ لوگ کچھ سمجھتے نہیں تھے۔ جو چاہا۔ وہ کہہ گئے۔ لوگوں نے بھی لاجواب ہو کر اور کچھ اپنی بے علمی کے باعث جیسا سوامی جی نے کہا ویسا مان لیا"۔ صفحہ ۱۲۶

گورُوکل کے ہیڈ پنڈت کا بیان

اخبار ہتکاری امرتسر مورخہ ۲۴۔ نومبر سنہ ۱۹۱۵ء کے صفحہ ۵ کالم ۲ پر رائے بہادر ماسٹر آتمارام جی نے لکھا تھا کہ "گوروکل کے ہیڈ پنڈت سے ان کی ملاقات ہوئی اور انہوں نے منجملہ دیگر باتوں کے صاف طور پر یہ کہدیا کہ "سوامی جی کا بھاشیہ انگریزی لکھے پڑھے لوگوں کو پھنسانے کے لئے ہے"۔ (منقول از تحفہ آریہ سماج جلد ۱، صفحہ ۱۳)

سوامی ستیہ دہاری جی

جو کہ آریہ سماج کے سرگرم کارکن رہ چکے ہیں۔ لکھتے ہیں۔ کہ "سوامی دیانند جی نے جو ناگری بھاشا میں ویدوں کے ارتھ کو ظاہر کیا ہے۔ گو بعض آریہ لیڈروں نے اس کی بہت تعریف کی ہے۔ اور اس کی بدولت سوامی جی کو بہت بڑا کریڈٹ دیا اور ان کا اپکار (احسان) مانا ہے لیکن وہ ترجمہ ان کا کسی معقول پسند اہل ضمیر آدمی کی ہرگز تسلی نہیں کر سکتا۔ بلکہ اس کے پہلے وشواس (یقین) کو بھی سخت دہکا لگانے والا ہے جیسا کہ ایک مذہبی لیکچرار

ایک لیکچرار کی رائے

نے ایک دفعہ تنہائی میں مجھ سے ذکر کیا۔ کہ جب سے میں نے سوامی دیانند جی کا وید بھاش پڑھا ہے۔ تب سے میرا پہلا وشواس بھی جو ویدوں کی نسبت تھا۔ اڑ چکا ہے۔ مگر کیا کروں ملازمت کی وجہ سے دل کی بات زبان پر نہیں لا سکتا۔ گویا وہ ضمیر کی آواز کو دبا کر وید کو مان رہا ہے۔ اور غالباً اور بھی کئی ایسے وید بھگت ہوں گے (اظہار حقیقت صفحہ ۹۵)

"نہ صرف یہی بلکہ اس قسم کی اور بھی متعدد رائیں نقل کی جا سکتی ہیں۔ مگر یہ دکھلانے کے لئے کہ آیا رشی دیانند کی تفسیر ہی ویدوں کے صحیح مطالب کی مظہر ہے۔ انہی چند آراء پر اکتفا کی جاتی ہے کیونکہ جس طرح بقول آریہ سماج اُبٹ۔ سائن وغیرہ کی تفاسیر غلط ہیں۔ اسی طرح مذکورہ بالا آراء کی بناء پر رشی دیانند کی تفسیر بھی لا غلط نہیں۔ اور یہ دلیل ہے۔ اس امر کی کہ جس طرح ابٹ سائن۔ مہی دہر وغیرہ ویدوں کو نہ سمجھ سکے اسی طرح رشی دیانند بھی اس کے سمجھنے سے قاصر رہے سو جب شروع سے لیکر آخری رشی تک کسی ایک نے بھی ویدوں کو کما حقہ نہ سمجھا تو ایسی حالت میں ویدوں کو لاینحل معمہ کہنا درست نہیں۔ کیا الہامی کتاب کا یہی لکشن (تعریف) ہے کہ وہ انسانی سمجھ سے قطعی بالا ہو۔ اور ہزاروں لاکھوں اور کروڑوں بلکہ بقول آریہ سماج اربوں سال سے نازل ہونے پر بھی کسی کی سمجھ میں نہ آئے پس انکا سمجھ میں نہ آنا ان کی ناکامی ... اور غیر الہامی ہونیکا منہ بولتا گواہ ہے کیونکہ جب ان سے وہ غرض ہی نہ پوری ہو سکی جس کے لئے وہ نازل کئے گئے تھے۔ تو کس طرح وہ کامیاب نہ وہ اور ایشوری گیان کہلانے کے مستحق ہو سکتے ہیں (باقی آئندہ)

قابل توجہ جماعتہائے احمدیہ

نمایندگان مشاورت کا جلد سے جلد انتخاب ہونا ضروری ہے۔ جملہ جماعت ہائے احمدیہ کی اطلاع کیلئے لکھا جاتا ہے کہ ۱۱ جنوری کو میں نے مجلس مشاورت کے نمایندگان کے انتخاب کیلئے اعلان کیا تھا۔ اس اعلان کے مطابق چاہئے تھا۔ کہ تمام جماعتوں کی طرف سے اپنے اپنے نمایندوں کے انتخاب کی اطلاع آ چکی ہوتی لیکن بہت کم جماعتوں نے اس وقت تک اس طرف توجہ کی ہے اسلئے اس اعلان کے ذریعہ پنجاب کی جماعتوں کو بالعموم اور جماعت ہائے بنگال۔ سرحد۔ یو پی۔ سی پی۔ مدراس بمبئی۔ بہار اڑیسہ ریاست حیدر آباد دکن۔ سندھ۔ کراچی ریاستہائے میسور و جموں کو بالخصوص توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ جلد سے جلد اپنے نمایندگان کے اسماء گرامی سے خاکسار کو مطلع فرمادیں۔ *

* اسوقت تک صرف ۷۵ جماعتوں کیطرف سے اطلاعات پہنچ چکی ہیں۔ انمیں ۶۵ جماعتیں پنجاب کی ہیں اور پانچ جماعتیں سرحد کی ہیں۔ اور پانچ جماعتیں دیگر صوبہ جات کی ہیں۔ ہندوستان میں جماعتہائے احمدیہ کی تعداد ۴۴۴ کے قریب ہے

افغانستان کے حالات

× **جنرل نادر خاں** کے متعلق پیرس سے ایک تازہ ترین تار مظہر ہے کہ آپ وہاں سے غائب ہو گئے ہیں اور خیال کیا جاتا ہے کہ کابل کے تخت پر قبضہ کرنے کے لئے آپ افغانستان کی طرف روانہ ہو آئے ہیں۔ چند دن ہوئے خبر آئی تھی کہ نئے امیر نے انہیں کابل میں بلایا ہے۔ کہ آپ آ کر امان اللہ خان اور اس کے درمیان فیصلہ کرا دیں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے جنرل نادر خاں خود ہی بادشاہ بننے کا ارادہ رکھتے ہیں

علی احمد جان کے قتل کی افواہ۔ وہ اپنے آپ کو غیر محفوظ خیال کرتا ہے .... تازہ ترین اطلاعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ علی احمد جان لغمان سے بھی چل دیا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو وہاں غیر محفوظ خیال کرتا ہے۔ اس نے اب مہمندوں کے ہاں پناہ لی ہے یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ اُسے قتل کر دیا گیا ہے۔

کابل میں فوجی اپنی داڑھیاں صاف کرا دیں۔ کیونکہ وہ غازی ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ کابل میں فوجی خدمت کرنے والے لوگوں کو حکم دیا گیا ہے۔ کہ وہ اپنی داڑھیاں صاف کرا دیں۔ اس حکم کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ سپاہی غازی ہیں۔ باقی آبادی سے کہا گیا ہے۔ کہ وہ اپنی داڑھیاں حسب مطابق محفوظ رکھیں۔

وزیر جنگ کی روانگی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ امیر کابل نے اپنے وزیر جنگ سید حسین کو اپنی فوج کے لئے رنگروٹ بھرتی کرنے کے واسطے کوہ دامان روانہ کر دیا ہے

جلال آباد کا نیا گورنر غازی حبیب اللہ نے شاہ محمود خان کو جلال آباد کا گورنر مقرر کیا ہے۔ نیا گورنر گردیز کے علاقہ کے لوگوں کی وفاداری حاصل کرنے کے لئے وہاں چلا گیا ہے۔ غازی حبیب اللہ نے کچھ اور آدمی بھی بھیجے ہیں۔ کہ وہ پشاور میں افغان تجارتی ایجنٹ سے سرکاری خزانہ کا چارج لے لیں۔

پشاور ۱۵۔ فروری۔ علی احمد جان کے بہت سے پیرو جنہوں نے لغمان میں اس کے ساتھ پناہ نہیں لی تھی وہ درہ جگدلک کے راستہ سے غائب ہو گئے۔ اور اپنے وطن چل دئے۔ ان میں سے قریباً ایک سو اشخاص کی نسبت کہا جاتا ہے۔ کہ وہ کابل چلے گئے اور انہوں نے نئے امیر کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا نئے امیر نے بھی انہیں کشادہ دلی سے خوش آمدید کہا۔

نئے امیر کا نیا تجارتی ایجنٹ پشاور میں۔ پہلے تجارتی ایجنٹ نے چارج دینے سے انکار کر دیا۔

پشاور ۔ حاجی عماد الدین کے پشاور پہنچنے سے پشاور میں عجیب صورت حالات پیدا ہو گئی ہے حاجی عماد الدین کو نئے امیر نے پشاور میں اپنا تجارتی ایجنٹ مقرر کیا ہے پہلے تجارتی ایجنٹ نے جو ابھی تک امان اللہ خاں کے تئیں وفادار ہے۔ نئے ایجنٹ کو چارج دینے سے انکار کر دیا ہے

شاہ امان اللہ رمضان کے بعد کابل پر حملہ آور ہوگا۔

کابل میں ہوائی جہاز کے ذریعہ پرچہ جات کی تقسیم۔

پشاور ایک تاجر کا بیان ہے اس نے سنا ہے کہ ایک ہوائی جہاز نے کابل پر پرواز کے دوران میں پرچہ جات تقسیم کئے جن میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ شاہ امان اللہ ماہ رمضان کے بعد کابل پر حملہ آور ہوگا۔

کابل کے نئے بادشاہ .... کہا جاتا ہے کہ نئے بادشاہ نے حکم دیا ہے کہ صرف وہی نئے سکے خزانہ سے جاری کئے جائیں جن پر خادم دین رسول اللہ امیر حبیب اللہ کندہ ہو۔ تمام پرانے سکوں کو ٹکسال میں پگھلا کر ان سے نئے سکے بنائے گئے ہیں۔

جلال آباد تباہ ہو گیا۔ سرحدی علاقہ سے عجیب غریب خبریں موصول ہو رہی ہیں۔ جلال آباد بالکل تباہ ہو گیا ہے۔ باغیوں نے جلال آباد کا شاہی محل اور قلعہ سب جلا دیا ہے شہر میں کوئی آدمی نظر نہیں آیا۔ سب ادھر ادھر بھاگ گئے ہیں اسی آدمی کا بیان ہے کہ کابل کے قریب علی احمد جان کی فوجوں اور نئے امیر کے آدمیوں میں جنگ ہوئی جس میں علی احمد جان کا بھتیجا مارا گیا۔ اور فوج بھاگ گئی۔ جب علی احمد جان کو یہ خبر ملی تو وہ بھی جان بچا کر بھاگ گیا۔ اس کے فرار کے بعد ایک اور سردار ملک محمد عالم نے اعلان کر دیا ہے کہ میں مشرقی افغانستان کا بادشاہ ہوں۔ باغی شنواریوں نے اسے بادشاہ تسلیم بھی کر لیا ہے۔ یہ شخص امان اللہ کی گورنمنٹ میں فوجی کرنل تھا۔

جنرل نادر خاں اور کنگ امان اللہ خاں ٹیلی گرافک کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ غازی افغان کنگ امان اللہ خان کے حق میں معلوم نہیں ہوتے۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ اس نے اپنی اصلاحات جاری کر کے افغانستان میں یہ مصیبت پیدا کی ہے وہ یہ خیال کر رہے ہیں کہ امان اللہ خاں جنرل نادر خاں کے حق میں دستبردار ہو جائیں گے۔ اور جنرل نادر خاں کابل اور جلال آباد کا بادشاہ بن جائے گا۔ لیکن چاہے صلح سے چاہے جنگ سے جنرل نادر خاں کو غزنی اور قندھار کے صوبوں کا بادشاہ کنگ امان اللہ خاں کو تسلیم کرنا پڑے گا۔

نو آمدہ اشخاص کا بیان ہے کہ نئے امیر نے اپنی گورنمنٹ کے تمام محکمہ جات کو منظم کر لیا ہے۔ اور ان محکموں کا انتظام بھی وہی لوگ کر رہے ہیں۔ جو کہ امان اللہ خاں کے عہد میں کرتے تھے۔ مگر فرق صرف اتنا ہے۔ کہ اب تمام محکموں کے افسران اعلےٰ نئے امیر کے ہموطن یعنے کوہ دامن کے رہنے والے ہیں۔ موجودہ حالات بالکل وہی ہیں۔ جو کہ انقلاب سے پہلے افغانستان میں موجود تھے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اب ان چہروں پر جو پہلے صفا چٹ میدان تھے۔ ڈاڑھیاں نظر آ رہی ہیں۔ اور یورپین ٹوپیوں کی جگہ پگڑیوں نے لی ہے۔ اور پتلونوں کی جگہ شلواروں نے

رمضان شریف میں دوکانیں بند۔ نئے امیر نے یہ حکم دیا ہے کہ رمضان کے دنوں میں کوئی خوردنی اشیاء کی دوکان دن کو نہ کھلی رکھی جائے۔ یہ آرڈر بالخصوص ہوٹلوں اور روٹی کی دوکانوں کے متعلق جاری کئے گئے ہیں۔ جو غالباً رات کو کھلی رہا کریں گی۔ جو شخص اس حکم کی خلاف ورزی کرے گا۔ اسکو ایک سو بید اور ایک سال قید سخت کی سزا ملیگی۔

شہر کا نام بدل گیا۔ ایک اور رپورٹ مظہر ہے کہ نئے بادشاہ نے قصبہ کا نام دارالامان کی بجائے دار الحبیب کر دیا ہے۔

غوث الدین۔ یہ اطلاع آئی ہے کہ غلزئی قبائل کا سردار غوث الدین اپنے علاقہ میں بے شمار سپاہ جمع کر رہا ہے لیکن ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ آیا سردار مذکور کابل پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ یا کچھ اور ارادہ رکھتا ہے۔

جو شخص دوکان نہیں کھولیگا ایک سال قید ملے گی۔

کابل سے اطلاع ملی ہے۔ کہ نئے امیر نے حکم جاری کیا ہے کہ جو شخص دوکان نہیں کھولے گا۔ اس کی دوکان ضبط کر لی جائیگی۔ اور خود اسکو ایک سال قید کی سزا ملیگی۔ اس حکم سے پہلے دوکانداروں کی مرضی پر منحصر تھا۔ کہ وہ دوکان کھولیں یا نہ

× جنرل موصوف پشاور پہنچ گئے

چیدہ خبریں

بلفاسٹ کے ممنوع علاقہ میں داخل ہونے کی پاداش میں آئرلینڈ کے مشہور لیڈر ڈی ویرا کو گرفتار کر لیا گیا ہے آپ کو ایک ماہ قید کی سزا ہوئی ہے۔

سر مائیکل اوڈوائر اسے برطانیہ کی بھاری غلطی قرار دیتے ہیں۔ کہ افغانستان کو اپنی سلطنت میں اس نے ملا لیا

افواہ ہے کہ امان اللہ خان نے قندہار میں جو فوجیں جمع کر رکھی تھیں انہیں منتشر کر دیا ہے۔

بہار کونسل میں ۴۴/۱۴ ووٹوں سے یہ تحریک پاس ہو گئی کہ عورتیں انتخاب کونسل میں ممبر بن سکتی ہیں۔ ہندو وزیر کے سوا باقی تمام سرکاری ممبران کا تحریک کے حق میں ووٹ تھا۔

راجہ مہندر پرتاپ کے آخر قندہار پہنچ جانے کی اطلاع ہے۔ امان اللہ خاں سے ملاقات کر کے ماسکو جنرل نادر خاں کو لانے گئے ہیں۔

پبلک سیفٹی بل کے متعلق سرکاری تحریک ہے کہ وہ سے منتخب کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ ۵۱/۱۴ ووٹوں سے پاس ہو گئی

ریاست پٹیالہ کے خلاف اکالیوں نے جو تحریک شروع کر رکھی ہے مشہور اکالی لیڈر سردار امر سنگھ جھبال کی رائے ہے کہ یہ فضول اور غیر معقول ہے۔

وائسرائے ہند اپریل میں نہیں جون میں رخصت پر جائیں گے۔ اس وقت تک وہاں نئی گورنمنٹ بن چکی ہوگی

ایران کی پارلیمنٹ نے ایران سے غلامی کی تجارت بذریعہ قانون خاتمہ کر دیا ہے۔ سرزمین ایران میں قدم رکھتے ہی غلام آزاد تصور کئے جائیں گے۔

نئی دہلی ۱۷ فروری۔ مشہور و معروف اخبار نویس و سابق اڈیٹر مسلم اوٹ لک مسٹر داودؒ کا ہندو راؤ ہسپتال میں انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جرمنی کا رویہ۔ کلکتہ کے قائم مقام جرمن قونصل جنرل بیرن لیبولڈ وان پلیسن کابل کے جرمن وزیر معاملات خارجہ مقرر کئے گئے ہیں۔ آپ کلکتہ سے فی الفور روانہ ہونے والے ہیں۔ اور سرحد سے ہوائی جہاز پر کابل جائیں گے آپ کے جانشین کلکتہ کا ابھی کوئی اعلان نہیں ہوا۔

مسٹر گن منرو منیجنگ ڈائرکٹر ڈیلی کرانیکل دہلی نے مالکان پائونیر و سول ملٹری گزٹ کے خلاف جو ایک لاکھ روپے ہرجانہ کا دعویٰ ان کو پائونیر کے ایڈیٹوریل سٹاف سے برخواست کرنے پر دائر کیا تھا۔ وہ آج سب جج الہ آباد کی عدالت سے خارج کر دیا گیا ہے۔ مدعی کو مدعا علیہ کے اخراجات مقدمہ ادا کرنے کا حکم دیا گیا

معلوم ہوا ہے۔ کہ گورنمنٹ نے ہائی کورٹ میں درخواست دی ہے کہ ککنو والے مقدمہ میں لال چند کے قتل کے سلسلہ میں جس گوربخش سنگھ کو عمر بھر قید کی سزا ملی ہے۔ اس کو سزائے موت دی جائے

جب حبیب اللہ خاں نے کابل پر قبضہ کر کے سردار عنایت اللہ خاں کو تخت سے دست بردار ہونے پر مجبور کیا تو اس کے ساتھ صرف ۲۰۰ جوان تھے۔

جوہانس برگ ٹرنسوال میں ایک قدیمی آدمی اور قدآور بھینس کے پنجر اور ہڈیاں دست آور ہوئی ہیں۔ ماہرین آثار قدیمہ ان کو بہت اہمیت دے رہے ہیں۔ اس سے یہ صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ جنوبی افریقہ میں بہت پہلے انسانی نسل اور بھینس کی ایک خاص نسل آباد تھی۔

قسطنطنیہ کمال پاشا کی گورنمنٹ کو الٹنے اور چند سرکاری افسروں کو قتل کرنے کی سازش کچھ عرصہ سے ہو رہی تھی۔ گورنمنٹ نے سازشیوں کو گرفتار کر لیا ہے اور ان کے خلاف مقدمات چلائے ہیں۔ آج عدالت نے پانچ آدمیوں کو پھانسی کا حکم اور سولہ کو مختلف میعاد کی سزائے قید دی ہے

ہندوستانی ریلوے بورڈ کی رپورٹ کے مطابق گذشتہ سال سرکار کو گیارہ کروڑ روپے کی آمدنی ہوئی ہے

قتل ساندرس کے سلسلہ میں خبر ہے۔ کہ پنجاب پولیس تفتیش میں ناکامیاب رہی۔ اب یہ کیس سنٹرل برانچ دہلی کے سپرد کیا جائیگا۔ اب پنجاب یوپی اور بنگال کے بڑے قابل اور تجربہ کار جاسوس قاتل کے گرفتار کرنے کی کوشش کریں گے۔

سنسنی خیز انکشاف ہونے والے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ لاہور میں ۲۳ اکتوبر کو جو بم پھٹا تھا۔ اس کے سلسلہ میں سنسنی خیز انکشافات ہونے والے ہیں۔ خفیہ پولیس مزید تحقیقات کر رہی ہے۔

ریل پٹڑی سے اتر گئی۔ گورداسپور ۱۴ فروری آج بٹالہ ریلوے اسٹیشن کے قریب ایک مال گاڑی پٹڑی پر سے اتر گئی۔ تین چار گاڑیاں گر پڑیں۔ پٹڑی بند ہو گئی۔ چنانچہ آنے جانے والی گاڑیاں رک گئیں۔ آخر کئی گھنٹوں کے بعد لائن صاف کی گئی۔ اور آمد و رفت کا سلسلہ قائم ہوا کسی قسم کا نقصان نہیں ہوا۔

جوالا مکھی کانگڑہ میں آجکل پھر جوالا مکھی کی لاٹ بند ہے معلوم ہوا ہے کہ یہ روشنی گذشتہ ۴ ماہ سے بند ہے ہر لمحہ اس بات کا خدشہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ کہیں نہ کسی ساعت پہاڑ پھٹ جائیگا۔ اور روشنی نمودار ہو جائے گی۔

علامہ سید راس مسعود مسلم یونیورسٹی کے چانسلر منتخب ہوئے ہیں۔ آپ سرسید مرحوم بانی علی گڈھ کالج کے بنیرہ ہیں۔

نئی دہلی اسمبلی میں آج قانون وراثت کے سوال پر قدامت پسند اور اصلاح پسند ہندوؤں میں خوب بحث ہوئی اس بل کو اسمبلی نے پاس کر دیا تھا مگر کونسل آف سٹیٹ نے اس میں یہ ترمیم منظور کر لی کہ ہندو خاندان میں کوئی مرد جائیداد کا وارث نہ رہے۔ تو نزدیکی رشتہ دار لڑکی مالک بن سکتی ہے۔ کونسل آف سٹیٹ کی ترمیم ۳۴/۱۴ ووٹوں سے پاس ہو گئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا ارشاد باوا نانکؒ کے مذہب کے ایک حصہ ست اپدیش کے متعلق حضور فرماتے ہیں کہ آپ کی کتاب مینے پڑھی مجھے یہ کتاب بہت ہی پسند آئی اور اسے ختم کرنے پر قلب میں نہایت ہی مسرت پیدا ہوئی اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ ختم کرتے کرتے انسان کو یقین ہو جاتا ہے۔ کہ باوا نانک صاحب ضرور مسلمان تھے۔ اور دل اس امر پر ضرور مطمئن ہو جاتا ہے کہ یہ ایک زیر بحث مسئلہ نہیں۔ بلکہ ثابت شدہ حقیقت ہے اللہ تعالیٰ آپ کی اس کوشش کو نیک ثمرات پیدا کرنے کا موجب بنائے میں امید کرتا ہوں کہ ہماری جماعت اس کتاب سے خود بھی فائدہ اٹھائے گی اور کثرت سے خود بھی اس کتاب کو خرید کر دوسروں میں تقسیم کرے گی دس کتب آپ میری طرف سے سکھوں میں تقسیم کر دیں اور قیمت مجھ سے وصول [illegible]

اکسیر البدن
(رجسٹرڈ از گورنمنٹ عالیہ)

یہ اسم بامسمی دوا جملہ دماغی اور بدنی کمزوریوں کا ایک ہی علاج ہے۔ کئی ناتوان اور گئے گذرے انسان اس کے استعمال سے از سر نو زندگی حاصل کر چکے ہیں اگر آپ بھی عمدہ صحت پا کر دنیا میں لطف زندگی سے متفیض ہونا چاہتے ہیں تو آج سے ہی اس کا استعمال شروع کر دیں ایک ماہ کی خوراک کی قیمت صرف پانچ روپے محصول ڈاک علاوہ

ایک تجربہ کار حکیم کی شہادت

جناب مولوی حکیم قطب الدین صاحب جو قادیان کے سب سے پرانے اور تجربہ کار حکیم ہیں وہ اکسیر البدن کے متعلق اپنا تجربہ یوں تحریر فرماتے ہیں۔ مجھے کمر درد کی شکایت تھی۔ یہاں تک کہ اُٹھنے بیٹھنے سے سخت لاچار تھا۔ آپ کی دوا اکسیر البدن سے میری صحت اچھی ہو گئی ہے۔ واقعی یہ دوا مقوی جسم و اعصاب و دماغ ہے۔

موتی سرمہ
(رجسٹرڈ از گورنمنٹ عالیہ)

ضعف بصر۔ ککرے۔ خارش چشم جلن پھولا۔ جالا پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ گوہانجنی رتوندی ابتدائی موتیابند غرضیکہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے جسے ڈاکٹر شیفتہ اور حکیم فریفتہ اور بوقت ضرورت بذریعہ تار منگواتے ہیں قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے محصول ڈاک علاوہ

حضرت مولوی محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ و ناظر مقبرہ بہشتی کی شہادت آپ فرماتے ہیں کہ میرے گھر میں اس سے قبل بہت قیمتی سرمے استعمال کئے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا لیکن آپکے سرمہ سے انکی آنکھوں کی سب کمزوری اور بیماری دور ہو گئی۔ اور ابھی نظر بچپن کے زمانہ کیطرح بالکل ٹھیک اور درست ہو گئی اس پر میں آپکو مبارکباد دیتا ہوں اور بدون آپکے تقاضا کے محض فائدہ عام کیلئے ان الفاظ کو اس غرض کیلئے آپ تک پہنچاتا ہوں کہ اس کو ضرور شائع کر دیں۔ تاکہ دوسرے لوگ بھی اس مفید ترین چیز سے مستفیض ہوں۔

موتی دانت پوڈر
(رجسٹرڈ)

ڈاکٹروں کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ میلے دانت جملہ امراض کا گھر ہیں یہ منجن نہ صرف یہی کہ آپکے دانتوں کو موتیوں کیطرح چمکا کر بجلیوں کی سی چمک پیدا کریگا۔ بلکہ انہیں فولاد کی طرح مضبوط بنا کر جملہ امراض دندان سے نجات دے گا۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ محصولڈاک علاوہ

مینیجر تعلیم الاسلام ہائی سکول کی شہادت۔ جناب مولوی محمد دین صاحب بی اے سابق مشنری امریکہ حال مینیجر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان لکھتے ہیں کہ میں نے موتی دانت پوڈر استعمال کیا بہت مفید پایا علاوہ دانتوں کو سفید اور صاف کرنے کے یہ مسوڑھوں کے عوارض کے لئے بھی نہایت مفید ہے۔

ست سلاجیت خالص

خون پیدا کرتی ہے قوت جسمانی کو بڑھاتی ابتدائی سل و دق دمہ۔ کھانسی ریزش۔ کمزوری سینہ کو دفع کرتی ہے۔ گردہ اور مثانہ کو طاقت دیتی ہے بدن کو فربہ اور ہڈیوں کو مضبوط اور درد کمر کو دور کرتی ہے دماغ کو طاقت دیتی اور درد چھاتی کو موقوف کرتی ہے مرد و عورت بچے بوڑھے سب کیلئے یکساں مفید اور ہر موسم میں استعمال ہو سکتی ہے۔ ایک چھٹانک سے کم روانہ نہیں ہوتی قیمت فی چھٹانک ۱۲/ محصول ڈاک علاوہ۔

جناب میرزا محسن بیگ صاحب نقشہ نویس بھٹنڈہ سے تحریر فرماتے ہیں آپ کی ارسال کردہ ست سلاجیت بہت مفید ثابت ہوئی دو چھٹانک اور بھیج دیجئے۔

اکسیر جریان

اس نامراد موذی مرض سے بڑھ کر اور کوئی خطرناک روگ نہیں۔ یہ اندر ہی اندر گھن کیطرح انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتا ہے۔

سر میں درد۔ چہرہ زرد۔ طبیعت سرد۔ ہاتھ پاؤں بکھرے ہوئے۔ دل اکتایا ہوا۔ بھوک مری ہوئی غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ در گور بنا دیتی ہے۔ اکسیر جریان اس نامراد مرض کا بہترین علاج ہے۔ قیمت دو روپے۔ چار آنے محصولڈاک علاوہ۔

راحت بخش سفوف

یہ مجرب اور لاجواب سفوف ہے جو اپنے حیرت انگیز کرشموں کی بدولت چاروں طرف سے خراج تحسین حاصل کر رہا ہے کئی گھرانے خدا کے فضل اور اس کے کرشمۂ مسیحائی کی بدولت اولاد کی بے بہا دولت سے مستفیض ہو چکے ہیں۔ اولاد کے خواہشمند ایکبار ضرور اسے استعمال کریں۔

قیمت پانچ روپے محصولڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ **مینیجر نور - ایڈیٹر - نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)**

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالانے والا اکیلا اخبار

نور

ہر ماہ کی ۳ / ۱۷ کو شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر - ایس محمد یوسف

ضوابط

- چندہ سالانہ عوام سے تین روپیہ [illegible]
- " ششماہی " ایک روپیہ بارہ آنہ [illegible]
- " سالانہ سرپرستوں سے دس روپیہ [illegible]
- " " امراء سے پانچ روپیہ [illegible]
- " " ممالک غیر سے ۸ شلنگ

مقاصد

(۱) ... ت کا ذکر کرنا اور دیگر ... ت ظاہر کرنا۔

(۲) ... یں اشاعت اسلام کے ... رنا۔

(۳) ... ل اور صحیح جواب دینا

(۴) راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط اور مستحکم کرنا

دفتر نور قادیان

... لنمبر ... شریف ...

... اقبال ...

ضلع جہلم

... داد صاحب

کھیوڑہ

Dal

نمبر ۱۴ | اخبار نور قادیان ۳ر مئی سنہ ۱۹۲۹ء مطابق ۲۲ ذی القعدہ سنہ ۱۳۴۷ھ | جلد ۲

معاونین کا صفحہ

نو اور ایسے مہربانوں کی ضرورت ہے

ایک نام کی پرواہ نہ کرنے والے کرم فرما لکھتے ہیں کہ:- ”مکرم اخویم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ آپ کا ۷ ر اپریل کا اخبار ملا۔ یہ معلوم کر کے کہ آپ قرآن پاک کا ہندی ترجمہ کرنا چاہتے ہیں۔ بیحد خوشی ہوئی۔ خداوند تعالےٰ آپ کو اس عظیم الشان کام میں کامیابی عطا فرمائے۔ خاکسار کا اس کار خیر میں ادنےٰ حصہ یہ ہوگا۔ کہ میں ڈیڑھ سال کے لئے پانچ روپے ماہوار دیتا رہوں گا۔ براہ کرم میرا نام شائع نہ کیجئے گا۔ اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو اور اس کار خیر میں کامل کامیابی عطا فرماوے۔“

نور:- جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اگر نو اور ایسے خدمت دین کے لئے اپنے پہلو میں دردمند دل رکھنے والے پیدا ہو جائیں۔ تو پھر کام بن گیا۔ اور میں اخبار کی اڈیٹری سے بے فکر ہو کر اپنا سب وقت قرآن مجید کے ہندی ترجمہ پر دے سکوں گا۔ قرآن پاک کی خدمت سے بڑھکر اور کوئی کار خیر نہیں۔ اور فی زمانہ فرقان حمید کے ہندی ترجمہ کی جس قدر اشد ضرورت ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔

ایک درجن کے خریدار:- جناب ملک غلام حیدر خانصاحب پنشنر تحصیلدار و رئیس راولپنڈی لکھتے ہیں کہ:- ”اخی المکرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مہربانی فرما کر ایک درجن باوا نانک کا مذہب جدید ایڈیشن بذریعہ وی پی بندہ کے نام ارسال فرما دیں معاف فرما دیں بہت ... کرنے میں ذرا توقف ہو گیا۔ جو میری عدم موجودگی کا باعث تھا۔ اور کوئی خدمت ہمیشہ حاضر ہوں“ مکرم ملک صاحب کی مہربانیاں بیشمار ہیں۔ آپ شروع اجراء نور سے نہ صرف نور کے خریدار بلکہ سرپرست ہیں۔ اس انیس ۱۹ سال کے عرصہ میں کبھی آپ کا وی پی واپس نہیں ہوا۔ اور آپ نے نور کو درجنوں ہی خریدار دیئے ہونگے۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ باوجود اس قلیل اشاعت کے اگر نور زندہ ہے۔ تو ایسے ہی مہربانوں کی توجہ سے۔

۱۷ اپریل کا پرچہ کیوں شائع نہیں ہوا؟

۱۳ اپریل کو ۷ اپریل کے نور کی کاپیاں بذریعہ ڈاک بھیجی گئیں مگر وہ گم ہو گئیں۔ محکمہ کی طرف سے تفتیش جاری ہے۔ خیال تھا کہ ۳ مئی کا پرچہ ڈبل کیا جاتا۔ مگر کاتب بیمار ہو گیا۔ یہ موجودہ پرچہ بھی بمشکل تیار ہو سکا۔ مینجر

افریقہ وغیرہ غیر ممالک کے خریداران کو اطلاع

افریقہ وغیرہ کے قریباً کل دوستوں کا چندہ اخبار دیسے ختم ہے۔ اور بعض بھائیوں کی طرف تو تین تین سال کا بقایا ہے۔ افریقہ وغیرہ میں وی پی جا نہیں سکتا۔ وصولی صرف دوستوں کے رحم پر ہی منحصر ہے۔ توجہ ہوگئی تو بذریعہ منی آرڈر رقم بھیجدی ورنہ خیر۔ میں دیسے افریقہ وغیرہ کے خریداران کو بذریعہ اخبار اطلاع دے رہا ہوں۔ کہ آپ کا چندہ ختم ہے۔ براہ کرم جلد اپنا بقایا چندہ بھیجکر مشکور فرمادیں۔ اس وقت سوائے بابو ایوب احمد صاحب سٹیشن ماسٹر کے اور کسی صاحب نے توجہ نہیں کی۔ نور جس خلوص قلب و صدق نیت سے سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کے اہم فرائض کو بجالا رہا ہے۔ آج بیگانے تک اس کے معترف ہیں۔ پھر آجکل جبکہ نور فرقان حمید کے ہندی ترجمہ ایسے عظیم الشان کار خیر میں مصروف ہو۔ دوستوں کا یہ فرض ہونا چاہئے۔ کہ اول تو وہ نور کی طرف خلص اعانت کا ہاتھ بڑھائیں۔ اور اگر وہ خاص اعانت نہیں کر سکتے۔ تو کم از کم اپنا بقایا چندہ تو فوراً بھیجدیں۔ مجھے توقع ہے کہ غیر ممالک کے خریداران کی خدمت میں میری یہ یاد دہانی کافی ہوگی۔

... چھپا اور شیخ محمد یوسف ... پبلشر نے قادیان ضلع گورداسپور سے شائع کیا

سکھ بھائیوں کا راستہ

گرو نانک مہاراج کے اسلامی عقاید

یہ مضمون اخبار وطن سے لے کر درج کیا جاتا ہے۔ جو دراصل میری ہی تصانیف سے ماخوذ ہے۔ مگر ماخذ کا حوالہ نہیں دیا گیا۔ مگر میری غرض تو اشاعت سے ہے (ایڈیٹر)

شبد شری گرنتھ صاحب آد

"فریدا بے نماز اکتیا ایہہ نہ بھلی ریت
کدی چل نہ آئیوں پنجے وقت مسیت
اٹھو فریدا وضو ساد صبح نماز گزار
جو سر سائیں نہ نویں سو سر کپ اوتار
جو سر سائیں نہ نویں سو سر کیجے کائیں
کنی ہیٹھ جلائیے بالن سندی تھائیں"

اس جگہ باواصاحب نے حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے خیالات دہرائے ہیں۔ کہ اے فرید اٹھ۔ وضو کر اور صبح کی نماز ادا کر۔ جو سر اپنے پیدا کرنے والے خالق دو جہان اللہ کے آگے نماز میں نہیں جھکتا۔ نہیں گرتا۔ اس سر کو دنیا میں رہنے کا کوئی حق نہیں۔ اس سر کو کاٹ کر رکھ دے۔ جو سر اپنے خالق اپنے مالک اللہ تعالےٰ کے حضور نماز میں نہ جھکے۔ نماز میں سجدہ میں نہ گرے۔ اس سر کو اتار کر رکھ دے۔ اس سر کی بوٹیاں کر کے کوؤں کو ڈال دے۔ ایسے مغرور اور سرکش سر کو اتار کر ہانڈی کے نیچے ایندھن کی جگہ جلا۔ مطلب یہ ہے۔ کہ جو لوگ خدا کے فرمانبردار بندے نہیں۔ اللہ کے حضور میں نماز میں سر نہیں جھکاتے۔ نمازیں نہیں پڑھتے۔ ان کے سروں کو کاٹ کر رکھ دے۔ یا انہیں فرمانبردار بنا کر ان سے روحانی ہانڈی کے ایندھن کا کام لے۔ انہیں دنیا میں آزاد رہنے کا کوئی حق نہیں۔ پھر آگے ملاحظہ ہو جنم ساکھی کلاں صـ۲۰۳

"کن وچہ انگلیاں پائیکے تب نانک دتی بانگ"

اس شلوک کا مطلب صاف ہے۔ کہ حضرت نانک رحمۃ اللہ علیہ نے کانوں میں انگلیاں ڈال کر جب اذان دی ہے۔ پھر بھی سکھو! کوئی ہے۔ جو باوا نانک جی کے مسلمان ہونے سے انکار کرے۔ اگر وہ مسلمان نہیں تھے۔ تو انہوں نے کیوں اذان دی۔ اتنی تاکید نماز کیوں فرمائی۔ اور بے نمازیوں تارکان صوم وصلوٰۃ کو برا کیوں کہا۔ جیسا کہ اس شبد سے ظاہر ہے۔

لعنت بر سر تنہاں جو ترک نماز کرین
تھوڑا بہتا کھٹیا ہتھوں ہتھ گوین

حج کعبہ

ہر مسلمان پر حج کعبہ فرض ہے۔ باواصاحب کے زمانہ میں سفر کرنے کیلئے آج کل کی سی سہولتیں اور آسائشیں نہ تھیں تو بھی بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے انہوں نے یہ فریضہ ادا کیا ملاحظہ ہو جنم ساکھی بھائی بالا والی صـ۱۳۶

اے نانک حضرت مکہ مدینہ کا حج کر

چنانچہ کہتے ہیں۔ کہ باواصاحب مشکلات راہ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے حج کعبہ کو گئے۔ ملاحظہ ہو جنم ساکھی کلاں صـ۲۰۷

پھر نیلا جبا پہن کر بیٹھا مکے آن
اکو اک خدا ہے آکھے موہوں کلام
نیلا بانا پہن کر دھریا مصلے سیس
عصا کوزہ پاس رکھ پوری کی حدیث

مطلب یہ ہے۔ کہ باواصاحب نیلے کپڑے پہن کر مکہ شریف میں حاضر ہوئے۔ اس حال میں کہ ان کی زبان سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی آواز نکل رہی تھی۔ انکے منہ سے وحدہ لاشریک لہ کی آواز نکلتی تھی۔ باواصاحب نے نیلا جبہ پہنا۔ عصا، اور وضو کرنے کا کوزہ مصلے کے پاس رکھا۔ اور اپنا سر ادائے نماز کے لئے مصلے پر سجدہ میں جھکا دیا۔ اس طرح باواجی نے محبوب خدا محمد مصطفٰے کی سنت و حدیث کو پورا کیا۔ اور ملاحظہ ہو سکھوں کی معتبر کتاب واراں بھائی گورداس جی صـ۱۳

باوا پھر مکے گیا نیلے بستر دھارے بنواری
عصا ہتھ کتاب کچھ کوزہ بانگ مصلیٰ دھاری
بیٹھا جائے مسیت وچہ جتھے حاجی حج گذاری۔

مطلب یہ ہے۔ کہ پھر باواجی نیلے کپڑے پہن کر اس حال میں حج کعبہ کو حاضر ہوئے۔ کہ ہاتھ میں عصا بغل میں قرآن حکیم وضو کرنے کا کوزہ اور نماز پڑھنے کا مصلےٰ لئے ہوئے تھے اور مکہ مکرمہ میں حاجیوں کے حج کرنے والی مسجد میں جا کر نماز ادا کی۔ پھر آگے اور ملاحظہ ہو۔ خالصہ تاریخ بھائی گیان سنگھ والی حصہ اول صـ۲۶

"باوے جی نے اپنے ساتھیوں نوں آکھیا تسیں سچے حاجی نہیں۔ جن راستے وچہ مہر اور محبت اور خیرات کردے جائیے تاں فیض پائیدا ہے جے مجنت بازی اور مسخری کردے جائیے تاں حاجی نہیں ہوندا"

مطلب یہ ہے۔ کہ باواجی نے اپنے ہمسفر حاجیوں سے کہا۔ کہ تم سچے حاجی نہیں۔ سچے حاجی تو وہ ہوتے ہیں۔ جو کعبہ شریف جاتے ہوئے۔ مہر محبت اور خیرات کرتے جاتے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ ان کا حج قبول فرمائے۔ اگر کوئی عازم حج راستے میں باہمی تکرار حجت بازی۔ اور ہنسی مخول کرے۔ تو اس کے حج کا ثواب زائل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں انکساری، عجز، استغفار اور خوف خدا کی ضرورت ہے۔

باواجی کے دل پر اسلامی تعلیم کتنا گہرا اثر کر چکی تھی۔ وہ اس اقتباس سے واضح ہے کہ وہ حج کعبہ کو جاتے ہیں تو راستے میں بھی اسلام کے اصولوں کی تلقین کرتے جاتے ہیں۔ پھر بھلا انہوں نے اپنے گھر میں اسلام کے سوا کچھ اور تعلیم و تلقین چھوڑی ہوگی۔ ہرگز نہیں۔ انہوں نے احکام الٰہی کے سوا کچھ اور تعلیم دی ہوگی۔ ہرگز نہیں۔ بعض لوگ سوال کرتے ہیں کہ پھر باواجی کے اشعار و شبدوں میں اتنا اختلاف و تناقض کیوں پیدا ہو گیا ہے۔ اس کی وجہ صاف ہے۔ اول تو باواجی کے اشعار ان کے فوت ہونے پر کئی برسوں کے بعد عوام الناس کی زبان سے لکھے گئے۔ ہو سکتا ہے کہ ایسے اشعار بھی شری باباجی کی طرف منسوب کئے گئے ہوں جن کی کوئی اصلیت نہیں۔ ابھی تک خاص امرتسر میں چند پرانے لوگ مہتروں میں موجود ہیں جو باواجی سے عقیدت رکھتے ہیں اور انہیں باواجی کے وہ شبد ابھی تک زبانی یاد ہیں۔ جن سے واضح طور پر باواجی کا مسلمان ہونا ثابت ہوتا ہے۔ لیکن وہ شبد گرنتھ صاحب سے نکال دیئے گئے ہیں کیا باواصاحب کے مذہب کا کوئی پریمی بڈھے مہتروں میں کوشش کر کے ان کے جمع کرنے کی تکلیف گوارا کرے گا؟

ایک وسیع مکان فروخت ہو رہا ہے

حضرت نواب صاحب کی کوٹھی کے قریب پر فضا جگہ میں ایک کوٹھی نما عالیشان مکان فروخت ہو رہا ہے خواہشمند احباب جلد درخواست کریں قیمت کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت یا خود دیکھ کر طے ہو سکتا ہے جس کی درخواست پہلے آئیگی اسے ترجیح دیجائیگی پتہ: م۔ ا معرفت منیجر نور قادیان۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اگر آپ اس عظیم الشان خدمتِ اسلام میں میرا ہاتھ نہیں بٹائینگے تو پھر میں کیا کرونگا

⁂

یہ صحیح ہے۔ کہ مسلمانوں کی حکومت ہندوستان پر صدیوں رہی۔ انکی ثروت۔ سیادت اور قیادت کا طوطی سینکڑوں سال بولتا رہا۔ مگر باوجود اس کے اب ہندوستان میں مسلمانوں کی حالت جس طرح پس ماندہ اور درماندہ ہے۔ وہ اپنی منہ بولتی تصویر ہے۔ تجارت میں یہ پیچھے۔ ثروت میں یہ گئے گذرے۔ رعب میں ان کا فقدان۔ آج معمولی سے معمولی ہندو بھی ایک معزز سے معزز مسلمان کو بھرشٹ سمجھتا ہے۔ بعض حالات میں اس سے بھی بدتر۔ اگر ایک کتا کسی ہندو کے چوکا میں گھس آئے۔ تو وہ برداشت ہو سکتا ہے۔ مگر ایک مسلمان کا سایہ بھی چوکے پر گوارا نہیں۔ یہ درگت کیوں؟ اگر کوئی مجھ سے پوچھے تو میں یہی کہونگا۔ کہ **کردنی خویش آمدنی پیش**

سیادت اور قیادت کے وقت بھی مسلمانوں نے ہندوستان کی دیسی زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم سے سستی سے کام لیا۔ اور اسی کا یہ نتیجہ ہے۔ آج دیکھ لو عیسائیت کا چار دانگ میں چرچا۔ اور آسمان پر اس کا ناقوس بج رہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کسی حد تک دنیوی رعب کا بھی اثر ہو۔ مگر نہیں۔ اگر نظر تعمق سے دیکھا جائے۔ تو اس رعب کی نسبت چرچ کی کوششیں زیادہ کام کر رہی ہیں۔ آج تک عیسائیوں نے انجیل مقدس کے سینکڑوں ہی زبانوں میں ترجمے کر ڈالے۔ حتیٰ کہ افریقہ کی جنگلی زبانوں میں بھی ہمیں انجیل کے تراجم نظر آتے ہیں مجھے یہ تسلیم ہے۔ نہ صرف تسلیم بلکہ یقین ہے۔ کہ عیسائیت کی نسبت اسلام اپنے اندر زیادہ صداقت زیادہ روحانیت زیادہ تمدنی مفاد رکھتا ہے۔ مگر اس سالم خوبی کو وہی تسلیم کرے گا۔ جس کے کانوں تک اس کی آواز پہنچیگی۔ ورنہ وہ نصف خوبی جس کا سنکھ بج رہا ہے۔ لوگ اس کی طرف ہی دوڑیں گے۔ آج کل پراپیگنڈے کا زمانہ ہے۔ دنیا میں وہی قوم ٹھیر سکتی ہے۔ جو پراپیگنڈے کی مالک ہے۔ دوسری قوم کے لئے دنیا میں کوئی جگہ نہیں

لہذا اگر آج ہم ہندوؤں کی اسلام کے متعلق بدظنی کو حسن ظنی سے بدلنا چاہتے ہیں۔ اگر آج ہم شدھی کی خطرناک رو کو روکنا چاہتے ہیں۔ اگر آج ہم ارتداد کے جوار بھاٹا کو خاموش کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آج ہم ہندوستان کے چمن اسلام میں رونق اور فصل بہار دیکھنے کے متمنی ہیں۔ تو اس کی ایک حد ایک ہی صورت ہے۔ کہ ہم قرآن پاک کے ہندوؤں کی مخصوص زبانوں میں ترجمے کر دیں۔ اور ان قوموں میں اللہ کریم کے اس مقدس کلام اور پوتر بانی ہاں ہاں اکاش بانی کا سندیسہ (پیغام) پہنچا دیں۔ پھر ربع صدی میں دیکھ لو۔ کہ حالت کیا سے کیا ہو سکتی ہے۔

باوجود بے سروسامانی نہ صرف بے سروسامانی بلکہ قدم قدم پر سدود نہ صرف سدود بلکہ حوصلہ شکنی کے میں نے محض اللہ کے کرم و فضل پر بھروسہ کرتے ہوئے قرآن پاک کا گورمکھی میں ترجمہ کر دیا۔ اور الحمد للہ غیب سے بعض ایسے سامان بھی پیدا ہو رہے ہیں۔ کہ انشاء اللہ نہ صرف یہ ترجمہ مبارک جلد ہی چھپ کر پبلک میں آ جائے گا۔ بلکہ اب میں خدا کے فضل و کرم پر بھروسہ کرتے ہوئے قرآن پاک کے ہندی ترجمہ کے کرنے کا عزم بھی کر چکا ہوں۔ بلکہ شروع کر بھی دیا۔

حوصلہ افزائی یا حوصلہ شکنی قدم قدم پر روکوں کا اب بھی وہی حال ہے۔ جو گورمکھی ترجمہ کے وقت تھا۔ مگر میرا یہ یقین ہے۔ خدا پر بھروسہ عزم مصمم خود اعتمادی ہر مشکل کا بہترین حل ہے۔ میں گذشتہ اشو میں اس امر پر بخوبی روشنی ڈال چکا ہوں۔ کہ اب میری صحت اس قابل نہیں۔ کہ میں ایک وقت میں اخبار اور ترجمہ کا کام بھی جاری رکھ سکوں اخبار کی اشاعت اس قدر قلیل ہے۔ کہ وہ اور تو اور بعض حالات میں اپنا خرچ بھی پورا نہیں کر سکتا۔ میں نے اسے کسی ذاتی نفع یا دنیوی مفاد کے لئے جاری نہیں رکھا ہوا محض تبلیغ کے لئے۔ کیونکہ آج دشمن اور دوست یکساں اس کی تبلیغی بار آور کوششوں کے معترف ہیں۔ اور نہ صرف میری بلکہ ہر ایک بہی خواہ ملت کی یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ یہ کامیاب اور مؤثر تبلیغی جریدہ ایسے پُر آشوب وقت میں جاری رہے۔ اس کے لئے میں نے دوستوں سے یہ اپیل کی تھی۔ کہ اگر ہر ایک بھائی دو دو ایک ایک خریدار دیدے۔ یا پھر نور کی کتب کا مکمل سٹ نصف قیمت پر خرید کرلے۔ تو پھر گنجائش نکل سکتی ہے۔ کہ میں سال کے لئے کوئی نائب ایڈیٹر رکھ کر اپنی سب توجہ قرآن مجید کے ہندی ترجمہ پر لگا دوں اس کے واسطے ایک سال یا ڈیڑھ سال کے لئے مجھے ۵۰ ماہوار کی ضرورت ہے۔ اس وقت تک صرف دو دوستوں نے نور کی توسیع اشاعت کی طرف توجہ دی۔ اور صرف ایک بھائی نے کتب کا سٹ خریدا۔ اور ایک صاحب دل نے ڈیڑھ سال تک پانچ روپے ماہوار دینے کا وعدہ کیا ہے۔

صاف ظاہر ہے۔ کہ اپیل کا جواب سخت حوصلہ شکن ہے۔ اگر نو ایسے صاحب دل بھی پیدا ہو جائیں جو کہ زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ سال تک پانچ روپے ماہوار اس کار خیر میں دے سکیں۔ تو میں خدا کے فضل سے اول تو ایک سال ورنہ حد ڈیڑھ سال میں فرقان حمید کا ہندی ترجمہ مکمل کر سکتا ہوں یہ وہ کار خیر اور عظیم الشان خدمت قرآن ہے۔ کہ اگر لاکھوں روپیہ کی قربانی سے بھی یہ دولت میسر آ سکے۔ تو زہے قسمت مگر میں تو صرف زیادہ سے زیادہ نو صد روپیہ کا مطالبہ کرتا ہوں۔ اور اس کے عوض ایسی بابرکت اور نعمت عظمےٰ دیتا ہوں۔ جس کی توفیق شہنشاہوں کو بھی نہ مل سکی۔ کیا نو صد روپیہ یا ۵۰ ماہوار کے بدلے یہ نعمت غیر مترقبہ موتی کوڑیوں کے مول نہیں۔

اگر میں چاہتا۔ تو ہر ایک کے نام اضافی وی پی کرکے یہ رقم ایک ہفتہ کے اندر اندر ہی پوری کر سکتا تھا مگر میں اس کے حق میں نہیں۔ کام وہی بابرکت ہوتا ہے جو خوشی سے ہو۔

بہرحال اگر دوستوں کی توجہ کا یہی عالم رہا۔ تو پھر یہ بیل منڈھے چڑھتی نظر نہیں آتی۔

اور پھر دوسری صورت میں مجھے قرآن پاک کے ہندی ترجمہ کی تکمیل اور اخبار کے اجراء کی نسبت فیصلہ کرنا پڑے گا۔ کہ مجھے ہر دو میں سے کس کو ترجیح دینی چاہیئے اور ان مشکلات میں ان دونوں میں سے جس کو ترجیح دی جا سکتی ہے۔ وہ کوئی لگی چھپی بات نہیں۔

اور پھر یہ سلوک قوم کی طرف اور قوم بھی وہ جس کا ماٹو دین کو دنیا پر مقدم کرنا ہو۔ ایسے مؤثر اور مجرب تبلیغی حربہ کی نسبت یہ سرد مہری کہاں تک

مناسب اور زیبا ہوگی جس کی نسبت دنیا کے بہترین دقیقہ رس۔ اور نکتہ نواز بزرگ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"دشمن سے دشمن بھی نور کی تعریف کرتے ہیں" پھر کس قدر افسوس ہوگا اگر ہم قدر نہ کریں"

۲۷ر دسمبر سنہ ۱۹۲۴ء

"نور کے مضامین تبلیغ کے لئے بہت مفید ہوتے ہیں۔ نور نے سکھوں میں بہت کام کیا۔ نور کے ذریعہ سکھوں میں تبلیغ کا دروازہ کھل گیا۔ اس اخبار کے مطالعہ سے کئی سکھوں کے خطوط میرے پاس آئے۔ جو اسلام کے بہت قریب ہیں۔ نور کے مضامین پڑھ کر ایک سکھ ایسا متاثر ہوا کہ اس نے مجھے نذر بھیجی۔ مگر نور کی اشاعت بہت تھوڑی ہے۔ اس طرف خاص توجہ ہونی چاہیئے"

۲۷ر دسمبر سنہ ۱۹۲۰ء

سکھوں کا مشہور آرگن روزانہ اکالی امرتسر اپنے ۱۳ر جنوری سنہ ۱۹۲۴ء کے پرچہ میں لکھتا ہے کہ:۔

"مولوی محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور کا مطالعہ سکھ مذہب و لٹریچر اور سکھ تواریخ کے متعلق بہت وسیع ہے۔ آپ کئی درجن مذہبی کتابوں کے مصنف ہیں۔ مولوی صاحب کچھ سے نہیں کئی سال سے اس کوشش میں ہیں۔ کہ سکھوں اور مسلمانوں کی دونو توحید پرست اقوام میں رشتہ اتحاد مضبوط ہو جائے۔ اور آئے دن اذان اور جھٹکہ کے نفاق پیدا کرنے والے جھگڑے پیدا نہ ہوں"

ایسے مجرب اور مؤثر تبلیغی جریدہ جو تمام ہندوستان میں سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کا واحد ذریعہ ہے دوستوں کی سرد مہری اور عدم توجہی سے بند ہو۔ تو کس قدر رونے کا مقام ہے۔ اور پھر اس صورت میں جب کہ میں قرآن پاک کا گورمکھی ترجمہ مکمل کر چکا۔ اور ہندی ترجمہ کی تکمیل کے لئے دوستوں کو اس عظیم الشان کار خیر اور خدمت اسلام میں اعانت کے واسطے پکار رہا ہوں۔ بہرحال آئندہ چند ہفتے اس بات کو ثابت کر دینگے کہ دوست اس بے نظیر جریدۂ تبلیغ اور ایک مجاہد کے جس نے سکھوں میں تبلیغی فضاء بدل دی۔ اور جس نے قرآن پاک کا گورمکھی ترجمہ مکمل کر کے اب ہندی ترجمہ کے آغاز سے ایک بہترین خدمت اسلام کی اشد ضرورت کو پورا کیا۔ جس کی فی زمانہ سخت ضرورت تھی جو ارتداد اور اشدھی کی خطرناک لہروں کو روکنے کا واحد ذریعہ اور باغ اسلام پر فصل بہار لانے کا ایک اور ایک ہی راستہ ہے۔ ایسے مجاہد کے ساتھ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے دوست کیا سلوک روا رکھنا چاہتے ہیں؟

شذرات

ہندوؤں کا اسلام کیطرف عملی قدم

۳۰ر مارچ کا پرتاپ لکھتا ہے کہ:۔ "ریاست بڑودہ میں ایک نیا قانون بننے والا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اس قانون کی رُو سے ہندو شادی میں طلاق کی اجازت دیدی جائے"

کیا یہ اسلام کی طرف دائمی قدم نہیں۔ نکاح بیوگان۔ اچھوت ادھار۔ تحریک شدھی وغیرہ یہ سب اسلامی تمدن کا نتیجہ ہے۔ ہندو عمل سے تو اسلام کی خوبیوں کے قائل ہو رہے ہیں۔ خدا وہ وقت جلد لائے۔ جب ان کی زبان بھی صداقت اسلام کا اعتراف کرے۔

صداقت اسلام کا اعتراف

۳۱ر مارچ کا پرتاپ لکھتا ہے کہ:۔

"شری بیت را مانند چیٹرجی پردھان ہندو مہاسبھا سورت نے اپنے صدارتی ایڈریس میں ہندو مہاسبھا کی سامنے جو تعمیری پروگرام رکھا ہے اس میں آپ نے اس بات پر زور دیا ہے۔ کہ اگر دیگر مذاہب ذات پات کے بغیر زندہ رہ سکتے ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ ہندو دھرم زندہ نہ رہے۔ جات پات کا قلعہ اب توڑنا پڑے گا۔ اور ہندو سماج میں مساوات کا اصول ویسے ہی رائج کیا جائے جیسا کہ اسلام میں ہے۔ یعنی ہندو ازم کو پورے معنوں میں ڈیموکریٹک بنا دیا جائے۔ شدھی۔ چھوت ادھار۔ فوجی بھرتی اور استری ادھار پر بھی آپ نے کافی روشنی ڈالی ہے۔ آپ نے حوالہ جات سے ثابت کر دیا۔ کہ ہندو مہاسبھا کی سرگرمیاں کسی بھی صورت میں اسلام کے منافی نہیں۔ یہ ایڈریس ۳۰ر مارچ کی دوپہر کو سورت میں پڑھا گیا"

جن الفاظ کو ہم نے جلی کر دیا ہے۔ کیا اس سے بڑھ کر بھی صداقت کا اعتراف ہو سکتا ہے؟

متعصب سے متعصب شخص بھی اسلام کی خوبیوں کے سامنے سر جھکائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ صرف ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ ہم تبلیغی رَو کو تیز کریں۔ اور کچھ عرصہ کے لئے ہم اپنی سب توجہ تبلیغ کی طرف لگا دیں۔ پھر دیکھو۔ ربع صدی میں ہی کس طرح کا یا پلٹ ہو سکتی ہے۔

بانئے دیو سماج کی وفات

پنڈت ستیانند اگنی ہوتری کافی عرصہ بیمار رہکر ۳ر اپریل کو وفات پا گئے۔ ان کے خیالات سے ہمیں کبھی بھی اتفاق نہیں ہوا۔ مگر ہاں ان میں کئی ایک خوبیاں بھی تھیں۔ جس بات کو انہوں نے اپنے نقطہ خیال سے سچ سمجھا۔ علانیہ اس کا اظہار کر دیا۔ مضائقہ نہیں۔ خواہ فضاء اس کے لئے سازگار تھی یا نہ۔ آنجہانی بہت فصیح البیان تھے۔ تمدنی اصلاح کے حامی۔ اور تعلیمی ترقی کے بہی خواہ۔ ان کی وفات سے بلاشبہ دیو سماج کو ایسا نقصان پہنچا ہے۔ جس کی تلافی شاید ہی ہو۔ اس صدمہ میں ہمیں دیو سماج اور آنجہانی کے لواحقین سے ہمدردی ہے۔

آریہ سماج اپنے اصولوں کو چھوڑ رہا ہے

۲۰ر اپریل کا جاگرت لکھتا ہے۔ کہ:۔

"چند یوم سے آریہ سماج کے پرسدھ سنیاسی سوامی ستیانند جی مہاراج۔ احاطہ ٹیکہ میں کتھا کر رہے ہیں۔ آپ بھگتی پر خاص زور دیتے ہیں۔ اپنے اپدیش میں آپ نے نام اور منتر شکتی کی مہما کا ورنن کیا۔ رام نام اور شونام جپنے کا اپدیش دیا۔ حاضری بہت زیادہ ہوتی ہے"

ایک طرف تو آریہ سماج عقیدہ اوتار کی مخالف ہے۔ اور دوسری طرف آریہ سماج کے سنیاسی دنیا کو رام نام اور

شو نام جپنے کی ہدایت کرتے ہیں۔ اب اس متضاد تعلیم کی موجودگی میں یہ فیصلہ کرنا بہت مشکل ہے۔ کہ درحقیقت آریہ سماج دونوں میں سے کس تعلیم کی قائل ہے۔ یا اپنے موقعہ اور محل کے لحاظ سے دونوں کی ہی۔ اگر یہ آخری صورت ہے۔ تو پھر آریہ سماج کے نزدیک مذہب اور پالیٹکس میں کیا فرق رہا۔

ہمیں کیا کرنا چاہیئے

ہندو تعداد ثروت تجارت دولت میں مسلمانوں سے بہت زیادہ۔ مذہبی رنگ میں ہندو دھرم کوئی تبلیغی دھرم نہیں مگر پھر بھی باوجود ہر شعبہ میں کثرت رکھنے کے اور پھر باوجود مذہبی روک کے پھر بھی یہ تحریک شدھی کو تیز بنانے کے لئے تن من دھن سے کام لے رہے ہیں۔ حتیٰ کہ بڑے بڑے راجہ مہاراجہ بھی اس تحریک کے پشت پناہ ہیں۔ ایسے راجہ اپنی ریاست میں جس طریق کے ساتھ تحریک شدھی کو بارآور بناتے ہونگے۔ وہ صاف ظاہر ہے۔ مگر برخلاف اس کے ہمیں تبلیغی شعبہ کو جس قدر وسعت دینے کی ضرورت ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ اسلام قدرتاً ایک بہترین تبلیغی مذہب ہے۔ تمام حالات کیا تمدنی اور کیا روحانی اس کے ساز گار۔ آریہ جو کام ایک روپیہ سے کرسکتے ہیں اگر مسلمان ہمت کریں۔ تو وہی کام ۴ر سے ہوسکتا ہے اگر مسلمانوں نے اس وقت تبلیغی رنگ میں سستی سے کام لیا۔ تو مجھے خطرہ ہے۔ کہ آئیندہ زمانہ میں مسلمانوں کی وہی حالت ہوگی۔ جو آج بھیل اور گونڈوں کی ہے۔ خدا مسلمانوں کو ہمت دے۔ اور وہ اپنے فرائض کو سمجھیں ورنہ زمانہ سے بڑھکر کوئی بے لحاظ نہیں۔

دُنیا لامذہب ہو رہی ہے

ٹائمز آف انڈیا میں ایک ایڈیٹوریل کے دوران میں اس بات کی شکایت کی گئی ہے۔ کہ ”دنیا لامذہب ہو رہی ہے“۔ اس کا ثبوت جو اس اخبار نے پیش کیا ہے۔ یہ ہے۔ کہ اب انجیلوں کی فروخت کی تعداد جنگ کے پہلے زمانہ کے مقابلہ میں قریباً نصف رہ گئی ہے۔

اس کا تو یہ مطلب ہے۔ کہ دنیا عیسائیت سے بے رخی اختیار کر رہی ہے۔ اگر ان کے سامنے کوئی اچھا مذہب رکھا جاوے۔ جو ان کی تمدنی اور روحانی پیاس بجھا سکے۔ جیسا کہ اسلام ہے۔ تو پھر ایسا مذہب قبول کرنے سے کس کو دریغ ہوسکتا ہے۔

لنڈن میں ہندو مندر

پرتاب اپنے ۲۹ مارچ کے اشو میں لکھتا ہے کہ:۔

”لنڈن کی ایک بستی میں ایک جگہ منتخب کی گئی ہے۔ جہاں ۲½ لاکھ پونڈ کی لاگت سے ایک ہندو مندر تعمیر کرنے کی تجویز ہے۔ یہ مندر ہندو آبادی کا مرکز اور شری رامچندر کے نام پر ہوگا۔ ایک خاص طور پر تربیت یافتہ ہندو پجاری رسوم ادا کرے گا۔ فلسفہ موسیقی اور مصوری کی تعلیم دینے کے لئے کلاس روم تعمیر کئے جائیں گے“

نور:۔ یہ بھی اسلام کی برکت ہے۔ ورنہ جب تک ہندو دنیا اسلامی تمدن کی برکت سے فیضیاب نہیں ہوئی۔ بحری سفر کیا اٹک سے پار جانے کو بھی کفر خیال کرتے تھے۔

راجپال کا قتل

میں نے اس خبر کو رنج سے سُنا۔ کہ بدنام کتاب ”رنگیلا رسول“ کے پبلشر مہاشہ راجپال کو کسی نے قتل کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ یہ قتل کسی مسلمان کی طرف سے ہُوا۔ قاتل کی اس حرکت پر خواہ کوئی ہو مجھے دلی افسوس ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ”رنگیلا رسول“ کی تصنیف سے مسلمانوں کا دل بہت دکھا۔ مگر مسلمانوں کے لئے ہر دکھ اور مصیبت کے وقت خداوند تعالےٰ کا یہی ارشاد ہے۔ کہ وہ صبر سے کام لیں۔ ہمیں کوئی ایسی راہ ہرگز اختیار نہ کرنی چاہیئے۔ جو جادۂ قانون سے باہر ہو۔ اس قسم کی تصانیف اور اس قسم کے قتل بلاشبہ ہندوستان کی بدقسمتی پر دلالت کرتے ہیں۔ مجھے توقع رکھنی چاہیئے۔ کہ آریہ صاحبان اس انفرادی فعل کو بحیثیت مجموعی مسلمانوں کی طرف منسوب کرنے سے اجتناب کرینگے۔ کیونکہ مسلمان کبھی ایسے فعل کے حامی نہیں ہوسکتے۔

عاقبت اندیشی اس امر کا تقاضا کرتی ہے۔ کہ ہندو مسلمانوں کے تعلقات خوشگوار رہیں۔ اگر ہم ایک دوسرے کے لئے اپنے اندر احترامی جذبہ پیدا کر سکیں۔ تو ہندوستان کی فضا بہت جلد سدھر سکتی ہے۔ مسلمانوں کا بیشتر حصہ ہندوؤں کے بزرگوں یعنی شری رامچندر جی اور کرشن جی مہاراج وغیرہ کا دل سے ادب کرتا ہے۔ اگر یہی جذبہ ہندو دوستوں کے دلوں میں پیدا ہو جائے۔ تو ہندوستان آج سورگ بھومی (جنت نشان) بن سکتا ہے

معقولیت کو کبھی نظر انداز مت کرو

مجھے تعجب ہوتا ہے۔ کہ جب آریہ پریس ایسے غیر ذمہ دارانہ الفاظ اپنے منہ سے نکالتا ہے۔ کہ یہ حادثات باقاعدہ سازش کا نتیجہ ہیں۔ حالانکہ واقعات اس کے صریح خلاف ہیں۔ آج تک آریوں کے جتنے لیڈر قتل ہوئے۔ ان کا شمار یہ ہے۔ سوامی دیانند[۱]۔ پنڈت لیکھرام[۲]۔ مہاشہ رام چندر[۳]۔ مہاشہ تلسی رام[۴]۔ سوامی شردھانند[۵]۔ مہاشہ راجپال[۶]۔ ان میں سے نمبر ۱ و نمبر ۳ و نمبر ۴ تو بلاشبہ ہندوؤں کے ہاتھوں سے قتل ہوئے۔ نمبر ۲ کا ابھی تک ثبوت نہیں۔ ہندو مسلمانوں کا نام لیتے ہیں۔ اور مسلمان ہندوؤں کا۔ رہا نمبر ۶ یہ ابھی زیر تحقیق ہے۔ بہرحال آریوں کے چھ لیڈروں میں سے جن میں آریوں کے بڑے لیڈر سوامی دیانند جی مہاراج بھی ہیں۔ ہندوؤں کے ہاتھوں قتل ہوئے تو کیا ان ہر سہ لیڈروں کے قتل کے متعلق آریہ سماج کا یہ خیال تھا۔ اور اب بھی ہے؟ کہ یہ کسی سازش کا نتیجہ تھا جب نہیں۔ تو پھر زیر بحث قتل میں ایسا گمان کیوں کرتے ہو۔

جس کا یہ صاف مطلب ہے۔ کہ بحیثیت مجموعی ہندوؤں کو مسلمانوں کے برخلاف کیا جائے۔ کیا اس ذہنیت کی موجودگی میں کبھی ہندوستان کے اچھے دن آسکتے ہیں؟

ایں ماتم سخت است

یہ خبر کمال اندوہ سے سُنی جائے گی۔ کہ مفتی فضل الرحمن صاحب کا جوان صاحبزادہ چند روز بیمار رہ کر ۷ اپریل کو اس دنیا سے چل بسا۔

ایسے وقت میں لواحقین کو صبر وغیرہ کی تلقین کرنا بلاشبہ انسانی مقتضیات کا خون کرنا ہے۔ مگر ہم مسلمانوں کیلئے اللہ کریم کا یہی ارشاد ہے۔ کہ ہر دکھ اور مصیبت کے وقت ان اللہ مع الصابرین کی بشارت کا پھاہا اپنے زخمی دل پر لگائیں۔ اللہ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل اور نعم البدل عطا فرمائے۔

بہترین تبلیغی ۱۴ کتب کے سٹ کی اصل قیمت (۶ روپے) اگر کچھ عرصہ کیلئے نصف یعنی (۳ روپے) پتہ: منیجر نور قادیان

کیا ہم غلطی تو نہیں کر رہے؟

آریہ سماج اور مسلمانوں کے درمیان آئے دن میدان مباحثات گرم رہتے ہیں۔ جہاں تک میرا خیال ہے۔ آریہ سماج نے بعض ایسے "دل چلے" مقرر کر چھوڑے ہیں۔ جو مسلمانوں کو مباحثات میں مصروف رکھیں۔ اور دوسری طرف آریہ سماج کا سب زور شدھی پر ہے۔ اور مسلمان فریضہ تبلیغ سے بے پرواہ ہو کر اپنا سب زور اور توجہ مباحثات پر ہی خرچ کر رہے ہیں۔ اگر مسلمان حقیقی کامیابی کے طلبگار ہیں۔ تو انہیں فی الفور مباحثات یا جھگڑوں کو بند کر کے اپنی سب توجہ تبلیغ پر صرف کرنی چاہیئے۔ آج کل کے مباحثات روحانیت کے قاتل۔ باہمی بغض و عداوت کو فراوان کرنے کا موجب۔ اور پھر اخلاق پر ان مباحثات سے جو اثر پڑتا ہے وہ بھی کوئی قابل تعریف نہیں۔ اس لئے جہاں تک جلد ہو سکے۔ اس خبط کو کم کر کے اپنی سب توجہ تبلیغ پر لگانی چاہیئے۔ ورنہ وہ دن دور نہیں۔ جب ہاتھ مل کر اور سر دھن کر زبان حال سے یہ شعر پڑھنا ہو گا ؎

یاران تیز گام نے محمل کو جا لیا
ہم محو نالہ جرس کارواں رہے

مہاتما گاندھی کو دعوت اسلام

۶ اپریل کی ۶ بجے شام میل ٹرین سے مہاتما گاندھی وارد بلدہ حیدرآباد ہوئے جنکے استقبال کو اسٹیشن سکندرآباد پر ہزارہا باشندگان دکن موجود تھے۔ ایکدن کے عرصہ قیام میں مہاتما جی نے مختلف لیکچر دیئے اس موقعہ پر برادران اہل ہنود نے ایک کثیر رقم مہاتما جی کے نذر کی اور تحفے دیئے اس تقریب پر مسلمانان حیدرآباد کی طرف سے منجانب جماعت احمدیہ چند نوجوانان جماعت احمدیہ نے انکی خدمت میں بوقت رخصت اسٹیشن سکندرآباد پر اسلامی لٹریچر بزبان انگریزی و گجراتی مہاتما جی کے نذر کیا جس کو مہاتما موصوف نے بڑے خلوص دل سے اظہار قبولیت بخشا۔ اور وعدہ کیا کہ اس کو پڑھینگے۔ ہم مہاتما جی کو انکی حیدرآباد تشریف آوری پر مبارکباد دیتے ہوئے امید کرتے ہیں کہ وہ اس بیش قیمت تحفہ کو سرسری نظر سے نہیں دیکھینگے بلکہ بنہایت غور و خوض سے دیکھینگے جس سے توقع ہے۔ کہ انکی روحانیت میں ترقی و اضافہ ہو گا اور وہ حقیقی نجات دہندہ مذہب کے اصولوں سے مطلع ہو جائیں گے ان شاء اللہ۔ خاکساران پیش کنندگان تحفہ اسلامی۔ محمد بشیر احمد بن مولوی حافظ عبد العلی صاحب وکیل ہائیکورٹ و احمد حسین سعید وکیل حیدرآباد دکن)

اسمبلی میں بم اور راجپال کا قتل

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲ اپریل ۱۹۲۹ء)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کامیابی کے راستہ میں جو روکیں ہوتی ہیں۔ ان کے متعلق ایک گر بتایا ہے۔ اور وہ گر یہ ہے۔ کہ ناکام رہنے والے لوگوں کی ناکامی کا سبب یحبون العاجلة ویذرون وراءھم یوماً ثقیلاً ہوتا ہے۔ وہ نہایت ہی محدود نگاہ سے معاملات کو دیکھتے ہیں۔ قریب ترین نتائج ان کے نزدیک محبوب ہوتے ہیں۔ اور حقیقی اور اصلی غیر متبدل اور دائمی اثرات و نتائج ان کے پیش نظر نہیں ہوتے دنیا میں جس قدر لڑائیاں۔ فسادات اور جھگڑے پیدا ہوتے ہیں۔ اگر ان کے اسباب پر غور کیا جائے۔ تو ننانوے فیصدی ایسے نکلیں گے۔ جن کا سبب فریقین میں سے کسی نہ کسی کا یا دونو کا بغیر کافی غور و فکر کے جلدی سے کسی نتیجہ پر پہنچ جانا اور ایک عاجل نتیجہ پیدا کرنے کی کوشش کرنا ہو گا۔ اگر انسان اپنے جوشوں کو دبائے رکھے۔ اور اگر وہ یہ دیکھے۔ کہ میرے اعمال کا نتیجہ کیا نکلیگا۔ تو بہت لڑائیاں دور ہو جائیں بہت سے جھگڑے بند ہو جائیں۔ اور بہت سے فسادات مٹ جائیں۔ میں دیکھتا ہوں۔ ہندوستان میں اس وقت متواتر کئی سال سے فساد شروع ہے۔ قوموں میں اختلاف ہے مذاہب میں تفرقہ ہے۔ حکومت اور رعایا میں کشمکش جاری ہے۔ ان سب کی وجہ یحبون العاجلة ویذرون وراءھم یوماً ثقیلاً ہی ہے۔ عاجل نتیجہ کو لوگ پسند کر رہے ہیں۔ اور ایک بھاری آنے والے دن کو نظر انداز کر رہے ہیں۔

ابھی پچھلے دنوں دو نہایت ہی خطرناک واقعات ہوئے ہیں۔ ایک لاہور میں۔ کہ ایک ہندو کتب فروش قتل ہو گیا ہے۔ اور دوسرا دہلی میں کہ اسمبلی کے اجلاس میں بم پھینکے گئے ہیں۔ ان سب فسادات کی تہ میں وہی عاجل چیز نظر آتی ہے۔ ایک حادثہ تو اس کشمکش کی حقیقت کو ظاہر کرتا ہے۔ جو رعایا اور حکومت کے درمیان ہے۔ اور دوسرا اس نفاق و شقاق کا پتہ دیتا ہے۔ جو مختلف مذاہب میں پایا جاتا ہے۔ لیکن اس سیاسی واقعہ اور اس مذہبی جنون کی تہ میں چیز وہی ایک ہی کام کر رہی ہے۔ کہ عاجلہ کی محبت انسان کو اس کے ماحول سے بالکل غافل کر دیتی ہے۔ یہ سیاسی فسادات جو اس وقت ہو رہے ہیں۔ یہ کیوں ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ گورنمنٹ اور رعایا دونوں کی طرف سے پیدا ہوتی ہے۔ رعایا کا ایک حصہ اس کی ساری ذمہ داری حکومت پر عائد کرتا ہے۔ اور حکومت اس کے لئے رعایا کو ذمہ وار ٹھیراتی ہے۔ دونوں ایک دوسرے پر الزام لگا رہے ہیں۔ لیکن ہر وہ شخص جو انصاف سے کام لیگا۔ اور تعصب سے خالی ہو کر اس امر پر غور کریگا۔ اس نتیجہ پر پہنچنے پر مجبور ہو گا۔ کہ اس میں دونوں قصوروار ہیں۔ غلطیاں دونوں طرف سے ہو رہی ہیں۔ ایک طرف حکام گورنمنٹ ابھی تک اسی پرانے اثر کے ماتحت ہیں جب کہ ہندوستان میں ہندوستانیوں کی آواز کوئی حقیقت نہیں رکھتی تھی۔ وہ ابھی اسی خیال میں ہیں کہ ہمیں خدائی قدرت حاصل ہے جس چیز کو ہم درست سمجھیں۔ نہ صرف یہ کہ اسے درست سمجھا جائے۔ بلکہ واقعہ میں درست ہی ہے۔ اور جسے ہم غلط سمجھیں نہ صرف یہ کہ اسے غلط ہی سمجھا جائے۔ بلکہ فی الواقعہ وہ غلط ہی ہے۔ حالانکہ وہ بھی اسی طرح جلدبازی سے کام لیتے ہیں جس طرح رعایا کے بعض افراد لیتے ہیں۔ اور وہ بھی ملک کے فوائد سے اسی طرح آنکھ بند کر لیتے ہیں۔ جس طرح رعایا میں سے بعض لوگ کرتے ہیں۔ بسا اوقات ان کا لہجہ ایسا ہتک آمیز ہوتا ہے۔ کہ ایک آزاد خیال انسان کے دل میں اس کی قومی عزت کا جوش ابال مارتا ہے۔ اور وہ فوراً مقابلہ کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے۔ انگلستان چاہتا ہے۔ کہ ہندوستان اس کے قبضہ میں رہے۔ اور میرا اپنا خیال یہی ہے۔ کہ اگر انگلستان اور ہندوستان کا اتحاد رہے۔ تو اس میں ہندوستان کا بھی فائدہ ہے۔ لیکن اگر انگریز یہ سچی خواہش رکھتے ہیں۔ کہ یہ اتحاد قائم رہے۔ تو لازماً انہیں اپنی روش کو بدلنا پڑے گا۔ ہندوستانیوں میں اس وقت ایک رو پیدا ہو رہی ہے۔ اور ہندوستانی برابری کے مدعی ہیں۔ وہ قوم کے اعزاز اور وقار کو محسوس کرنے لگ گئے ہیں۔ کہ ہم بھیڑ بکریاں نہیں۔ کہ ریوڑ کی طرح جدھر چاہے ہانک دیا جائے۔ ہم بچے نہیں کہ ہماری نگرانی کی جائے۔ وہ اپنے ملک میں ملکی علوم۔ ملکی تہذیب اور ملکی تمدن کو جاری کرنا

چاہتے ہیں۔ پس ان حالات میں اگر انگلستان ہندوستان پر حکومت کرنا چاہتا ہے۔ تو اس کے افسروں کو اپنے رویہ میں تبدیلی کرنی پڑیگی۔ کوئی ملک خواہ وہ کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو جب اس میں آزادی کا احساس پیدا ہو جاتا ہے۔ تو وہ یقیناً آزادی حاصل کرکے رہتا ہے۔ دنیا کی تاریخ میں کوئی ایک بھی ایسی مثال نہیں ملتی۔ کہ کوئی چھوٹے سے چھوٹا ملک جس کی آبادی خواہ چند ہزار ہی ہو۔ ہمیشہ کے لئے کسی کا غلام رہا ہو۔ پھر یہ ہندوستان کے ۳۳ کروڑ انسان کہاں ہمیشہ کے لئے غلامی میں رہ سکتے ہیں۔ قطع نظر اس سے کہ انگلستان اور ہندوستان کے متحد رہنے سے کس کا فائدہ زیادہ ہوگا۔ وہ مدبرین جو اپنی سیاست دانی پر نازاں ہیں۔ جو اپنی تدبیر کی بلند پروازی کے مدعی ہیں۔ تاریخ عالم میں سے ایک مثال ہی ایسی پیش کریں۔ کہ کوئی چھوٹے سے چھوٹا ملک بھی ہمیشہ کے لئے غلام رہا ہو۔ بے شک کمزور قومیں طاقتور کی ماتحتی میں آجاتی ہیں غلامی اختیار کرلیتی ہیں۔ اور دب جاتی ہیں۔ لیکن ایک محدود عرصہ کے لئے۔ ہمیشہ کے لئے کوئی قوم غلامی میں نہیں رہ سکتی۔ پس اگر انگلستان اور ہندوستان کا تعاون قائم رہنا ہے۔ تو لازمی طور پر حکومت کے افسروں کو اپنا رویہ بدلنا پڑے گا۔ اور بھائیوں کی طرح حکومت کرنی ہوگی۔ وہ افسر جو اپنا رعب جماتے ہیں۔ جو monopoly قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ وہ وہی ہیں۔ جو یحبون العاجلۃ کے مصداق ہیں۔ وہ ایک دن ایسا دن لے آئیں گے۔ کہ نہ ان کا رعب باقی رہیگا۔ اور نہ حکومت۔ کیونکہ تنگ آکر قومیں بغاوت کر دیتی ہیں۔ اور اس کی ذمہ داری ایک حد تک ان افسروں پر بھی عائد ہوتی ہے جن کی روش سے یہ پیدا ہوتی ہے۔

دوسری طرف میں دیکھتا ہوں۔ کہ کچھ ایسے لوگ بھی ہیں۔ جن میں ملک کی آزادی کا جوش ہے۔ میں اس کی بہت قدر کرتا ہوں۔ اور آزادی و حریت کا جوش جو میرے اندر ہے میں سمجھتا ہوں۔ اگر احمدیت اسے اپنے رنگ میں نہ ڈھال دیتی۔ تو میں بھی ملک کی آزادی کے لئے کام کرنے والے انہی لوگوں میں ہوتا۔ لیکن خدا کے دین نے ہمیں بتا دیا کہ عاجلہ کو مدنظر نہیں رکھنا چاہیئے۔ میں ان لوگوں کی کوششوں کو پسند کرتا ہوں۔ مگر بعض دفعہ وہ ایسا رنگ اختیار کرلیتی ہیں۔ کہ انگریزوں کو نقصان پہنچانے کے خیال سے وہ اپنی قوم کے اخلاق۔ اور اس روح کو جو حکومت کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ تباہ کردیتی ہیں۔ ایسے لوگ بہت خطرناک ہوتے ہیں۔ گورنمنٹ کی خوشامد کرنے والا بے شک غدار ہوسکتا ہے لیکن اس کی غداری اس کے اپنے نفس کے لئے ہوتی ہے۔ جو شخص کسی عہدہ یا دنیاوی مطلب کے حاصل کرنے کے لئے گورنمنٹ کی خوشامد کرتا ہے۔ وہ بے شک غدار ہے لیکن جو شخص ملک کے اخلاق کو برباد کرتا اور بگاڑتا ہے۔ وہ اس سے بہت بڑھ کر غدار ہے پہلے شخص کی غداری کا اثر اس کی اپنی ذات پر ہوتا ہے۔ لیکن دوسرے کی غداری تمام قوم کے لئے تباہی کا موجب ہوتی ہے۔ میں حیران ہوں۔ کہ بعض دفعہ اچھے خاصے تعلیم یافتہ اور سمجھدار انسان بجائے اس کے کہ جرائم اور خونریزیوں کی پوری قوت اور سختی سے مذمت کریں۔ ایسے فقرے کہہ جاتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ نے ہی ایسی سختی کے لئے لوگوں کو مجبور کیا ہے۔ انگریزوں سے عداوت سہی۔ لیکن کون عقلمند ہے۔ جو انگریزوں کی عداوت کی وجہ سے اپنی قوم کے اخلاق کو تباہ کرنا پسند کرے گا۔ اگر ملک کے اندر فتنہ وفساد پیدا کرنا۔ بدامنی پھیلانا۔ خونریزی کرنا جائز ہے۔ اگر ایسے منصوبے کرنا جو دوسروں کی عزت و آبرو کو نقصان پہنچانے کا موجب ہیں جائز ہیں۔ اگر خطرناک سازشیں کرنا جائز ہے۔ تو اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ ہم ہمیشہ کے لئے اپنی قوم کو حکومت کے ناقابل بنارہے ہیں۔ چوری ڈاکہ قتل و غارت۔ خونریزی کرنے والے خواہ وہ political motive سے ہی کیوں نہ کی جائے۔ کبھی اس قابل نہیں ہوسکتے۔ کہ حکومت کے مقام پر کھڑے ہوسکیں

پس یہ دونو عجلت پسند ہیں۔ حکام حکومت بعض اوقات ایک چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی رعایا کو دینا پسند نہیں کرتے لیکن وہی چیز ایک سال کے بعد خود کہدیتے ہیں۔ کہ لے لو۔ حالانکہ اس وقت اس کے دینے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اس وقت لوگ کہتے ہیں۔ ہم نے ڈرا کر یہ چیز لی ہے۔ اگر پہلے ہی دیدی جاتی۔ تو لوگ سمجھتے۔ محبت سے دی ہے لیکن بعد میں وہ سمجھتے ہیں۔ ڈرا کر لی ہے۔ میں نہیں سمجھتا میری یہ آواز حکومت تک پہنچ سکیگی یا نہیں۔ اور اگر پہنچ سکی۔ تو حکومت پر اس کا کیا اثر ہوگا۔ مگر پھر بھی میں کہونگا حکام ایسا طریق اختیار نہ کریں جس سے جذبات کو ٹھیس لگے۔ اور جس سے کمزور دماغ کا آدمی آپے سے باہر ہوجائے مضبوط دماغ کا آدمی تو کبھی ایسا نہیں کرتا۔ اور ہماری یہی خواہش ہے۔ کہ ہمارے تمام اہل وطن اپنے جوشوں کو دبا کر رکھیں۔ لیکن ہر انسان ایسا کر نہیں سکتا۔ اس لئے حکام کو چاہیئے۔ کہ وہ ایسی باتوں سے احتراز کریں۔ جو کمزور دماغ کے لوگوں میں ہیجان پیدا کرکے فتنہ و فساد کی آگ بھڑکانے کا موجب ہوں۔

اسی طرح میں سمجھتا ہوں قومی رہنماؤں کا بھی فرض ہے کہ جھوٹ۔ فریب۔ دغابازی۔ مکاری۔ چوری۔ ڈاکہ۔ قتل و غارت اور خونریزی وغیرہ جرائم کی خواہ وہ حصول آزادی کے لئے ہی کئے جائیں۔ پورے زور کے ساتھ مذمت کریں۔ یہ کافی نہیں۔ کہ جلسوں میں تو ریزولیوشنز پاس کردیں۔ لیکن پرائیویٹ مجالس میں ان کی تعریف کریں۔ میں سمجھتا ہوں۔ ہندوستان کے لیڈروں کا کثیر حصہ ایسا ہی ہے جو ایسے افعال کی پبلک میں تو مذمت لیکن پرائیویٹ مجالس میں تعریف کرتا ہے۔ اس لئے ملک میں ایک ایسی جماعت پیدا ہوگئی ہے جسے نہ کسی کی عزت کا خیال ہے۔ اور نہ ہی کسی کی آبرو کی پرواہ ہے۔ وہ یہی سمجھتی ہے۔ کہ دنیا میں فتنہ پیدا کرنا۔ بدامنی پھیلانا اور فساد و خونریزی کرنا بہت اچھے افعال ہیں۔ ایسے لوگ وہی ہوتے ہیں۔ جو اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ ہم میں اتنی قابلیت اور اہلیت تو ہے نہیں۔ کہ گورنمنٹ میں عزت یا رتبہ حاصل کرسکیں۔ اس لئے وہ ایسے افعال کا ارتکاب کرکے پبلک میں عزت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور وہ بھی نفسانیت سے ہی کام لے رہے ہوتے ہیں کوئی عمدہ خیال یا اچھا جذبہ ان کے مدنظر نہیں ہوتا۔

دوسرا لاہور میں راجپال کے قتل کا واقعہ ہے۔ یہ وہی شخص ہے۔ جس نے ایک نہائت ہی دلآزار اور گندی کتاب شائع کی۔ اور ماتحت عدالتوں سے سزایاب ہونے کے بعد عدالت عالیہ کے ایک جج نے یہ کہکر اسے بری کردیا تھا کہ موجودہ قانون اس کے لئے کوئی سزا تجویز نہیں کرتا۔ اس کے قتل کے شبہ میں ایک مسلمان پکڑا بھی گیا ہے۔ اور اس پر مقدمہ چل رہا ہے۔ گورنمنٹ کا بھی یہی قانون ہے۔ اور عقل بھی یہی کہتی ہے۔ کہ جب تک کسی کا جرم ثابت نہ ہو۔

اسے قاتل کہنا گناہ ہے۔ بہر حال قتل ہُوا ہے۔ اور قتل کرنے والا کوئی ضرور ہے۔ اس سے انکار نہیں ہو سکتا پہلے بھی دو دفعہ اس پر حملہ ہُوا تھا۔ اور یہ واقعہ اپنی قسم کا پہلا واقعہ نہیں اس سے پہلے کئی بار مسلمانوں پر ہندوؤں نے حملے کئے۔ اور قتل و خونریزی تک نوبت پہنچائی۔ پچھلے ہی دنوں لاہور میں نہتے مسلمانوں پر جب کہ وہ نماز پڑھ کر مسجد سے نکل رہے تھے۔ ہندوؤں نے حملہ کر دیا۔ جس سے غالباً ۴-۵ آدمی مارے گئے۔ اور کئی مجروح ہوئے اسی طرح کئی مقامات پر مسلمانوں پر ہندوؤں نے حملے کئے۔ ملتان۔ کٹارپور۔ آرہ بہار۔ بنگال۔ مالابار۔ دہلی۔ ضلع گوڑگانواں ضلع انبالہ کے واقعات بتا رہے ہیں۔ کہ ہمارے ملک کے لوگ مذہب کی حقیقت سے ناواقف ہیں۔ رسولوں کے دنیا میں آنے اور سچے مذہب کی غرض اگر کوئی ہو سکتی ہے۔ تو یہی کہ انسان کو جرم کے ارتکاب سے پہلے روکا جائے۔ گورنمنٹ کا قانون مجرم کو ارتکاب جرم کے بعد پکڑ کر سزا دیتا ہے۔ لیکن مذہب کا کام یہ ہے۔ کہ ارتکاب سے پہلے روکے۔ اور جو مذہب ارتکاب جرم سے روک نہیں سکتا۔ اس کا کوئی فائدہ نہیں روحانی اور دنیاوی قانون میں یہی فرق ہے۔ کہ دنیاوی شریعت جرم کے پیدا ہونے کے بعد مجرم کو سزا دے کر اس کے متعدی ہونے کو روکتی ہے۔ دونو کے علیحدہ علیحدہ کام ہیں۔ اگر جسمانی قانون بعد میں سزا نہیں دیتا۔ تو وہ بھی ناقص ہے اور اگر روحانی شریعت جرائم کو قلوب سے نکالنے کی کوشش نہیں کرتی۔ تو وہ بھی بے فائدہ ہے مذہب کی غرض انسان کے دل میں خشیت اللہ پیدا کرنا ہے جو مذہب اس غرض کو پورا نہیں کرتا۔ وہ مذہب کہلانے کا ہرگز مستحق نہیں ہے۔ جو مذہب کبر۔ غرور۔ نخوت۔ تذلیل تحقیر۔ توہین سے نہیں روکتا۔ وہ دراصل مذہب نہیں۔ بلکہ ایک بیماری ہے جسے جس قدر جلد دنیا سے مٹایا جا سکے بہتر ہوگا۔ مذہب وہی کہلا سکتا ہے۔ جو کبر و غرور۔ نخوت و تذلیل تحقیر۔ توہین اور فتنہ و فساد کی تمام راہوں کو بند کرتا ہے میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ ان حالات کو دیکھتے ہوئے جو آج کل رونما ہو رہے ہیں۔ کوئی مذہبی یا سیاسی لیڈر یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ اس کا مذہب اپنے پاؤں پر کھڑا ہے۔ اور اس کے گرنے کا کوئی خدشہ نہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ جن قوموں میں دوسروں کی عزت و آبرو کی حفاظت کی طرف توجہ نہیں ہوتی۔ ایسی قومیں اپنے ہاتھوں سے اپنی موت کے فیصلہ پر دستخط کرتی ہیں۔ اور جو شخص اپنی قوم کے ایسے افراد کی پیٹھ ٹھونکتا ہے۔ ان کے لئے بہانے اور عذر تلاش کرتا ہے وہ اپنی قوم کا بدترین دشمن ہے۔ ناروا افعال پر جتنا بھی اظہار مذمت کیا جائے۔ اتنی ہی قومی خدمت ہے۔ جو مائیں محبت سے اپنی اولاد کے جرائم کو چھپاتی ہیں۔ وہ مائیں خیر خواہ نہیں بلکہ دشمن ہوتی ہیں۔ ہمارے ملک میں ایک مشہور قصہ ہے۔ کہ کسی عادی مجرم کو جب پھانسی پر لٹکایا جانے لگا۔ تو اس نے ماں سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا۔ اس پر اس خیال سے کہ بجائے کسی عمدہ کھانے یا کسی اور بات کے اس نے آخری وقت میں اپنی ماں سے ملنے کی خواہش کی۔ ان افسروں نے جو وہاں متعین تھے۔ خاص اثر محسوس کیا۔ اور اس کی ماں کو بلایا گیا۔ جب وہ آئی۔ تو اس نے کہا۔ ذرا میرے قریب کر دو۔ میں کان میں ایک بات کہنی چاہتا ہوں۔ جب قریب کیا گیا۔ تو اس نے اپنی ماں کا کلّہ کاٹ لیا۔ لوگوں نے کہا۔ کم بخت! تو اس وقت میں بھی ایسے فعل سے باز نہ آیا۔ جبکہ پھانسی پر لٹکنے لگا۔ اس نے کہا۔ میں پھانسی پر لٹکتا ہی اس وجہ سے ہوں کہ بچپن میں جب میں چوری کیا کرتا۔ تو یہ ماں میری پیٹھ ٹھونکا کرتی تھی۔ اگر یہ ایسا نہ کرتی۔ تو عادی چور ہو کر آج میں اس نتیجہ کو نہ پہنچتا۔ اسی طرح مجرموں کی خواہ انہوں نے ہتک انبیاء کا جرم کیا ہو۔ خواہ قتل کا۔ جو لیڈر پیٹھ ٹھونکتے ہیں۔ وہ خود مجرم ہیں۔ قاتل۔ ڈاکو اور وہ خبیث الفطرت اور گندے لوگ جو انبیاء کو گالیاں دیتے ہیں۔ ہرگز اس قابل نہیں۔ کہ ان کی تعریف کی جائے۔ ان کی قوم اگر اپنے اندر دینداری۔ تقویٰ اور اخلاق رکھنے کی مدعی ہے تو اس کا فرض ہے۔ ایسے افعال کی پورے زور کیساتھ مذمت کرے۔ اسی طرح اس قوم کا جس کے جوشیلے آدمی قتل کرتے ہیں۔ خواہ انبیاء کی توہین کی وجہ سے ہی وہ ایسا کریں فرض ہے۔ کہ پورے زور کے ساتھ ایسے لوگوں کو دبائے۔ اور ان سے اظہار برأت کرے انبیاء کی عزت کی حفاظت قانون شکنی سے نہیں ہو سکتی۔ وہ نبی بھی کیسا نبی ہے جس کی عزت کو بچانے کے لئے خون سے ہاتھ رنگنے پڑیں جس کے بچانے کے لئے اپنا دین تباہ کرنا پڑے۔ یہ سمجھنا کہ محمد رسول اللہ کی عزت کے لئے قتل کرنا جائز ہے۔ سخت نادانی ہے۔ کیا محمد رسول اللہ کی عزت اتنی ہی ہے۔ کہ ایک شخص کے خون سے اس کی ہتک دھوئی جا سکے۔ بعض نادان کہہ دیا کرتے ہیں۔ کہ محمد رسول اللہ کی ہتک کی سزا قتل ہے میں کہتا ہوں تاریخ سے کوئی ایک مثال ہی ایسی پیش کی جائے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کسی ایک انسان کو بھی محض آپ کو برا کہنے کی وجہ سے قتل کیا گیا ہو۔ اور اس قتل میں کسی پولیٹیکل جرم کا دخل نہ ہو۔ کوئی ثابت کرے۔ کہ محض اس جرم میں کسی کو قتل کیا گیا۔ ہاں اگر کسی کے متعلق یہ شبہ ہُوا۔ کہ وہ غیر قوموں کو مسلمانوں پر چڑھا لائے گا۔ اور سازشیں کر کے مسلمانوں کو نقصان پہنچائیگا۔ تو یہ اور بات ہے۔ صرف توہین رسول کے جرم میں کبھی کوئی ایک شخص بھی قتل نہیں کیا گیا۔ اگر ایسا کرنا جائز ہوتا۔ تو عبداللہ بن ابی کو کیوں زندہ چھوڑ دیا جاتا۔ حالانکہ اس نے علی الاعلان کہا تھا۔ کہ لیخرجن الاعز منہا الاذل کہ میں جو سب سے زیادہ معزز ہوں (نعوذ باللہ) سب سے زیادہ ذلیل یعنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نکال دونگا۔ محمد رسول اللہ کے پاس ایسی باتوں کی اطلاع بھی پہنچ جاتی تھی۔ پھر صحابہ نے یہ بھی کہا۔ کہ ان کے ساتھیوں میں سے بعض کو قتل کر دیا جائے۔ لیکن رسول کریم نے فرمایا۔ نہیں۔ لوگ کیا کہینگے۔ کہ محمدؐ نے اپنے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ اگر قتل جائز ہوتا۔ تو وہ منافق جو آخری وقت تک مسلمانوں میں موجود رہے۔ کس طرح زندہ رہ سکتے تھے۔ قرآن کریم میں صاف طور پر بیان ہے۔ کہ منافق لوگ ہتک و تضحیک کرتے اور ٹھٹول بازی سے کام لیتے تھے۔ پس جب یہ ثابت ہے۔ کہ ہتک کی جاتی تھی۔ اور قرآن کریم سے یہ بھی ثابت ہے۔ کہ بہت سی باتوں کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم بھی دیا جاتا تھا۔ اور یہ بھی ثابت ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسے لوگوں کے نام بھی معلوم تھے۔ چنانچہ صحیح حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کے نام حذیفہ بن الیمان کو بھی بتائے حتیٰ کہ صحابہ کا طریق تھا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جس شخص کا جنازہ پڑھنے سے حذیفہ انکار کرتے۔ وہ بھی

کر دیتے کیونکہ وہ جانتے تھے۔ کہ حذیفہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کے نام بتا دیئے تھے۔ اس سے معلوم ہُوا۔ کہ نہ صرف یہ کہ رسول کریم صلی اللہ کی زندگی میں ہی منافق موجود تھے۔ بلکہ یہ بھی کہ آپ کی وفات کے بعد بھی تھے۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی میں ان میں سے ایک شخص بھی قتل نہیں کیا گیا۔ سوائے ان کے جن پر کوئی پولیٹیکل جرم ثابت ہو چکا ہو۔ خالص تضحیک کرنے والا ایک شخص بھی قتل نہیں ہُوا۔ بلکہ صحابہ کے زمانہ میں بھی کوئی نہیں ہُوا۔ اگر ایسے لوگوں کو قتل کر دینے کا حکم ہوتا۔ تو حذیفہ کو چاہیئے تھا۔ تمام مسلمانوں کو بتا دیتے۔ کہ فلاں فلاں لوگ منافق ہیں۔ انہیں فوراً قتل کر دو۔ کیونکہ اپنی قوم کا ہتک کرنے والا دوسروں سے بہت زیادہ مجرم ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ ایک یہودی نے حضرت عمرؓ کے سامنے کہا۔ میں قسم کھاتا ہوں۔ موسیٰ کی جسے خدا نے سارے انسانوں پر فضیلت دی ہے۔ حضرت عمرؓ نے اسے مارا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی تو آپ نے حضرت عمر سے کہا۔ کہ کیوں مارا۔ ایسا نہیں چاہیئے تھا۔ یہ نہیں کہا۔ کہ تلوار کیوں نہ چلائی۔ غرض قتل پر آمادہ ہو کر آنے کا طریق غلط ہے۔ اور اس سے قوموں کے اخلاق تباہ ہو جاتے ہیں

پس میں مسلمانوں سے بھی اور ہندوؤں سے بھی درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ جاہل باتوں کی طرف نہ جائیں۔ مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ چاند پر تھوکنے سے اپنے ہی منہ پر آ کر تھوک پڑتا ہے۔ مخالف خواہ کتنی ہی کوشش کریں۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کو گرد و غبار سے نہیں چھپا سکتے۔ اس نور کی شعاعیں دور دور پھیل رہی ہیں۔ تم یہ مت خیال کرو۔ کہ کسی کے چھپانے سے یہ چھپ سکیگا۔ ایک دنیا اسلام کی معتقد ہو رہی ہے۔ پادریوں کی بڑی بڑی سوسائٹیوں نے اعتراف کیا ہے۔ کہ ہمیں سب سے زیادہ خطرہ اسلام سے ہے۔ کیونکہ اسلام کی سوشل تعلیم کی خوبیوں کے مقابلہ میں اور کوئی مذہب نہیں ٹھہر سکتا۔ اسلام کا تمدن یورپ کو کھائے چلا جا رہا ہے۔ اور بڑے بڑے متعصب اسلام کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ جو شخص یہ خیال کرتا ہے۔ کہ اسلام کو گالی دینے سے اسلام کی ہتک ہوگی۔ وہ اگر عیسائی ہے۔ تو عیسائی مذہب کا دشمن ہے اگر سکھ ہے تو سکھ مذہب کا دشمن ہے۔ ہتک تو دراصل گالی دینے والے کی ہوتی ہے جسے گالی دی جائے۔ اس کی کیا ہتک ہوگی۔ ہتک تو اخلاق کی بنا پر ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص مجھے گالیاں دیتا ہے۔ تو وہ اپنی بد اخلاقی کا اظہار کرتا ہے۔ اور اس طرح خود اپنی ہتک کرتا ہے۔ میں گالیاں سنتا ہوں۔ اور برداشت کرتا ہوں۔ تو اپنے بلند اخلاق کا اظہار کرتا ہوں۔ جو میری عزت ہے وہ مذہبی لیڈر جنہوں نے قوموں کی ترقی کے لئے کام کیا خواہ کسی بڑے طبقہ میں یا ایک بہت ہی محدود طبقہ میں کیا ہو وہ قابل عزت ہیں۔ اور انسانی فطرت کا تقاضا یہی ہے۔ کہ ان کی عزت کی جائے۔ جو قوم ایسا نہ کرنے والوں کی مدد کرتی ہے۔ وہ خود اپنی تباہی کا سامان پیدا کرتی ہے۔ اسی طرح وہ لوگ جو قانون کو ہاتھ میں لیتے ہیں۔ وہ بھی مجرم ہیں۔ اور اپنی قوم کے دشمن ہیں۔ اور جو ان کی پیٹھ ٹھونکتا ہے وہ بھی قوم کا دشمن ہے۔

میرے نزدیک تو اگر یہی شخص قاتل ہے۔ جو گرفتار ہُوا ہے۔ تو اس کا سب سے بڑا خیر خواہ وہی ہو سکتا ہے۔ جو اس کے پاس جائے۔ اور اسے سمجھائے۔ کہ دنیاوی سزا تو اب تمہیں ملیگی ہی۔ لیکن قبل اس کے کہ دم نکلے تمہیں چاہیئے۔ خدا سے صلح کر لو۔ اس کی خیر خواہی اسی میں ہے۔ کہ اسے بتایا جائے۔ تم سے غلطی ہوئی۔ ہم تمہارے جرم کو کم تو نہیں کر سکتے۔ لیکن بوجہ اس کے کہ تم ہمارے بھائی ہو تمہیں مشورہ دیتے ہیں۔ کہ توبہ کرو گریہ زاری کرو۔ اور خدا کے حضور گڑگڑاؤ۔ یہ احساس ہے۔ جو اگر اس کے اندر پیدا ہو جائے۔ تو وہ خدا کی سزا سے بچ سکتا ہے۔ اور اصل سزا وہی ہے۔

ہندو مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ ایک دوسرے کے بزرگوں کی خوبیوں پر نظر رکھیں۔ اور یہی طریق قیام امن کا موجب ہو سکتا ہے۔ اسی لئے میں نے ایسے جلسوں کی بنیاد رکھی تھی۔ کہ تا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خوبیاں دنیا کے سامنے پیش کی جاسکیں۔ اور اگر دوسری قومیں بھی اپنے مذہبی پیشواؤں کے متعلق ایسا انتظام کریں۔ تو بشرطیکہ کوئی پولیٹکل فائدہ ان کے مد نظر نہ ہو۔ ہم ان میں بھی ضرور شامل ہوں گے۔ ہمارا یہ سمجھ لینا کہ فلاں شخص خادم ملک و ملت تھا۔ ہماری ہتک نہیں۔ بلکہ یہ معنی رکھتا ہے۔ کہ ہماری آنکھیں درست ہیں یہی طریق ہے جس سے مختلف اقوام میں صلح ہو سکتی ہے۔ کہ جس کسی نے کوئی خدمت کی ہے اس کا اعزاز کیا جائے۔ اسی لئے میں نے ان جلسوں کی تحریک کی تھی۔ اور میں پھر کہتا ہوں۔ کہ اگر ہندو اور سکھ بھی ایسا انتظام کریں۔ اور وہ کسی سیاسی غرض سے نہ ہو۔ تو ہم اس میں بھی ضرور حصہ لیں گے۔ ہم جسے نیک کام سمجھتے ہیں۔ اس میں حصہ لینے کیلئے بخوشی تیار ہیں۔ میں امید کرتا ہوں۔ مذہب سے دلچسپی رکھنے اور خدا کے دین کو دنیا میں قائم کرنے والے خواہ وہ ہندو ہوں یا سکھ یا ہماری طرح مسلمان سب مل کر کوشش کریں گے۔ کہ ان فسادات کو دور کیا جائے۔ اور فتنہ کو مٹایا جائے۔ جن بزرگوں کا ادب واحترام ضروری ہے ان کا مناسب احترام کیا جائے۔ اور جو باتیں قوموں کے اخلاق بگاڑنے کا موجب ہوں۔ ان کی پورے زور سے مذمت کی جائے۔ میں گورنمنٹ کو بھی نصیحت کرتا ہوں۔ گو معلوم نہیں وہ اسے قبول کریگی یا نہیں یا اس پر کیا اثر ہوگا۔ مگر میں اپنا فرض ادا کرتا ہُوا کہتا ہوں۔ گورنمنٹ بھی عاجلہ کو چھوڑ دے۔ اسی طرح لیڈروں سے بھی یہی کہتا ہوں۔ کہ وہ عاجلہ کو چھوڑ دیں۔ قوموں کے معاملات دنوں میں طے نہیں ہُوا کرتے۔ جو لوگ اس خیال سے کہ حکومت جلد مل جائے۔ ملک میں بغاوت کراتے ہیں۔ وہ دیانت اور نیکی کی جڑ کو کاٹنے والے ہیں۔ اور ۳۳ کروڑ انسانوں کے قاتل ہیں۔ اگر وہ چاہتے ہیں۔ کہ لوگ ان کی عزت کریں۔ تو صحیح راستہ اختیار کریں۔ فریب سے عزت نہیں کرائی جاتی۔ دنیا آخر صحیح نتیجہ پر پہنچ جاتی ہے۔ اور ملامت کے قابل کی ملامت اور عزت کے مستحق کی عزت کرتی ہے ؛

انسپکٹر تربیت کے دورہ کے متعلق مشورہ دیں

انسپکٹر تربیت کے واسطے سال رواں کے لئے دورہ کا پروگرام زیر تجویز ہے۔ احباب کے ذہن میں جو جو امور اس پروگرام میں مدنظر رکھنے ضروری معلوم ہوتے ہوں۔ اور جن جن مقامات کو اس پروگرام میں شامل کرنا آپ ضروری خیال فرماتے ہوں۔ ان کے متعلق جلد مفصل اطلاع دیں۔ نیز ان مقامات مذکورہ میں جو جو باتیں خاص طور پر مدنظر رکھی جانی ضروری خیال فرمائیں۔ وہ بھی تحریر فرما دیں۔ تا کہ دورہ کا پروگرام مکمل کیا جاسکے۔ والسلام

(مولوی) عبدالرحیم درد ناظر تعلیم و تربیت قادیان

درخواست دعا۔ منشی غلام حیدر صاحب ٹھونڈی راہوالی و منشی محمد حسین صاحب سب اوورسیر شنگئی و منشی غلام حسین صاحب پٹواری رفع مشکلات جسمانی و روحانی کیلئے اور مولوی محبوب عالم صاحب ادیب عالم کے امتحان میں کامیابی کے لئے دوستوں سے دعا کے ملتجی ہیں ::

ضروری اطلاع

جن دوستوں کا چندہ اخبار مئی سے ختم ہوتا ہے۔ ان کے اسماء معہ نمبر خریداری درج ذیل ہیں۔ ۱۵ مئی کو وی پی ہونگے۔ اگر کسی صاحب کو آئندہ سال کے لئے نور کا ساتھ دینا منظور نہ ہو۔ تو وہ دوست ۱۰ مئی تک مطلع فرما دیں۔ ورنہ اس کے بعد وی پی واپس کرنا اخلاقی فرض ہوگا۔ مینیجر

نمبر ۷ جناب عبدالحمید صاحب
نمبر ۹۱ بابو محمد شفیع صاحب
نمبر ۱۴۲ جناب محمد یعقوب خانصاحب
نمبر ۱۶۲ بابو عبدالرحمن صاحب
نمبر ۱۶۸ منشی مہرالدین صاحب
نمبر ۱۶۹ بابو فیروزالدین صاحب
نمبر ۱۹۳ ڈاکٹر خواج احمد صاحب
نمبر ۱۹۴ جناب احمد اللہ خانصاحب
نمبر ۲۰۰ قریشی عبدالمجید صاحب
نمبر ۲۰۱ چوہدری فقیر محمد صاحب
نمبر ۲۵۸ جناب احمدالدین صاحب
نمبر ۲۵۹ میرزا غلام سرور صاحب
نمبر ۲۶۰ منشی محمد عثمان صاحب
نمبر ۲۶۱ ایم فتح محمد صاحب

نمبر ۲۲۴ جناب محمد ابراہیم صاحب
نمبر ۳۴۵ بابو ولائت محمد صاحب
نمبر ۳۴۶ شیخ مخدوم صاحب
نمبر ۵۰۳ منشی محمد عبداللہ صاحب
نمبر ۵۰۵ میرزا احمد بیگ صاحب
نمبر ۶۱۲ منشی علی محمد صاحب
نمبر ۶۱۴ شیخ محمد طفیل صاحب
نمبر ۶۱۵ چوہدری محبوب علی خانصاحب
نمبر ۶۱۷ منشی غلام محمد صاحب
نمبر ۶۲۰ راجہ لال محمد صاحب
نمبر ۶۲۱ مولوی احمد شریف صاحب
نمبر ۶۲۲ منشی دین محمد صاحب
نمبر ۶۲۳ بابو شریف احمد خانصاحب
نمبر ۶۳۴ مولوی محمد عبدالعزیز صاحب

حفظانِ صحت

(از لیڈی ڈاکٹر غلام فاطمہ صاحبہ ایل ایم ایس)

بقائے صحت انسان کے لئے حسب ذیل چیزوں کی ضرورت ہے۔

(۱) صاف ہوا (۲) صاف پانی (۳) عمدہ غذا (۴) مناسب لباس (۵) اچھا مکان (۶) ورزش

(۱) صاف ہوا۔ پیشتر اس کے کہ میں یہ بیان کروں۔ کہ صاف ہوا سے کیا مراد ہے۔ میں ہوا کی بناوٹ آپ کے سامنے پیش کرتی ہوں۔ اس سے آپ سمجھ سکیں گے۔ کہ صاف ہوا کونسی اور خراب ہوا کونسی ہوتی ہے۔ ہوا کئی ایک اجزاء سے مرکب ہے جس میں سے بڑے بڑے اجزاء حسب ذیل ہیں۔ آکسیجن نائٹروجن۔ کاربانک ایسڈ گیس۔ پانی کے بخارات۔ ذرات خاکی اور تھوڑی اور گیسیں بھی۔ ان میں سے آکسیجن ایک ایسی گیس ہے جس پر تمام انسانی وحیوانی زندگی کا مدار ہے۔ اگر آکسیجن نہ ہوتی۔ تو اس زمین پر کوئی جانور ہوتا۔ اور نہ انسان اور نہ آگ کا وجود ہوتا۔ اس گیس کا کام یہ ہے۔ کہ یہ کیمیاوی طور پر کوئلہ سے مل کر گرمی پیدا کرتی ہے۔ جب یہ عمل بہت زور سے ہو رہا ہو۔ تو ہم شعلہ دیکھتے ہیں۔ جب ہم چولہے میں آگ جلاتے ہیں۔ اس وقت درحقیقت ہم کوئلہ اور آکسیجن میں کیمیاوی ترکیب جاری کرتے ہیں۔ جس کا نتیجہ گرمی ہوتی ہے۔ یہ گیس سانس کے ساتھ ہمارے پھیپھڑوں کے ذریعہ سے خون میں داخل ہوتی ہے۔ اور خون اس کو تمام جسم میں گھوماتا ہے۔ اس طرح ہمارے جسم کے ہر ایک حصہ میں وہی عمل جاری ہو جاتا ہے۔ جو آگ کے جلنے کے وقت ہوتا ہے یعنی آکسیجن کوئلہ سے مل کر گرمی پیدا کرتی ہے۔ اور اس گرمی سے ہمارا جسم گرم رہتا ہے۔ گویا اس طرح سے ہمارے تمام جسم میں آگ جل رہی ہوتی ہے۔ اس کیمیاوی ترکیب کا نتیجہ صرف گرمی ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ ایک اور گیس بھی پیدا ہوتی ہے۔ جس کا نام کاربانک ایسڈ گیس ہوتی ہے۔ یہ گیس ایک مرکب چیز ہے۔ جو آکسیجن اور کوئلہ کے ملنے سے بنتی ہے۔ یہ گیس زہریلی ہوتی ہے۔ اور اگر ہمارے جسموں سے خارج نہ ہو۔ تو موت کا موجب ہوتی ہے۔ اگر آپ ایک موم بتی کو ایک گلاس کے اندر کھڑا کر کے جلائیں۔ اور اوپر سے گلاس کو بند کر دیں۔ تو بتی فوراً بجھ جائے گی۔ اور اگر اوپر سے بند نہ کیا جائے۔ تو بتی دیر تک جلتی رہے گی۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ گلاس کو اوپر سے بند کر دینے سے کاربانک ایسڈ گیس ہوا میں زیادہ ہو جاتی ہے۔ اور وہ بتی کو بجھا دیتی ہے۔ یہی اثر اس کا جانوروں کی زندگی پر ہوتا ہے۔ اگر ایک چوہے کو ایک بوتل میں ڈال کر اوپر سے منہ بند کر دیا جاوے۔ تو کچھ دیر کے بعد چوہا بھی مر جائے گا۔ اس کی موت کا بھی وہی سبب ہے۔ جو بتی کے بجھ جانے کا ہے۔ یہ گیس ہوا میں جس قدر زیادہ ہو۔ اسی قدر ہوا خراب ہوتی ہے۔ اور جس قدر کم ہو۔ ہوا پاک وصاف ہوتی ہے۔

شہروں کی ہوا میں بہت زیادہ مقدار کاربانک ایسڈ گیس کی ہوتی ہے کیونکہ وہاں پر ہزارہا انسان وحیوان جمع ہوتے ہیں۔ اور سینکڑوں جگہوں پر آگ روشن ہوتی ہے۔ اس کے خلاف دیہات اور کھیتوں کی ہوا میں کاربانک ایسڈ گیس کم ہوتی ہے۔ اور آکسیجن زیادہ۔ کیونکہ وہاں آکسیجن کا خرچ کم ہوتا ہے اسلئے کاربانک ایسڈ گیس کی پیدائش بھی کم ہوتی ہے یہی وجہ ہے۔ کہ دیہات کے رہنے والے شہریوں کی نسبت زیادہ توانا وتندرست ہوتے ہیں۔ باوجود اس کے کہ وہ نہایت غریبانہ خوراک کھاتے ہیں۔ اس لئے ہم میں سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ جس قدر وقت کھلی ہوا میں گذار سکیں۔ بہتر ہے کاربانک ایسڈ گیس سے پاک ہوا حاصل کرنے کیلئے ہمیں خاص طور پر خیال رکھنا چاہیئے۔ ہمیں ہر روز وقت کا ایک حصہ باہر سیر وتفریح میں گذارنا چاہیئے۔ یہ بہت بڑا ظلم ہے۔ کہ مرد تو جتنا چاہیں۔ باہر سیر کریں۔ مگر عورتوں کیلئے یہ معیوب سمجھا جاتا ہے اکثر مرد یہ پسند نہیں کرتے۔ کہ ان کی عورتیں باہر کھلی ہوا میں جا کر چند گھنٹے گذاریں۔ اس طرح سے وہ نہ صرف ہم پر ظلم کرتے ہیں۔ بلکہ اپنی اولاد پر ظلم کرتے ہیں۔ کیونکہ اگر مائیں کمزور اور بیمار ہونگی۔ تو اولاد کس طرح تندرست وتوانا ہو سکتی ہے۔ مذکورہ بالا بیان سے آپ یہ بھی سمجھ گئے ہونگے۔ کہ ہمیں اندر کی نسبت صحن میں زیادہ حصہ وقت کا گذارنا چاہیئے۔ کیونکہ اندر کی نسبت صحن کی ہوا زیادہ کاربانک ایسڈ گیس سے پاک ہوگی۔ اسی طرح ہمارے مکانوں کے روشندان اور دروازے بھی وقت کا کثیر حصہ کھلے رہنے چاہئیں۔ ورنہ کاربانک ایسڈ گیس جمع ہو کر ہوا کو خراب کر دیگی۔ بعض لوگ بیوقوفی سے سردیوں کے دنوں میں اندر کوئلہ کی انگیٹھی جلا کر دروازے بند کر کے سو جاتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ سوئے کے سوئے ہی رہ جاتے ہیں۔ اور پھر ان کو جاگنا نصیب نہیں ہوتا۔ ایسے کیس آئے دن ہوتے رہتے ہیں۔ مگر پھر بھی لوگ جہالت کی وجہ سے کوئی سبق حاصل نہیں کرتے۔ ایک اور بات جو میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ سوتے وقت منہ کپڑے یا رضائی سے ڈھانپ کر نہیں سونا چاہیئے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے وہی بد نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ جو مکان کے بند رکھنے سے ہوتے ہیں۔ اسلئے منہ کو ہمیشہ کھلا رکھ کر سونا چاہیئے۔ تا کہ جو کاربانک ایسڈ گیس ہمارے اندر سے نکلتی رہتی ہے۔ وہ کھلی ہوا میں پھیل جائے۔ اور بار بار ہمارے اندر جا کر ہمیں بیمار نہ کرے۔ کاربانک ایسڈ گیس کے علاوہ اور بہت سی چیزیں ہیں جو ہوا کو خراب کرتی ہیں۔

(باقی آئندہ)

محصولڈاک بہرحال بذمہ خریدار

تبلیغ کیلئے بےنظیر کتابیں

محصولڈاک بہرحال بذمہ خریدار

اگر یہ سب کتابیں اکٹھی خریدیں تو نصف قیمت ورنہ سالم

آریہ مذہب کی حقیقت

آریوں میں تبلیغ کیلئے بےنظیر کتاب جو حسب ذیل مضامین پر مشتمل ہے (۱) آریہ مذہب میں مکتی کا دروازہ بند ہے (۲) آریہ مذہب کی تنگدلی (۳) مختلف مذاہب کے ہادیوں کے متعلق آریوں کی خطرناک بدزبانی (۴) آریوں کا مسئلہ نیوگ اور انسانی غیرت (۵) مسئلہ نیوگ اور قانون۔ (۶) ویدوں میں جدال وقتال کی خطرناک تعلیم (۷) کیا آرین وید الہامی ہیں۔ (۸) آریہ سماج کے ممبروں کی حالت۔ (۹) ویدوں کی اندرونی سیر (۱۰) ویدک ایشور کے کارنامے (۱۱) تناسخ کا بوداپن۔ (۱۲) پنڈت دیانند کا سنیاس علمی کسوٹی پر۔ (۱۳) آرین کتب میں شدھی کا دروازہ بند ہے (۱۴) کیا آریہ سماج مذہبی سوسائٹی ہے؟ اس کتاب میں آریوں کی کل کتابوں کا عرق نکال کر رکھدیا گیا ہے۔ قیمت صرف ایکروپیہ (عہ)

ہندو دھرم کی حقیقت

یعنی سناتن دھرم پر ایک تنقیدی نظر۔ آج تک مسلمانوں کی طرف سے اس مذہب کے متعلق بہت ہی کم لٹریچر مہیا کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ لوگ آریوں کی نسبت اسلام کے قریب ہیں۔ اس لئے اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کیا ہے۔ اس معرکۃ الآرا کتاب میں حسب ذیل مضامین ہیں۔ (۱) ویدوں کی حقیقت (۲) کیا وید الہامی ہیں۔ (۳) ہندوؤں کا مسئلہ اوتار (۴) اوتاروں کی تقسیم۔ (۵) ست جگ کے اوتار (۶) ایشور مچھلی کے روپ میں (۷) ایشور کچھوے کے روپ میں (۸) ایشور سؤر کے روپ میں (۹) ایشور نصف انسان اور نصف حیوان کے روپ میں۔ (۱۰) تریتا جگ کے اوتار (۱۱) ایشور باونے کے روپ میں (۱۲) ایشور کلہاڑے والے کے روپ میں (۱۳) رام اوتار (۱۴) دواپر جگ کے اوتار (۱۵) کرشن اوتار (۱۶) بدھ اوتار (۱۷) ضرورت اسلام پر سوامی دیانند کی شہادت (۱۸) مذہبی رواداری اور برکات اسلام پر ہندو لیڈروں کی شہادت وغیرہ گویا ہندوؤں کی کل کتب جو ہزارہا اوراق پر پھیلی ہوئی ہیں اور آج تک ان کتب میں درج شدہ مضامین کی بھنک تک بھی مسلمانوں کے کانوں میں نہ پڑی تھی یہ ان کل کتب کا نچوڑ ہے۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے (عمر)

پروفیسر رام دیو کے چھ سوالوں کا جواب

مشہور آریہ اپدیشک پروفیسر رام دیو بی اے گورنر گوروکل کانگڑی کے اسلام پر حسب ذیل چھ اعتراضات کا دندان شکن جواب (۱) قرآن مجید آنحضرت کا روزنامچہ ہے (۲) فرشتوں کا ذکر شاعرانہ ہے۔ (۳) پردہ بری چیز ہے۔ (۴) کثرت ازدواج زناکاری ہے۔ (۵) گوشت انسان کی قدرتی غذا نہیں ہے۔ (۶) قرآن مجید کی نسبت گیتا اور رامائن زیادہ پاکیزہ ہے۔ ان سوالوں کا جواب ایسا جامع ہے۔ کہ معترض کو گھر تک پہنچا دیا ہے۔ اور تو اور خود پروفیسر موصوف بھی اس کو پڑھ کر داد دئے بغیر نہ رہ سکے۔ قیمت آٹھ آنے (۸ر)

ست اپدیش

یہ کتاب کس پایہ کی ہے۔ اس کے لئے آپ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی آرائے مبارک ملاحظہ کیجئے آپ لکھتے ہیں کہ: "کتاب ست اپدیش میں نے پڑھی۔ مجھے یہ کتاب بہت ہی پسند آئی۔ اس کے ختم کرتے کرتے انسان کو یقین ہو جاتا ہے۔ کہ باوا نانک صاحب ضرور مسلمان تھے! اور دل اس امر پر مطمئن ہو جاتا ہے۔ کہ یہ ایک زیر بحث مسئلہ نہیں ہے۔ بلکہ ثابت شدہ حقیقت ہے! اللہ آپ کی اس کوشش کو نیک ثمرات پیدا کرنیکا موجب بنائے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ ہماری جماعت اس کتاب سے خود بھی فائدہ اٹھائیگی۔ اور بکثرت اس کتاب کو خرید کر دوسروں میں تقسیم کریگی۔ دس کتابیں آپ میری طرف سے سکھوں میں تقسیم کر دیں اور قیمت مجھ سے وصول کر لیں"۔ قیمت ایک روپیہ (عہ)

باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب

یہ وہ جامع کتاب ہے۔ کہ جس میں ہندوؤں کے کل عقائد: وید سمرتی۔ پران (۲) چھوت چھات (۳) تیرتھ (۴) جنیؤ (۵) مورتی پوجا (۶) سوتک (۷) اوتار (۸) گئو پوجا (۹) مردے کا جلانا (۱۰) ذبیحہ یا جھٹکا (۱۱) تناسخ (۱۲) سکھوں کے پانچ ککے۔ شری گرنتھ صاحب اور حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ کے اقوال سے ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت موصوف نے ان عقاید کی بزور تردید کی ہے برخلاف اس کے مسلمانوں کے عقاید کے گرو صاحب دل وجان سے قائل مثلاً (۱) کلمہ طیبہ (۲) نماز روزہ (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۴) حج کعبہ (۵) قیامت پر ایمان (۶) عقیدہ ملائکہ۔ (۷) قرآن مجید پر ایمان (۸) صوفیائے کرام اور حضرت باوا صاحب (۹) حضرت باوا صاحب کے اقوال کا ماخذ قرآن مجید ہے۔ پھر اخیر پر اس کتاب میں ایک نہایت مدلل اور مبسوط مضمون تاریخی نقطہ خیال سے درج ہے جسمیں یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ شاہان اسلام ہمیشہ گورو صاحبان کے حامی و مددگار رہے۔ اور سکھ گوروؤں کے پانی کی جگہ اپنا پسینہ بہایا ہے اس کتاب پر ہندوستان کے ۲۰ چوٹی کے اخبارات نے نہایت ہی زبردست ریویو میں یہ ظاہر کیا ہے کہ سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کیلئے یہ ایک بےنظیر کتاب ہے قیمت عمر مگر نور کے خریداران سے صرف (عہ) ایکروپیہ آٹھ آنہ

سکھ اور مسلمان

ایڈیٹر نور کا وہ لیکچر جو گذشتہ مرکزی سالانہ جلسے پر دیا گیا۔ اور پھر دوستوں کے اصرار پر کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔ یہ لیکچر اس قدر مقبول عام ہوا۔ کہ اس کا پہلا ایڈیشن جو دو ہزار چھپا تھا۔ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا۔ صرف چند کاپیاں باقی ہیں۔ سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کیلئے بہترین حربہ ہے۔ قیمت فی کاپی (۶ر)

مختصر تبلیغی ٹریکٹ

قضیہ گائے پر تنقیدی نظر ۲ر سکھ دھرم اور اذان ۱ر ہندو دھرم اور سوراج ۱ر اذان کا گورمکھی ترجمہ ۱ر گورو کی بانی گورمکھی ۱ر سکھ دھرم اور اللہ اکبر ۱ر جھوک مہدی ۱ر یہ چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ تبلیغ کے لئے بہت مفید ہیں۔ دس سے زاید خریدار سے قضیہ گاؤ۔ جھوک مہدی چھ روپیہ ہر اور باقی تین روپیہ فی سینکڑہ کے حساب سے لیا جائیگا:

محصولڈاک بہرحال بذمہ خریدار

ملنے کا پتہ: مینیجر اخبار نور۔ نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

محصولڈاک بہرحال بذمہ خریدار

محصولڈاک ہر حال بذمہ خریدار

نور اینڈ سنز کی تیر بہدف و شہرہ آفاق دوائیں

محصولڈاک ہر حال بذمہ خریدار

اکسیر البدن (رجسٹرڈ)

جملہ دماغی جسمانی اور اعصابی کمزوریوں اور عوارض کے دور کرنیکا ایک ہی علاج ہے۔ کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور بنانا اسی دوا کا کام ہے اس کے استعمال سے کئی ناتوان اور گئے گذرے انسان ازسرنو زندگی حاصل کر چکے ہیں۔ اگر آپ عمدہ صحت پاکر پر لطف زندگی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو آج ہی اکسیر البدن کا استعمال شروع کر دیں۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت جس میں ساٹھ گولیاں ہیں۔ پانچ روپیہ محصولڈاک علاوہ

اکسیر البدن نے میری کایا پلٹ دی - جناب مراد بخش صاحب فلائی کور کوہاٹ چھاؤنی سے لکھتے ہیں۔ کہ: "جب سے اکسیر البدن کا استعمال شروع کیا پٹھوں میں درد کی جو شکایت تھی۔ وہ رفع ہو گئی سستی میں کمی ہے دماغ میں اٹھتے وقت جو چکر آتا تھا۔ جاتا رہا۔ دماغی کمزوری دن بدن دور ہو رہی ہے۔ پہلے درد کمر بہت رہتا تھا۔ اب دو روز سے بالکل آرام ہے۔ پیٹ میں جو گڑگڑاہٹ تھی وہ جاتی رہی۔ اب تو بھوک خوب لگتی ہے"۔ اس سے بڑھ کر اور کیا جادو اثر ہو سکتا ہے۔ اسی کو تو اکسیر کہتے ہیں۔ اگر آپ کو اپنی پیاری صحت کی کچھ بھی قدر ہے تو فی الفور اس کا استعمال شروع کر دیں جس سے آپ نئی زندگی حاصل کریں گے؛

موتی سرمہ (رجسٹرڈ)

ضعف بصر۔ ککرے۔ خارش چشم۔ جلن پھولا۔ جالا۔ پانی بہنا۔ دھند غبار۔ ٹیڑھال ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندہ۔ ابتدائی موتیا بند غرضیکہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے۔ جسے ڈاکٹر شیفتہ اور حکما فریفتہ اور بوقت ضرورت بذریعہ تار منگواتے ہیں

قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے محصولڈاک علاوہ

حضرت مولوی محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ و سیکرٹری بہشتی مقبرہ کی شہادت آپ فرماتے ہیں کہ: "میرے گھر میں اس سے قبل بہت سے قیمتی سرمے استعمال کئے۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا لیکن آپ کے سرمہ سے انکی آنکھوں کی سب کمزوری اور بیماری دور ہو گئی۔ اور انکی نظر بچپن کے زمانہ کی طرح بالکل ٹھیک اور درست ہو گئی۔ اس پر میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور بدوں آپکے تقاضا کے محض فائدہ عام کیلئے ان الفاظ کو اس غرض سے آپ تک پہنچاتا ہوں کہ اس کو ضرور شائع کر دیں تاکہ دوسرے لوگ بھی اس مفید ترین چیز سے مستفیض ہوں"

ست سلاجیت

خون پیدا کرتی۔ قوت جسمانی کو بڑھاتی۔ ابتدائی سل ودق۔ دمہ کھانسی ریزش کمزوری سینہ کو دفع کرتی ہے۔ گردہ اور مثانہ کو طاقت دیتی۔ بدن کو فربہ۔ ہڈیوں کو مضبوط اور درد کمر کو دور کرتی ہے۔ دماغ کو طاقت دیتی اور درد چوٹ کو موقوف کرتی ہے مرد عورت بچے بوڑھے سب کیلئے یکساں مفید اور ہر موسم میں استعمال ہو سکتی ہے ایک چھٹانک سے کم روانہ نہیں ہوتی قیمت فی چھٹانک ایک روپیہ بارہ آنہ عہ

جناب مرزا محسن بیگ صاحب نقشہ نویس بھٹنڈہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ: "آپ کی ارسال کردہ ست سلاجیت بہت مفید ہوئی دو چھٹانک اور بھیج دیجئے"

موتی دانت پوڈر (رجسٹرڈ)

ڈاکٹروں کا یہ متفقہ فیصلہ ہے۔ کہ میلے دانت جملہ امراض کا گھر ہیں۔ یہ پوڈر نہ صرف یہی کہ آپ کے دانتوں کو موتیوں کی طرح چمکا کر پھولوں کی سی مہک پیدا کرے گا۔ بلکہ انہیں فولاد کی طرح مضبوط بنا کر جملہ امراض دندان گوشت خورہ۔ خون یا پیپ کا آنا وغیرہ سے نجات دیگا۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ محصولڈاک علاوہ

منیجر تعلیم الاسلام ہائی سکول کی شہادت - جناب مولوی محمد الدین صاحب بی۔ اے سابق مسلم مشنری امریکہ حال منیجر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان لکھتے ہیں کہ "میں نے یہ موتی دانت پوڈر استعمال کیا۔ بہت مفید پایا۔ علاوہ دانتوں کو سفید اور صاف رکھنے کے یہ مسوڑوں کے عوارض کے لئے بھی نہایت مفید ہے۔

اکسیر معدہ

یہ کون نہیں جانتا۔ کہ کمزور معدہ انسانی زندگی کو نکما بنا دیتا ہے۔ گرمی کے موسم میں تو قریباً ہر ایک معدہ کمزور ہو جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ درد شکم۔ اپھارہ۔ باؤ گولا۔ پیٹ کا گڑگڑانا۔ بدہضمی۔ کمی بھوک ترش ڈکاریں۔ متلی۔ جی کا متلانا ہیضہ پیچش۔ جگر و تلی کا بڑھ جانا۔ سر چکرانا آنکھوں اور دماغ کی کمزوری۔ گرمی کی شدت وغیرہ کو دور کرنے کیلئے تیر بہدف ہے۔ اس کے استعمال سے مندرجہ بالا امراض سے کلی نجات ہو جاتی ہے۔ یہ دوا ہر ایک بال بچے والے گھر میں ہر وقت موجود رہنی چاہیئے۔ بری اور بحری سفر میں اس کا پاس رکھنا بدرجہ غایت مفید ہے۔ صحت کا مدار قوی معدہ پر ہے۔ اگر آپ کو کھانا خوب ہضم ہوتا ہے۔ وقت پر بھوک لگتی ہے۔ تو آپ کے لئے سادہ غذا بھی نعمت عظمیٰ سے کم نہیں ہے۔ اگر یہ بات نہیں۔ تو پھر مرغن اور لذیذ غذائیں بھی محض وبال ہیں۔ اسلئے اگر آپ اپنے معدہ کو قوی بنا کر لطف زندگی سے بہرہ اندوز ہونا چاہتے ہیں۔ تو آج سے اکسیر معدہ کا استعمال شروع کر دیں۔ قیمت ایک شیشی صرف دو روپے۔ جو کئی ماہ کیلئے کافی ہے۔ خوراک ۔ ۲ رتی۔

اکسیر جریان

اس نامراد موذی مرض سے بڑھکر اور کوئی خطرناک روگ نہیں یہ اندر ہی اندر گھن کی طرح انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتا ہے۔ سر میں درد چہرہ زرد۔ طبیعت سرد۔ ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے دل اکتایا ہوا بھوک مری ہوئی۔ غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ درگور بنا دیتی ہے۔ اکسیر جریان اس نامراد مرض کا بہترین علاج ہے۔ قیمت دو روپے چار آنے محصولڈاک علاوہ

راحت بخش سفوف

یہ مجرب اور لاجواب سفوف ہے۔ جو اپنے حیرت انگیز کرشموں کی بدولت چاروں طرف سے خراج تحسین حاصل کر رہا ہے۔ کئی گھرانے خدا کے فضل اور اس کے کرشمہ مسیحائی کی بدولت اولاد کی بے بہا دولت سے مستفیض ہو چکے ہیں۔ اولاد کے خواہشمند ایک بار ضرور اسے استعمال کریں۔ قیمت پانچ روپے محصولڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ: **منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان** ضلع گورداسپور

[illegible]

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۶

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالانے والا اکیلا اخبار

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے تین روپیہ (۳؎)
" ششماہی " ایک روپیہ بارہ آنہ (عہ ۱۲)
" سالانہ سرپرستوں سے دس روپیہ (۱۰؎)
" " امراء سے پانچ روپیہ (۵؎)
" ممالک غیر سے ۸ شلنگ

نور

اللہ اکبر
یھدی اللہ لنورہ من یشاء

ہر ماہ کی
۳ / ۱۷
کو شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر ایس محمد یوسف

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیاں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اسکی فضیلت ظاہر کرنا
(۲) سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا۔
(۳) دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل و صحیح جواب دینا
(۴) راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط اور مستحکم کرنا

نمبر ۱۶ | اخبار نور قادیان ۳ جون ۱۹۲۹ء مطابق ۲۴ ذوالحجہ ۱۳۴۷ھ | جلد ۲

قرآن پاک کا ہندی ترجمہ کیسے مکمل ہو سکتا ہے؟

اسے ہر ایک خیر خواہ ملت بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ کہ مسلمانوں سے یہ ایک قابل افسوس غلطی ہوئی۔ کہ انہوں نے آج تک ہندوستان کی دیسی زبانوں میں فرقان حمید کے تراجم شائع کرنے کے متعلق غیر معمولی سستی سے کام لیا۔ حالانکہ غیر مسلموں کو قرآن پاک کی خوبیوں سے آگاہ کرنے اور تحریک ارتداد اور شدھی وغیرہ کو روکنے کیلئے یہ ایک ہی مؤثر ذریعہ تھا۔ کہ ہم ہندوؤں کی زبانوں میں فرقان حمید کے ترجمے شائع کر دیتے۔ باوجود بے سروسامانی اور قدم قدم پر حوصلہ شکنی کے میں نے محض اللہ کے کرم سے فرقان حمید کا گورمکھی ترجمہ مکمل کر لیا۔ اور مجھے امید ہے۔ کہ انشاء اللہ تعالیٰ وہ جلد ہی چھپ کر دوستوں کے ہاتھوں تک پہنچ بھی جائیگا

اب میں نے توکل علی اللہ قرآن پاک کے ہندی ترجمہ کا عزم کیا ہے۔ اور آپ جانتے ہیں۔ کہ ایسے کام قوم کی خاص توجہ کو چاہتے ہیں۔ یہ اکیلے دکیلے کا کام نہیں۔ میں نے دوستوں کے سامنے یہ تجویز رکھی تھی۔ کہ اگر نور کے تین سو اور خریدار پیدا ہو سکیں تو پھر اس قدر گنجائش نکل سکتی ہے۔ کہ میں اخبار کے لئے کوئی نائب ایڈیٹر رکھ کر اپنی سب توجہ فرقان حمید کے ہندی ترجمہ پر لگا سکوں۔ کیونکہ اب میری صحت اس قابل نہیں۔ کہ میں ایک ہی وقت میں ایڈیٹری اور فرقان حمید کے ہندی ترجمہ کے کام کو جاری رکھ سکوں مگر اس وقت تک دوستوں کیطرف سے بہت کم توجہ ہوئی ہے صرف ایک صاحب نے ڈیڑھ سال کے لئے پانچ روپے ماہوار دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اگر ۹ صاحب ہمت اور پیدا ہو جائیں۔ تو پھر میں نائب ایڈیٹر رکھ کر بخوشی فرقان حمید کے ہندی کو بفضل خدا اول تو ایک سال ورنہ حد ڈیڑھ سال میں مکمل کر سکتا ہوں۔

دوسری تجویز یہ ہے۔ کہ دوست غیر معمولی ہمت اور توجہ سے کام لیں۔ اور نور کے لئے مزید تین سو خریدار پیدا کر دیں۔ اور میں نئے اور پرانے خریداروں کو کچھ عرصہ کیلئے یہ غیر معمولی رعایت دوں گا۔ کہ انہیں تین روپیہ کی قیمتی اور بہترین تبلیغی کتابیں مفت دی جائیں گی۔ کتابوں کی فہرست اسی اخبار کے صفحہ ۱۱ پر ملاحظہ ہو۔ ان میں سے جونسی کتابیں آپ پسند کریں گے۔ وہ نور کے نئے اور پرانے خریداروں کی مفت نذر ہوں گی۔ مگر محصول ڈاک بہر حال بذمہ خریدار ہوگا اس سے بڑھ کر اور کیا رعایت ہوگی یہ غیر معمولی رعایت میں اس لئے دے رہا ہوں۔ تا کہ دوست نہایت تندہی سے نور کی توسیع اشاعت کی طرف توجہ دیں۔ اور نور کا فنڈ اس قدر مضبوط ہو سکے۔ کہ میں کوئی نائب ایڈیٹر رکھ کر اپنی سب توجہ فرقان حمید کے ہندی ترجمہ پر دے سکوں۔ ہر ایک نئے یا پرانے خریدار کے نام پر کا وی پی ہوگا۔ اور وی پی وصول ہونے پر دوسرے روز ہی یہ انعامی کتابیں ان کی خدمت میں روانہ کر دی جائیں گی۔ پرچہ کے وی پی کے ساتھ کتابیں بھیجنے میں یہ ایک بھاری نقص ہے۔ کہ بعض لوگ وی پی واپس کر دیتے ہیں۔ قطع نظر اس کے کہ محصول ڈاک ضائع جاتا ہے۔ آنے جانے میں کتابوں کی حیثیت بھی اسقدر بگڑ جاتی ہے۔ کہ آئندہ انہیں کوئی خریدنا پسند نہیں کرتا۔ یا پھر دوست بذریعہ منی آرڈر بھیج دیں۔ اس سے ایک تو محصول ڈاک کی

راست گفتار پریس ہال بازار امرتسر میں باہتمام ایس ایم صدیق پرنٹر کے چھپا۔ اور شیخ محمد یوسف پبلشر نے قادیان ضلع گورداسپور سے شائع کیا۔

بچت رہے گی۔ اور دوم منی آرڈر پہنچنے پر فی الفور ان کے نام انعامی کتابیں اور اخبار جاری کر دیا جائیگا

دوسری صورت یہ ہے۔ کہ دوست "نور بکڈپو" کتابوں کا مکمل سٹ نصف قیمت پر خرید لیں۔ فہرست کتب اسی اخبار کے صـ پر ملاحظہ ہو۔ یہ کتابیں سکھوں اور آریوں میں تبلیغ کیلئے اپنے اندر لاثانی میٹیریل رکھتی ہیں۔ اور مکمل سٹ نصف قیمت پر مل رہا ہے۔ دوست نہ صرف خود ہی خریدیں بلکہ اپنے دوسرے دوستوں کو بھی اس کے لئے آمادہ کریں اگر یہ سٹ تین سو کی تعداد میں فروخت ہو سکیں۔ تو پھر بھی میں اس قابل ہو سکتا ہوں۔ کہ کوئی نائب ایڈیٹر رکھ کر اپنی سب توجہ فرقان حمید کے ہندی ترجمہ پر لگا دوں۔ غرضیکہ یہ تین تجاویز ہیں۔ اول کم از کم نو ایسے صاحب دل دوست پیدا ہو جائیں۔ جو ڈیڑھ سال کیلئے صہ ماہوار اس کار خیر کی تکمیل کے لئے دیں۔ اگر صاحب ہمت توجہ کریں۔ تو کوئی بڑی بات نہیں۔

دوسری تجویز یہ ہے۔ کہ دوست توسیع اشاعت کی طرف خاص توجہ دیں۔ اس کے عوض نئے اور پرانے خریداروں کو ۳ے کی کتابیں مفت دی جائیں گی۔ گویا دوسرے الفاظ میں نور انہیں مفت پڑے گا۔ کیونکہ نور کی سالانہ قیمت بھی تین روپیہ ہی ہے۔

تیسری صورت یہ ہے۔ کہ ہر ایک دوست نہ صرف خود ہی بلکہ اپنے دوسرے دوستوں کو بھی پوری تندہی سے آمادہ کرے کہ نور بکڈپو کی جملہ کتب کا مکمل سٹ نصف قیمت پر خرید لیں۔

اگر ان میں ایک تجویز بھی بار آور ہو سکے۔ یا جملہ ہر سہ تجاویز اس حد تک کامیاب ہو جائیں۔ کہ میرے پاس کم از کم نو سو روپیہ سرمایہ ہو سکے۔ تو میں ڈیڑھ سال کے لئے اخبار کے واسطے کوئی نائب ایڈیٹر رکھ کر فرقان حمید کا ہندی ترجمہ مکمل کر سکتا ہوں دوستو! یہ کس قدر عظیم الشان خدمت اسلام کا کام ہے۔ جس کی اعانت کے لئے میں آپ کو بلا رہا ہوں۔ کیا آپ نہیں چاہتے کہ اسلام کا بول بالا ہو۔ اور کروڑ ہا وہ مخلوق جو قرآن پاک کی روحانی تعلیم اور بہترین گیان سے ناواقف بلکہ بدظن ہے وہ اس سے مستفیض ہو کر اسلام کی حلقہ بگوش ہو سکے۔ اگر آپ چاہتے ہیں اور کوئی وجہ نہیں کہ نہ چاہتے ہوں۔ تو آگے آؤ اور ایک مجاہد کی اعانت کیلئے اپنا ہاتھ بڑھاؤ۔

آپ کے جواب کا منتظر محمد یوسف ایڈیٹر "نور"

چیدہ خبریں

— بیان کیا جاتا ہے۔ کہ پنجاب کے محکمہ سی آئی ڈی کو مسٹر سانڈرس کے قاتلوں کا سراغ مل گیا۔

— جائنٹ رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی نے پنجاب کے جملہ منظور شدہ ہائی سکولوں کے ہیڈ ماسٹر صاحبان کو گشتی مراسلہ بھیج کر دریافت کیا ہے۔ کہ آپ کی اس کے بارہ میں کیا رائے ہے۔ کہ ایسے بیاہے ہوئے طلبار کو جن کی عمر ۱۸ سال سے کم ہو۔ مڈل سکول لیونگ سارٹیفکیٹ کے امتحان میں شامل ہونے دینا چاہیئے۔

— سول ملٹری گزٹ لکھتا ہے۔ کہ بذریعہ ڈاک جو اخبارات موصول ہوئے ہیں۔ ان سے یہ اطلاع ملی ہے۔ کہ ایک امریکن کرنیل نے ہندو دھرم پر مس میو سے بھی زیادہ سخت حملہ کیا ہے۔ اور اعلان کیا ہے۔ کہ مجھے یہ علم ہے۔ کہ میرے بیانات درست ہیں۔ اور میں ان کے متعلق بحث نہیں کرنا چاہتا۔

— لاہور ۲۲ر مئی آج مسٹر ٹیپ سیشن جج نے مقدمہ قتل راجپال کا فیصلہ سنا دیا۔ اور ملزم علم دین کے لئے سزائے موت کا حکم دیا۔ سیشن جج نے کدارناتھ اور بھگت رام کی شہادت کو قابل وثوق قرار دیا۔ عدالت کے احاطہ میں چھ سات سو مسلمان جمع ہو گئے تھے۔ چاروں طرف پولیس کا پہرہ تھا۔ بالخصوص اس کمرے کے گرد جہاں مسٹر ٹیپ اجلاس کرتے ہیں۔ سنگین پہرہ متعین تھا۔ مسلح کنسٹیبل ملزم کو موٹر میں بٹھا کر حلقہ میں لئے ہوئے لائے۔ ہجوم نے ملزم کو دیکھکر اللہ اکبر کے نعرے لگائے۔ اسی طرح جب حکم سنائے جانے کے بعد پولیس ملزم کو واپس لے جانے لگی۔ تو ہجوم نے پھر نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے۔ اطلاع ملی ہے۔ کہ سیشن جج کے اس فیصلہ کے خلاف عدالت عالیہ میں مرافعہ کیا جائے گا۔

— شملہ ۱۷ر مئی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ لیگ آف نیشن میں شریک ہونے کے لئے ہندوستان سے جو وفد جا رہا ہے۔ اس کے لیڈر سر محمد حبیب اللہ ہوں گے۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ آپ کی غیر حاضری سے سر فضل حسین ایجوکیشن ممبر ہونگ

— نارتھ ویسٹرن ریلوے کے ایجنٹ نے اعلان کیا ہے کہ ایک ہزار روپیہ اس شخص کو دیا جائے گا۔ جو مغل پورہ کی پر اسرار آتشزدگیوں کے متعلق کوئی ایسی اطلاع بہم پہنچائے جس سے مجرموں کی گرفتاری عمل میں لائی جائے۔

— سابق شاہ امان اللہ خان موجودہ حکمران کابل کی فوجوں سے شکست کھا کر ۲۳ر مئی ۱۹۲۹ء کو قلات غلزئی سے بھاگ کر غیر متوقع طور پر چمن پہنچا۔ اور ملکہ ثریا اور اپنے بھائی عنایت اللہ خان کے ساتھ ایک سپیشل ٹرین میں اٹلی جانے کی غرض سے بمبئی جا رہا ہے۔ علی احمد جان سابق گورنر جلال آباد کو قندھار میں بادشاہ تسلیم کر لیا گیا ہے

— کولمبو ۱۲ر مئی۔ کلوترا ہسپتال میں ڈاکٹر فریڈرک بارتھولومیوز نے ایک لڑکی کے معدے پر حیرت انگیز عمل جراحی کرکے ۱۸۱۲ کنکریاں نکالیں لڑکی کی عمر ۱۲ سال کی ہے۔ زرد فام ہے۔ اور موضع مغل کنڈہ کی رہنے والی ہے۔ کنکریاں عجائبات کے طور پر محفوظ رکھی جائینگی۔

— راولپنڈی ۲۲ر مئی۔ پولیس نے گذشتہ شب لکشمی سٹیم پریس اس کے محرر اور مہتمم کے سکونتی مکانات کاغذ فروشی کی دکان اور کاغذ فروش کے سکونتی مکان کی تلاشی لی۔ پولیس کو کتاب "شہید دل کا پوتھا" کی ضرورت تھی۔ جو کسی آسانند نے لکھی اور ایک ماہ ہوا لکشمی پریس میں چھپی۔ اس میں مسلمانوں کے خلاف زہر اگلا گیا ہے۔

— مدراس ۲۲ر مئی۔ حکومت مدراس نے ہدایت کی ہے۔ کہ دیہاتی سکولوں میں طلبار کی تعداد بڑھانے کے خیال سے پست ذاتوں کے غریب بچوں کو مفت کپڑے مہیا کئے جائیں۔ یہ تجربہ اول اول دو اضلاع میں عمل میں لایا جائے گا۔

— لنڈن ۲۰ر مئی۔ لنڈن کی مسجد احمدیہ میں عید کے دن بہت سے مسلمان جمع ہوئے۔ مہاراجہ صاحب بردوان کو جلسہ کا صدر بنایا گیا۔ مسز نیڈو بھی وہاں موجود تھیں۔ آپ نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ میں آنریری مسلمان ہوں۔

— ایتھنز ۱۷ر مئی۔ سابق صدر جمہوریہ یونان اور دو سابق وزرا کو اس الزام میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔ کہ انہوں نے اپنے عہد

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کیا یہ نور کا آخری پرچہ ہوگا؟

نور جس خلوص قلب اور صدق نیت سے سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کے اہم فرض کو بجا لا رہا ہے اس کے لئے میرا یہی عرض کر دینا کافی ہوگا۔ کہ اپنوں کا تعریف کرنا تو کوئی اچنبھہ یا خصوصیت نہیں۔ ہاں جب بیگانے بھی تعریف کریں۔ تو پھر شبہ ہی کیا۔ عربی کی یہ ضرب المثل افضل ما شہدت بہ الاعداء۔ یعنی دشمن کی شہادت سب سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے اپنے اندر جو وزن رکھتی ہے۔ وہ صاف ظاہر ہے۔ اور یہ ضرب المثل نور پر سولہ آنے پوری اترتی ہے۔

نور کا پہلا مقصد سکھوں میں تبلیغ ہے۔ سکھ ایک جوشیلی قوم ہے۔ ایسے حالات میں بعض اوقات تھوڑی تھوڑی باتوں سے بھی جذبات کے بھڑک اٹھنے کا احتمال ہوتا ہے۔ اور پھر جب اسلام کی طرف دعوت دینے والا وہ شخص ہو۔ جو کبھی ان کا تھا۔ اور جس پر انہیں بڑی بڑی امیدیں تھیں تو پھر معمولی سی بات سے بھی جذبات ہیجان میں آجاتے ہیں۔ مجھے قریباً بیس سال اس بہادر قوم میں تبلیغی کام کرتے ہو گئے ہیں۔ تحریری کام بھی بہت کیا۔ لیکچر بھی بیشمار دئے مباحثات بھی ان گنت ہی کئے۔ مگر کیا مجال کہ اور تو اور کبھی شکر رنجی تک تو نوبت آئی ہو۔ میرا فرض بہت ہی نازک تھا۔ میرے ایک ہاتھ میں تو شیشے کا گلاس تھا۔ اور دوسرے میں لوہے کا ہتھوڑا۔ اور تصادم کا ہر وقت احتمال۔ مگر میں نے بیس سال تک اسے اس حسن وخوبی سے سنبھالے رکھا کہ کیا مجال کبھی ہتھوڑے اور شیشے میں ذرا بھر بھی ٹکراؤ تو ہوا ہو۔ حالانکہ برائے نام چھونے سے بھی شیشہ چکنا چور ہو سکتا تھا۔ اس بیس سال کے عرصہ میں نور نے سکھوں کی فضا کو بالکل بدل دیا۔ پہلے سکھ اپنے مذہب سے ناواقفی کے باعث اپنے مذہب کو ہندوؤں کی ایک شاخ سمجھتے تھے۔ مگر اب قریباً سب تعلیم یافتہ سکھ اپنے آپ کو علانیہ ہندوؤں سے علیحدہ کہتے ہیں۔ اور صرف میں اسی شق میں کامیاب نہیں ہوا۔ بلکہ میں اس اہم مقصد میں بھی کامیاب رہا۔ کہ حضرت گورو نانک رحمۃ اللہ علیہ کو اسلام کے ساتھ خاص وابستگی تھی۔

چنانچہ سردار امر سنگھ صاحب مالک اخبار "شیر پنجاب" لاہور لکھتے ہیں۔ کہ :۔

"ان کے (ایڈیٹر نور کے) تراشے ہوئے الزام کے زیر اثر بعض غیر سکھ مورخوں نے اپنے دبے لفظ میں دہرایا"

پھر دوسری جگہ لکھتے ہیں :۔

"بعض طبقوں میں غلط فہمی پھیلانے میں کامیاب بھی ہو گئے۔ دوسری طرف بعض اصحاب (سکھوں) کی تحریروں سے معلوم ہوا۔ کہ وہ ان کی تحریروں سے ایک حد تک مبتلا ہو چکے ہیں۔

(ست اپدیش ص۶)

یہ سب اس بے سروسامانی کی حالت میں ہوا جبکہ نور کی اشاعت چار یا صد پانصد تک محدود رہی۔ اور اگر سو دی پی کرو۔ تو تیس چالیس تک وصول ہوں اگر قوم دستگیری کرتی۔ اور اس بہترین تبلیغی جریدہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی۔ تو آج نقشہ ہی کچھ اور کا اور ہوتا۔ سکھوں جیسی جوشیلی قوم جو شروع سے براہ راست نور کی مخاطب رہی۔ ایڈیٹر نور کے تبلیغی کام اور سلامت روی کا اس پر کیا اثر ہوا۔ ذرا اس کو بھی ملاحظہ کیجئے"

"روزانہ اخبار "اکالی" امرتسر اپنے ۱۳ جنوری ۱۹۲۴ء کے اشو میں لکھتا ہے کہ :۔

"مولوی محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور مسلمانوں کے قادیانی فرقہ میں ایک نمایاں شخصیت رکھتے ہیں۔ آپ کا مطالعہ سکھ لٹریچر اور سکھ تواریخ کے متعلق بہت وسیع ہے۔ آپ کئی درجن کتابوں کے مصنف ہیں۔ مولوی صاحب آج سے نہیں کئی سال سے اس کوشش میں ہیں۔ کہ سکھوں اور مسلمانوں کی دونو توحید پرست اقوام میں رشتہ اتحاد مضبوط ہو جائے۔ اور آئے دن کے اذان اور جھٹکے کے نفاق پیدا کرنے والے جھگڑے پیدا نہ ہوں"

"روزانہ پنتھ سیوک لاہور" اپنے ۹ اکتوبر ۱۹۲۳ء کے اشو میں لکھتا ہے کہ :۔

"آئے دن دیہات میں سکھوں اور مسلمانوں کے اذان پر جھگڑے ہوتے رہتے ہیں جو فی الحقیقۃ ملک کے اتحاد اور اتفاق کو سخت نقصان پہنچاتے ہیں۔ اس روزمرہ کی کشمکش کو دور کرنے کیلئے مولوی محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور قادیان ضلع گورداسپور نے اذان کا گورمکھی ترجمہ چھاپا ہے تاکہ سکھوں کو معلوم ہو سکے۔ کہ اذان تو خدا کی عبادت میں شامل کرنے کا ایک پیغام ہے۔ اور اس میں کوئی شرک کی بات نہیں۔ مولوی محمد یوسف صاحب کی یہ کوششیں بلاشبہ ملک کے اتحاد و اتفاق کے لئے قابل مبارکباد ہیں"

یہ تو ہوئیں سکھ اخبارات کی شہادتیں۔ اب ذرا متعصب آریہ اخبارات کی شہادتیں ملاحظہ ہوں۔

اخبار پرکاش لاہور اپنے ۹ مئی ۱۹۱۵ء کے اشو میں لکھتا ہے کہ :۔

"اخبار نور قادیان کے ایڈیٹر سردار سورن سنگھ حال شیخ محمد یوسف مہینوں سے اپنے اخبار میں سکھ مذہب کو اسلام کی ایک شاخ بیان کر رہے ہیں ..... کیا خالصہ کیمپ میں کوئی بھی ایسا آدمی نہیں جو اس کا جواب دے سکے"

اخبار آریہ گزٹ لاہور اپنے اپریل ۱۹۱۶ء کے اشو میں لکھتا ہے کہ :۔

"نور یہ لکھ رہا ہے۔ کہ سکھ مذہب کا بانی اسلام کا پیرو تھا۔ اس کے ثبوت میں وہ بہت کچھ لکھ چکا۔ مگر افسوس ہے۔ کہ ہمارے سکھ بھائیوں نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ جسے دیکھ کر یہ اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ کہ نور بازی لے گیا"

مولوی ثناء اللہ کو احمدیوں سے جو تعلق اور رابطہ ہے۔ اسے ہر ایک بہتر سمجھتا ہے۔ مگر یہ نور کے متعلق جو لکھتے ہیں۔ ذرا اسے بھی ملاحظہ کیجئے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کا اخبار اہلحدیث امرتسر اپنے ۱۹ فروری ۱۹۱۵ء کے اشو میں اشاعت اسلام کے عنوان سے لکھتا ہے۔ کہ :۔

"پنجاب میں سکھوں کی قوم بڑی بہادر اور قابل توجہ ہے۔ اس قوم کی ابتدا مسلمانوں کے بہت قریب تھی مگر ہندوانہ رسم و رواج نے ان کو مسلمانوں سے ہٹا کر ہندوؤں کے زیادہ قریب کر دیا۔ حالانکہ اس قوم کے سب سے بڑے بزرگ باوا نانک جی مسلمان بزرگوں سے بہت مانوس تھے۔ ہم اس قصور کا اعتراف کرتے ہیں۔ کہ علماء نے اس قوم میں اشاعت اسلام کا خیال نہ کیا۔ تو خدا نے انہیں میں سے ایک شخص سورن سنگھ کو محمد یوسف بنا کر سکھوں میں اشاعت اسلام کا کام ان کے سپرد کر دیا۔ ہماری دلی آرزو ہے۔ کہ خدا اس بہادر قوم کو عرب اور پٹھان بہادروں کی طرح اسلام جیسے بہادر مذہب سے بہرہ ور کرے۔ شیخ محمد یوسف صاحب گو اعتقاد میں ہم سے اختلاف رکھتے ہیں۔ مگر ہم تو اپنے اصولوں کے پابند ہیں۔ کہ مشترک کام میں ہم ایک ہیں۔ اسلئے ہماری دعا ہے۔ خدا شیخ صاحب موصوف کو اس مہم میں کامیاب کرے۔ جو صاحب اس امر میں شیخ صاحب موصوف سے خط و کتابت کریں۔ یا کسی قسم کی امداد بھیجنا چاہیں۔ وہ دفتر نور قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر بھیجیں۔ شیخ صاحب نے متعدد کتابیں سکھوں اور گورو نانک جی کے متعلق لکھی ہیں جو قابل دید ہیں۔"

اول تو نور کی اہم تبلیغی اغراض کو مدنظر رکھتے ہوئے ہی دوستوں کو یہ چاہئیے تھا۔ کہ ایسے مجاہد اور غازی پرچہ کی اعانت کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے۔

اور پھر جب میں خدا کے فضل و کرم سے قرآن پاک کے گورمکھی ترجمہ کو مکمل کر کے اب فرقان حمید کے ہندی ترجمہ کو شروع کر رہا ہوں۔ دوستوں کا یہ فرض تھا۔ کہ وہ اس کار خیر اور عظیم الشان کام میں میری ہر طرح مدد کرتے۔ کیونکہ فرقان حمید کے گورمکھی اور ہندی تراجم بفضل خدا ہندوؤں کے نقطہ نگاہ کو بدل کر اسلام کے لئے ایک بہترین فضا پیدا کر سکتے ہیں۔ اور یہ وہ کار عظیم ہے۔ کہ جس کی ضرورت صدیوں سے تھی۔

اگر آج ہم ہندوؤں کی اسلام کے متعلق بدظنی کو حسن ظنی سے بدلنا چاہتے ہیں۔ اگر آج ہم اندھی کی خطرناک رو کو روکنا چاہتے ہیں۔ اگر آج ہم ارتداد کے جوار بھاٹا کو خاموش کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آج ہم ہندوستان کے چمن اسلام میں فصل بہار دیکھنے کے خواہشمند ہیں۔ تو اس کی ایک اور ایک ہی صورت ہے۔ کہ ہم قرآن پاک کے ہندوؤں کی مخصوص زبانوں میں ترجمے کر دیں۔ اور ہندو اقوام میں اللہ کریم کے اس مقدس کلام اور پوتر بانی ہاں ہاں اکاش بانی کا سندیسہ و پیغام پہنچا دیں۔ پھر ربع صدی میں ہی دیکھ لو۔ کہ کسطرح کایا پلٹ سکتی ہے۔

میری صحت کمزور ہے۔ اب میں اس قابل نہیں۔ کہ ایک ہی وقت میں اخبار اور قرآن پاک کے ہندی ترجمہ کو جاری رکھ سکوں۔ اس وقت اخبار کی اشاعت ۳۵۰ ہے۔ یہ اپنے اخراجات بھی پورے نہیں کر سکتا۔ میں نے اسے صرف اشاعت اسلام کی خاطر رکھا ہوا ہے۔

میں نے دوستوں سے یہ اپیل کی تھی۔ کہ اگر کم از کم اس کے تین سو اور خریدار مہیا ہو جائیں۔ تو پھر میں کوئی نائب ایڈیٹر رکھ کر اپنی سب توجہ قرآن پاک کے ہندی ترجمہ کی طرف دے سکتا ہوں۔ اور اس تجویز کو جلد کامیاب بنانے کے لئے میں نے ہر نئے اور پرانے خریدار کے لئے تین روپیہ کی کتابوں کے مفت دینے کا بھی اعلان کر دیا۔ جس کے متعلق مفصل مضمون آپ اس اخبار کے صفحہ ۱ و ۲ پر ملاحظہ فرماویں۔ مگر پھر بھی یہ تجویز کامیاب نہیں ہوئی۔ اور اس وقت تک صرف ایک خریدار کی درخواست آئی ہے۔ جنہیں وی پی کیا گیا۔ اور ابھی یہ پردہ غیب میں ہے۔ کہ اس کا بھی وی پی وصول ہوگا یا نہیں۔ اب میرے لئے صرف ایک ہی سٹیپ باقی رہ گیا ہے۔ کہ نور کے ہر نئے اور پرانے خریدار کو بجائے اخبار کا چندہ وصول کرنے کے تین روپیہ نقد اپنی گرہ سے ادا کروں۔ مگر صاف ظاہر ہے۔ کہ ایسا کرنا میری طاقت سے باہر ہے

مجھے یہ دیکھ کر تعجب اور حیرت ہوتی ہے کہ دوست کس مجاہد پرچہ سے یہ سلوک کر رہے ہیں۔ وہ جس نے سکھوں اور آریوں میں فضا کو بدل دیا۔ وہ پرچہ جو ہندوستان بھر میں سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کا ایک ہی ذریعہ ہے۔ وہ پرچہ جس نے سکھوں جیسی بہادر قوم میں تبلیغ کے لئے ایسا ٹھوس لٹریچر مہیا کیا۔ جس کے اپنے اور بیگانے سب معترف ہیں۔ وہ پرچہ جس کے ایڈیٹر نے بفضل خدا قرآن پاک کا گورمکھی ترجمہ مکمل کر لیا۔ اور اب ہندی ترجمہ کا آغاز کیا ہے۔ یہ وہ عظیم الشان کام ہے۔ کہ جس کی صدیوں سے ضرورت تھی۔ جو خدا کے فضل سے ہندوستان کی کایا پلٹ سکتا ہے۔

جہاں تک کام کا سوال ہے۔ میری روح خوش ہے مگر جب عدم توجہی کی طرف دیکھتا ہوں مجھے بہت دکھ ہوتا ہے۔ دو چار نہیں بیسیوں میرے مباحثات سکھوں اور آریوں سے ہوئے۔ اور اللہ کریم نے ہر میدان میں مجھے کامیابی عطا فرمائی۔ میری حالت ٹھیک اس قسمت کے دھنی جرنیل کی طرح ہے۔ جس نے ہر میدان میں فتح پائی۔ اور راشن کے نہ ہونے سے آخر تھک کر بیٹھ گیا۔ مگر اس کی طرف بہت کم توجہ کی گئی۔ اس وقت نور کی اشاعت ۳۵۰ ہے۔ اس خریداری پر کوئی پرچہ زیادہ دیر کے لئے قائم نہیں رہ سکتا۔ اخبار کے جاری رکھنے کے لئے کم از کم ۶۰۰ خریداروں کی ضرورت ہے۔ اگر نور کے موجودہ خریدار کم از کم ایک ایک خریدار مہیا کر دیتے تو نور کے مالی مشکلات کا سوال ایک ہفتہ کے اندر اندر ہی حل ہو سکتا تھا۔ یا ہر ایک دوست اپنی گرہ سے قیمت ادا کر کے سکھوں اور آریوں کے نام اخبار جاری کر دیتا تو جہاں ایک طرف غیر مذاہب میں تبلیغ کا ایک نیا باب کھل سکتا تھا۔ وہاں دوسری طرف نور بھی مالی مشکلات سے نجات حاصل کر سکتا تھا۔ مگر دوستوں نے اس طرف توجہ فرمانا ضروری نہ سمجھا۔ جس سے مجبور ہو کر آج نور کو تاوقتیکہ اس کی بہتری کی کوئی صورت پیدا نہ ہو مجبوراً آپ سے رخصت ہونا پڑتا ہے اچھا خدا حافظ۔

اب تو جاتے ہیں میکدہ سے میر
پھر ملیں گے گر خدا لایا

تعجب! حیرت!! یہ سلوک اس مجاہد پرچہ کے ساتھ روا رکھا جا رہا ہے۔ جس کے متعلق دنیا کے بہترین دقیقہ رس اور نکتہ نواز بزرگ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز یہ فرماتے ہیں:۔

"دشمن سے دشمن بھی نور کی تعریف کرتے ہیں۔ پھر

کس قدر افسوس ہوگا۔ اگر ہم قدر نہ کریں"

(۲۷ر دسمبر ۱۹۲۸ء)

پھر فرماتے ہیں:۔

"نور کے مضامین تبلیغ کے لئے بہت مفید ہوتے ہیں۔ نور نے سکھوں میں بہت کام کیا۔ نور کے ذریعہ سکھوں میں تبلیغ کا دروازہ کھل گیا۔ اس اخبار کے مطالعہ سے کئی سکھوں کے خطوط میرے پاس آئے جو اسلام کے بہت قریب ہیں۔ نور کے مضامین پڑھ کر ایک سکھ ایسا متاثر ہوا۔ کہ اس نے مجھے نذر بھیجی۔ مگر نور کی اشاعت بہت تھوڑی ہے اس طرف خاص توجہ ہونی چاہیئے"

(۲۷ر دسمبر ۱۹۲۶ء)

میں نہیں سمجھتا۔ کہ حضرت کے اس اہم ارشاد کی موجودگی میں بھی نور کی توسیع اشاعت کے لئے کسی مزید تحریک کی ضرورت ہو۔ اگر دوست ذرا سی بھی توجہ کرتے۔ تو اس وقت نور کی اشاعت کا ہزار دو ہزار ہو جانا ایک معمولی بات تھی۔

اور اب جبکہ میں ہر ایک خریدار کو تین روپیہ کی کتابیں مفت دے رہا ہوں۔ دوستوں کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ دامے درمے قدمے سخنے نور کی توسیع اشاعت کے لئے کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑتے۔ نور کے وہ کون سے خریدار ہوں گے۔ جن کے ایک دو دوست نہ ہوں۔ اور پھر وہ کون سے دوست ہوں گے۔ جنہیں نور جیسے مجاہد اور غازی پرچہ جو تمام ہندوستان میں سکھوں اور آریوں میں تبلیغ کا ایک ہی ذریعہ ہے کی خریداری کے لئے کہا جائے اور وہ انکار کر دیں؟۔ صرف توجہ کی ضرورت ہے۔ سکھوں اور آریوں کے اخبارات جن کے اعتراضات کا دندان شکن جواب نور دیتا اور ان کے سامنے محاسن اسلام بیان کر کے اسلام کی طرف بلاتا ہے۔ ان کی اشاعتیں تو ہزاروں تک ہوں۔ اور نور کی صرف ساڑھے تین سو۔ اور اب جبکہ ہر ایک خریدار کو تین روپیہ کی نہایت ٹھوس تبلیغی معلومات سے لبریز کتابیں مفت مل رہی ہوں۔ پھر بھی نور کی توسیع اشاعت کی طرف توجہ نہ ہو۔ تو یہ ستم ظریفی نہیں تو اور کیا؟ اور پھر جب میں بفضل خدا قرآن پاک کا گورمکھی ترجمہ مکمل کر کے ہندی ترجمہ کو شروع کر رہا ہوں۔ تو اس صورت میں تو قوم کے اہل دل لوگوں کا یہ فرض ہونا چاہیئے تھا۔ کہ وہ اس خدمت اسلام کے عظیم الشان کام میں ایک مجاہد کا ہر طرح ہاتھ بٹاتے اگر قوم کے دردمند اصحاب اس طرف توجہ کریں۔ تو میں بفضل خدا قرآن پاک کے ہندی ترجمہ کے عظیم الشان کام کو زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ سال تک مکمل کر سکتا ہوں اس کے لئے میں اور کچھ نہیں چاہتا۔ یا تو چند ایک دوست ایسے پیدا ہو جائیں۔ جو پچاس روپیہ ماہوار ڈیڑھ سال تک دے سکیں۔ اور یا پھر نور کی خریداری اس حد تک پہنچ جائے۔ کہ میں کوئی مددگار رکھ کر اپنی سب توجہ قرآن پاک کے ہندی ترجمہ پر لگا دوں۔ اگر لاکھوں کے اخراجات سے بھی فرقان حمید کا ہندی ترجمہ مکمل ہو سکتا۔ تو دوستوں کو خوش ہونا چاہیئے تھا۔ مگر میں جس اعانت کا آپ سے طلبگار ہوں۔ وہ تو اس عظیم الشان کام کے سامنے کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی۔

جو قوم کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی نہیں کرتی یا نہیں کرنا چاہتی۔ اگر پھر بھی وہ شکایت کرے۔ کہ کام کرنے والے پیدا نہیں ہوتے۔ تو اس کی شکایت بے سود۔ اگر دوستوں نے توجہ کی۔ اور نور کے لئے کم از کم تین سو خریدار پیدا کر دئے۔ تو نور جاری رہے گا۔ ورنہ تاوقتیکہ اس کی بہتری کے سامان پیدا نہ ہوں نور بند رہیگا۔

اور نور کو بند کر کے یقیناً قوم کوئی اچھے احساس کا ثبوت نہیں دے گی۔ اور یہ میری بات بھی نوٹ کر لیں۔ کہ آئندہ کسی شخص کو یہ جرأت نہیں ہوگی۔ کہ وہ آریوں اور سکھوں میں ٹھوس تبلیغی مٹیریل کو مہیّا کرنے والا کوئی پرچہ جاری کرے۔ گویا دوسرے الفاظ میں اگر اور نہیں تو کم از کم سکھوں میں تبلیغ کا دروازہ قریباً بند ہی ہو جائے گا۔

ٹھوس کام کرنے والا کوئی آدمی پیدا نہیں ہو سکے گا۔ باقی **برائے نہادن چہ سنگ و چہ زر** کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے۔ اور اس کی حقیقت صرف دل کے بہلانے تک ہی محدود۔ یہ قانون قدرت ہے کہ جو قوم کام کرنیوالوں کو نظر انداز کرتی ہے۔ پھر اس قوم میں کام کرنے والوں کا قحط ہو جاتا ہے

لہذا قوم کو اس موقع پر۔ نہایت سنجیدگی سے اس سوال پر غور کرنا چاہیئے۔ کہ وہ نور ایسے مجاہد اور غازی پرچہ کے ساتھ کیا سلوک روا رکھنا چاہتی ہے۔

باقی رہا یہ سوال کہ اب نور کب جاری ہوگا؟ آپ کے سلوک اور عملی توجہ پر منحصر ہے۔ ورنہ میں تو اپنی مرضی سے اس کا ایک پرچہ بھی لیٹ نہیں دیکھنا چاہتا۔

آپکے اچھے جواب کا منتظر۔ محمد یوسف اڈیٹر نور قادیان

نور شاید پچھلے سال ہی بند ہو جاتا مگر چند صاحب ہمت بزرگوں کی اعانت سے اس کی زندگی ایک سال بڑھ گئی۔ اللہ تعالےٰ انہیں اجر عظیم دے۔ ان میں سے

(۱) بابو غلام محی الدین صاحب چشتی گو ان کی تنخواہ شاید ہی اسّی روپیہ ماہوار ہو۔ مگر ان کا دل بہت وسیع ہے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ کے لئے ان کے دل میں خاص لگن ہے۔ اور اس وجہ سے نور کے ساتھ بھی خاص انس ہے۔

(۲) نواب غلام سرور خانصاحب۔ گو آپ سلسلہ میں شامل نہیں۔ مگر سکھوں اور آریوں میں نور کے کام کو خاص احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں

(۳) جناب چوہدری حیات محمد صاحب سب ڈویژنل آفیسر

(۴) ایک بزرگ ترین شخصیت جو شروع سے نور کے ہمدرد ہیں۔ اور جن کی طرف سے خاص ہدایت ہے کہ ان کا نام نامی ظاہر نہ کیا جائے میں ان کا تہ دل سے شکر گزار اور دعا گو ہوں۔ اللہ تعالےٰ ان کا حامی و ناصر ہو اور انہیں حسنات دارین کا وارث بنائے

اگر ایسے صاحب دل ایک درجن بھی پیدا ہو جائیں۔ تو پھر نور بفضل خدا ہمیشہ کیلئے خطرہ سے باہر ہو سکتا ہے۔

کچھ لینا اور کچھ دینا۔ قریباً ۴ ہزار روپیہ لوگوں کی طرف بقایا ہوگا مگر وصولی کی بظاہر کوئی صورت نہیں۔ لینا اور دینا کسے یاد نہیں ہوتا۔ اگر دوست بھیجدیں تو مہربانی ورنہ سوائے صبر کے چارہ ہی کیا۔ برخلاف اسکے میرے بھی کچھ دینا ہوگا۔ میری مالی حالت آجکل اس قدر کمزور ہے۔ کہ صرف اللہ کے رحم پر ہی بھروسہ ہے۔ میں اللہ کے کرم کا امیدوار ہوں۔ انشاء اللہ زیادہ دیر کیلئے یہ حالت نہیں رہیگی۔ بیشک بظاہر آسمان پر بادل چھائے ہوئے ہیں۔ مگر افق مشرق پر امید کی سفید دھاریاں نظر آ رہی ہیں۔ اگر دوست نقد لینا چاہیں۔ تو براہ کرم مجھے حالات کے بہتر ہونے تک مہلت دیں۔ اور اگر اس کے عوض

شذرات

ایک روزانہ سکھ اخبار کے اعتراضات اور اُن کا جواب

جہاں دیگر سکھ اخبارات اب اس نتیجہ پر پہنچ چکے ہیں۔ کہ شری گورو نانک دیو جی مہاراج کو اسلام سے وابستگی تھی۔ اور وہ اب اس بحث سے حتی الوسع بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہاں گورکھی کے روزانہ اخبار "اصلی قومی درد" اب میدان میں آئے ہیں۔ اس سلسلہ میں ان کا پہلا اور تیسرا نمبر ہمارے پاس پہنچا ہے دوسرا نہیں۔ اگر دوسرا نمبر بھی بھیجدیں۔ تو اچھا ہو۔

اگرچہ یہ اعتراضات نور کے ایک نامہ نگار کے مضمون پر ہیں۔ مگر مجھے نامہ نگار کی اکثر باتوں سے اتفاق ہے۔ اس لئے میں بجائے نامہ نگار پر بوجھ ڈالنے کے خود ہی جواب دیتا ہوں۔

اعتراضات کی تفصیل

مذکورۃ الصدر ہمعصر کے اعتراضات ان دو شقوں پر مبنی ہیں۔ (۱) گورو صاحب (شری گورو نانک دیو جی مہاراج) جس ملک میں جاتے تھے اسی طرح کے بن کر اوپدیش کرتے تھے (۲) فرید کے شلوک ہمارے لئے موجب حجت نہیں

ان اعتراضوں کا جواب

(۱) یہ کہنا کہ شری گورو صاحب جس ملک میں جاتے تھے اسی طرح کے بن کر اوپدیش کرتے تھے۔ عرب دیش اور حج کعبہ کی حالت میں تو ٹھیک بیٹھتا ہے۔ جیسا کہ بھائی گورداس جی نے حج کعبہ کے متعلق گورو صاحب کا یہ نقشہ بیان کیا ہے:-

بابا پھر مکے گیا نیل بستر دھارے بن والی
عصا ہتھ کتاب کچھ کوزہ بانگ مصلے دھاری

یعنی حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ حج کعبہ کو گئے۔ نیلے کپڑے پہن کر (جو گذشتہ زمانہ میں عام طور پر حاجیوں کا لباس ہوتا تھا) اور ولی بن کر ہاتھ میں عصا بغل میں قرآن پاک لٹکائے ہوئے دوسرے ہاتھ میں کوزہ وضو کرنے کے لئے اذان دیتے ہوئے اور نمازیں پڑھتے ہوئے۔

اب اس حلیہ مبارک کا جو شخص بھی کسی کے سامنے آئے گا۔ وہ اس کے متعلق راسخ العقیدہ مسلمان ہونے کا ہی فیصلہ دے گا۔

ہاں اب یہ اڈیٹر صاحب "اصلی قومی درد" کا فرض ہے کہ وہ یہ ثابت کرے۔ کہ جب حضرت باوا صاحب موصوف ہردوار گورکھیتر وغیرہ ہندوؤں کے تیرتھوں پر تشریف لے گئے۔ تو آپ ماتھے پر تلک لگا کر اور جنیو وغیرہ پہن کر اور جے سیتا رام وغیرہ کہتے ہوئے تیرتھوں کی یاترا کے لئے گئے۔

دوسرے اعتراض کا جواب

اب رہا دوسرا سوال کہ باوا فرید کے ان شلوکوں

فریدا بے نمازا کتیا ایہہ نہ بھلی ریت
کدی چل نہ آئیوں پنجے وقت مسیت
اٹھ فریدا وضو ساج صبح نماز گذار
جو سر سائیں نہ نویں سو سر کپ اوتار
جو سر سائیں نہ نویں سو سر کیجے کائیں
کنی ہیٹھ جلائیے بالن سندی تھائیں

کے آپ ذمہ دار نہیں یا یہ اقوال آپ پر حجت نہیں۔ اگر یہ صحیح ہے۔ تو پھر یہ شری گرنتھ صاحب میں کیوں درج ہوئے کیا گرنتھ صاحب کو پڑھتے وقت ان اقوال کو پڑھنے والے چھوڑ جایا کرتے ہیں؟ کیا یہ اقوال گرنتھ صاحب کا جزو نہیں؟ اگر ہے اور ضرور ہے۔ تو پھر یہ حیل و حجت کیوں!

خالص حضرت باوا صاحب کے اقوال

اب خالص حضرت باوا جی اقوال بھی ملاحظہ ہوں:-

(سری راگ محلہ پہلا)

خصم کی نذریں دلیں پسندی جنہیں اک کر دھیایا
تنہہ کر رکھے پنج کر ساتھی ناؤں شیطان مت کٹ جائے

یعنی وہی اللہ کے مقبول ہیں۔ جو ایک کی پوجا کرتے ہیں۔ تیس روزے رکھتے اور پانچوں وقت کی نمازیں پڑھتے ہیں۔ پھر اور دیکھو

ہوئے مسلم دین مہانے
مرن جیون کا بھرم چکانے

یعنی مسلمان بننے سے نجات ابدی حاصل ہو جاتی ہے

پھر اور ملاحظہ ہو:-

کل پروان کتیب قرآن
پوتھی پنڈت رہے پران

یعنی اس کل یگ (فیج اعوج) کے زمانہ میں صرف قرآن حمید ہی نجات دے سکتا ہے۔ پوتھی اور پنڈت وغیرہ کام نہیں آسکتے۔ پھر اور دیکھئے۔

دل کا مالک کرے ہاک ٭ قرآن کتیب تے پاک

یعنی دلوں کا مالک یہ آواز دیتا ہے۔ کہ قرآن مجید ایک پاک کتاب ہے۔

میں سمجھتا ہوں۔ کہ ایڈیٹر صاحب "اصلی قومی درد" کے کل اعتراضوں کا جواب آگیا۔ اب ایڈیٹر صاحب کا یہ فرض ہے: کہ وہ گورو صاحب کے ان اقوال پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ دنیا روزے چند۔ عاقبت با خداوند۔

امان اللہ خاں کی امیدوں کا خاتمہ

میں نے اس خبر کو کمال اندوہ سے سُنا۔ کہ امان اللہ خاں سابق شاہ کابل ۲۳ر مئی کو بعد از دوپہر اچانک معہ ثریا بیگم سابق ملکہ اور اپنے بڑے بھائی پرنس عنایت اللہ خان کے وارد چمن (انگریزی علاقہ) ہوئے! امان اللہ خاں کا یہ انجام نہایت حسرتناک ہے۔ آج سے چھ ماہ قبل ان کا طوطی آسمان پر بول رہا تھا۔ بڑے بڑے شہنشاہ ان کی دوستی کا دم بھرتے تھے۔ مگر قسمت سرہانے کھڑی ہنس رہی تھی۔ سیاحت یورپ نے ان کی شہرت کو چار چاند لگائے۔ اور در اصل اسی سیاحت نے ہی انہیں شاہ سے بے نوا بنا دیا۔

سابق شاہ افغانستان کے زوال کے وجوہات

انہوں نے اصلاحات میں بہت شتابکاری سے کام لیا۔ اور یہ چاہتے تھے کہ ایک ہی دن میں بچہ پیدا ہو کر جوان ہو جائے۔ مگر یہ قانون قدرت کے خلاف تھا۔ قدرت سے بڑھ کر اور کوئی زبردست ہستی نہیں۔ مگر اس کا کام بھی بتدریج ہے۔ اس کی گورنمنٹ میں بھی ایک بچہ کو جوان ہوتے اٹھارہ بیس سال لگتے ہیں۔

پھر ان کی دوسری غلطی یہ تھی جو انہوں نے ۱۵ر دسمبر ۱۹۲۸ء کو کابل چھوڑا۔ چاہیئے تھا۔ کہ وہ کابل میں ہی زیادہ سے زیادہ قلعہ بند ہو کر اپنے مخالف کا مقابلہ کرتے۔ اور اگر شدید مشکلات کی موجودگی میں انہوں نے کابل کو چھوڑا ہی تھا۔ تو تمام ذخائر حرب وضرب کو ماچس لگا کر آتے۔ اور خزانہ میں ایک کوڑی تک نہ چھوڑتے۔ جس قدر لا سکتے تھے۔ اپنے ہمراہ لاتے۔ باقی کو تلف کر کے آتے۔ پھر جب قندہار میں پہنچ گئے تھے۔ تو ضروری تھا۔ کہ قندھار کی سرحدوں کو مضبوط کرتے۔ اور تاوقتیکہ حالات سازگار نہ ہوتے کابل پر یلغار کو ملتوی رکھتے بہرحال جو کچھ بھی ہوا وہ تکلیف دہ ہے۔

دنیا کو اس سے کیا سبق ملتا ہے

دنیا کو امان اللہ خاں کی سرگذشت سے ایک سبق ملتا ہے۔ کہ کسی حکمران کو پبلک جذبات سے کبھی بے پرواہ نہ ہونا چاہیئے! اور نہ ہی اپنے خوشامدی حاشیہ نشینوں پر انحصار رکھنا چاہیئے۔ ورنہ قانون قدرت اور اسکے عجائب وغرائب کسی تشریح کے محتاج نہیں

دشمن کو کبھی حقیر نہ سمجھو

دشمن کو کبھی حقیر نہیں سمجھنا چاہیئے۔ وہ موجودہ حکمران کابل جسے آج سے چھ ماہ قبل ایک ڈاکو سے بڑھ کر کوئی حیثیت نہیں دی جاتی تھی آج افغانستان میں وہی زبردست شخصیت سمجھی جاتی ہے۔ اور یہ سب تغیّر صرف چھ ماہ کے اندر اندر ہوا۔ کابل کا وہ موجودہ حکمران جو آج سے چند ماہ قبل امان اللہ خاں کی ادنی سے ادنے خدمت بجا لانے کو اپنے لئے موجب فخر سمجھتا ہوگا۔ اور شاید امان اللہ خاں جس سے سیدھے منہ بات کرنا بھی پسند نہ کرتے ہوں گے۔ آج اس بے مایہ ہستی نے امان اللہ خان کا تخت الٹ دیا۔ اور بادشاہ سے بے نوا بنا دیا وہ دُرّانی خاندان جسے تمام افغانستان بلکہ ایشیا میں ایک خصوصیت حاصل تھی۔ امان اللہ خاں کے دست بردار ہونے سے ہی اس کا ستارہ بھی گہن میں آگیا اپنی ذات میں نہ کوئی خاندان معزّز ہے اور نہ ذلیل۔ اس کے افراد ہی اپنے خاندان کو معزز اور ذلیل بناتے ہیں

یہ روز بد کیوں دیکھنا پڑا

امان اللہ خان کو یہ روز بد کیوں دیکھنا پڑا۔ اس کی تہ میں دو ہی باتیں ہیں۔ خوشامدی وزراء پر بھروسہ اور پبلک جذبات سے بے پرواہی اور یقیناً اب وہ وزراء بھی دربدر ہوں گے۔ کیوں کہ ایسے وزراء پر کوئی عقلمند ایک منٹ کے لئے بھی بھروسہ نہیں کر سکتا

مجھے اس مصیبت میں امان اللہ خان سے پوری ہمدردی ہے۔ اور میری یہ دلی خواہش ہے۔ کہ وہ جلد سے جلد اپنی کھوئی ہوئی پوزیشن کو حاصل کر سکیں۔ اگر ایسا ہو سکے۔ تو سب سے بڑھ کر مجھے خوشی ہوگی۔

افغانستان کی قسمت کا فیصلہ

افغانستان کی قسمت کا ابھی فیصلہ نہیں ہوا۔ اب وہاں سول وار اور طوائف الملوکی شروع ہوگی۔ ہر ایک قبیلہ کا علیحدہ علیحدہ حکمران ہو جائے گا۔ افغانستان کی تجارت اور امن تباہ ہو جائے گا۔ وہ عظیم الشان سلطنت جو خصوصاً ایشیا میں ایک خاص عظمت اور خصوصیت رکھتی تھی۔ اب جھاڑو کے تنکوں کی طرح بکھر جائے گی۔ اور اگر یہ میرا خیال غلط نکلے۔ اور افغانستان طوائف الملوکی سے بچ کر کسی واحد حکمران کے تحت آ جائے۔ تو مجھے بہت خوشی ہوگی کیونکہ وہ ایک اسلامی سلطنت ہے۔ اور اس کی مضبوطی سے اسلام کا وقار ہے۔

کچھ موجودہ حکمران کے متعلق

کابل کے موجودہ حکمران سے بھی ہمیں چند ایک اعلےٰ اسباق ملتے ہیں۔ اول یہ کہ قدرت بھی انہیں کی مدد کرتی ہے۔ جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر قسمت کو دوش دینے والوں کی مدد قدرت نہیں کیا کرتی۔ بلکہ انسان خود ہی اپنی قسمت کو بناتا اور خود ہی بگاڑتا ہے۔ بہادری اور بزدلی میں صرف ایک قدم کا فرق ہے۔ ایک قدم آگے اٹھانے سے بہادر ہے۔ اور ایک قدم پیچھے لیجانے سے بزدل۔

موجودہ حکمران کابل نے ہوا کے رُخ کو دیکھا اور اس سے فائدہ اٹھایا۔ اور قدرت نے اس کی مدد کی اور اس وقت تک جو حالات سامنے آئے ہیں۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ صرف بہادر ہی نہیں۔ بلکہ منتظم بھی۔ بعض وہ لوگ جنہیں ہم ایک یا دوسری وجہ سے ادنے سمجھتے ہیں۔ ان میں بھی ایسی ہستیاں موجود ہیں کہ موقع میسر آنے پر نہ صرف وہ اپنی بہترین بہادری کا ثبوت دے سکتے ہیں۔ بلکہ اچھے منتظم اور عمدہ مدبّر بھی ثابت ہو سکتے ہیں۔ لہذا کسی کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیئے اور عاقبت سے بے پروا نہیں ہونا چاہیئے

چودھویں کا چاند گہن میں

یہ کاش پتی کے دائیں ہاتھ مسٹر چمپوپتی ایم۔ اے نے مسلمانوں کے برخلاف ایک خطرناک کتاب "چودھویں کا چاند" لکھی۔ گورنمنٹ نے بہت عقلمندی سے کام لیا۔ جو اس امن سوز کتاب کو ضبط کر لیا۔ میرے خیال میں اب وہ وقت آگیا ہے کہ آریہ سماج کو اسلام کے متعلق مخالف جذبہ کو دل سے نکال دینا چاہیئے۔ اسلام کے کروڑوں پیرو ہیں۔ اور ہر ایک مردم شماری جو ہزاروں کا اضافہ اپنے ساتھ لاتی اور بحیثیت مجموعی جو لاکھوں کی تعداد میں اسلام ترقی کر رہا ہے۔ آخر کوئی تو خوبی ہے۔ ہندو مذہب باوجود قدیم ہونے کے پھر بھی ہندوستان کی چار دیواری کے باہر اپنے لئے جگہ پیدا نہ کر سکا۔ مگر اسلام تھوڑے سے ہی عرصہ میں چار دانگ عالم میں پھیل گیا۔ آخر کوئی تو خوبی ہے۔ ورنہ بغیر خوبی کے کوئی شخص ایک کو تو اپنا ہمخیال بنا کر دکھلائے۔ اس لئے آریہ سماج کو اس مخالف جذبہ کو ترک کر کے اسلام کی خوبیوں کا اعتراف کرنا چاہیئے۔ اور اگر وہ ایک یا دوسری وجہ سے اسلام کی خوبیوں کا اعتراف نہیں کر سکتی۔ تو پھر اسے کم از کم مخالف جذبہ کو ہی ترک کر دینا چاہیئے۔ ہندوستان کی بہتری تو اسی میں ہے۔ کہ ہم ایک دوسرے کی خوبیوں کا کھلے دل سے اعتراف کریں۔

افغانستان کی ڈائری

۱۵ر دسمبر ۱۹۲۸ء: امان اللہ تخت کابل سے دست بردار ہوئے
۱۶۔ ،، ،، : سردار عنایت اللہ خان کابل سے جان بچا کر بھاگے
۱۸۔ ،، ،، : بچہ سقہ نے تخت پر قبضہ کر لیا۔
۲ر اپریل ۱۹۲۹ء: امان اللہ نے قندھار سے کابل کی طرف چڑھائی کی
۵ر مئی ،، :۔ امان اللہ نے غزنی پر قبضہ کیا۔
۱۵۔ ،، ،، : بچہ سقہ نے غزنی پر قبضہ کیا۔
۲۰ مئی ۱۹۲۹ء:۔ امان اللہ پسپا ہوئے ۔ ۲۳ مئی ۱۹۲۹ء:۔ امان اللہ خاں قندھار سے روانہ ہو کر چمن آ گئے ۔ پرتاب

ایک ہندو کی تحقیقات

پیغمبر اسلام کی کثیر الازدواجی

(از جناب حکم چندر کمار بی اے ایڈیٹر ستارۂ صبح)

اس کے بعد حضرت محمد صاحب کی باقیماندہ ازواج پر سرسری نظر ڈالنا ضروری ہے۔ سب سے پہلے یہ یاد رکھنا لازم ہے کہ بی بی عائشہ کے سوا جتنی عورتیں آپ کے عقد نکاح میں آئیں۔ سب کی سب بیوہ تھیں۔ اور دوسرا یہ کہ ان نکاحوں کے حالات پر فرداً فرداً غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ نکاح بھکارج کی خاطر نہ تھے۔ بلکہ یا تو کسی اخلاقی ذمہ داری کی ادائگی کی خاطر تھے۔ یا کسی پولٹیکل ضرورت کے تقاضے سے یا ان دونوں اغراض کو پورا کرنے کے لئے تھے ساتھ ہی یہ بات بھی مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کہ بی بی خدیجہ کی وفات کے بعد آپ پچاس سال سے متجاوز ہو چکے تھے۔ اور جب عالم شباب میں آپ کی یہ حالت تھی۔ کہ آپ تازہ شادی کے بعد کبھی کئی روز تک گھر سے غیر حاضر رہ کر تزکیہ نفس اور ریاضت کشی میں مشغول رہتے تھے۔ تب اس مدینہ کی زندگی کے دوران میں جب آپ ہر دم دشمنوں سے پریشان ایک عظیم الشان مذہب اور سلطنت کی بنیادیں ڈالنے اور ان کے اوپر بڑی بڑی تعمیرات بنانے میں مصروف ...... ہو رہے تھے آپ کی نسبت یہ گمان کرنا کہ آپ ایک عیش پرست مطلق العنان کسری یا کیخسرو کی طرح حرم سراؤں میں پڑے رہتے تھے۔ سخت کج فہمی ہے۔

اب سنئے! بی بی خدیجہ کے مرنے کے بعد آپ نے معاً دو نکاح کئے۔ ایک تو بی بی عائشہ سے جس کا ذکر اوپر ہو چکا۔ اور دوسرا بی بی سودہ سے جن کی عمر پچاس سال تھی۔ بی بی سودہ ان لوگوں میں سے تھیں۔ جو شروع شروع میں آپ پر ایمان لائے تھے۔ وہ نہ صرف خود مسلمان ہوئیں۔ بلکہ اپنے خاوند کو بھی حلقہ اسلام میں لائیں۔ اور جب مسلمانوں کی ایک جماعت اول اول ہجرت کر کے حبش کو گئی۔ دونوں میاں بیوی اس میں شامل تھے۔ وہیں میاں کا انتقال ہو گیا۔ اور بی بی سودہ کی حالت اس بات کی مقتضی ہوئی۔ کہ آنحضرت اسے اپنے سایہ حفاظت میں لے لیں۔ ادھر اس کی شرافت یہ کہ جب بالآخر آپ معہ اصحاب کے مدینہ کی ہجرت پر مجبور ہوئے۔ بی بی سودہ نے اپنے تمام حقوق زوجیت بی بی عائشہ کے حق میں منتقل کر دئے۔

بی بی حفصہ۔ خلیفہ ثانی حضرت عمر کی بیٹی تھیں۔ جس کا پہلا خاوند جنگ بدر میں کام آ چکا تھا۔ حضرت ابو بکر سے اتر کر جو پیار حضرت محمد صاحب کو حضرت عمر سے تھا وہ بیان کا محتاج نہیں۔ عمر اوائل میں اسلام کے جانی دشمن تھے۔ ایک روز تلوار لے کر گھر سے نکلے۔ کہ آنحضرت کا کام تمام کر دیں۔ رستہ میں معلوم ہوا۔ کہ خود ان کی ہمشیرہ ایمان لا چکی ہے۔ انہوں نے ارادہ کیا۔ کہ پہلے اسی کا صفایا کریں۔ جب بہن کے گھر میں داخل ہوئے۔ وہ قرآن تلاوت کر رہی تھی۔ جب عمر نے تلوار اٹھائی۔ بہن نے کہا ذرا پہلے اس کو دیکھ تو لو۔ پھر جو چاہے کر لینا۔ عمر نے وہ نوشتہ لے کر پڑھنا شروع کیا۔ نوشتہ کیا تھا۔ جادو کا تعویذ تھا۔ عمر پشیمان ہوئے اور روتے ہوئے آنحضرت کے مکان پر پہنچے۔ اور مشرف باسلام ہوئے۔ بعد میں اسلام کے حق میں آپ نے جو خدمات ادا کیں۔ ان کی تاریخ اسلام شاہد ہے۔ کچھ عرصہ ہوا۔ ایک آریہ سماجی دوست نے جو ایک اہل قلم بھی ہیں۔ مجھ سے کانپور میں کہا۔ کہ حضرت عمر کی زندگی ایسی اعلیٰ اور پاک ہے۔ کہ مجھے اس میں کوئی رخنہ نظر نہیں آتا۔ اپنے داماد کے شہید ہونے کے بعد عمر نے اپنی بیٹی کا ہاتھ آنحضرت کے سامنے پیش کیا۔ اور آپ نے اسے منظور کر کے حضرت عمر کو مرہون احسان فرمایا۔ یہ بی بی بڑی پرہیزگار عابدہ تھیں۔ اور حضرت ابو بکر نے اپنی خلافت کے زمانہ میں قرآن کا جو نسخہ مرتب کرایا تھا۔ وہ اسی کی امانت میں رکھا گیا تھا۔ بی بی عائشہ سے اس کو بڑی محبت تھی۔

ام سلمہ۔ اور اس کا خاوند ابو سلمہ اس پارٹی میں سے تھے جو مسماۃ سودہ اور اس کے خاوند کی طرح حبش کو ہجرت کر گئے تھے۔ حبش سے واپسی پر دونوں میاں بیوی مدینہ کی ہجرت کو آمادہ ہوئے۔ مگر ام سلمہ کے میکے والے مزاحم ہوئے۔ اور زبردستی اسے ابو سلمہ سے کھسوٹ لے گئے۔ اتنے میں اسکے سسرال والے بھی آ پہنچے۔ اور اس کے شیر خوار بچہ کو اس کی گود سے لے بھاگے بیچاری ام سلمہ رات دن گریہ وزاری کرتی رہتی۔ حتیٰ کہ ایک رشتہ دار نے رحم کھا کر اس کو اپنے خاوند کے پاس مدینہ پہنچا دیا۔ دو سال کے بعد اس کا خاوند لڑائی میں شہید ہوا۔ اور حضرت نے اس کو عقد نکاح میں لے لیا۔ اس وقت اس کی عمر ۵۷ سال کی تھی۔ ۸۰ سال کے بعد اس کا انتقال ہوا۔

زینب۔ یہ وہ بیوی ہے۔ جس کی نسبت مخالفین طرح طرح کی چہ میگوئیاں کرتے ہیں۔ واقعات یہ ہیں۔ زینب آنحضرت کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ بیس سال کی عمر میں حضرت نے اس کی شادی زید بن حارث سے کرا دی تھی۔ ہر چند زینب دل سے اس شادی پر راضی نہ تھیں مگر انکار بھی نہ کر سکتی تھیں۔ زید اصل میں بی بی خدیجہ کا ایک حبشی غلام تھا۔ اور شروع میں ہی ایمان لا چکا تھا۔ بی بی خدیجہ نے اس کو غلامی سے رہا کر دیا۔ اور اجازت دی۔ کہ اپنے ماں باپ کے ہاں چلا جائے۔ مگر اس نے بدستور آپ کے ہاں رہنا پسند کیا۔ اور اپنے آپ کو اس قدر اہل ثابت کیا۔ کہ حضرت محمد صاحب نے اس کو متبنیٰ بنا لیا تھا۔ اور یہی وجہ تھی۔ کہ آپ کو زینب اور زید کے نکاح میں اس قدر دلچسپی تھی۔

گو آپ زینب کا ہاتھ زید کو دے سکتے تھے۔ اس کا دل دینا اس کے اپنے ہاتھ میں تھا۔ میاں بیوی میں آئے دن کی کھٹ پٹ ہونے لگی۔ اور طلاق کی نوبت پہنچی آنحضرت نے بہتیرا فریقین کو سمجھایا۔ مگر محبت کا دیوتا جو آنکھوں سے اندھا ہے۔ اور فقط دل کی آنکھ سے دیکھا کرتا ہے۔ رضامند نہ ہوا۔ طلاق ہو گئی۔

زینب بڑی قابل عورت تھی۔ نہ معلوم اس کے دل میں کیا کیا امنگیں تھیں۔ اس کی آرزو یہ تھی کہ اسے رسول اللہ کی زوجیت کا فخر نصیب ہو ناظرین کیا آپ اس جذبہ کو مضحکہ اڑانے کے قابل سمجھتے ہیں! تو اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ آپ کا دل عورت کا دل نہیں ہے۔

اہل عرب میں متبنیٰ بیٹے کی بیوی سے شادی کرنا جائز نہ تھا۔ آنحضرت کو قدرتی طور پر تشویش ہوئی۔ زینب کسی اور کے ساتھ نکاح کرنا پسند نہ کرتی تھی۔ اور

آپ کا پہلا تجربہ اس کے حق میں ناگوار ثابت ہو چکا تھا۔ اب کریں تو کیا کریں۔

بالآخر غور کرتے کرتے ان کو اندرون دل سے یہ صلاح ملی۔ کہ زینب سے نکاح کرنا عین مناسب اور جائز ہے۔ یا اسلام کی اصطلاح میں یوں کہیئے۔ کہ حضرت کو الہام ہوا۔ کہ زینب سے نکاح کرنا جائز ہے۔

مخالف لوگ کہا کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت نے ایک ناجائز فعل کو جائز ٹھیرانے کیلیئے ایک "خاص وحی" کے اترنے کا بہانہ بنایا۔ اگر وہ تعصب کو چھوڑ کر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ تو ان کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ جو فعل ایک ملک یا ایک زمانہ میں جائز سمجھا جاتا ہے۔ وہی فعل کسی اور ملک یا اور زمانہ میں ناجائز ٹھیرتا ہے۔ یعنی کثیر الازدواجی؟ جس کو اسلامی اخلاق میں جائز سمجھا جاتا ہے۔ عیسائی اخلاق کی رو سے قابل نفرین ہے۔ اور نہ صرف ہندوؤں میں مہابھارت کے زمانہ میں ایک بیوی دروپدی کے لیئے پانچ خاوند کرنا جائز تھا۔ بلکہ ابھی دور دراز پہاڑوں میں ایسی قومیں موجود ہیں۔ جن میں یہی رسم جاری ہے۔ اور ابھی کل کی بات ہے۔ کہ آریہ سماج کے بانی نے نیوگ کو جائز بتلایا ہے۔ ایک غیر خون متبنیٰ بیٹے کی بیوی سے شادی کرنا بجائے خود کوئی بُرا فعل نہیں کہا جا سکتا۔ ہاں اہل عرب کے مروجہ اخلاق کی رو سے یہ فعل بُرا تھا لیکن کیا حضرت محمدؐ صاحب کی ساری کی ساری زندگی عربی اخلاق کے خلاف بغاوت کی زندگی نہ تھی۔

دوسرا اہم "خاص وحی" کا اعتراض۔ یہ سچ ہے کہ جب خدا کو ایک شخصی ہستی مان کر اس کو عرش بریں پر متمکن مانتا ہے۔ تب اس سے وحی اور الہام لانے کے لئے جبرائیل ایسی درمیانی ہستی کی بھی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔ مگر کیا یہ درست نہیں۔ کہ جب انسان کے اندر کسی سوال کے جواز یا عدم جواز کی نسبت کشمکش پیدا ہوتی ہے۔ تو بالآخر اسے اس عقیدہ کا حل بھی ہاتھ آتا ہے۔ جو پاک نفس اور پاک باطن انسانوں کی حالت میں بعض دفعہ ایک شعلہ زن تصویر نقش یار یا نوشتہ کی صورت اختیار کرتا ہے۔ اور اگر اسے الہام یا وحی یا اکاش بانی وغیرہ الفاظ سے تعبیر کیا نہ جائے۔ تو کیا کیا جائے!

چوں نہ ستر معرفت آگہ شوی ؛ نقطہ بگذاری سوئے معنی روی

اسی لفظوں کے ہیر پھیر اور چھیڑ چھاڑ نے ہی تو ہم کو بے خانماں بنا رکھا ہے۔ اور ہم کو نہ دنیا کا چھوڑا ہے نہ دین کا۔

بی بی زینب کی نسبت لکھا ہے۔ کہ وہ دوسری بی بیوں سے فخریہ کہا کرتی تھیں۔ کہ "میرا نکاح (حضرت سے) خود خدا نے آسمان پر کیا ہے۔ اور تمہارا نکاح تمہارے باپوں نے زمین پر کیا ہے"

یہ بھی لکھا ہے۔ کہ ان کے سوا اور کوئی بی بی حضرت عائشہؓ کی مدمقابل نہ تھی۔ وہ اپنے ہاتھوں سے چمڑے کو دباغت دیتی اور آمدنی غریبوں میں تقسیم کرتی تھیں۔ اسی کی نسبت پیغمبر صاحب نے فرمایا تھا۔ کہ "تم میں سے جس کے ہاتھ دراز ہیں۔ وہی مجھ سے جلدی ملیگا"

وہ اس قدر سخی تھیں۔ کہ جس قدر وظیفہ حضرت عمرؓ سے ملتا۔ سب خیرات کر دیتیں۔

بی بی حبیبہ۔ خدا کی قدرت بڑی عجیب ہے۔ بی بی حبیبہ کا باپ ابو سفیان عمر بھر اسلام کا جانی دشمن رہا اس نے پیغمبر اسلام اور اس کے مشن کی بیخ کنی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ مگر جب فتح مکہ کے بعد اس نے طوعاً و کرہاً اسلام قبول کیا۔ اس نے اپنی کجروی کی پوری پوری تلافی کر کے وہ وہ خدمات سرانجام دیں۔ جن کی نسبت سان وگمان بھی نہ ہو سکتا تھا۔

اسی ابو سفیان کا بیٹا معاویہ پھر اسلام کے حق میں باعث زحمت ثابت ہوا۔ اس نے حضرت علیؓ کے ساتھ وہ جنگ وجدال کئے۔ جن میں فریقین کے تیس ہزار آدمی ہلاک ہو گئے۔ اور خلافت میں دو عملی پیدا ہوئی حتیٰ کہ حضرت شہید ہوئے۔ اور معاویہ خلیفہ بن کر کربلا کے المناک سانحہ کا آلہ کار بنا۔

اسی تنے کی دوسری شاخ بی بی حبیبہ ۱۷ سال کی عمر میں ایمان لائی۔ اور بعد میں اپنے خاوند کے ساتھ ہجرت کر کے حبش جانے پہ مجبور ہوئی۔ وہاں اس کا خاوند نصرانی ہو گیا۔ اب نہ راہ رفتن نہ جائے ماندن۔ اگر پیغمبر صاحب اس حالت میں اس کا ہاتھ نہ پکڑتے۔ تو سخت بے حمیتی کے سزاوار ہوتے۔ آپ نے ان کو نکاح کا پیغام بھیجا۔ اور خالد کی وساطت سے رسومات نکاح ادا کی گئیں۔ کچھ عرصہ کے بعد مدینہ آگئیں۔ اسی عرصہ میں ان کے والد ابو سفیان کو پیغمبر صاحب سے معاہدہ کرنے کے لیئے مکہ سے مدینہ جانے کا اتفاق ہوا۔ جب وہ بی بی حبیبہ سے ملنے کے لیئے مکان پر گیا۔ حبیبہ نے اس کو آتے دیکھ کر وہ مسند جس پر پیغمبر صاحب بیٹھا کرتے تھے۔ تہ کر کے الگ رکھ دی۔ اور جب باپ نے سبب دریافت کیا۔ کہا میں یہ گوارا نہیں کر سکتی۔ کہ رسول اللہ کی مسند پر ایک مشرک بیٹھے۔ آن ہو تو ایسی ہو۔

بی بی جویریہ۔ ان کا باپ حارث قبیلہ بنو المصطلق کا سردار تھا۔ اور بڑا نامور بہادر اور شہسوار تھا۔ وہ ایک مرتبہ حضرت محمد صاحب کی غیر حاضری میں مدینہ پہ حملہ آور ہوا۔ لڑائی میں میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ اور حارث کے خاندان کی عورتیں جن میں جویریہ بھی تھی۔ قید ہو گئیں۔ جویریہ ایک صحابی کے حصہ میں آئی۔ جس نے ایک معینہ رقم کے عوض اس کو رہا کرنا منظور کیا۔ مگر جویریہ کے پاس رقم نہ تھی۔ اس لئے وہ پیغمبر صاحب کے پاس آئی۔ آپ نے معینہ رقم ادا کر کے اس کے ساتھ نکاح کر لیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مسلمانوں نے اس نکاح کے پاس خاطر سے جویریہ کی قوم کے تمام قیدی جو ان کے حصہ میں آئے تھے یکے بعد دیگرے رہا کر دیئے۔ اس مروت کا آخری نتیجہ یہ نکلا۔ کہ حارث اور اس کی ساری قوم کے لوگ خوشی سے حلقۂ اسلام میں آ شامل ہوئے۔

بی بی صفیہ۔ یہ ایک باوقار یہودی کی بیٹی تھی۔ جس کی دوسری شادی خیبر کے ایک یہودی سردار کنانہ کے ساتھ ہو گئی تھی۔ خیبر کی فتح کے وقت صفیہ مسلمانوں کے ہاتھ قید ہو گئی۔ آنحضرت نے اسے عقد نکاح میں لا کر خیبر کے یہودیوں سے دوستانہ رشتہ قائم کیا۔

غرضیکہ دو ایک نکاح چھوڑ کر باقی جس قدر نکاح آنحضرت نے کئے وہ یا تو اس وجہ سے تھے۔ کہ ان بیویوں کا جنہوں نے اسلام کی خاطر طرح طرح کی صعوبتیں اٹھائی تھیں سوائے ذات خدا اور کوئی ہاتھ پکڑنے والا دنیا میں نہ تھا یا اس وجہ سے کہ ان نکاحوں کو آنحضرت اسلامی طاقت کے استحکام کے لیئے ضروری سمجھتے تھے۔ یہ آخری نکاح عین اسی قسم کے تھے جس قسم کے بیاہ اکبر نے راجپوت گھرانوں میں کئے۔ جن کی غرض وغایت پولیٹیکل تھی۔ باقی آئندہ

اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

مکرمی جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم "اکسیر البدن" کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:۔

"مکرمی جناب شیخ محمد یوسف صاحب (موجد اکسیر البدن) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:۔ میں نہایت مسرت اور شکر گذاری کے جذبات سے لبریز دل لیکر یہ خط آپ کو لکھ رہا ہوں۔ میرے بیٹے عزیز یوسف علی عرفانی کو پیشاب میں شکر وغیرہ آنیکی شکایت تھی۔ اس نے مجھے ولایت سے خط لکھا۔ میں نے آپ سے اکسیر البدن کی ایک شیشی لے کر بھیجدی۔ اس تازہ ڈاک میں جو اس کا خط آیا ہے۔ میں اس کا اقتباس بھیجتا ہوں۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ:۔

"میری صحت جیسا کہ میں نے پہلے لکھا تھا۔ کہ مجھے پیشاب میں شکر وغیرہ آتی ہے۔ اب خدا کے فضل سے بالکل آرام ہوگیا ہے۔ اور اس کی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ وہ جو آپ نے ایڈیٹر صاحب نور والی دوائی یعنی اکسیر البدن بھیجی تھی۔ میں نے استعمال کرنی شروع کر دی۔ جس سے پیشاب کی شکایت بھی رفع ہوگئی۔ الحمد للہ اب پیشاب بالکل صاف اور تندرستی کا آتا ہے۔ بھوک خوب لگتی ہے۔ جو کھاؤں سو ہضم۔ چہرہ پر بشاشت اور جسم میں چستی۔ غرضیکہ ایک جوانی کا آغاز پا رہا ہوں نہایت اعلیٰ دوا ہے ایک شیشی اور روانہ کر دیں"۔ شیخ صاحب! مجھے عزیز یوسف علی عرفانی کے اس خط سے بہت خوشی ہوئی۔ اور یہ دوسری مرتبہ اکسیر البدن نے میرے لخت جگر پر اپنا بےنظیر اثر کیا۔ میں جب خود ولایت میں تھا۔ تو عزیز مکرم محمد داؤد احمد عرفانی کو اس کا استعمال کرایا گیا۔ اس کی صحت مخدوش تھی اور امراض پھیپھڑے کا خطرہ تھا۔ مگر خدا نے اکسیر البدن کے ذریعہ اسے ان خطرات سے بچا لیا! اور اب میرے دوسرے بیٹے پر اس نے اعجازی اثر کیا ہے میں اس ایجاد پر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ اس نافع الناس دوا کے لئے خدا تعالیٰ آپ کو اجر عظیم دے۔ یہ دوائی فی الحقیقت اکسیر البدن ہے۔ اور میں ہر شخص کو اس کے استعمال کی تحریک کرنے میں دلی مسرت محسوس کرتا ہوں"

اکسیر البدن جملہ دماغی جسمانی اور اعصابی کمزوریوں اور عوارض کے دور کرنیکا ایک ہی علاج ہے۔ کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور بنانا اسی دوا کا کام ہے! اسکے استعمال سے کئی ناتوان مگنے گذرے انسان از سر نو زندگی حاصل کر چکے ہیں۔ اگر آپ بھی عمدہ صحت پاکر پر لطف زندگی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو آج ہی اکسیر البدن کا استعمال شروع کر دیں۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت جس میں ساٹھ گولیاں ہیں پانچ روپے (صہ) علاوہ محصولڈاک

اکسیر معدہ

آپ کو کیا فائدہ دیگی؟

یہ امراض معدہ وسینہ کا لاثانی علاج بکثرت دودھ گھی ہضم کرنیکا بہترین ذریعہ ہے۔ تمام بیماریوں کی جڑ کمزور معدہ ہے۔ اگر آپ کو کھانا بخوبی ہضم ہوتا ہے۔ تو آپ کے لئے سادہ غذا بھی نعمت عظمےٰ سے کم نہیں۔ ورنہ مرغن۔ لذیذ اور مقوی غذائیں بھی محض وبال ہیں۔

یہ اکسیر معدہ ہیضہ بدہضمی۔ کمی بھوک۔ درد شکم۔ اپھارہ۔ بادگولہ پیٹ کا گڑگڑانا کھٹی ڈکاریں۔ قے۔ جی کا متلانا۔ جگر و تلی کا بڑھ جانا۔ سر چکرانا۔ آنکھ و دماغ کی کمزوری گرمی کی شدت۔ پیاس کا زیادہ لگنا۔ ہاتھ پاؤں کا گرم رہنا۔ کرم شکم۔ قبض اسہال ریاح۔ کھانسی۔ دمہ وغیرہ کے لئے تیر بہدف ہے۔

دودھ۔ بالائی۔ ماکھن۔ گھی۔ گوشت۔ انڈے۔ وغیرہ مرغن اور مقوی اشیاء ہضم کرنے کی لاثانی دوا ہے۔

ایک ہی ہفتہ کے استعمال کے بعد بکثرت دودھ۔ گھی۔ روزانہ ہضم ہو جاتا ہے۔ خون صالح پیدا ہوکر چار پانچ پونڈ وزن بڑھ جاتا ہے۔

دماغ۔ حافظہ۔ ذہن کو تقویت اور قوت مردمی کو بدرجہ غائت بڑھاتی ہے کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کے لئے بےنظیر چیز ہے۔ خوراک ۲ رتی۔ قیمت فی شیشی جو کئی ماہ کیلئے کافی ہے۔ صرف دو روپے (عہ) محصولڈاک علاوہ

جناب ایڈیٹر صاحب فاروق کی شہادت

مکرمی میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق اکسیر معدہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ:۔

"کچھ دن گذرے میں نے جناب سے اکسیر معدہ اپنے ذاتی استعمال کیلئے لی تھی۔ ان دنوں مجھے نفخ شکم اور پیٹ میں ہر وقت بوجھ رہنے کی شکایت تھی۔ اس اکسیر کے استعمال سے خدا نے مجھے بہت جلد صحت دی۔ اور میرے تمام معدہ اور شکم کی تکلیف رفع ہوگئی اس کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور ساتھ ہی مزید درخواست بھی ہے۔ کہ براہ کرم اور اکسیر معدہ عطا فرما دیں۔ مشکور رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے کاموں میں برکت دے۔ آمین۔

ملنے کا پتہ:۔ منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

تبلیغ کیلئے بےنظیر کتابیں

محصولڈاک بہر حال بذمہ خریدار

محصولڈاک بہر حال بذمہ خریدار

اگر یہ سب کتابیں اکٹھی خریدیں تو نصف قیمت ورنہ سالم

آریہ مذہب کی حقیقت

آریونمیں تبلیغ کیلئے بےنظیر کتاب جو حسب ذیل مضامین پر مشتمل ہے:- (۱) آریہ مذہب میں مکتی کا دروازہ بند (۲) آریہ مذہب کی تنگدلی (۳) مختلف مذاہب کے ہادیوں کے متعلق آریوں کی خطرناک بدزبانی (۴) آریوں کا مسئلہ نیوگ اور انسانی یرت (۵) مسئلہ نیوگ اور قانون (۶) ویدوں میں جدال وقتال کی خطرناک تعلیم۔ (۷) کیا آرین وید الہامی ہیں (۸) آریہ سماج کے ممبروں کی حالت (۹) ویدونکی اندرونی سیر (۱۰) ویدک ایشور کے کارنامے (۱۱) تناسخ کا بودا پن (۱۲) پنڈت دیانند کا سنیاس عملی کسوٹی پر (۱۳) آرین کتب میں شدھی کا دروازہ بند (۱۴) کیا آریہ سماج مذہبی سوسائٹی ہے؟ اس کتاب میں آریونکی کل کتابوں کا عرق نکال کر رکھدیا گیا ہے۔ قیمت صرف ایکروپیہ (عہ)

ہندو دھرم کی حقیقت

یعنی سناتن دھرم پر ایک تنقیدی نظر۔ آج تک مسلمانوں کی طرف سے اس مذہب کے متعلق بہت ہی کم لٹریچر مہیا کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ لوگ آریوں کی نسبت اسلام کے قریب ہیں۔ اسلئے اس قابل قدر کتاب نے ایک ڑی بھاری ضرورت کو پورا کیا ہے اس معرکۃ الآراء کتاب میں حسب ذیل مضامین ہیں:- (۱) ویدوں کی حقیقت (۲) کیا وید الہامی ہیں (۳) ہندوؤں کا مسئلہ اوتار (۴) اوتاروں کی تقسیم (۵) ست جگ کے اوتار (۶) ایشور مچھلی کے روپ میں (۷) ایشور کچھوے کے روپ میں (۸) ایشور سؤر کے روپ میں (۹) ایشور نصف انسان اور نصف حیوان کے روپ میں (۱۰) تریتا جگ کے اوتار (۱۱) ایشور باونے کے روپ میں (۱۲) کلہاڑے والے کے روپ میں (۱۳) رام اوتار (۱۴) دواپر جگ کے اوتار (۱۵) کرشن اوتار (۱۶) بدھ اوتار (۱۷) ضرورت اسلام پر سوامی دیانند کی شہادت (۱۸) مذہبی رواداری اور برکات اسلام پر ہندو لیڈروں کی شہادتیں وغیرہ۔ گویا ہندوؤں کی کل کتب جو ہزارہا اوراق پر پھیلی ہوئی ہیں۔ اور آج تک ان کتب میں درج شدہ مضامین کی بھنک تک مسلمانوں کے کانوں میں نہ پڑی تھی۔ یہ ان کل کتب کا نچوڑ ہے۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ)

پروفیسر رام دیو کے چھ سوالوں کا جواب

مشہور آریہ اپدیشک پروفیسر رام دیو بی۔ اے گورنر گورو کل کانگڑی کے اسلام پر حسب ذیل چھ اعتراضات کا دندان شکن جواب (۱) قرآن مجید آنحضرت کا روزنامچہ ہے (۲) فرشتوں کا ذکر شاعرانہ ہے (۳) پردہ بری چیز ہے (۴) کثرت ازدواج زناکاری ہے (۵) گوشت انسان کی قدرتی غذا نہیں ہے (۶) قرآن مجید کی نسبت گیتا اور رامائن زیادہ پاکیزہ ہے۔ ان سوالوں کا جواب ایسا جامع ہے۔ کہ معترض کو گھر تک پہنچا دیا ہے۔ اور تو اور خود پروفیسر موصوف بھی اس کو داد دئے بغیر نہ رہ سکے۔ قیمت آٹھ آنے (۸؍)

ست اپدیش

یہ کتاب کس پایہ کی ہے۔ اس کے لئے آپ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی رائے مبارکہ ملاحظہ کیجئے۔ آپ لکھتے ہیں کہ:" کتاب ست اپدیش میں نے پڑھی۔ مجھے یہ کتاب بہت پسند آئی۔ اس کے ختم کرتے کرتے انسان کو یقین ہو جاتا ہے۔ کہ باوا نانک صاحب ضرور مسلمان تھے۔ اور دل اس امر پہ مطمئن ہو جاتا ہے۔ کہ یہ ایک زیر بحث مسئلہ نہیں ہے۔ بلکہ ثابت شدہ حقیقت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس کوشش کو نیک ثمرات پیدا کرنیکا موجب بنائے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ ہماری جماعت اس کتاب سے خود بھی فائدہ اٹھائیگی۔ اور بکثرت اس کتاب کو خرید کر دوسروں میں تقسیم کریگی۔ دس کتابیں آپ میری طرف سے سکھوں میں تقسیم کر دیں اور قیمت مجھ سے وصول کر لیں"۔ قیمت ایکروپیہ (عہ)

باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب

یہ وہ جامع کتاب ہے۔ کہ جس میں ہندوؤں کے کل عقائد۔ وید سمرتی۔ پران (۲) چھوت چھات (۳) تیرتھ (۴) جنیو (۵) مورتی پوجا (۶) سونک (۷) اوتار (۸) گئو پوجا (۹) مردے کا جلانا (۱۰) ذبیحہ یا جھٹکا (۱۱) تناسخ (۱۲) سکھوں کے پانچ ککے۔ شری گرنتھ صاحب اور حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ کے اقوال سے ثابت کیا گیا ہے۔ کہ حضرت موصوف نے ان عقائد کی بزور تردید کی ہے۔ برخلاف اس کے مسلمانوں کے عقائد کے گرو صاحب دل وجان سے قائل مثلاً (۱) کلمہ طیبہ (۲) نماز روزہ (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۴) حج کعبہ (۵) قیامت پر ایمان (۶) عقیدہ ملائکہ (۷) قرآن مجید پر ایمان (۸) صوفیائے کرام اور حضرت باوا نانک صاحب (۹) حضرت باوا صاحب کے اقوال کا ماخذ قرآن ہے۔ پھر اخیر پر اس کتاب میں ایک نہایت مدلل اور مبسوط مضمون تاریخی نقطہ خیال سے درج ہے جسمیں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ شاہان اسلام ہمیشہ گورو صاحبان کے حامی و مددگار رہے۔ اور سکھ گوروؤں کے پانی کی جگہ اپنا پسینہ بہایا! اس کتاب پر ہندوستان کے ۲۰ چوٹی کے اخبارات نے نہایت ہی زبردست ریویو میں یہ ظاہر کیا ہے۔ کہ سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کیلئے یہ ایک بےنظیر کتاب ہے۔ قیمت ایکروپیہ بارہ آنہ (عہ۱۲)

سکھ اور مسلمان

ایڈیٹر نور کا وہ لیکچر جو گذشتہ مرکزی سالانہ جلسے پر دیا گیا اور پھر دوستوں کے اصرار پر کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔ یہ لیکچر اس قدر مقبول عام ہوا کہ اس کا پہلا ایڈیشن جو دو ہزار چھپا تھا ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا۔ صرف چند کاپیاں باقی ہیں۔ سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کیلئے بہترین حربہ ہے۔ قیمت فی کاپی (۶؍)

مختصر تبلیغی ٹریکٹ

قضیہ گائے پر تنقیدی نظر ۲؍ سکھ دھرم اور اذان ۲؍ ہندو دھرم اور سوراج ۱؍ اذان کا گورمکھی ترجمہ ۲؍ گورو کی بانی گورمکھی ۱؍ سکھ دھرم اور اللہ اکبر ۱؍ جھوک مہدی ۱؍ یہ چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ تبلیغ کیلئے بہت مفید ہیں۔ دس نمبر خریدار سے قضیہ گاؤ و جھوک مہدی چھ روپے اور باقی تین روپے فی سینکڑہ کے حساب سے لیا جائے گا۔

ملنے کا پتہ:- مینیجر اخبار نور۔ نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

محصولڈاک بذمہ خریدار

نور اینڈ سنز کی تیر بہدف و شہرۂ آفاق دوائیں

محصولڈاک بذمہ خریدار

اکسیر البدن (رجسٹرڈ)

جملہ دماغی جسمانی اور اعصابی کمزوریوں اور عوارض کے دور کرنے کا ایک ہی علاج ہے۔ کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور بنانا اسی دوا کا کام ہی اس کے استعمال سے کئی ناتوان اور مُردے گذرے انسان ازسرنو زندگی حاصل کر چکے ہیں۔ اگر آپ عمدہ صحت پاکر پرلطف زندگی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو آج ہی اکسیر البدن کا استعمال شروع کر دیں۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت جس میں ساٹھ گولیاں ہیں پانچ روپے (صہ) محصولڈاک علاوہ

اکسیر البدن نے میری کا یاپلٹ دی۔ جناب مراد بخش صاحب فلائی کور کوہاٹ چھاؤنی سے لکھتے ہیں۔ کہ "جب سے اکسیر البدن کا استعمال شروع کیا گھٹنوں میں جو درد کی شکایت تھی۔ وہ رفع ہو گئی سستی میں کمی ہے دماغ میں اٹھتے وقت جو چکر آتا تھا۔ جاتا رہا۔ دماغی کمزوری دن بدن دور ہو رہی ہے پہلے درد کمر بہت رہتا تھا۔ اب دو روز سے بالکل آرام ہے۔ پیٹ میں جو گڑگڑاہٹ تھی وہ جاتی رہی اب تو بھوک خوب لگتی ہے"۔ اس سے بڑھ کر اور کیا جادو اثر ہو سکتا ہے۔ اسی کو تو اکسیر کہتے ہیں۔ اگر آپ کو اپنی پیاری صحت کی کچھ بھی قدر ہے۔ تو فی الفور اس کا استعمال شروع کر دیں۔ جس سے آپ نئی زندگی حاصل کریں گے۔

موتی سرمہ (رجسٹرڈ)

ضعف بصر۔ ککرے۔ خارش چشم۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال ناخونہ۔ گوہانجنی۔ نوند۔ ابتدائی موتیابند۔ غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ جس پر ڈاکٹر شیفتہ اور حکماء فریفتہ اور بوقت ضرورت بذریعہ تار منگواتے ہیں۔

قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے۔ محصولڈاک علاوہ

حضرت مولوی محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ و سیکرٹری بہشتی مقبرہ کی شہادت

آپ فرماتے ہیں کہ "میرے گھر میں اس سے قبل بہت سے قیمتی سرمے استعمال کئے گئے۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا لیکن آپ کے سرمہ سے انکی آنکھوں کی سب کمزوری اور بیماری دور ہو گئی۔ اور انکی نظر بچپن کے زمانہ کی طرح بالکل ٹھیک اور درست ہو گئی۔ اس پر میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں اور بدوں آپکے تقاضا کے محض فائدہ عام کے لئے ان الفاظ کو اس غرض سے آپ تک پہنچاتا ہوں۔ کہ اسے ضرور شائع کر دیں۔ تاکہ دوسرے لوگ بھی اس مفید ترین چیز سے مستفیض ہوں"

ست سلاجیت

خون پیدا کرتی۔ قوت جسمانی کو بڑھاتی۔ ابتدائی سل و دق۔ دمہ۔ کھانسی ریزش۔ کمزوری سینہ کو دفع کرتی ہے۔ گردہ اور مثانہ کو طاقت دیتی بدن کو فربہ۔ ہڈیوں کو مضبوط اور درد کمر کو دور کرتی ہے۔ دماغ کو طاقت دیتی اور درد جوڑ کو موقوف کرتی ہے۔ مرد عورت بچے بوڑھے سب کیلئے یکساں مفید اور ہر موسم میں استعمال ہو سکتی ہے۔ ایک چھٹانک سے کم روانہ نہیں ہوتی۔ قیمت فی چھٹانک ایک روپیہ بارہ آنہ (عہ)

جناب مرزا محسن بیگ صاحب نقشہ نویس بھٹنڈہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ۔ "آپ کی ارسال کردہ ست سلاجیت بہت مفید ہوئی۔ دو چھٹانک اور بھیجدیجئے"

موتی دانت پوڈر (رجسٹرڈ)

ڈاکٹروں کا یہ متفقہ فیصلہ ہے۔ کہ میلے دانت جملہ امراض کا گھر ہیں۔ یہ پوڈر نہ صرف یہی کہ آپکے دانتوں کو موتیوں کیطرح چمکا کر پھولوں کی سی مہک پیدا کرے گا۔ بلکہ انہیں فولاد کی طرح مضبوط بنا کر جملہ امراض دنداں۔ گوشت خورہ خون یا پیپ کا آنا وغیرہ سے نجات دیگا۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ (عہ) محصولڈاک علاوہ

منیجر تعلیم الاسلام ہائی سکول کی شہادت۔ جناب مولوی محمد الدین صاحب بی اے سابق مسلم مشنری امریکہ حال منیجر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان لکھتے ہیں۔ کہ "میں نے یہ "موتی دانت پوڈر" استعمال کیا۔ بہت مفید پایا۔ علاوہ دانتوں کو سفید اور صاف رکھنے کے یہ مسوڑوں کے عوارض کے لئے بھی نہایت مفید ہے"

اکسیر معدہ

یہ کون نہیں جانتا۔ کہ کمزور معدہ انسانی زندگی کو نکما بنا دیتا ہے۔ گرمی کے موسم میں تو قریباً ہر ایک معدہ کمزور ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ درد شکم۔ اپھارہ باد گولہ۔ پیٹ کا گڑگڑانا۔ بدہضمی۔ کمی بھوک۔ ترش ڈکاریں۔ قے۔ جی کا متلانا۔ ہیضہ۔ پیچش جگر و تلی کا بڑھ جانا۔ سر چکرانا۔ آنکھوں اور دماغ کی کمزوری۔ گرمی کی شدت وغیرہ کو دور کرنے کے لئے تیر بہدف ہے۔ اس کے استعمال سے مندرجہ بالا امراض سے کلی نجات ہو جاتی ہے۔ یہ دوا ہر ایک بال بچے والے گھر میں ہر وقت موجود رہنی چاہیئے۔ بری اور بحری سفر میں اس کا پاس رکھنا بدرجہ غایت مفید ہے۔ صحت کا مدار قوی معدہ پر ہے۔ اگر آپکو کھانا خوب ہضم ہوتا ہے۔ وقت پر بھوک لگتی ہے۔ تو آپ کے لئے سادہ غذا بھی نعمت عظمیٰ سے کم نہیں ہے اگر یہ بات نہیں۔ تو پھر مرغن اور لذیذ غذائیں بھی محض وبال ہیں۔ اس لئے اگر آپ اپنے معدہ کو قوی بنا کر لطف زندگی سے بہرہ اندوز ہونا چاہتے ہیں۔ تو آج سے ہی اکسیر معدہ کا استعمال شروع کر دیں۔ قیمت ایک شیشی صرف دو روپے۔ جو کئی ماہ کیلئے کافی ہے۔ خوراک ۲ رتی۔

اکسیر جریان

اس نامراد موذی مرض سے بڑھ کر اور کوئی خطرناک روگ نہیں۔ یہ اندر ہی اندر گھن کی طرح انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتا ہے۔ سر میں درد۔ چہرہ زرد۔ طبیعت سرد۔ ہاتھ پاؤں بھولے ہوئے۔ دل اکتایا ہوا۔ بھوک مری ہوئی۔ غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ در گور بنا دیتی ہے۔ اکسیر جریان اس نامراد مرض کا بہترین علاج ہے۔ قیمت دو روپے چار آنے۔ محصولڈاک علاوہ

راحت بخش سفوف

یہ مجرب اور لاجواب سفوف ہے۔ جو اپنے حیرت انگیز کرشموں کی بدولت چاروں طرف سے خراج تحسین حاصل کر رہا ہے۔ کئی گھرانے خدا کے فضل اور اس کے کرشمہ مسیحائی کی بدولت اولاد کی بے بہا دولت سے مستفیض ہو چکے ہیں۔ اولاد کے خواہشمند ایک بار ضرور اسے استعمال کریں۔ قیمت پانچ روپے۔ محصولڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ:- منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالانیوالا اکیلا اخبار

اللہ اکبر
یہدی اللہ لنورہ من یشاء

نور

ہر ماہ کی ۳ / ۱۷ کو شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر ایس محمد یوسف

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے تین روپیہ عہ
" ششماہی " ایکروپیہ بارہ آنہ عہ۱۲
" سالانہ سرپرستوں سے دس روپیہ عللہ
" " امراء سے پانچروپیہ عہ
" ممالک غیر سے ۸ شلنگ

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیاں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اسکی فضیلت ظاہر کرنا۔
(۲) سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا۔
(۳) دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل اور صحیح جواب دینا۔
(۴) راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط و مستحکم کرنا۔

نمبر (۱) | اخبار نور قادیان ۳ اکتوبر سنہ ۱۹۲۹ء مطابق ۲۸ ربیع الآخر سنہ ۱۳۴۸ھ | جلد (۲۱)

چاند بدلی سے نکل آیا

ایک واجب الاحترام ہستی جن کی شان نام نمود سے بالاتر اور جن کی طرف سے آپکے اسم گرامی کو مخفی رکھنے کی ہدایت ہے۔ جو اپنے پہلو میں درد مند دل رکھتے ہیں۔ وہ خاکسار ایڈیٹر نور کے لئے پچاس روپیہ ماہوار بطور اعانت مقرر فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسلام کے اس کاروبار میں دن دگنی اور رات چوگنی ترقی دے۔ تاکہ یہ ہر کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے سکیں۔

اب بفضل خدا جہاں نور جیسا مجاہد پرچہ جو تمام ہندوستان میں سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کادا
دوبارہ اسی شان و شوکت کیساتھ تبلیغی میدان میں کھڑا ہو گیا ہے۔ وہاں خاکسار ایڈیٹر نور کے واسطے فرقان حمید کے ہندی ترجمہ
انشاء اللہ اب میں کوئی نائب ایڈیٹر رکھکر اپنی توجہ کا بیشتر حصہ قرآن پاک کے ہندی ترجمہ پر دے سکوں گا۔ یہ اس اللہ کریم کا خا
اس خاکسار کو قرآن حمید کے گورمکھی ترجمہ کی توفیق دی۔ اور اب ہندی ترجمہ کے لئے بھی سامان پیدا کر دیئے۔ دوست اسلا
دارین کیلئے خاص طور پر دعا کریں جنھوں نے نور جیسے مجاہد اور غازی پرچہ کے دوبارہ اجراء اور قرآن پاک کے ہندی ترجمہ جسکی فی زمانہ اشد
اور نیز دوست مجھے بھی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ کہ خدا تعالےٰ نور کے ذریعہ مجھے خاص طور پر خدمت اسلام کی توفیق
تکمیل کے لئے میری خصوصیت سے دستگیری فرمائے۔ آمین۔

راہنمت گفتار پریس ہال بازار امرتسر میں باہتمام ایس۔ ایم صدیق پرنٹر کے چھپا اور شیخ محمد یوسف پبلشر نے قادیان ضلع گورداسپور سے شائع کیا۔

شری گورو گرنتھ صاحب

اور

گؤ پوجا

شری گرنتھ صاحب آسا پٹی محلہ ۳ میں درج ہے۔

"مل موت موڑ جے گدھ ہوئے سب لگے تیرے پائے"

مطلب:- گائے کے گوبر اور پیشاب سے محبت کرنیوالے جب گورو صاحب کی شرن میں آئے۔ تو انہیں گوبر اور پیشاب سے نجات مل گئی"۔ اب صاف ظاہر ہے۔ کہ سکھ مذہب میں احترام گائے کے لئے کوئی جگہ نہیں۔

شری گورو گرنتھ صاحب

اور

گئو پوجا

شری گرنتھ صاحب بسنت کبیر میں درج ہے

"گوبر جوٹھا چوکا جوٹھا جوٹھی دینی کارا نو"

گائے کا گوبر ناپاک۔ اس سے جو باورچی خانہ میں لیپن وغیرہ دیا جائے وہ بھی ناپاک"

ان اقوال کی موجودگی میں کون کہہ سکتا ہے۔ کہ سکھوں کا مذہب گئو پوجا کا حامی ہے۔

رہت نامہ اور گئو پوجا

رہت نامہ کی سکھوں میں وہی قدر ہے۔ جو مسلمانوں میں شرع کی۔ گویا رہت نامہ سکھوں کی شرع کی کتاب ہے۔ رہت نامہ بھائی چوپا سنگھ میں یہ درج ہے:-

"لنگر میں نہ (گائے کا) گوبر جلائے اور نہ (گائے کے) گوبر سے پوچا دے"

پس صاف ظاہر ہے۔ کہ سکھ مذہب میں عظمت گائے کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔

سکھوں کے ایک چوٹی کے عالم

کی نظر میں

گئو پوجا کی حقیقت

جناب بھائی کاہن سنگھ صاحب نابھہ نواسی جو فی زمانا سکھ
کے سب سے زبردست عالم تسلیم کئے گئے ہیں۔ وہ
یں" کے صفحہ ۲۰۹ پر ہندو
ترجمہ درج ذیل ہے:-
پاکیزگی کے لئے گائے
مذہب میں) اس کی
کہ جس باورچیخانہ میں
کڑاہ پرشاد منتر ک
آج سے نہیں۔ بلکہ
چلا آرہا ہے۔
ہر ہے۔ کہ سکھ مذہب
بھی نہیں۔

سکھوں کے ایک فاضل بے بدل

کی نظر میں

گئو پوجا

شری بھائی کاہن سنگھ جی نابھہ نواسی علمی فضیلت اور تحقیقات کے لحاظ سے آج سکھ مذہب میں ان کا کوئی ثانی نہیں۔ انکی قابلیت کے آگے سب سر جھکاتے ہیں۔ وہ گئو پوجا کے متعلق اپنی مشہور تصنیف "ہم ہندو نہیں" کے صفحہ ۲۲۳ پر یوں ارشاد فرماتے ہیں اس کا ترجمہ درج ذیل ہے:-

"سکھ مذہب میں گائے کی عظمت نہیں یعنی نہ تو سکھ گائے کا گوبر اور پیشاب کھاتے پیتے ہیں۔ اور نہ ہی اس کے گوبر کا چوکا دیتے ہیں۔ اور نہ ویدوں کے طریق سے گومیدھ یگیہ کرتے ہیں اور نہ ہی مہمانوں کو "گوگھن" نام سے پکارتے ہیں"

اب صاف ظاہر ہے۔ کہ اس وضاحت کی موجودگی میں یہ کہنا کہ سکھ مذہب گئو پوجا کا حامی ہے سکھ مذہب کی ہتک کرنا ہے۔

سہجدھاری سکھ اور گئو پوجا

سنہ ۱۹۱۲ء ایسٹر کی تعطیلات میں جو سیالکوٹ میں سکھ ایجوکیشنل کانفرنس ہوئی۔ اور اس وقت ہندوؤں نے حفاظت گائے کے لئے سکھوں سے چندہ لینا چاہا۔ تو اس موقع پر سکھوں نے جو طرز عمل اختیار کیا اسے اخبار ہندوستان اس طرح بیان کرتا ہے۔

"سکھ ایجوکیشنل کانفرنس سیالکوٹ کے موقعہ پر مقامی کارکنوں کو معلوم ہوا۔ کہ مہاراجہ صاحب پٹیالہ کا جلوس جو کانفرنس کے پردھان مقرر کئے گئے ہیں گئوشالہ کی طرف سے نکلے گا۔ تو کارکنوں نے گئوشالہ کی عمارت کو خوب سجایا۔ اس کے نزدیک جھنڈیاں وغیرہ لگائیں۔ لیکن جب گئوشالہ کی صندوقچیاں وغیرہ لے کر کانفرنس میں سکھ صاحبان سے گئوشالہ کے لئے دان (خیرات) مانگنے کے واسطے گئے۔ تو ان کو کانفرنس سے باہر نکلوا دیا گیا۔ اور سکھوں نے کہا کہ ہم ہندو نہیں ہیں۔ اس لئے ہم پر گئو رکھشا واجبی نہیں ہے" نیز سکھوں کا اخبار لائل گزٹ (ضمیر پنجاب) اپنے ۲ فروری سنہ ۱۹۱۵ء کے اشو میں لکھتا ہے۔ کہ:- "سکھ ہندوؤں کی طرح گئو پرست نہیں"

اب ان واقعات کی روشنی میں یہ کہنا کہ سکھ گئو پوجک ہیں یہ سکھ مذہب اور سکھ اتہاس اور سکھوں کی ہتک ہے۔

کچھ باتیں سمجھ دار ہندوؤں سے بھی کہنا چاہتا ہوں۔ کہ ہم کب تک باجے اور گائے کے سوال پر ایک دوسرے کا سر پھوڑتے رہیں گے۔ کیا ہماری اس خفیف الحرکتی پر ہمسایہ ممالک ہنسی نہیں اڑا رہے۔ کیا اس تنگ ظرفی اور تنگ نظری کی فضا میں ہندوستان کو کبھی خواب میں امن نصیب ہو سکتا ہے۔ اور کیا ہم اسی برتے پر سوراج حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ مسلمان دافتہ العین کسے لئے بھی کسی کے راستہ میں حائل نہیں ہونا چاہتے۔ کیا مسلمانوں نے اشارۃً بھی جھٹکہ کی مخالفت کی۔ ہماری طرف سے خواہ کوئی جھٹکہ کھائے یا سور کھائے یا کچھ اور ہرگز کوئی روک نہیں۔ اور اسی بردباری اور رواداری سے ہندوؤں وغیرہ کو کام لینا چاہیئے۔ گائے کا گوشت کھانا ایک مسلمان کا پیدائشی حق ہے۔ ہاں یہ ضروری ہے۔ کہ ہم اپنے اس حق کا اس رنگ میں استعمال کریں۔ کہ ہمسایہ قوم کے جذبات کو چوٹ نہ لگے۔ کیونکہ یہ ایک اخلاقی بات ہے۔ اور اس اخلاقی شق کو نہ پہلے کبھی مسلمانوں نے نظر انداز کیا ہے۔ اور نہ آئندہ نظر انداز کرنے کا خیال۔ اور اگر ہندو صاحبان بزور بازو مسلمانوں کو اس حق سے محروم کرنا چاہتے ہیں۔ تو یہ ان کی قطعی غلطی ہے۔ ابھی وہ بازو دنیا میں نہیں پیدا ہوئے۔ جو بزور مسلمانوں کو اس حق سے محروم کر سکیں۔ جب تک مسلمانوں کا آخری فرد زندہ ہے۔ وہ اس حق کو کبھی خواب میں بھی چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہاں محبت اور صلح صفائی کی دنیا الگ ہے۔ میں پھر اپنے ہندو دوستوں کو یہ کہتا ہوں۔ کہ مسلمانوں کو ان کے پیدائشی حق سے محروم کرنے کے وہم کو دل سے نکال دو۔ جب مسلمان کسی کو خواب میں بھی اس کے حق سے محروم نہیں کرنا چاہتے۔ تو پھر مسلمان خود محروم ہونا کیسے برداشت کر سکتے ہیں۔ ہندوستان کی بہتری اور خوشحالی اسی میں ہی ہے۔ کہ زید کو زید کا حق ملے۔ اور بکر کو بکر کا۔ ورنہ پھر اس فضاء کی موجودگی میں یہ ہندوستان جنت نشان کی بجائے تیرہ خاکدان ہی رہے گا۔ اور اس کے ذمہ دار وہی لوگ ہیں۔ جو دوسروں کو اس کے مذہبی حق سے بزور محروم کرنا چاہتے ہیں۔ اور یہی لوگ درحقیقت اپنے ملک اور امن کے خطرناک دشمن ہیں۔ مضائقہ نہیں۔ خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان خدا انہیں سمجھ دے۔ اور ہماری ہر حرکت امن کی حامی ہو۔ کیونکہ ہم سب کی بھلائی اسی میں ہے۔

شذرات

دنیا میں بدترین قسم کی مردم پرستی

ہندوستان میں ایک مذہب رادھا سوامی مت کے نام سے مشہور ہے۔ اس کا ایک سر گرو تو آگرہ میں ہے۔ اور دوسرا دریائے بیاس کے کنارے قصبہ ڈھلواں کے قریب۔ اس مذہب کے بعض بے علم مسلمان بھی پیرو ہیں۔ ذرا اس مذہب کی بدترین مردم پرستی کی تعلیم ملاحظہ ہو۔

پیک دان لے پیک کرا دے
پھر سب پیک آپ پی جاوے

(پریم پتر جلد ۲۵ بحوالہ خالصہ سماچار ۵ ستمبر)

مطلب: چیلا اپنے گورو کو پہلے پیک دان میں پیک کرا دے۔ اور بیہودہ پیک (تھوک) خود پی جائے" توبہ توبہ کس قدر گھناؤنی تعلیم ہے۔ کم از کم ان نادان مسلمانوں کو ضرور سوچنا چاہیئے۔ جو اسلام ایسے خوددار اور مقدس مذہب کو چھوڑ کر اس بدترین مردم پرستی کے گڑھے میں گر رہے ہیں۔

مغربی تعلیم پر اسلام کی فتح

یہ امر واقعہ ہے۔ کہ موجودہ مغربی تمدن وغیرہ نے مشرقی تعلیم و تمدن پر بہت زبردست اثر ڈالا ہے۔ مگر اس مغربی تمدن کی زبردست لہروں کو اگر کسی نے بے اثر ثابت کیا۔ تو وہ صرف اسلام ہی ہے۔ چنانچہ ہندوؤں کے مشہور لیڈر مسٹر جیکار اس کے متعلق یوں کہتے ہیں:۔

"ہم ہندو ہیں۔ شرم محسوس ہوتی ہے۔ مگر ایسا ایک بھی مسلمان نہ ملے گا (خواہ کتنا ہی بلند اقبال کیوں نہ ہو) جو اپنے مذہب پر فخر نہ ہو۔ وہ اپنے مذہب کو ہندوؤں کی طرح چھپاتا نہیں۔ اور نہ اس کے لئے معافی مانگتا ہے۔ وہ علانیہ طور پر اس کا اقبال کرتا ہے۔ اور مشکلات اور مخالفت کے باوجود اس پر عمل کرتا ہے۔ اور مسلمانوں کی یہ ایک قابل تعریف خصوصیت ہے۔ جس پر مغربی تعلیم بے اثر ثابت ہوئی۔ اسی طرح جب کوئی مسلمان زندگی کے کسی اہم مرحلہ پر قدم رکھتا ہے۔ تو سب سے پہلے اپنے مذہب کی فکر کرتا ہے"۔

شدھی کی حقیقت

اپنی اسی تقریر میں آگے چل کر مسٹر جیکار فرماتے ہیں کہ:۔

"مسلمان جس آدمی کو مسلمان بناتے ہیں۔ وہ سچے جنم کے مسلمان کی برابر سمجھا جاتا ہے۔ وہ مکمل طور سے برادری میں جذب ہو جاتا ہے۔ ہندوؤں کی طرح شودر سمجھ کر اسے علیحدہ نہیں رکھا جاتا۔ آپ کو یہ معلوم کر کے تعجب ہوگا۔ کہ حال میں ہندوستان کی ایک ہائی کورٹ نے یہ رولنگ (فیصلہ) دیا۔ کہ تمام شدھ شدہ ہندو شودر ہیں جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اگر برہمن مسلمان ہو کر دوبارہ ہندو بنتا ہے۔ تو اسے وہ مرتبہ نہیں ملتا۔ جس سے وہ گرا تھا۔ ہندو دھرم میں دوبارہ داخل ہونے پر پچھلے برہمن پن کے باوجود شودر بن جاتا ہے۔ یعنی شدھ ہونے سے اس کی پیشانی پر ایک کلنک لگ جاتا ہے"۔

کیا شدھ ہونے والے ملکانہ وغیرہ اس مذکورۃ الصدر فیصلہ پر غور کریں گے۔ کہ اشدھ ہو کر وہ ملکانہ سے شودر بنتے ہیں۔

آریہ سماج غور کرے

آریہ سماج سب سے زیادہ تحریک شدھی کا حامی ہے۔ اور ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ کیونکہ ہر ایک مذہب والے کو یہ حق ہونا چاہیئے۔ کہ وہ اپنے مذہب کی دوسروں کو دعوت دے۔ مگر دعوت دینے والوں کو یہ ضرور سوچ لینا چاہیئے۔ کہ وہ اوروں کو اپنے مذہب یا سوسائٹی میں لے کر اس کا درجہ بڑھاتے ہیں۔ یا گھٹاتے ہیں۔ جب ایک مسلمان آریہ بن کر قانون کی نظر میں شودر ہو جاتا ہے۔ تو جہاں ملکانوں کو اس گ [illegible] ہنا چاہیئے۔ وہاں آریہ سماج کو بھی لوگوں کو شو [illegible] سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

اس کا دوسرا پہلو

شاید اس موقعہ پر آریہ سماج یہ جواب دے۔ کہ قانون کے ہم ذمہ دار نہیں۔ یہاں ہماری سوسائٹی [illegible] شدھوں کو ہر طرح اپنانے کے لئے تیار ہے [illegible] واقعات کا تعلق ہے۔

تو اس وقت باعلم اور اپنے مذہب سے واقف سکھوں کے طبقہ نے جو طرز عمل اختیار کیا۔ اسے اخبار ہندوستان اس طرح بیان کرتا ہے:۔

"سکھ ایجوکیشنل کانفرنس سیالکوٹ کے موقعہ پر مقامی کارکنوں کو معلوم ہوا۔ کہ مہاراجہ صاحب پٹیالہ کا جلوس جو کانفرنس کے پردھان مقرر کئے گئے ہیں۔ گئوشالہ کی طرف سے گذریگا۔ تو کارکنوں نے گئوشالہ کی عمارت کو سجایا۔ اس کے نزدیک جھنڈیاں وغیرہ لگائیں۔ لیکن جب گئوشالہ کی صندوقچیاں وغیرہ لے کر کانفرنس میں سکھ صاحبان سے گئوشالہ کیلئے دان و خیرات مانگنے کے واسطے گئے۔ تو ان کو کانفرنس سے باہر نکلوا دیا گیا۔ اور سکھوں نے کہا۔ کہ ہم ہندو نہیں ہیں۔ اس لئے ہم پر گئو رکھشا واجبی نہیں ہے"

پھر سکھوں کا اخبار ٹائل گزٹ (شیر پنجاب) اپنے ۲ فروری ۱۹۱۶ء کے اشو میں لکھتا ہے کہ:۔

"سکھ ہندوؤں کی طرح گئو پرست نہیں"

پھر سکھوں کا مشہور آرگن اکالی لکھتا ہے کہ:۔

"گائے کی مذہبی عظمت کا سوال خالص ہندو سوال ہے۔ اور سکھ جہاں جھٹکہ پر کسی قسم کی بندش برداشت نہیں کر سکتے۔ وہاں دوسروں کو بھی کوئی خوراک کھانے سے نہیں روکنا چاہتے" (بحوالہ الفضل ۳ ستمبر)

پھر مصور اخبار کے ایڈیٹر سردار دیوان سنگھ صاحب مفتون جو خود اکالی اور اکالی تحریک کے زبردست حامی ہیں وہ اپنے ۱۴ اگست ۱۹۲۶ء کے پرچہ میں لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"جہاں تک کسی جانور کے مارنے کا سوال ہے۔ ایڈیٹر ریاست کے ذاتی خیال کے مطابق گائے اور بکرے یہاں تک کہ گائے اور ایک مکھی میں کوئی فرق نہیں"

اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ ذی علم اور سمجھدار اور اپنے مذہب سے واقف سکھوں کے دلوں میں گائے کی عظمت کی کیا حقیقت ہے۔

پھر اکالی اخبار لکھتا ہے۔ کہ:۔

"سکھ دھرم کا کوئی اصول گائے کی عزت اور حفاظت کا نہیں ہے۔" (بحوالہ انقلاب ۲۰ اگست)

قادیان میں مذبح کھلنے پر ہندوؤں نے جس طرح ناواقف سکھوں کو آگے کیا۔ یا آئندہ جس طریق سے یہ بھولے بھالے سکھوں کی ان کی مذہب سے عدم واقفیت کا ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ اس خطرہ کو محسوس کر کے سکھوں کا سب سے پرانا اخبار خالصہ سماچار گورمکھی سکھوں کو مخاطب کر کے جس طرح خطرہ کا الارم دیتا ہے۔ ذرا اس کا ترجمہ ملاحظہ ہو:۔

"جو عظمت گائے کے لئے ہندوؤں کے دلوں میں ہے۔ وہ سکھ مذہب میں نہیں۔ اس قادیان کے بوچڑخانہ کے معاملہ میں سب سے پہلے اگر کسی کو درد اور کشش ہونی چاہیئے۔ تو ہندوؤں کو۔ لیکن ہم دیکھ رہے ہیں۔ کہ ہندو اخبار اس معاملہ میں سوائے سکھوں کو آگے کرنے کے کہ "چڑھ جا سولی تیرا وال ونگا نہیں" یعنی دار پر چڑھ جاؤ تمہارا بال بیکا نہیں ہوگا۔ کا منتر سکھوں کو سنانے کے علاوہ اور کچھ نہیں کرتے۔ کیا ہم ہندو صاحبان سے دریافت کر سکتے ہیں۔ کہ وہ "مہابیر دل" اور "شکتی دل" جنہوں نے گذشتہ دو چار ماہ سے بھائی پرمانند کی "کتابڑی" کی آڑ میں سکھوں کے برخلاف پوسٹر چھپوا کر اور جلسوں میں شور مچا کر آسمان سر پر اٹھا رہے تھے۔ اور کوئی گندی سے گندی گالی اور مذموم سے مذموم لفظ ایسا نہیں تھا۔ جو انہوں نے (سکھوں کے لئے) نہ کہا ہو۔ وہ آج کہاں ہیں؟ ....

کیا ان کا غصہ غریب سکھوں تک ہی تھا۔ اب سکھوں کو "**بلدی دے بھتھے دینے دی تھاں**" یعنی سکھوں کو آگ میں جھونکنے کی جگہ کیوں آگے خود نہیں آتے۔ اور اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں نہیں لیتے"۔ (خالصہ سماچار ۲۲ اگست ۱۹۲۹ء)

پھر اور ملاحظہ ہو۔ اسی قادیان کے موجودہ معاملہ کو مدنظر رکھتے ہوئے سکھوں کا اخبار اکالی لکھتا ہے کہ:۔

"ہندو بھائی سکھوں کے پاس بیٹھ کر سگرٹ کا دھواں بلا روک ٹوک چھوڑتے ہیں۔ اور غریب سکھوں کے ناک چڑھانے پر پھبتیاں اڑاتے ہیں۔ دیہات میں ہندو بنئے اپنی دکانوں پر بیٹھے حقہ نوشی کرتے رہتے ہیں۔ اور غریب سکھ ان کے گرد بیٹھے رہتے ہیں۔ لیکن گئو کا سوال جب اٹھتا ہے۔ تو وہ وہی غریب مرنے مارنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ اور لالہ جی دکان پر بیٹھے حقہ ہی گڑگڑایا کرتے ہیں۔ ہندو زبانی طور پر گئو بھگت ہیں۔ اور انجان سکھ عملی طور پر۔

ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ سکھ اس معاملہ میں علانیہ کہدیں۔ کہ گائے کی مذہبی عظمت کا سوال خالص ہندو سوال ہے۔ اور سکھ جہاں جھٹکہ پر کسی قسم کی بندش برداشت نہیں کر سکتے۔ وہاں دوسروں کو بھی کوئی خوراک کھانے سے نہیں روکنا چاہتے"

(بحوالہ انقلاب ۱۴ اگست)

اب معاملہ بالکل صاف ہے۔ سکھ صاحبان کے مقدس گرنتھ ان کے بزرگان کرام کا طریق عمل سکھ خیالات ہرگز ہرگز گئو پوجا یا گئو رکھشا کے حامی نہیں ہیں۔ اب ناواقف دیہاتی سکھوں کو یہ غور کرنا چاہیئے۔ کہ ہندوؤں کے کہنے کہانے میں آ کر جو غلط راستہ انہوں نے اختیار کیا ہے وہ شری گرنتھ صاحب اور گورو صاحبان کے مسلک سے کوسوں دور ہے۔ اگر وہ اب بھی نہیں سمجھیں گے۔ تو یقیناً وہ سکھ مذہب کے ساتھ بغاوت کریں گے۔ اس موقعہ پر پڑھے لکھے اور ذی علم سکھ صاحبان کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے ان دیہاتی ناواقف بھائیوں کو سمجھائیں۔ کہ وہ سکھ گوروؤں کے احترام کی خاطر سکھ مذہب کے وقار کی خاطر کسی کے کہنے کہانے پر وہ راہ اختیار نہ کریں۔ جو انہیں سکھ مذہب سے دور پھینک دے۔ اگر پڑھے لکھے سکھ صاحبان اس موقعہ پر خاموشی سے کام لیں گے۔ تو وہ اپنے مذہب کو خود اپنے ہاتھوں نقصان پہنچائیں گے۔ اور اس صورت میں سکھ تمدن اور سکھ مذہب کو وہ زبردست دھکا لگے گا۔ کہ پھر اس کی تلافی قریباً ناممکن ہو جائے گی۔

اس مضمون کے لکھنے سے میری یہ غرض ہے کہ ہمارے اپنے مذہب سے ناواقف سکھ دوست اپنے مذہب سے واقف ہو کر اس معاملہ میں مسلمانوں سے جنگ و جدال ترک کر دیں۔ تاکہ اس بدقسمت ہندوستان کو امن نصیب ہو۔ اور یہ ہر دو بہادر اقوام جو ایک دوسرے کے پڑوسی ہیں۔ ایک دوسرے کے دکھ درد کے ساتھی بن کر امن اور آشتی کی زندگی بسر کریں۔ تاکہ ان کا اور ملک کا بھلا ہو۔

پیشتر اس کے کہ میں اس مضمون کو ختم کروں۔ میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خالصہ جی دھوکہ سے بچو

سکھوں کے مذہب اور سکھوں کے علماء و فضلاء کا طریق عمل اس امر کا بہترین شاہد ہے۔ کہ سکھ مذہب ہندوؤں سے قطعی مختلف اور جداگانہ ہے

سکھ مذہب وید سمرتی پران۔ جاتی ورن۔ اوتار۔ دیوی دیوتا۔ مورتی پوجا۔ سندھیا۔ گائتری۔ چونکا کار۔ برت۔ یگیہ۔ ہوم وغیرہ وغیرہ کو ایک طرفۃ العین کے لئے بھی روا نہیں رکھتا۔ مگر ہندوؤں کی ہوشیاری اور سکھ صاحبان کی غفلت سے ہندوؤں کا تمدن سکھوں پر غالب آ رہا ہے۔ اور مجھے خطرہ ہے۔ کہ اگر سکھ نہ سنبھلے۔ تو کہیں ہندو مذہب آہستہ آہستہ سکھوں کو جذب ہی نہ کر لے۔ اور سکھوں کو جذب کرنے کے لئے ہندوؤں نے ایک عجیب اصطلاح بھی وضع کر لی ہے۔ وہ اصطلاح کیا ہے۔ گویا کونین کی گولی پر میٹھے کا کوٹ۔ یا انگور کی شکل میں بکائن کا پھل [illegible] یا کبھی ملفوف اور کبھی مغالطہ آمیز اور یا دوسرے الفاظ میں سکھ مذہب کی جڑوں پر کیسا تبر ہے۔ یعنی

"سناتنی سکھ"

یہ "سناتنی سکھ" اصطلاح کی آڑ میں سکھ تمدن کی جگہ ہندو تمدن نہایت عمدگی سے داخل کیا جا سکتا ہے۔ اور کیا جا رہا ہے۔ اور اس کی آڑ میں وہ توحید پرست سکھ قوم جن کا ماٹو

اونکار ست نام

دوسرا کاہے سمریئے جنمے تے مر جا
اکو سمرو نانکا جو جل تھل رہیا سما

کشن بشن کبہو نہ دھیاؤں
جو بر چاہوں سو تم تے پاؤں

ایک چھوڑ دوجے لاگے ڈُبے سو ونجاریا

اس سناتنی سکھ کی اصطلاح کی آڑ میں ہندو صاحبان نہایت آسانی سے سکھوں کے ناواقف اور خصوصاً دیہاتی طبقہ میں وید سمرتی پران۔ جاتی ورن۔ اوتار۔ دیوی دیوتا۔ مورتی پوجا وغیرہ کے خلاف سکھ مذہب عقاید کو داخل کر سکتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں یہ سکھ تمدن پر سکھ مذہب پر ناقابل برداشت حملہ ہے۔ اور اس حملہ کی موجودگی میں کون کہہ سکتا ہے کہ سکھ مذہب محفوظ ہے۔ اور پھر یہ کہنا اور بھی مشکل ہے۔ کہ اگر اس خلاف سکھ دھرم عقائد کا ابھی سے سد باب نہ کیا گیا تو کچھ عرصہ کے بعد سکھ مذہب کی کیا شکل بن جائیگی۔ اور سکھ مذہب اپنی موجودہ شباہت۔ وضع داری۔ وقار اور سب سے بڑھ کر **"گورمریادا"** کو کہاں تک قائم رکھ سکیگا۔

دور کیوں جاؤ۔ گئو پوجا کا سکھ دھرم ایک طرفۃ العین کے لئے بھی روادار نہیں۔ مگر ہوشیار ہندوؤں نے ناواقف سکھوں کو گئو پوجا کا [illegible] اپنے ساتھ شامل کر لیا ہے حالانکہ سکھ مذہب وہ سکھ مذہب جو توحید کا علمبردار ہے۔ اس میں گئو پوجا گئو رکھشا کے لئے طرفۃ العین کے لئے بھی گنجائش نہیں

شری گرنتھ صاحب آد آسا بیٹی محلہ ۳ میں یہ صاف لکھا ہے۔

مل موت موتر جے مگدھ ہوئے سب لگے تیرے پائے

مطلب:۔ گائے کے گوبر اور پیشاب سے محبت کرنے والے جب گورو مہاراج کی شرن میں آ گئے۔ تو انہیں گوبر اور پیشاب سے نجات مل گئی۔ اسی پر بس نہیں۔ اور ملاحظہ ہو۔

شری گرنتھ صاحب بسنت کبیر میں درج ہے:۔

گوبر جوٹھا چونکا جوٹھا جوٹھی دینی کارا

یعنی گائے کا گوبر ناپاک اور اس سے جو باورچی خانہ میں چونکا (پوچا) دیا جائے۔ وہ بھی ناپاک ہے۔ آگے اور دیکھئے۔ جیسی ہمارے ہاں شریعت کی عظمت ہے۔ وہی عظمت سکھ صاحبان کے ہاں رہت کی ہے۔ دوسرے الفاظ میں رہت کیا ہے شریعت اور رہت نامہ کیا ہے۔ شریعت کی کتاب۔ اس شریعت کی کتاب میں یہ درج ہے کہ:۔

"لنگر میں نہ گائے کا گوبر جلائے اور نہ گائے کے گوبر سے پوچا دے"۔

(دیکھو رہت نامہ بھائی چوپا سنگھ)

ان واقعات کی موجودگی میں کیا کوئی یہ گمان بھی کر سکتا ہے۔ کہ سکھ مذہب میں گائے کی پوجا یا رکھشا کے لئے کوئی گنجائش ہے۔ آگے اور ملاحظہ ہو جناب بھائی کاہن سنگھ صاحب نابھہ نواسی سکھ مذہب کے آج سب سے بڑے فاضل ہیں یا اور سکھ لوگ ایسے فاضل کی ہستی پر جس قدر بھی فخر کریں کم ہے وہ اپنی مشہور تصنیف "ہم ہندو نہیں" کے صفحہ ۲۰۹ پر ہندوؤں کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"اور آپ کے مذہب میں جو پاکیزگی کے لئے گائے کا پیشاب اور پنج گویہ . . . . دیا جاتا ہے۔ سکھ مذہب میں آپ اس کی بے قدری کا اس سے ہی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ جس باورچی خانہ میں گائے کے گوبر کا پوچا دیا جائے۔ وہاں کڑاہ پرشاد (متبرک حلوہ) تیار نہیں کیا جاتا۔ اور یہ طریق آج سے نہیں۔ بلکہ گورو صاحبان کے وقت سے چلا آ رہا ہے"

سکھ مذہب کا یہی فاضل بے بدل اپنی اسی مشہور کتاب کے صفحہ ۲۲۳ پر یہ لکھتا ہے۔ کہ:۔

"سکھ مذہب میں گائے کی عظمت نہیں۔ یعنی نہ تو سکھ گائے کا گوبر [illegible] کھاتے پیتے ہیں۔ اور نہ ہی اس کے گوبر [illegible] دیتے ہیں اور نہ بطریق وید گو میدھ یگیہ کرنے [illegible] بھائیوں کو "گوگھن" نام سے پکارتے ہیں"

اب ان مذکورۃ الصدر [illegible] کی موجودگی میں یہ کہنے کا کس کو حوصلہ ہو سکتا ہے۔ کہ سکھ [illegible] پوجک ہیں ایسا کہنا بلاشبہ سکھ مذہب سے مذاق [illegible]

اب اور دیکھئے۔ کہ سمجھ [illegible] گائے کے متعلق کیا نقطہ خیال ہے سنہ ۱۹۱[illegible]ء ایسٹر کی تعطیلات میں جو سیالکوٹ میں سکھ ایجوکیشنل کانفرنس [illegible] وقت ہندوؤں نے حفاظت گائے کے لئے [illegible] لینا چاہا۔

یہ دعوے زبانی جمع خرچ سے زیادہ وزن نہیں رکھتا۔ کیا آریہ سماج ایسے شدہ ہونے والے پیدائشی مسلمانوں کی چند ایک مثالیں دے سکتی ہے۔ جہاں آریہ سماج نے ایسے لوگوں کے ساتھ بہ احسن وجوہ روٹی اور رشتہ داری کے تعلقات وابستہ کرکے انہیں حقیقی معنوں میں اپنے میں جذب کیا۔

اس کے برخلاف اسلام کا نمونہ

یہ ایک مسلم شدہ حقیقت ہے۔ کہ اسلام کا ہاضمہ بہت زبردست ہے۔ یہ اقوام کی اقوام کو ہضم کر گیا۔ اور ڈکار تک نہ لیا۔ یہ اسلام کو ہی توفیق ہے۔ کہ بھنگی جو ہندوستانی سوسائٹی میں سب سے ذلیل سمجھا جاتا ہے۔ اور ہندو وغیرہ اس کے سایہ سے بھاگتے ہیں۔ اگر وہ بھی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہکر مشرف باسلام ہو جائے۔ تو وہ ہمارا بھائی ہے۔ اور وہ بڑے سے بڑے مسلمان کے ساتھ بے تکلف بیٹھ کر کھا پی سکتا ہے۔ اور جس صف میں کھڑا ہو کر ایک مسلم شہنشاہ نماز پڑھ سکتا ہے۔ اس کے پہلو بہ پہلو آج کا بھنگی مسلمان بھی کھڑا ہو کر نماز ادا کر سکتا ہے۔ دنیا میں کوئی طاقت ایسی نہیں۔ جو اسے یہ کہہ سکے۔ کہ تم ابھی بھنگی سے مسلمان ہوئے ہو۔ لہذا تم سب سے پچھلی قطار میں کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔ اسی کا نام مساوات اور تمدنی حقوق ہیں۔ جو صرف اسلام ہی میں میسر آ سکتے ہیں۔

عقیدۂ دعا اور آریہ سماج

۷ ستمبر کا آریہ گزٹ بہ عنوان "ویدامرت" ایک وید منتر کا یہ ترجمہ کرتا ہے۔

"اُٹھو دیا۔ دل کے سوامی (مالک) ایشو ہماری سہائتا (مدد) کے لئے تیار ہو جاؤ۔ پراو پکاری (فیض رساں) (اپنادی وغیرہ) یگیوں کے ذریعہ ودوان (عالم) لوگوں کو جگاؤ آیو (عمر) پران (جسم) پرجا (لوگ) پشو (حیوان) کیرتی اور یگ کرنے والے لوگوں کو بڑھاؤ۔"

اس مذکورۃ الصدر منتر میں صریح طور پر ایشور سے دعا مانگی گئی ہے۔ اس سے یہ صاف ثابت ہے۔ کہ اصولی طور پر وید دعا اور قبولیت دعا کا قائل ہے۔ کیونکہ اگر دعا قبول نہیں ہو۔ تو پھر دعا کے مانگنے کا فائدہ ہی کیا۔

مگر ستیارتھ پرکاش میں سوامی دیانند صاحب نہ تو دعا کے اور نہ قبولیت دعا کے ہی حامی ہیں۔ اب یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے۔ کہ وید اور ستیارتھ پرکاش میں سے آریہ سماج کے نزدیک کون زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ اس کا جواب کوئی سماجی دوست ہی دے سکتا ہے۔

نومسلمہ اور فسخ نکاح

پدم کماری حال عائشہ بی بی

جسٹس پنکرج عدالت عالیہ کلکتہ نے حال ہی میں مسماۃ عائشہ بی بی کے مقدمہ کا جو فیصلہ دیا ہے۔ اس نے نہ صرف قانونی دنیا میں ایک نئی نظیر قائم کردی۔ بلکہ موجودہ قانون کی حماقت کو واضح کرکے اس کی اصلاح کی ضرورت بھی ثابت کردی ہے۔ یہ خاتون اسلام قبول کرنے سے پہلے پدم کماری سنہا کہلاتی تھیں۔ عمر ۲۲ سال ہے۔ اور گریجوائٹ ہیں۔ ان کی شادی ۱۹۲۸ء میں ایک شخص مسمی پریشور گھوش موزمدار سے ہوئی تھی۔ لیکن اسلام کی نورانی شعاعوں نے جب ان کے دل کو منور کردیا۔ تو وہ مسلمان ہو گئیں۔ اور اپنے شوہر کو بھی انہوں نے اسلام اختیار کرنے کا مشورہ دیا۔ اس نے انکار کردیا۔ اور محترمہ عائشہ بی بی نے فسخ ازدواج کے لئے عدالت میں مقدمہ دائر کردیا۔ جسٹس پنکرج نے تعلقات ازدواج کو فسخ کردیا۔ اور یہ نومسلمہ ہندو شوہر کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے گناہ عظیم سے بچ گئیں۔ اس مقدمہ اور اس کے فیصلہ نے ترمیم قانون کی راہ کھولدی ہے۔ اور ضرورت ہے۔ کہ اس فیصلہ کی بنیادوں پر ایک جدید دفعہ ضابطہ آئین میں شامل کی جائے۔ جس کی رو سے نومسلمہ اسلام قبول کرتے ہی خود بخود غیر مسلم شوہر سے نجات پا جائے۔ قانون بنانے کی اس لئے ضرورت ہے۔ کہ اس سے قبل بھی ایک مقدمہ کا فیصلہ کلکتہ ہائی کورٹ میں اسی طرز پر ہوا تھا۔ لیکن اس کی نظیر سے کچھ فائدہ نہیں اٹھایا جا سکا۔

فلسطین میں خونریز خانہ جنگی

گذشتہ جنگ یورپ کے اختتام پر جب فلسطین اور بیت المقدس مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل کر انگریزوں کے تصرف میں آئے ہیں۔ تو یہودیوں کو حکومت کے خواب نظر آنے لگ گئے۔ اور لارڈ بالفور نے وہاں پر ایک یہودی نوآبادی قائم کرنے کی ایک سکیم بھی بنا ڈالی۔ اسی دن سے اس شدید فتنہ کا آغاز ہو گیا۔ جو آج بیت المقدس کی سڑکوں پر سینکڑوں بے گناہوں کی خونریزی کا سبب ہو گیا ہے۔ ورنہ ۱۹۱۹ء سے قبل فلسطین کی تاریخ میں ایسے فرقہ وار ہنگاموں کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ اور تو اور سول لکھتا ہے کہ:۔

"فلسطین میں اس وقت جو فسادات برپا ہوئے ہیں۔ یہ دیوار ماتم پر جھگڑے کا نتیجہ ہیں۔ اور دیوار ماتم پر تلخی اس وقت سے بڑھ رہی تھی۔ جب کہ یہود نواز حکمت عملی نے نمایاں حیثیت اختیار کی تھی۔ دیوار ماتم یہود و مسلمین دونوں کے نزدیک مقدس ہے۔ لیکن مسلمانوں کو اس پر تملک کا حق حاصل ہے۔ جس پر یہود مسلسل مداخلت کی کوشش کرتے رہے۔ اور دیوار پر حق استعمال کے بجائے حق تملک قائم کرنے کے لئے ساعی رہے۔ اس کوشش میں وہ ایک حد تک کامیاب بھی ہوگئے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ارباب نظم و نسق بھی جن کے متعلق سمجھا جاتا تھا۔ کہ وہ مداخلت کو صرف قیام امن اور توازن تعلقات تک محدود رکھنا چاہتے ہیں۔ یہود کی امداد کرتے رہے ہیں"

ان حالات سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ساری شرارت یہودیوں کی ہے۔ اگر اب بھی یہود نواز حکمت عملی کو ترک کردیا جائے۔ تو حالات کی بہت کچھ اصلاح ہو سکتی ہے۔ ورنہ اس کے بدنتائج کسی تشریح کے محتاج نہیں۔

قرآن پاک کا ہندی ترجمہ

میں نے جس کام میں بھی ہاتھ ڈالا۔ اللہ کریم نے میری دستگیری فرمائی۔ یہ محض اس کی ذرہ نوازی ہے۔ معمولی کام تو بہت ہیں مگر چند ایک اہم ہیں۔ (۱) جب میں نے شہر کی کمیٹی کا چارج لیا۔ مسلم نقطہ خیال سے اس کی حالت بہت غور طلب تھی۔ اس وقت کی کمیٹی ووٹنگ مشین نہیں تھی۔ بلکہ [illegible] تھی۔ ہندو ممبر تین تھے۔ اور ہم مسلمان دو۔ جہاں رائے کا وزن نہ ہوتا ہو۔ بلکہ شمار۔ وہاں قلت کے لئے جس قدر مشکلات ہو سکتی ہیں۔ وہ اظہر من الشمس۔ قدم قدم پر ہمارے لئے اڑچنیں روکیں تھیں۔ جن ممبروں کے جانشین ہونے کا ہمیں موقعہ ملا۔ وہ کمیٹی کی فضا سے سخت تنگ اور دکھی تھے۔ مگر اللہ کی دستگیری

اخبار نور قادیان دارالامان۔ مورخہ ۳ر اکتوبر ۱۹۲۹ء

ہر مشکل میں ہمارے کام آئی ہماری قلت ہمارے لئے موجب صد فخر اور رفیق ثانی کے لئے اس کی کثرت موجب ملال تھی۔ اس کے تین شاندار نتائج سامنے ہیں۔

(۱) ہمارے پانچ سالہ کام نے گذشتہ ریکارڈ کو مات کر دیا۔ اور چودہ سال کی کسر نکال دی

(۲) باوجود قلیل ہونے کے پھر فائدہ کی نسبت ایک اور دس کی تھی

(۳) صرف یہی نہیں۔ کہ ہندو ممبروں کو کبھی شکایت کا موقعہ نہیں ملا۔ بلکہ ہمیشہ خوش رہے۔ اور خوشی کے ریزولیوشن پاس کئے اور مزا بھی ایسے ہی کام کرنے کا ہے۔ کہ شکایت بھی نہ ہو۔ اور کام بھی خاطر خواہ ہو۔

دوسرا کام جو اس سے بھی اہم ہے۔ وہ قرآن پاک کا گورمکھی ترجمہ تھا مسلمانوں کی سلطنت بھی رہی۔ ثروت رعب۔ قدرت سب کچھ ہی تھا۔ مگر فرقان حمید کے دیسی زبانوں کے تراجم سے آنکھیں بند کرکے مسلمانوں نے ناقابل عفو غلطی کا ارتکاب کیا۔ اور دوسری طرف جب میں یہ دیکھتا تھا۔ کہ غیر مذاہب والوں کے قلوب میں یہ خواہش ہے۔ کہ وہ فرقان کریم کو اپنی زبان میں پڑھیں۔ مگر ان کی یہ خواہش بر نہیں آتی۔ تو میں ماتھا پکڑ کر بیٹھ جاتا تھا۔

ہندوستان میں تبلیغ اسلام کا سوال فرقان حمید کے دیسی زبانوں کے تراجم میں ہی پوشیدہ ہے مگر میرے دل میں صرف اضطراب اور تڑپ ہی تھی۔ نہ روپیہ اور نہ علم۔ مگر یہ تڑپ اپنا رنگ لائی۔ اور اس نے مجھے مجبور کر دیا۔ کہ میں فرقان حمید کا سب سے پہلے گورمکھی ترجمہ کروں۔ توکل علی اللہ میں نے قلم ہاتھ میں پکڑا۔ اور قلم پکڑنے سے قبل تو یہ کام مجھے پہاڑ معلوم ہوتا تھا۔ مگر جب قلم پکڑ لیا۔ تو اللہ حامی و ناصر بن گیا۔ اور میں نے قریباً اڑھائی سال میں اس کے فضل اور کرم کے ساتھ یہ ترجمہ مبارک ختم کر لیا۔ جب چھپنے کے لئے ایک بہت بڑی شخصیت کے سامنے پیش ہوا۔ تو انہوں نے اپنی تسلی کے لئے اس کی تنقیح بھی کرائی۔ الحمد للہ کہ یہ ترجمہ اس کسوٹی پر پورا اترا۔ امید ہے۔ کہ اب انشاء اللہ جلد چھپ بھی جائے گا۔ اسکے بعد میرے دل میں فرقان حمید کے ہندی ترجمہ کے لئے تڑپ پیدا ہوئی۔ مگر بوجہ کثرت کار کے میری صحت کو دھکا لگ چکا تھا۔ اس کام کے لئے مجھے کسی نائب کی ضرورت تھی۔ مگر بغیر روپیہ کے نائب کہاں سے آئے۔ ہاں اللہ پر بھروسہ اور اس کی ذات بابرکات پر توکل تھا۔ سو اللہ تعالے نے غیب سے سامان پیدا کر دیئے۔ اور اسلام کے لئے اپنے پہلو میں ایک دردمند دل رکھنے والے صاحب ہمت کھڑے ہو گئے۔ اللہ تعالے اس کار خیر کے لئے انہیں اجر عظیم دے۔ فی زمانہ قرآن پاک کی خدمت سے بڑھ کر اور کوئی خدمت نہیں اور اس خدمت کے لئے اللہ تعالے نے صاحب موصوف کے سر پر ہی سہرا باندھا۔ خدا ان کے کاروبار میں اور بھی برکت دے۔ تاکہ یہ ہر کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہیں۔

میں اپنی علمی قابلیت کو کسی اور کی نسبت زیادہ بہتر سمجھتا ہوں۔ محض اللہ کے کرم پر بھروسہ ہے۔ دوست دردِ دل سے میرے لئے دعا کریں۔ کہ خداوند کریم اس کار خیر میں میری دستگیری فرمائے۔ اور میں اس کار عظیم کو خوش اسلوبی سے سرانجام دے سکوں۔ اور پھر میرا یہ کام ہندی دان لوگوں کے لئے موجب ہدایت ہو۔ یہی میری پہلی اور آخری خواہش ہے۔

ضروری اطلاع

نور کا آخری پرچہ ۳ر جون ۱۹۲۹ء کو شائع ہوا تھا۔ اور ہمیشہ اخیر سال یعنی ۱۷ر ستمبر کے پرچہ کی چھٹی ہوا کرتی ہے۔ اور یہ ۳ر اکتوبر کا پرچہ ہے۔ اس حساب سے تین ماہ کے پرچے یعنی ۶ نمبر میرے ذمہ ہیں۔ اخبار کا سال بدستور ۳ر اکتوبر سے ہی شمار ہوگا۔ ہاں جب تک ان نمبروں کی کمی پوری نہ ہو۔ اخبار ۲ صفحات کا انشاء اللہ شائع ہوتا رہے گا۔ بوجہ زیادہ وقفہ پڑ جانے کے اخبار ڈاک خانہ کی رعایت سے باہر ہو چکا ہے۔ اور تا وقتیکہ یہ رعایت نہ ملے۔ اخبار پر بجائے ایک پیسہ کے دو پیسے کا ٹکٹ لگے گا۔

دوست تسلی رکھیں۔ انشاء اللہ انہیں باقاعدہ پرچہ پہنچتا رہے گا۔ محکمہ ڈاک سے خط و کتابت ہو رہی ہے۔ امید کہ جلد یہ معاملہ طے ہو جائے گا۔

یہ تین ماہ کیسے گذرے

جب میں مایوس ہو گیا۔ کہ دوست نہ تو نور ایسے اخبار جو تمام ہندوستان میں سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کا واحد ذریعہ ہے کی ہی مدد کرنے کے لئے تیار اور نہ فرقان حمید کے ہندی ترجمہ جس کی تہ میں ہندوستان میں تبلیغ اسلام کا بہترین حل ہے کی امداد کے لئے ہی اپنے میں احساس رکھتے ہیں۔ تو پھر لاچار میں اخبار کو بند کرکے ادویات کے پراپیگنڈا کی طرف لگا۔ اگرچہ اس کے لئے میری ابتدا تھی۔ تین ماہ تو ابتدائی انتظامات میں ہی صرف ہو جاتے ہیں۔ اور پھر پراپیگنڈے کے لئے روپیہ کی ضرورت اور اس جگہ نہ روپیہ اور نہ تجربہ مگر پھر بھی اللہ نے خاص دستگیری فرمائی۔ اور پراپیگنڈے کے سب اخراجات نکال کر مجھے سو روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدن رہی۔ اور جس طرز سے میرا کام ترقی کر رہا تھا۔ اس کی موجودگی میں یہ کوئی بڑی بات نہ تھی۔ کہ میری آمدن تین چار سو روپیہ تک بھی پہنچ جاتی۔ حالانکہ اخبار نے تو کبھی ۲۰ ماہوار بھی مجھے نہ دیئے۔ پھر اخبار کی نسبت ادویات کی تجارت پر محنت ¼ بھی نہیں۔ اور اخبار پر تو جتنی محنت ہو کم۔ دور کیوں جاؤ۔ ذرا آپ اس اخبار کے لیڈنگ آرٹیکل

"خالصہ جی دھوکہ سے بچو"

والے مضمون کو ہی ملاحظہ کریں۔ کہ یہ کسقدر عرقریزی کا نتیجہ ہے۔ ہاں میرے لئے یہ خوشی کا موجب ضرور ہے۔ کہ اس کے ذریعہ خدمت اسلام کی توفیق ملتی ہے۔ مگر یہ اس وقت تک ہی زیب دیتی ہے۔ جب کم از کم اخبار اور تو نہیں اپنے اخراجات تو پورے کر سکے۔ اگر دوست بھی ذرا توجہ سے کام لیں۔ تو پھر شکایت ہی کیا۔

صرف دو باتوں کی ضرورت ہے۔ اس مجاہد پرچہ کے خود خریدار بنیں۔ اور دوسروں کو بنائیں۔

امن قائم کرنے کیلئے کون آگے آئیگا

قضیہ گائے کے لئے اپنے مذہب سے ناواقف سکھوں کی ذہنیت بدلنے کے واسطے ضرورت ہے کہ اس اخبار کے مضمون بہ عنوان

"خالصہ جی دھوکہ سے بچو"

کو ٹریکٹ کی صورت میں شائع کیا جائے۔ اختصار کے ساتھ شاید یہ مضمون ٹریکٹ سائز کے ۸ صفحوں پر آ جائے۔ ۸ صفحہ کے ٹریکٹ کی قیمت صرف دو روپے سیکڑہ ہوگی۔ اگر دس ہزار کی درخواستیں آ جائیں۔ تو میں اسے فی الفور ٹریکٹ کی صورت میں شائع کر دوں گا۔

اس ٹریکٹ کے شائع کرنے کی صرف یہ غرض ہے۔

کہ سکھ صاحبان قضیہ گائے کو اپنے مذہبی گرنتھوں کی روشنی میں سمجھ سکیں۔ اور آئندہ کے لئے سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات خوشگوار ہو کر ہندوستان میں امن قائم ہو۔ لہٰذا جس قدر بھی اس مفید ٹریکٹ کی وسیع پیمانہ پر اشاعت ہوگی۔ اسی قدر یہ نیک خواہش بہ احسن وجوہ پوری ہو سکے گی۔ لہٰذا دوستوں کو اس کی توسیع اشاعت کے لئے فی الفور توجہ دینی چاہیئے۔

اگر ایک ایک سو کاپی کے دو سو خریدار پیدا ہو جائیں۔ تو میں آج ہی مطبع میں چھپنے کے لئے بھیج سکتا ہوں۔

اگر اس دو سو روپیہ کے خرچ سے امن قائم ہو جائے اور آئندہ کے لئے سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات گائے کے سوال کے متعلق خوشگوار بن جائیں۔ تو اس اہم غرض کے سامنے اس ہیچ رقم کی حقیقت ہی کیا۔

آپ کا مینجر اخبار نور قادیان

دوستوں نے نور کے بند ہونے کی خبر کو کس طرح سنا

جناب سید کشفی شاہ صاحب کا والا نامہ

جناب سید صاحب موصوف لکھتے ہیں

برادرم مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہٗ۔ اخبار نور کے بند ہونے کا بے حد رنج ہوا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا افسوس ہو سکتا ہے۔ کہ مسلمانوں کی غفلت سے ایک شاندار تبلیغی پرچہ بند ہو رہا ہے۔ مگر مسلمانوں کی غفلت کیسے کہاں کہاں رو دیا جائے۔ خدا معلوم اس قوم کی کیا حالت ہونے والی ہے۔ امید کہ میں جلدی ہی برہما روانہ ہوں گا۔ اور وہاں پہنچ کر انشاء اللہ اس تبلیغی پرچہ کے جاری رہنے کی کوئی سبیل نکالوں گا۔

مکرم شاہ صاحب کو اس خاکسار سے اس قدر محبت ہے۔ کہ جب آپ نے سنا کہ میری چھوٹی لڑکی عزیزہ مبارکہ بیمار ہے۔ تو آپ نے فوراً یہ محبت بھرا خط لکھا۔ کہ ہر نماز اور خاص وقت میں دعائیں ہو رہی ہیں کہ اللہ کریم عزیزہ مبارکہ کو جلد سے جلد صحت دے۔ امید کہ ہفتہ عشرہ تک برہما جانے کی تیاری کروں گا۔ اور آپ کو مکمل اطلاع جانے کے وقت دونگا۔

اپنے دوسرے خط میں آپ نے برہما جاتے وقت خاکسار کو یاد فرمایا۔ مگر خدا کی قدرت میں اس وقت عارضہ درد گردہ میں سخت مبتلا تھا۔ اس واسطے میں ایک مخلص دوست اور بھائی کے درشنوں سے محروم رہا۔ جس کا مجھے اس وقت تک افسوس رہیگا۔ جب تک مجھے ان کی ملاقات میسر آئے۔

بابو غلام محی الدین صاحب سب پوسٹماسٹر علی بھائی نے جب نور کے بند ہونے کی خبر کو سنا۔ تو ان کا دل تڑپ اٹھا۔ باوجودیکہ آپ کو صرف معہ تنخواہ ملتی ہے۔ پھر بھی آپ نے صہ ماہوار دینے کا وعدہ اس شرط پر کیا۔ کہ میں نور کو فی الفور جاری کردوں۔ مگر ایک تو یہ کہ جب تک مستقل انتظام نہ ہو۔ میں قدم اٹھانا مناسب نہیں سمجھتا تھا۔ اور دوم ایک معہ ماہوار تنخواہ لینے والا دوست جو خود مقروض بھی ہو۔ میں یہ غیر معمولی بوجھ ڈالنا پسند نہیں کرتا تھا۔ اس لئے میں نے شکریہ سے اس غیر معمولی اعانت لینے سے عذر کردیا۔ پہلے بھی دعا تھی۔ اور اب بھی ہے۔ کہ اللہ کریم بابو صاحب موصوف کو دن دگنی اور رات چوگنی ترقی دے۔ تاکہ یہ ہر کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہیں۔ اور ان کی نیک مثال دوسروں کے لئے ہمیشہ محرک ہوتی رہے۔

ایک نام کی پرواہ نہ کرنے والے بزرگ جو شروع سے ہی نور کے خاص معاون مددگار رہے ہیں۔ وہ نور کے بند ہونے کی خبر پڑھ کر یہ لکھتے ہیں۔ کہ:۔

میں نے پانچ روپیہ ماہوار کا وعدہ کیا تھا۔ بشرطیکہ نو بھائی اور ایسے پیدا ہو جائیں۔ جو صہ روپیہ ماہوار دے سکیں۔ مگر وہ صورت نظر نہیں آتی .... اس لئے جب تک اللہ تعالٰے توفیق دے۔ میں پانچروپے ماہوار دیتا رہو نگا۔ پانچروپے آج بذریعہ منی آڈر ارسال ہیں۔

جناب میر عمر حیات صاحب احمدی شب قدر سے لکھتے ہیں۔ کہ ۳۰ر جون کا اخبار پڑھ کر دل کو بے حد صدمہ ہوا یہ قوم کی واقعی غفلت ہے۔ کہ ایسا مجاہد پرچہ جو تمام ہندوستان میں سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کا اکیلا ذریعہ ہے بند ہو رہا ہے۔ خدا کرے۔ جلد اس کے دوبارہ اجراء کی کوئی صورت ہو جائے۔ اگر جاری ہو۔ تو سب سے پہلے آپ میرے نام وی پی کریں۔

جناب سید محمد حسین شاہ ہیڈ ماسٹر صدر گوگیرہ لکھتے ہیں۔ کہ پیارے محترم بھائی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ خدا آپ کے کاموں میں برکت ڈالے ۳۰ر جون کا نور پڑھ کر جو مجھے صدمہ ہوا۔ قلم اس کے اظہار سے قاصر ہے خاکسار آج کل خصوصیت سے مالی مشکلات اور قرضہ میں مبتلا ہے پھر بھی نور کا بند ہونا گوارا نہیں۔ عنقریب چند خریداروں کا چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال خدمت ہوگا۔ میرے لئے خاص طور پر دعا فرماویں۔

نور:۔ آپ ہمیشہ نور کے ہمدرد رہے ہیں۔ میں خود بھی دعا کرتا ہوں۔ اور دوستوں کو بھی دعا کی تحریک کرتا ہوں۔ کہ وہ آپ کے حسنات دارین کے لئے دعا کریں۔

جناب شیخ حمید احمد صاحب میمو برہما سے لکھتے ہیں کہ:۔

مکرمی شیخ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

مجھے نور کے بند ہونے کا سخت صدمہ ہوا۔ یہ معمولی صدمہ نہیں۔ ایسے تبلیغی پرچہ کا بند ہونا صدمہ جانکاہ ہے۔ اس کی ضرور کوئی تلافی ہونی چاہیئے۔ خدا وہ دن جلد لائے۔ کہ ایسا غازی اور مجاہد پرچہ پھر ہمارے ہاتھوں میں ہو آمین۔"

جناب خان بہادر شیخ محمد حسین صاحب پنشنر جج علیگڑہ سے لکھتے ہیں۔ کہ:۔

عزیز من۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عرصہ سے آپ کا کوئی خیریت نامہ نہیں آیا۔ اور نہ ہی نور آیا۔ جس سے آپ کے حالات معلوم ہوتے۔"

نور:۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ مکرم بزرگوار کی نظر کرم سے ۳۰ر جون کا پرچہ نہیں گذرا ہوگا۔ بہر حال آپ کے محبت بھرے جذبہ نے اثر دکھلایا۔ اور نور اب آپ کے سامنے ہے۔ دعا کیجیئے۔ کہ اللہ تعالٰے اس خادم کو اس سے بھی بڑھ چڑھ کر خدمت دین کی توفیق دے۔ اور نور ہمیشہ جاری رہے۔ آمین۔

ضرورت ہے

نور کیلئے ایک نائب ایڈیٹر کی ضرورت ہے۔ جو علاوہ اسلام کے سکھ اور آریہ عقاید سے بھی بخوبی واقف ہو۔ اور ان مذاہب پر متانت سے تبصرہ کر سکے۔ تنخواہ کا فیصلہ بذریعہ خط وکتابت ہو۔ مینجر نور قادیان ضلع گورداسپور

ضرورت ہے

امیدواروں کی جو ٹیلیگراف سٹیشن ماسٹر یا تار برقی کا کام ریلوے گورنمنٹ محکمہ نہر کی ملازمت کیلئے سیکھنا چاہیں۔ کرایہ ریل کالج دیگا۔ قواعد ۲؍ کے ٹکٹ بھیجکر طلب کریں۔ رائل ٹیلیگراف کالج دہلی

اقتباس

ہندو قوم کی نجات اسلام کے قدموں میں

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات قدسی صفات اور حضور کی اقدس و اعلیٰ تعلیم پر ہندو خواہ کس قدر بھی اعتراضات کریں حقیقت یہ ہے۔ کہ جس قدر فائدہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات گرامی اور آپ کی لائی ہوئی تعلیم سے یہ قوم اس وقت اٹھا رہی ہے۔ ہندو تمدن اور ہندو دھرم میں اس قدر خامیاں اور اس قدر نقائص ہیں۔ کہ ان پر عمل پیرا ہو کر یہ قوم کبھی ترقی نہیں کر سکتی ۔ اس وجہ سے مجبور ہے۔ کہ اپنی مذہبی تعلیم کو پس پشت ڈال کر اور اس سے صریحاً پہلو تہی کر کے اسلام کی تعلیم پر گامزن ہو تا کہ ان اثرات و نتائج سے محفوظ رہ سکے۔ جو ہندو تعلیم کی متابعت کا لازمی نتیجہ ہیں ذیل میں چند ایک امور پیش کر کے یہ ثابت کیا جاتا ہے۔ کہ ہندو قوم کس طرح اپنے مذہبی احکام کو خیر باد کہہ کر علانیہ اسلامی تعلیم پر کاربند ہو رہی ہے۔

توحید اسلام دنیا میں پہلا اور آخری مذہب ہے جس نے خدا تعالیٰ کی توحید کو صحیح طور پر دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اور شرک فی التوحید کو ایک ناقابل معافی گناہ ٹھیرا کر دنیا کو وحدت کا سبق دیا۔ جیسا کہ فرمایا۔ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذالک لمن یشاء۔ اس کے مقابلہ میں آج سے چند ہی سال قبل ہندو مت کے ماننے والے لاتعداد دیوتاؤں کی پرستش کو ذریعہ نجات سمجھتے تھے۔ لیکن آج انہیں میں سے ایک ایسی جماعت پیدا ہو چکی ہے۔ جو وحدت الٰہی پر ایمان رکھنے کی مدعی ہے۔ مجھے اس وقت اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ کہ وہ صحیح طور پر موحد کہلا سکتے ہیں۔ بلکہ صرف یہ دکھانا مقصود ہے۔ کہ توحید کا خیال ان کے دلوں میں جاگزیں ہو چکا ہے اور وہ کثرت پرستی کو وحدت پرستی سے تبدیل کر چکے ہیں۔ گو اپنی آبائی ذہنیت کے اثرات کے ماتحت وہ اس کو اچھی طرح نہ سمجھ سکے ہوں ڈاکٹر تارک ناتھ داس صاحب پی ایچ ڈی کا ایک مضمون ۸ جون ۲۸ء کے آریہ اخبار "تیج" میں شائع ہوا ہے جس میں آپ لکھتے ہیں کہ:-

مکرم جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی

کا خط

مکرم موصوف لکھتے ہیں۔ کہ :-

"مکرمی شیخ صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مالی مشکلات اور دوستوں کی عدم توجہی نے جب آپ کو نور کے بند کرنے پر مجبور کیا۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ کہ مجھے اس سے سخت تکلیف ہوئی۔ ہمارے پریس کی جو حالت ہے میں اس سے سلسلہ کے سب سے پہلا اخبار نویس ہونے کی حیثیت سے خوب واقف ہوں اس پر نور کا بھی بند ہو جانا سخت حوصلہ شکن اور تکلیف دہ امر ہے۔

میں نے زبانی بھی آپ کو اس کے اجراء پر زور دیا تھا۔ لیکن میں آپ کے معقول **وجوہات** سن کر سوائے خاموش ہو جانے کے چارہ نہیں دیکھتا رہا۔ لیکن اب آپ سرگذشت کا سا معاملہ ہو رہا ہے۔ اس وقت نور کے **اجراء** کی ازبس ضرورت ہے۔ **اسلام** پر ایک نئے طریق سے حملہ کیا گیا ہے۔ اور اس حملہ کا **محاذ** قادیان تجویز ہوا ہے۔ اس حملہ کی پشت پر دشمن نے ہر قسم کی کمک کو جمع کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے ایسی حالت میں آپ **نور** کو نقصان اٹھا کر بھی جاری کر دیں۔ یہ وقت باہر نکلنے کا ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ اس **محاذ** پر آپ کا کھڑا ہونا بہت بابرکت ہو گا۔ میرے **قویٰ** اور حالات اجازت نہیں دے رہے۔ ورنہ میں **الحکم** کے ذریعہ اس میدان میں آ موجود ہوتا۔ تاہم جس قدر مجھ سے ہو سکے گا۔ آپ کا قلمی ہاتھ بٹانے کے لئے آمادہ رہوں گا۔ میرے **مالی حالات** اجازت نہیں دیتے۔ ورنہ میں نور کیلئے اپنی حقیر نذر لے کر حاضر ہو جاتا۔ آپ سے جو تعلقات ہیں۔ میں جانتا ہوں۔ آپ ان کا احترام کرتے ہیں اس لئے میری مخلصانہ درخواست ہے۔ کہ آپ **نور** جس طرح بھی ممکن ہو۔ جاری کر دیں۔ یہ وقت **خاموشی** کا نہیں۔ ہندوستان کے مستقبل پر اس فتنہ کا بہت بڑا اثر پڑنے والا ہے۔ اور اگر اس وقت ہم نے غفلت سے کام لیا۔ تو اسلام کے لئے

خدا کے حضور جوابدہ ہونگے

اگر آپ میری تحریک پر **نور** کو جاری کر دیں گے تو میں سمجھتا ہوں۔ خدا تعالیٰ غیب سے آپ کے لئے سامان کر دے گا۔ اور **جماعت** کے وہ مخلصین جنہوں نے حضرت **مسیح موعود** علیہ السلام کے **عصر سعادت** کو پایا ہے۔ حضور کی صحبت میں کچھ بھی وقت گذارا ہے۔ **نور** کیلئے کھڑے ہو جائیں گے۔ میں اس وقت اس سے زیادہ کچھ عرض نہیں کر سکتا۔ میرے دل میں ایک درد ہے اور سر میں ایک **جنون** ہے۔ کہ قادیان کا **پریس** بہت مضبوط ہو۔ میں آئندہ کے لئے سردست یہ عہد کرتا ہوں۔ کہ آپ **نور** کے خریداروں میں میرا نام درج کریں۔ اور میں خدا سے توفیق چاہتا ہوں۔ کہ ابھی **زندگی بھر** اس سے جدا نہ ہوں۔ میں جانتا ہوں۔ کہ **بحیثیت معاصر** میں اسے مدد دے سکتا ہوں اور مجھے یقین ہے۔ کہ آپ کو میری یہ **آفر** تکلیف دہ ہو گی۔ لیکن میں اسے **قومی جرم** سمجھتا ہوں۔ کہ ایک قومی **سپاہی** کی مدد کرنے کی بجائے اس پر بوجھ بار ہو جاؤں۔ آپ میری اس درخواست کو قبول کرنے میں تامل نہ فرماویں۔ اور مجھے اس ثواب میں شریک ہونے کی عزت بخشیں۔ میں اس امید کے ساتھ اسے ختم کرتا ہوں۔ کہ آپ جلد سے جلد نور کو شائع کر دیں گے۔ اور قوم کو مایوس نہ کریں گے۔ خادم عرفانی"

نور:- مکرم شیخ صاحب! آپ کی تڑپ رنگ لائی۔ اور خدا نے غیب سے اس کے لئے سامان پیدا کر دیئے۔ قرآن پاک کے گورمکھی ترجمہ کی تکمیل کے لئے لگاتار کئی سال تک روزانہ پندرہ پندرہ گھنٹے محنت کرنے سے میری صحت کو ناقابل برداشت نقصان پہنچ چکا ہے۔ اور جو میں نے نیا تجارتی شغل اختیار کیا تھا اس پر محنت کم تھی۔ اور فائدہ زیادہ تھا۔ ......

...... مگر ایک معزز کرمفرما کی نظر شفقت نے جنہوں نے ۵۰ ماہوار دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ [illegible] اسلام کی موجودہ حالت کو دیکھ کر میں [illegible] ہو گیا [illegible] توکل علی اللہ پھر اسی میدان میں آ ڈٹا ہوں [illegible] ہیں۔ کہ اللہ میرا حامی و ناصر ہو۔

اپنی پیاری آنکھوں کی حفاظت کرو

یہ امر واقعہ ہے۔ کہ دنیا میں آنکھیں بڑی نعمت ہیں۔ بغیر آنکھوں کے دنیا اندھیر ہے۔ آنکھیں ہیں تو سب کچھ۔ مگر لوگ آنکھ جیسی نعمت کی طرف کم توجہ کرتے ہیں۔ شروع میں بے پرواہ رہتے ہیں۔ جب آہستہ آہستہ کم نظری۔ ککرے۔ جالا۔ پھولا۔ دھند ہونا۔ بنار وغیرہ کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ تو اس وقت فکر پڑتی ہے۔ اور حکیموں وغیرہ کی طرف دوڑتے ہیں۔ حالانکہ عقلمند وہی ہیں۔ جو قبل از وقت ہی خطرے کے دور کرنے کا اپاؤ کرتے ہیں۔ جو لوگ آنکھوں کی حفاظت سے غفلت کرتے ہیں۔ اور آنکھوں جیسی بے بہا نعمت کے لئے سال بھر میں تین چار روپیہ بھی صرف کرنے میں کنجوسی سے کام لیتے ہیں۔ گویا وہ اپنے ہاتھوں اپنی بہترین پیاری اور عزیز چیز کو ضائع کر کے خود اپنے لئے دنیا اندھیر بنا لیتے ہیں۔ آنکھوں کے لئے عمدہ سرمہ کے واسطے بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ جس طرح خراب دوا بیماری کے گھٹانے کی بجائے بڑھانے کا موجب ہوتی ہے ٹھیک اسی طرح خراب سرمہ بجائے مفید ہونیکے مضر بیٹھتا ہے۔

ہم نے اپنے موتی سرمہ کا نسخہ بہت غور و احتیاط کے بعد انتخاب کیا ہے۔ جو عمدہ کھرل میں خاص اہتمام کے ساتھ تیار کیا جاتا ہے اور اپنی خوبیوں کی وجہ سے تھوڑے ہی عرصہ میں خدا کے فضل سے اس قدر قبولیت حاصل کر چکا ہے۔ کہ اب نہ صرف باقاعدہ سرکار سے رجسٹرڈ ہی ہو چکا ہے بلکہ ڈاکٹر لوگ بوقت ضرورت بذریعہ تار منگواتے ہیں۔ بلاشبہ اس سرمہ پر ڈاکٹر شیفتہ اور حکما فریفتہ ہیں۔ ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندا۔ ابتدائی موتیابند غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ اس کا روزانہ استعمال آنکھوں کی بصارت کو تیز کرتا ہے۔ اور جملہ امراض سے آنکھوں کو محفوظ رکھتا ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھیں گے۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بہتر پائیں گے۔ قیمت فی تولہ صرف عہ/ (دو روپے آٹھ آنے) محصولڈاک علاوہ

یہ دیکھنے کے لئے کہ اس سرمہ نے اپنی خوبیوں کیوجہ سے قلیل عرصہ میں کس قدر شہرت و قبولیت حاصل کی ہے اسکے لئے بکثرت شہادتوں میں سے حسب ذیل چند شہادتوں کے ملاحظہ سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکینگے۔

پہلے ڈاکٹر کی شہادت

جناب ڈاکٹر محمد صدیق صاحب جنرل ہسپتال اکیاب (برہما) سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ پہلے بھی آپ کا سرمہ بعض مریضوں کو منگوا کر دیا۔ نہایت مفید پایا۔ اب مجھے اپنے لئے خود ضرورت ہے ایک تولہ جلد بذریعہ وی پی بھیجیں۔

دوسرے ڈاکٹر کی شہادت

جناب ڈاکٹر بشیری صاحب آئی ایم۔ ڈی نمبر (۱) سکشن لاہور چھاؤنی سے لکھتے ہیں۔ کہ اکثر مریضوں کو آپ کا سرمہ استعمال کرایا گیا۔ بلاشبہ یہ سرمہ بہت ہی مفید اور اکسیر چیز ہے۔ ۲ تولہ اور بذریعہ وی پی بھیجدیں۔

تیسرے ڈاکٹر کی شہادت

جناب ڈاکٹر سید رشید احمد صاحب سب اسسٹنٹ سرجن انڈین ملٹری ہسپتال میمیو لکھتے ہیں۔ کہ پہلے ایک تولہ موتی سرمہ آپ سے منگوایا تھا بیوی بچوں کو اس سے بہت فائدہ ہوا نیز ایک اور کو بھی فائدہ ہوا جزاکم اللہ احسن الجزا۔ اب ایک تولہ اور بذریعہ وی پی جلد بھیجدیں۔

اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

گرمی۔ سردی۔ برسات اور بہار میں یکساں مفید

اگر آپ کی طبیعت پژمردہ چہرہ زرد سر یا کمر میں درد۔ حافظہ کمزور کسی کام میں دل نہ لگنا چلنے سے دفعتہ دم چڑھ جانا۔ پنڈلیوں میں درد سی محسوس ہوتی۔ ہاتھ پاؤں پھوٹتے۔ قوت رجولیت جواب دے چکی ہو۔ تو آپ آج سے ہی اکسیر البدن رجسٹرڈ کا استعمال شروع کر دیں۔ یہ دوا کیا ہے۔ گویا طبی دنیا میں ایک حیرت انگیز انقلاب ہے۔ نامرد کو مرد اور مرد کو جوان مرد بنانا اس دوا پر ختم ہے۔ گردوں کو قوی بنانے۔ ناگہانی بیماریوں سے محفوظ رکھنے۔ بھوک کے کھولنے۔ حافظہ کو تیز کرنے رنگ کو نکھارنے۔ دل و دماغ کو تقویت دینے پٹھوں کو مضبوط کرنے۔ اور قبل از وقت بالوں کو سفید ہونے سے بچانے۔ طبیعت میں خوشی و نشاط پیدا کرنے۔ اعضائے رئیسہ و شریفہ کی زائل شدہ قوت کو بحال رکھنے۔ گری ہوئی جوانی کے قیام اور ضعیفی کی حفاظت۔ چہرہ کو شگفتہ۔ دماغ کو روشن اور جسم کو چست و چالاک بنانے۔ گذشتہ امنگوں اور زائل شدہ آرزوؤں کو واپس لانے کے لئے یہ اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ یہ دوا کیا ہے۔ حیات انسانی کے لئے ایک نادر و نایاب تحفہ ہے۔ دل میں نئی امنگ اعضاء میں نئی ترنگ۔ اور دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا بس اسی کا کام ہے۔ مختصر یہ کہ ہر قسم کی بدنی و دماغی کمزوری کیلئے اکسیر اعظم ہے۔ التماس ہے۔ کہ جو لوگ جائز طور پر اس کے حاجتمند ہیں۔ صرف وہی اس کو طلب کریں۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت جس میں ساٹھ گولیاں ہیں۔ پانچروپے (صہ) محصولڈاک علاوہ۔

ایڈیٹر صاحب الحکم کی شہادت: مکرمی جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم اکسیر البدن کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔ "مکرمی شیخ محمد یوسف صاحب (موجد اکسیر البدن) السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میں نہایت مسرت اور شکر گذاری کے جذبات سے لبریز دل لیکر یہ خط آپ کو لکھ رہا ہوں۔ جبکہ میرے بیٹے عزیز یوسف علی عرفانی کو پیشاب میں شکر وغیرہ آنیکی شکایت تھی۔ اس نے مجھے ولایت سے خط لکھا۔ میں نے آپ سے اکسیر البدن کی ایک شیشی لے کر اس کو بھیجدی۔ اس تازہ ڈاک میں جو اس کا خط آیا ہے۔ میں اس کا اقتباس بھیجتا ہوں۔ وہ لکھتا ہے کہ "میری صحت جیسا کہ میں نے پہلے لکھا تھا۔ کہ مجھے پیشاب میں شکر وغیرہ آتی ہے اب خدا کے فضل سے بالکل آرام ہو گیا ہے اور اس کی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ وہ جو آپنے ایڈیٹر صاحب نور والی دوائی یعنی اکسیر البدن" بھیجی تھی۔ میں نے استعمال کرنی شروع کر دی جس سے پیشاب کی شکایت بھی رفع ہو گئی۔ الحمد للہ اب پیشاب بالکل صاف اور تندرستی کا آتا ہے۔ بھوک خوب لگتی ہے۔ جو کھاؤں سو ہضم۔ چہرہ پر بشاشت اور جسم میں چستی غرضیکہ ایک جوانی کا آغاز پاتا ہوں۔ نہایت اعلیٰ دوا ہے ایک شیشی اور روانہ کر دیں" شیخ صاحب مجھے عزیز یوسف علی عرفانی کے اس خط سے بہت ہی خوشی ہوئی اور یہ دوسری مرتبہ اکسیر البدن نے میرے لخت جگر پر اپنا بینظیر اثر کیا۔ میں جب خود ولایت میں تھا۔ تو عزیز مکرم محمود احمد عرفانی کو اسکا استعمال کرایا گیا اسکی صحت مخدوش تھی اور امراض پھیپھڑے کا خطرہ تھا۔ مگر خدا نے اکسیر البدن کے ذریعہ اسے ان خطرات سے بچا لیا۔ اور اب میرے دوسرے بیٹے پر اس نے اعجازی اثر کیا ہے۔ میں آپ کو اس ایجاد پر مبارکباد دیتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ اس نافع الناس دوا کیلئے اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم دے۔ یہ دوائی فی الحقیقت "اکسیر البدن" ہے۔ اور میں ہر شخص کو اس کے استعمال کرنے کی تحریک کرنے میں دلی مسرت محسوس کرتا ہوں۔"

ملنے کا پتہ:۔ منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

اکسیر اعظم

جس کا اثر اخیر عمر تک رہتا ہے

نیا میں یہ ایک ہی لاثانی دوا ہے جسکی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی ح پھونک دی ہے بمفصلہ ذیل نئی اور پرانی بیماریوں میں اس کا اثر فوری اور تقل ہے ضعف باہ ضعف دل ضعف دماغ ضعف اعصاب عف بصر ضعف ہاضمہ اعصابی درد نزلہ دردسر۔ شقیقہ خوابی مسوڑوں سے خون کا آنا۔ منہ سے پانی کا جاری رہنا دانتوں درد۔ آواز کا بیٹھ جانا دمہ۔ پرانی کھانسی۔ منہ سے خون کا آنا۔ ق اروں کی کثرت۔ معدہ کی ترشی۔ قبل ازوقت بالوں کا سفید ہو جانا شاب کی کثرت ذیابیطس۔ کثرت احتلام۔ سرعت خرابی خون وغیرہ یوں کے لئے یہ تریاق بفضل خدا آخری اور یقینی علاج ہے۔ گویا حقیقی نوں میں یہ دوا "محافظ صحت" ہے۔

مستورات کی امراض بانجھہ پن اور جریان الرحم کے لئے بھی ت مفید ہے۔

یہ نسخہ پورے ایک سال میں تیار ہوتا ہے۔ کیونکہ کارخانہ اس اکسیر کو شہرت نا چاہتا ہے۔ اور ہماری خواہش ہے۔ کہ امیر و غریب اس نعمت بے بہا سے یکساں مستفیض ہوں۔ لہذا فی الحال اس کی قیمت قریباً اصل لاگت ی نو روپے آٹھ آنے علاوہ محصولڈاک مقرر کی جاتی ہے۔ ورنہ فوائد ے لحاظ سے تو یہ نعمت عظمیٰ موتیوں کے مول بھی سستی ہے ؁

روگ کا گھر کھانسی

اول تو کسی بیماری کو کبھی معمولی نہ سمجھنا چاہیئے۔ پھر خصوصاً کھانسی تو مسلمہ طور پر بیماریوں کا گھر مانی گئی ہے۔ دمہ۔ سل۔ دق۔ جیسے نامراد روگوں کی یہ جڑ ہے۔ لہذا اس خطرناک بیماری بلکہ بیماریوں کے گھر سے کبھی بھی بے پرواہ نہ ہونا چاہیئے۔ ہم نے بڑے اہتمام اور کوشش کے ساتھ اس بیماری کو جڑ سے کاٹنے والی دوا تیار کی ہے جس کی پہلی خوراک ہی اپنا اثر دکھلاتی ہے۔ قیمت تین روپے (۳؎) محصولڈاک علاوہ

قبض کشا گولیاں

اول تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے۔ اور پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ۔ اگر آپ کا معدہ صاف ہے۔ تو سمجھو کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں۔ ورنہ یہ مسلم امر ہے۔ کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے۔ ایک دن گھر کا پاخانہ صاف نہو۔ تو تمام گھر کی فضا اسقدر بدبودار ہو جاتی ہے۔ کہ ناک میں دم آجاتا ہے۔ یہی حال آپ معدہ کا سمجھیئے۔ اگر ایک روز بھی کھل کر اجابت نہ ہو۔ تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے۔ اور متعفن معدہ ہی ہر ایک بیماری کی جڑ ہے قبض کشا گولیاں کیا ہیں۔ گویا معدہ کی جھاڑو ہیں۔ اس کا دائمی استعمال سمجھو کہ صحت کا بیمہ ہے۔ ایک سو گولی کی قیمت صرف دو روپے محصولڈاک علاوہ

اکسیر درد

یہ نامراد مرض مریض کو ماہی بے آب کی طرح تڑپاتا ہے۔ جن لوگوں کو بدقسمتی سے اس کا دورہ ہوتا ہے۔ وہی خوب جانتے ہیں۔ کہ یہ مرض کس قدر وبال جان ہے۔ ہماری اس جادو اثر دوا سے بفضل خدا دو منٹ کے اندر اندر قطعی آرام آجاتا ہے۔ دوا کیا ہے ایک معجزہ ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ۔ جو مدت کے لئے کافی ہے ؁ محصولڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ:- منیجر نور ایجنٹسز نور بلڈنگ قادیان۔ ضلع گورداسپور

موتی دانت پوڈر

حکما اور ڈاکٹروں کا یہ متفقہ فیصلہ ہے۔ کہ گندہ مُنہ اور میلے دانت ہزار ہا بیماریوں کا گھر ہیں۔ اگر آپ اپنی صحت کو مقدم و ضروری سمجھتے ہیں۔ تو آج سے موتی دانت پوڈر کا استعمال شروع کردیں۔ جو دانتوں کی کل بیماریوں کو دور کرتا۔ انہیں فولاد کی طرح مضبوط بناتا اور موتیوں کی طرح چمکاتا۔ بدبو دہن کو دور کرکے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے۔ گوشت خورہ دانتوں سے خون یا پیپ کا آنا۔ دانتوں پر میل جمنی۔ یا ان کا زرد رنگ رہنا۔ اور مُنہ سے پانی کا آنا۔ غرضیکہ جملہ امراض دنداں کے لئے یہ موتی دانت پوڈر اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔

قیمت ———— فی شیشی ایک روپیہ ۱عہ محصول ڈاک علاوہ

مینیجر تعلیم الاسلام ہائی سکول کی شہادت

جناب مولوی محمد الدین صاحب بی۔ اے۔ سابق مسلم مشنری شکاگو۔ امریکہ۔ حال مینیجر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان لکھتے ہیں۔ کہ:۔ "میں نے یہ موتی دانت پوڈر استعمال کیا بہت مفید پایا۔ علاوہ دانتوں کو سفید اور صاف کرنے کے یہ مسوڑوں کے لئے بھی بہت مفید ہے۔ میرے ایک دانت میں درد تھی۔ اس میں بہت حد تک تخفیف ہوگئی۔"

لیڈی ڈاکٹر کی شہادت

لیڈی ڈاکٹر جناب غلام فاطمہ صاحبہ اسسٹنٹ سرجن لدھیانہ سے لکھتی ہیں۔ کہ:۔ "مجھے اس کے اظہار میں خوشی ہے کہ آپ کے موتی دانت پوڈر نے مجھے بہت فائدہ دیا۔ براہ کرم ایک اور شیشی بذریعہ وی پی بھیجدیں" یہی خاتون اپنے ایک دوسرے خط میں تحریر فرماتی ہیں۔ کہ:۔ "میری ایک سہیلی کو دانت پوڈر کی سخت ضرورت ہے۔ اور موتی دانت پوڈر جو پہلے میں نے آپ سے منگوایا تھا۔ وہ انہوں نے بھی استعمال کیا۔ ان کو بھی اس پوڈر نے بہت فائدہ دیا۔ اب انہوں نے جلدی چھٹیوں پر کشمیر چلے جانا ہے۔ اور انہوں نے مجھے تاکید کی ہے۔ کہ ان کے لئے ایک شیشی پوڈر مذکور کی منگوا دوں۔ لہٰذا بذریعہ خط ہذا آپ ایک شیشی موتی دانت پوڈر کی بذریعہ وی پی جلد بھیجدیں۔"

موتی دانت پوڈر نے جادو کا اثر کیا

جناب مولوی حسین بخش صاحب پیل نویس درجہ اول و مصنف کتب کثیرہ [illegible] کہ:۔ "میں نے آپ کی [illegible] دانت پوڈر استعمال کیا۔ میرے دانت بہت خراب ہو گئے تھے۔ پوڈر نے جادو کا اثر کیا۔ اور جملہ امراض [illegible] کے لئے اکسیر ثابت [illegible] عام ہے۔ براہ کرم میرے اس خیال کو ضرور مشتہر فرما دیں۔ تاکہ دوسرے لوگ بھی [illegible] مستفیض ہوں۔ براہ کرم ایک شیشی اور بذریعہ وی پی جلد بھیجدیں۔"

نہایت ہی مفید ثابت ہوا

جناب منشی محمد رفیق صاحب جیالوجیکل سروے آف انڈیا چورنگی کلکتہ سے لکھتے ہیں:۔ "آپ کا موتی دانت پوڈر میری بیوی کے لئے نہایت ہی مفید ثابت ہوا۔ براہ کرم دو شیشی اور بذریعہ وی پی [illegible]"

اکسیر معدہ آپ کو کیا فائدہ دیگی

یہ امراض معدہ و سینہ کا لاثانی علاج۔ بکثرت دودھ گھی ہضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ تمام بیماریوں کی جڑ کمزور معدہ ہے۔ اگر آپ کو کھانا بخوبی ہضم ہوتا ہے۔ تو آپ کے لئے سادہ غذا بھی نعمت عظمیٰ سے کم نہیں۔ ورنہ مرغن لذیذ اور مقوی غذائیں بھی مضر ہیں۔ یہ اکسیر معدہ ہیضہ۔ بدہضمی۔ کمی بھوک۔ درد شکم۔ اپھارہ۔ بادگولہ۔ پیٹ کا گڑگڑانا۔ کھٹی ڈکاریں۔ قے۔ جی کا متلانا۔ جگر و تلی کا بڑھ جانا۔ سر چکرانا۔ آنکھ و دماغ کی کمزوری۔ گرمی کی شدت۔ پیاس کا زیادہ لگنا۔ ہاتھ پاؤں کا گرم رہنا۔ کرم شکم۔ قبض۔ اسہال۔ ریاح۔ کھانسی دمہ وغیرہ کے لئے تیر بہدف ہے۔

دودھ۔ بالائی۔ مکھن۔ گھی۔ گوشت انڈے وغیرہ مرغن اور مقوی اشیاء ہضم کرنے کی لاثانی دوا ہے۔

ایک ہی ہفتہ کے استعمال کے بعد بکثرت دودھ گھی روزانہ ہضم ہو جاتا ہے خون صالح پیدا ہو کر چار پانچ پاؤنڈ وزن بڑھ جاتا ہے۔

دماغ۔ حافظہ۔ ذہن کو تقویت اور قوت مردمی کو بدرجہ بڑھاتی ہے۔ کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کے لئے بے نظیر چیز ہے۔ خوراک دو رتی

قیمت ———— فی شیشی جو کئی ماہ کے لئے کافی ہے۔ صرف دو روپے محصولڈاک علاوہ

جناب ایڈیٹر صاحب فاروق کی شہادت

مکرمی میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق۔ اکسیر معدہ کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"کچھ دن ہوئے میں نے جناب سے اکسیر معدہ اپنے ذاتی استعمال کے لئے لی تھی۔ ان دنوں مجھے نفخ شکم اور پیٹ میں ہر وقت بوجھ رہنے کی شکایت تھی۔ اس اکسیر کے استعمال سے خدا نے مجھے بہت جلد صحت دی۔ اور میرے تمام معدہ اور شکم کی تکلیف رفع ہوگئی۔ اس کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور ساتھ ہی مزید درخواست بھی ہے۔ کہ براہ کرم اور اکسیر معدہ عطا فرما دیں۔ مشکور ہوں گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے کاموں میں برکت دے آمین"

سلاجیت

خون پیدا کرتی اور قوت باہ کو بڑھاتی ہے۔ ابتدائی سل و دق۔ کھانسی۔ ریزش کمزوری سینہ کو رفع کرتی ہے۔ گردہ اور مثانہ کو طاقت دیتی ہے۔ بدن کو فربہ اور ہڈیوں کو مضبوط کرتی ہے۔ جریان یا کسی اور وجہ سے جن کی کمر میں درد ہو۔ ان کیلئے اکسیر ہے دماغ کو طاقت بخشتی ہے۔ چوٹ لگ جائے۔ تو تھوڑی سی کھا لینے سے درد موقوف ہو جاتا ہے۔ مرد۔ عورت بچے۔ بوڑھے۔ اور جوان کو یکساں مفید ہے۔ ہر موسم میں استعمال ہو سکتی ہے۔ ایک چھٹانک سے کم روانہ نہیں ہوتی۔ قیمت فی چھٹانک ایک روپیہ بارہ آنہ۔ محصولڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ:۔ مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالانیوالا اکیلا اخبار

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے تین روپے ۳؏
" ششماہی " ایکروپیہ بارہ آنہ ۱؏۱۲؍
" سالانہ سرپرستوں سے دس روپیہ ۱۰؏
" امراء سے پانچ روپیہ ۵؏
" غیر ممالک سے ۸ شلنگ

نور

اللہ اکبر
یهدی اللہ لنورہ من یشاء

ہر ماہ کی
۳ / ۱۷
کو شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر شیخ محمد یوسف

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اسکی فضیلت ظاہر کرنا
(۲) سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا۔
(۳) دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل اور صحیح جواب دینا
(۴) راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط و مستحکم کرنا

نمبر (۲) | اخبار نور قادیان ۷ اکتوبر سنہ ۱۹۲۹ء مطابق ۱۲ جمادی الاول سنہ ۱۳۴۸ھ | جلد ۲۱

دوستوں سے چند باتیں

اگر اس اخبار میں آپ کو کوئی قابل تعریف بات نظر آئے تو اس کے لئے میری تعریف مت کرو۔ بلکہ اس شخص کی کرو۔ جس کی توجہ سے نور کا دوبارہ اجراء ہوا۔ کیونکہ حقیقی معنوں میں تعریف اور دعا کا مستحق وہی ہے:

ایک سکھ سردار کا خط

جناب سردار سندر سنگھ موضع ...... تحصیل بٹالہ سے لکھتے ہیں۔ کہ آپ کا ایک مضمون "خالصہ جی دھوکہ سے بچو" اخبار الفضل میں پڑھکر اخبار نور کے پڑھنے کا شوق ہوا اس واسطے آپ ایک سال کے لئے میرے نام نور جاری کر دیں

ایک مسلمان کا خط

منشی محمد اسمعیل صاحب عرائض نویس بٹالہ سے لکھتے ہیں کہ میں اخبار الفضل میں آپ کا مضمون "گائے اور سکھ مذہب" پڑھ رہا تھا کہ میرے پاس ایک سکھ آکر بیٹھ گیا۔ میں نے وہ مضمون اس کو سنانا شروع کر دیا جس کو سنکر اس پر بہت اثر ہوا۔ اور اس نے مجھے کہا کہ آپ نور میرے نام جاری کرا دیں۔ لہذا آپ ایک سال کے لئے نور ان کے نام جاری کر دیں۔

سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات کس طرح خوشگوار ہو سکتے ہیں

اگر ہم سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات کو خوشگوار دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو اس کی ایک ہی راہ ہے کہ نور کی اشاعت مسلمانوں اور سکھوں میں بکثرت ہو۔ تاکہ یہ ہر دو اقوام ایک دوسرے کو زیادہ بہتر سمجھ سکیں۔ اور اس کیلئے ضرورت ہے۔ کہ جہاں مسلمان خود نور کے خریدار بنیں۔ وہاں اپنی گرہ سے قیمت ادا کر کے بھی نور سکھوں کے نام بکثرت مفت جاری کرائیں۔ اگر ایک ہزار پرچہ بھی کم از کم ایک سال کیلئے سکھوں کے نام جاری ہو سکے تو سکھ اور مسلمان ایک دوسرے کے بہت قریب ہو سکتے ہیں۔ اگر صاحب ہمت مسلمان اس طرف توجہ کریں۔ تو یہ تبلیغ اسلام کا سب سے مؤثر ذریعہ ثابت ہو سکتا ہے

عملی ثبوت دو

بہت سے ایسے دوست ہیں۔ جو نور کے مضامین پڑھ کر اس کی تعریف کے پل تو باندھ دینگے۔ مگر لوگوں کو عملی تعریف کرنی چاہیئے۔ وہ یہ کہ اگر وہ پہلے خریدار نہیں تو خریدار بنیں۔ اگر وہ خریدار ہیں۔ تو پھر کم از کم ایک اور خریدار پیدا کریں۔ اگر وہ یہ نہیں کر سکتے۔ تو پھر خالی تعریف سے کیا فائدہ؟

اگلا پرچہ کیسا ہوگا۔ اگلے پرچہ میں ایک مبسوط مضمون جو شائد نور کے چوبیس ۲۴ صفحات ہی لیلے۔ سکھوں اور مسلمانوں کے خوشگوار تعلقات پر تاریخی روشنی میں لکھا ہوا ہوگا۔ فی زمانہ ایسے ضروری مضمون کے مطالعہ کی جسقدر ضرورت ہے وہ اظہر من الشمس ہے

جن خریداروں کا سال ختم۔ اور جن کے اسماء معہ نمبر خریداری اسی اخبار میں دوسری جگہ درج ہیں۔ یکم نومبر کو ان سب کے نام یہ پرچہ وی پی ہوگا۔ اور جو صاحب وی پی واپس کر کے اس پرچہ کے مطالعہ سے محروم رہینگے۔ یقیناً وہ بعد میں پچھتائینگے۔ یہ مضمون کیا ہوگا۔ سکھ تاریخ کا نچوڑ جو موتیوں کے مول بھی سستا۔

شکریہ۔ میری بڑی لڑکی جس کی چھوٹی عمر میں والدہ فوت ہوگئی تھی اور میں نے اسے بڑی محبت سے پالا۔ پچھلے دنوں بہت بیمار ہوگئی ڈاکٹر بھی قریباً جواب دے چکے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے خاص کرم سے اسے دوبارہ زندگی دی۔ میں چوہدری غلام محمد صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر گرلز سکول اور جناب خانصاحب ذوالفقار علی خاں ناظر اعلیٰ کا بہت ممنون ہوں۔ جو علاوہ دعا کے میرے دل کو ڈھارس دلاتے رہے:

قابل غور۔ ۳ نومبر کا پرچہ انشاءاللہ بہت شاندار ہوگا۔ اس کے مطالعہ سے محروم رہنا گویا علمی خزانہ سے محروم رہنا ہے۔ اسمیں ایک زبردست علمی مضمون ۲

راستی پرنٹنگ پریس ہال بازار امرتسر میں باہتمام ایس۔ ایم صدیق پرنٹر کے چھپا اور شیخ محمد یوسف ایڈیٹر نے قادیان ضلع گورداسپور سے شائع کیا۔

دنیا میں کیا ہو رہا ہے

—— یہ خبر تصدیق شدہ بتائی جاتی ہے۔ کہ نادرخانی لشکر نے شاہ ولی محمد کے کمان میں گردیز پر قبضہ کر لیا ہے۔

—— ڈکہ کی اطلاع ہے۔ کہ بچہ سقہ کی پچاس موٹریں جو سامان بارود سے بھری ہوئی قندھار جا رہی تھیں۔ راستہ میں نادرخانی لشکر نے گرفتار کر لیں۔

—— باریسال کے سکولوں اور کالجوں کے طلباء نے اس وقت تک ہڑتال جاری رکھنے کا اعلان کیا ہے۔ جب تک مسٹر ستین سین کو رہا نہ کر دیا جائے

—— میرٹھ میں احاطہ کچہری سپیشل مجسٹریٹ کے نصف میل کے اندر اندر زیر دفعہ ۱۴۴ پانچ سے زیادہ آدمیوں کا اجتماع خلاف قانون قرار دیا گیا۔

—— امرتسر جیل میں جن اصحاب نے بھوک ہڑتال ترک کی ہوئی تھی۔ مطالبات منظور ہو جانے پر انہوں نے ترک کر دی۔

—— سارد ابل کے حق میں ووٹ دینے والوں کی یادگار اسمبلی ہال میں قائم کرنے کے لئے کپتان رام رکھامل کی پیشکش گورنمنٹ نے نامنظور کر دی۔

—— نادر خاں کے افسروں کو چمن کے راستہ افغانستان میں داخل ہونے کے خلاف والئے کابل نے گورنمنٹ ہند کی پالیسی کے خلاف پروٹسٹ کیا ہے۔

—— گڑھ شنکر کے مقدمہ سازش میں جو گرفتاریاں ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک شخص سردول سنگھ وعدہ معافی گواہ بن گیا ہے۔

—— جلال آباد میں بچہ سقہ کے بھائی نے ایک مُلّاں کو دو ہزار روپیہ میں خرید کر نادر خاں کے خلاف پروپاگنڈا میں کامیابی حاصل کی۔

—— ایک مصری اخبار راوی ہے۔ کہ امان اللہ خاں کی درخواست پر کمال پاشا نے مع بال بچہ ٹرکی میں اموره کے مقام پر رہنے کی اجازت دیدی ہے۔

—— لاہور اور کلکتہ میں مسٹر داس کا یادگاری بت نصب کرنے اور اس کے لئے دیگر اشاعتی کام کے واسطے سوسائٹی قائم کرنے کے لئے دو لاکھ کی اپیل کی گئی ہے۔

—— شرومنی اکالی دل کا اعلان ہے۔ کہ اگر بھوک ہڑتالی ماسٹر موتا سنگھ کی حالت میں کوئی ناگوار واقعہ ہو گیا۔ تو اس کی تمام تر ذمہ داری گورنمنٹ پر ہوگی۔

—— مقدمہ سازش لاہور کے سماعت کنندہ مجسٹریٹ کو تین سو سپیشل الاؤنس دیا جانا منظور ہوا ہے۔

—— افغانستان میں موجودہ گورنمنٹ کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ اس نے چمڑے کے بعد اب لکڑی کا روپیہ جاری کیا ہے۔

—— موجودہ والئے کابل بادشاہی سے مایوس معلوم ہوتا ہے۔ ایک تقریر میں اس نے کہا۔ مجھے بادشاہی کی ضرورت نہیں۔ ایک بندوق لے کر گھر سے نکلا تھا۔ وہی لے کر واپس چلا جاؤں گا۔

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ پنجاب سی آئی ڈی ایک اور سازش کا سراغ لگانے میں مصروف ہے

—— لاہور کے بھنگیوں نے ایک جلسہ میں بذریعہ ریزولیوشن ڈپٹی کمشنر سے درخواست کی ہے کہ لاہور کمیٹی کے رشوت خوار ملازموں کو موقعہ پر گرفتار کرنے کے لئے سی آئی ڈی مقرر کرے۔

—— علاقہ فاضلکا کے ایک ہیڈ کنسٹیبل پر پندرہ ہزار کی رشوت کے الزام میں مقدمہ چل رہا ہے

—— مدراس کونسل نے اس مطلب کا رزولیوشن پاس کیا ہے۔ کہ شراب اور تمام منشی اشیاء کی دکانیں اتوار اور دوسری تعطیلات کے دن بند رہا کریں۔

—— پنجاب جیل کمیٹی کو گورنمنٹ نے درخواست کی ہے۔ کہ یورپین قیدیوں کی حالت کو بہتر بنانے کے متعلق بھی تحقیقات کرے۔

—— لاہور کے انگریزی ہوٹلوں کو ہدایات کی گئی ہیں۔ کہ مسافروں کے نام اور پتے روزانہ خفیہ پولیس کو بہم پہنچائیں یہ غالباً گورے بالشویکوں کی نگہداشت کے لئے ہے۔

بصرہ۔ قبیلہ ادر عجمان نے پھر نجدی چوکیوں قبائل اور فوجی دستوں پر حملے شروع کر دئیے ہیں۔ ان غارتگریوں کی راہنمائی خالد محمد۔ عبداللہ وامر اور ناصر بن جمعہ اور ہاذب سحمان کر رہے ہیں۔ اور انہوں نے مال و دولت اور اونٹوں کی ایک بیشمار تعداد و مقدار لوٹ لی ہے۔ نجد میں حالات بے حد نازک ہو گئے ہیں۔ اور گرد و نواح کے قبائل باغیوں کی سرکوبی کے لئے ملک ابن سعود کو حمایت کے لئے بلایا گیا ہے۔

—— یہ امر معنی خیز ہے۔ کہ حضرت شیر آغا نے جنہوں نے جرنیل نادر خاں کی مہمات کے شروع میں ان کی تائید و حمایت میں بڑی سرگرمی سے کام کیا تھا۔ اب غیر جانبدارانہ روش اختیار کر لی ہے۔

—— لندن میں معلوم ہوا ہے۔ کہ سلطان ابن سعود حجاز کے لئے ہوائی فوج کا ایک مرکز قائم کرنے کی غرض سے چھ برطانی ہوا بازوں کی خدمات حاصل کرنے کے متعلق گفت وشنید کر رہے ہیں۔

—— یروشلم۔ فلسطین میں عربوں کے مقاطع کی مہم بدنظمی پیدا کر رہی ہے۔ اور القدس کے گورنر نے یہودی اور عرب تاجروں کو طلب کیا ہے۔ کہ وہ مفاہمت کی غرض سے صدر نائب صدر بلدیہ۔ بنک کے منیجروں اور صدر ایوان تجارت کی موجودگی میں ملاقات کریں۔

—— رانچی۔ دربھنگہ کے مہاراجہ ادھیراج کمیشور سنگھ نے ہزایکسیلنسی گورنر کی خدمت میں دو لاکھ روپیہ پیش کیا ہے۔ جس میں سے ایک لاکھ دربھنگہ واٹر ورکس سکیم کے لئے اور باقی ایک دربھنگہ میں آرٹس کالج قائم کرنے پر صرف کیا جائے گا۔

—— لاہور۔ مسٹر گاندھی نومبر کے دوسرے ہفتہ کے آخیر میں لاہور آئیں گے۔ اور لالہ لاجپت رائے میموریل ہال کی افتتاحی رسم ادا کریں گے۔

—— پنجاب کے ایک ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس خاص طور پر پونا تشریف لے گئے۔ وہاں رات کو آپ نے دو بجے کے بعد دو پنجابی نوجوانوں کو گرفتار کیا جو کہ تلک مندر کے پاس ہی رہتے تھے۔ پولیس نے ان کے کمروں پر چھاپہ مارا۔ اور چار گھنٹے تک ان کی تلاشی لینے کے بعد دو ریوالور برآمد ہوئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ط

خطرے کا الارم

شب تاریک و بیم موج و گردابِ چنیں حائل
کجا دانند حالِ ما سُبکسارانِ ساحل ہا

⁂

مذبح قادیان کی دوسری شاخ ایسی نہیں۔ جسے مسلمان ٹھنڈے دل سے برداشت کرسکیں۔ اس دوسری شاخ سے میری یہ مراد ہے کہ قادیان کے گرد و نواح کے سکھوں نے جہاں مسلمانوں کی تعداد کم ہے ان پر عرصہ حیات تنگ کر دیا ہے۔ ان کی زندگی کیا ہے زندہ درگور۔ بات بات پر انہیں تنگ کیا جاتا ہے۔ سکھ مالک اور وہ بیچارے کمین۔ گھروں سے انہیں باہر نہیں نکلنے دیا جاتا۔ ان کا مال مویشی بھوکا اور پیاسا مر رہا ہے۔ نہ ان کے مویشی کھیت میں چر سکتے اور نہ ہی جوہڑ سے پانی پی سکتے ہیں۔ ایک دکھ ہو۔ تو اس کا رونا رو دیا جائے۔ یک انگور صد زنبور والی بات ہو رہی ہے۔ ہم آرام میں بیٹھے ہوئے اُن کے مصائب کا کچھ اندازہ ہی نہیں لگا سکتے۔

رات اندھیری گھمن گھیری بھو ٹھاٹھاں مارے
اوہ کی جانن حال اساڈا جیہڑے وسدے ندی کنارے

گر میں سمجھتا ہوں۔ کہ اس میں سکھوں کا چنداں قصور نہیں ہے سکھوں کے دیہاتی طبقہ پر عنصر جہالت غالب ہے۔ اس کی تہ میں سرمایہ اور ہندوؤں کا ہاتھ ہے۔ مگر میں مسلمانوں کو یہی نصیحت کروں گا۔ کہ اس کے لئے سکھوں اور ہندوؤں سے ہمیں کوئی پرخاش نہ رکھنی چاہیئے۔ اگر ہم بھی ایسے ہی اوچھے ہتھیاروں پر اتر آئیں۔ تو پھر ہم میں اور ان میں فرق ہی کیا رہ جائے گا۔ اسلامی اخلاق بہت بلند ہیں۔ مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ ہم اپنے بچاؤ کی کوئی تدبیر نہ کریں۔ جہاں اسلام اخلاق حسنہ کی تعلیم دیتا ہے۔ وہاں یہ غیرت کی بھی تعلیم دیتا ہے مسلمان اپنی عزت اور اپنے بچاؤ کے لئے سب کچھ قربان کرسکتے ہیں جب جان اور آن کا معاملہ آجائے۔ تو آن کے سامنے جان کی حقیقت ہی کیا۔ یہ بھی اسی غیرت کا ہی نتیجہ ہے۔ کہ دیہاتی مسلمان سکھوں سے ستائے جا رہے ہیں۔ ورنہ اگر وہ ان کے مطالبات کے سامنے جھک جائیں۔ یعنی خدانخواستہ اسلامی مطالبات سے دست بردار ہو جائیں تو ان کی مشکلات دس منٹ کے اندر اندر طے ہو سکتی ہیں۔ مگر شاباش ان لوگوں کی غیرت اور ان کے ایمان پر۔ کہ گو ان پر زندگی تلخ کی گئی ہے۔ مگر یہ بہادر اسلامی تعلیم پر طوفان میں چٹان کی طرح کھڑے ہیں۔

مگر ضرورت ہے۔ کہ صاحب ہمت اور آسودہ حال مسلمان بہت جلد اس طرف توجہ کریں۔ اور فی الفور ان لوگوں کو اپنے گاؤں میں پناہ دیں۔ اور ان کے لئے کم از کم اس قدر سہولت مہیا کر دیں۔ کہ وہ کسی جگہ آرام سے اپنا سر چھپا سکیں۔ خود ضلع گورداسپور میں بھی بہت سے مسلمانوں کے گاؤں ہیں ضلع ملتان اور منٹگمری۔ جھنگ وغیرہ میں تو خدا کا خاص فضل ہے۔ اگر صاحب ہمت و ثروت مسلمانوں نے اس طرف توجہ نہ کی۔ تو مجھے خطرہ ہے۔ کہ سکھوں کے دیہات میں رہنے والے مسلمانوں کی حالت بد سے بدتر ہو جائے گی۔ وہ قدم قدم پر ان گاؤں کے مالک سکھوں کے محتاج ہیں

دنیا میں احتیاج سے بڑھ کر اور کوئی لعنت نہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے :۔

آنکہ شیراں را کند گربہ مزاج
احتیاج و احتیاج و احتیاج
دہرگ تنہاں دا جیونا جنہاں پرائی آس

اس وقت پنجاب کے سکھ دیہات کی دس ہزار مسلمان عورتیں اکالی سکھوں کے قبضہ میں کسی نہ کسی رنگ میں جا چکی ہیں۔ اگر ابھی سے اس چشمہ کا سوراخ بند نہ کیا گیا۔ تو پھر اس کا مقابلہ کرنا سخت مشکل ہو جائے گا۔ دیہات کے مسلمان مرد تو ان مصائب کا کسی نہ کسی رنگ میں مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اور کر رہے ہیں۔ مگر سکھ دیہات کی مسلمان عورتیں جو اپنے مذہب سے ناواقف اور کمزور دل ہیں۔ اور سکھوں کا تمدن جن پر غالب ہوتا ہے۔ اور وہ ایک یا دوسری وجہ سے تمدنی لحاظ سے اپنے آپ کو سکھوں سے بہت گھٹیل سمجھتی ہیں۔ ان کے لئے ان مصائب کا مقابلہ کرنا بہت مشکل۔ ایک فطرتاً وہ کمزور دوم اپنے مذہب سے ناواقف سوم سکھ تمدن اور اثر غالب۔ لہذا ضرورت ہے۔ کہ اس طرف فی الفور توجہ کی جائے۔ ورنہ کون کہہ سکتا ہے کہ اس قسم کے ارتداد کی تعداد کہاں تک پہنچ جائے گی۔ اور پھر عورتیں تو عورتیں مرد بھی کہاں تک مقابلہ کرسکیں گے۔ اور ہم مسلمانوں کو جو پنجاب میں کثرت آبادی پر ناز ہے۔ اگر یہی لیل و نہار رہے تو پھر یہ کثرت کب تک قائم رہ سکے گی۔ یہ آج بھی خطرہ میں اور کل بھی خطرہ میں۔ آج سے سولہ سال قبل بذریعہ اخبار نور میں نے یہ آواز بلند کی تھی۔ کہ راجپوتانہ میں مسلمانوں کی حالت سخت خطرہ میں ہے۔ اگر ابھی سے توجہ نہ کی گئی۔ تو وہ وقت قریب ہے جب ارتداد کی خطرناک طغیانی آئے گی۔ اس وقت مسلمانوں نے اس بروقت آواز کو کانوں میں روئی ڈال کر سُنا۔ جس کا بُرا نتیجہ آج ہم بھگت رہے ہیں۔ مگر اب ہاتھ ملنے اور سر دھننے سے کیا فائدہ۔

گیا ہے نکل سانپ لکیر پیٹا کر
اگلے دن پاچھے گئے ہر سے کیوں نہ ہیت ما
اب پچھتائے ہوت کیا جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

اس وقت جو کام ایک پیسے سے ہو سکتا تھا۔ آج وہ ایک روپیہ سے بھی مشکل۔ اسی طرح اب میں ایک اور خطرے کا الارم دیتا ہوں۔ کہ سکھ دیہاتوں میں بھی مسلمانوں کے ارتداد کا سیلاب آنے والا ہے۔ اب وقت ہے۔ اگر اب بھی مثلِ سابق یہ میرا بروقت الارم بہرے کانوں پر پڑا۔ تو بعد میں کان پھاڑ پھاڑ کر سننے سے بھی کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ یہ مسلمانوں میں خطرناک کمزوری بلکہ مرض ہے۔ کہ وہ بروقت آواز پر کان نہیں دھرتے۔ مگر جب مصیبت ٹوٹ پڑنے پر پھر بے تحاشا ادھر ادھر بھاگنا شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ عقلمند وہی ہے۔ جو مصیبت سے قبل ہی مصیبت سے بچنے کے اپاؤ کرتا ہے۔ خدا ہم مسلمانوں کو سمجھ دے۔

شذرات

اذان اور جھٹکہ

قادیان جہاں ۹/۱۰ مسلمان ہیں۔ انہوں نے سکھوں کے جھٹکہ کھلوانے میں نہ صرف کوئی روک ہی پیدا کی۔ بلکہ سہولتیں مہیا کیں۔ برخلاف اس کے اسی ضلع گورداسپور میں ایک ظفروال گاؤں ہے۔ جہاں سکھ زیادہ اور مسلمان کم۔ انہوں نے بزور بازو مسلمانوں کو اذان دینے سے روک دیا۔ اب دیکھئے۔ دونو اقوام کے نقطہ نگاہ میں کس قدر فرق عظیم ہے۔ پھر کہتے ہیں۔ کہ ہندوستان کو سوراج کیوں نہیں ملتا۔ جہاں لوگوں کی ذہنیت اس قدر بگڑ چکی ہو۔ کہ وہ اور تو اور اپنی ہمسایہ قوم کو عبادتِ خدا بھی نہ کرنے دے۔ کیا وہ اس قابل ہے۔ کہ اسے سوراج ملے۔

مجھے سکھوں کی اس روش پر تعجب ہے

سکھوں کا مذہب خدائی عبادت کے لئے اس قسم کی جابرانہ روکوں کو طرفۃ العین کے لئے بھی پسند نہیں کرتا۔ جن کے مذہب کی یہ تعلیم ہو کہ:۔

کبیر سپنے ہون بڑرائیکے جیہیں مکھہ نکسے رام
تا کے پگ کی پاہنی میرے تنکو چام

مطلب۔ جن لوگوں کے منہ سے خواب میں بھی اللہ کا نام نکلے۔ میں ان پر قربان۔ اگر میرے چمڑے کی ان کی پاؤں کی جوتیاں بنائی جائیں۔ تو میں کہوں گا زہے قسمت۔

اگر اس کے پیرو خدا کی عبادت کے راستہ میں روک پیدا کریں۔ تو میں یہی کہوں گا۔ کہ ایسے لوگ اور تو اور اپنے مذہب سے ہی بغاوت کر رہے ہیں۔

کچھ ہمارا قصور بھی

افسوس کہ ہم نے بھی سکھوں کی اس قسم کی ذہنیت کے بدلنے کے لئے کوئی کوشش نہیں کی۔ ہمارا فرض تھا۔ کہ ہم گورمکھی میں اذان کا ترجمہ چھاپ کر سکھوں میں بکثرت تقسیم کر دیتے۔ میں نے اذان کا ترجمہ ۴ ہزار کے قریب مفت شائع کیا۔ اور جہاں جہاں یہ ترجمہ پہنچا۔ حالات بہت کچھ رو بہ اصلاح ہو گئے مگر ۳۳ لاکھ قوم میں ۴ ہزار کی حقیقت ہی کیا۔ ضرورت ہے کہ کم از کم ایک لاکھ اذان کا ترجمہ سکھہ دیہات میں مفت تقسیم کیا جائے۔

اذان کے معاملہ میں آئے روز سکھوں اور مسلمانوں میں سر پھٹول ہوتی ہے۔ مقدمات پر ہزاروں روپے برباد ہوتے ہیں۔ اور پھر دو اقوام کے تعلقات میں جو کشیدگی پیدا ہوتی ہے وہ مزید برآں۔

برخلاف اس کے اگر ہم چار پانچ ہزار روپیہ کے خرچ سے ایک لاکھ اذان کا گورمکھی ترجمہ پنجاب کے دیہات میں مفت تقسیم کر دیں۔ تو خدا کے فضل سے نتیجہ نہایت خوشگوار پیدا ہو سکتا ہے

بابا بندا اور سکھ کتب

"پنتھ پرکاش" (سکھ مذہب کی تاریخی کتاب) مصنفہ بھنگو رتن سنگھ کے صفحہ ۸۹ پر یہ لکھا ہے

تب ان کہیو میں بندہ تیرا
میں تو سکھ۔ گورو توں مورا

یعنی تب بندہ بیراگی نے گورو گوبند سنگھ صاحب کو مخاطب کر کے کہا۔ کہ میں آپ کا غلام ہوں۔ اور آپ میرے گورو اور میں آپ کا مرید۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۵۳ پر درج ہے ؎

بندے کہیو میں تو سکھ ہی ناہیں
میں بیراگی ویشنو آہیں ؎

یعنی بندہ نے کہا۔ کہ میں سکھ نہیں ہوں۔ ہاں ویشنو بیراگی ہوں"۔ کیا کوئی سکھ ودوان ان دو متضاد اقوال پر روشنی ڈالے گا۔ کہ اس اجتماع ضدین کی موجودگی میں بندہ بیراگی کے متعلق کیا رائے قائم کی جا سکتی ہے۔

پتھر پڑیں صنم تیرے ایسے پیار پر

جب تک امان اللہ خان سابق شاہ کابل قندھار میں مقیم رہا۔ اس کی قوم درانی نے اس کا ساتھ نہ دیا۔ پھر احمد علی جان کا بھی ساتھ نہ دیا۔ مگر اب سب کچھ لٹا کر اس خوابیدہ قوم نے کروٹ لی ہے۔ اور موجودہ والئے کابل کے ساتھ نبرد آزما ہو رہی ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ اس نے بچہ سقہ کے آدمیوں کو قتل اور تہ تیغ کر کے خود قندھار پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور پھر ستم ظریفی دیکھئے۔ کہ امان اللہی جھنڈا بھی بلند کر دیا۔ اگر یہی آنکھ ان کی مارچ میں کھلتی۔ تو اس وقت نقشہ ہی کچھ اور ہوتا۔ مگر اسے ہوش آئی تو سب کچھ لٹا کر۔ اگر اب بھی اسے کوئی بہترین لیڈر مل جائے۔ تو شاید صبح کے بھولے شام والی ضرب المثل درست بیٹھ جائے۔ ورنہ ظاہرا حالات تو چنداں امید افزا نظر نہیں آ رہے۔

فساد کا اندیشہ کس کی طرف سے ہے

۱۵ر ستمبر کا پرکاش لکھتا ہے۔ کہ ..... سوال یہ ہے۔ کہ "فساد کا اندیشہ کس کی طرف ہے۔ ہندوؤں اور سکھوں کی طرف سے تو ہو نہیں سکتا ..... اگر ہے تو مرزائیوں کی طرف سے"

فساد کا اندیشہ نہیں بلکہ فساد کے بانی وہ لوگ ہو سکتے ہیں جنہوں نے روز روشن میں ایک سرکاری عمارت کو منہدم کر کے قانون اپنے ہاتھ میں لیا۔ نہ کہ ان کی طرف سے جو قانونی لڑائی لڑ رہے ہیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس دیانندی اخبار کی آنکھوں پر تعصب کی پٹی اس زور سے کس کر بندھی ہوئی ہے۔ کہ یہ امن پسند اور مفسد میں فرق ہی نہیں کر سکتا۔

پہلے اپنے گریبان میں منہ ڈالو

یہی پرکاش جسے اپنی عادت کے لحاظ سے پرخاش کہنا چاہیئے لکھتا ہے۔ کہ:۔

"لیکن پہلے یہ تو فیصلہ کر لو۔ اسلام کی اصلی تصویر کیا ہے۔ جس کے پیش کرنے سے تم کامیابی کے خواب دیکھ رہے ہو۔ کیا اصلی تصویر وہ ہے۔ جو تم پیش کرتے ہو؟ یا تمہارے قادیانی حریف؟"

اوروں کے منہ آنے سے قبل پہلے تم گھر میں فیصلہ کر لو۔ کہ گوروکل پارٹی اور کالج پارٹی میں حق بجانب کون ہے۔ اور پنڈت دیانند کے اصل مت کا کس کو پیرو سمجھا جائے۔ امید ہے۔ کہ جب تم اپنے گریبان میں منہ ڈالو گے۔ تو اس سوال کا جواب بھی خود بخود حل ہو جائے گا۔

یہ دو علیحدہ علیحدہ سوال ہیں

۱۲ر ستمبر کا خالصہ سماچار اور پھر ڈاکٹر گوکل چند نارنگ نے ۷ر ستمبر کو کمشنر صاحب کے سامنے یہ کہا۔ کہ جھٹکہ کا جواب گاؤکشی نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ یہ کام محض جذبات کے مجروح کرنے

کے لئے کیا گیا ہے" یہ غلط ہے جھٹکہ علیحدہ اور مذبح جدا ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ ہم نے مذبح کے سوال کو اس وقت سے اٹھا رکھا ہے۔ جب کہ جھٹکہ کا کسی کو وہم و گمان بھی نہ تھا یعنی قریباً چار سال سے۔ جب ہم جھٹکہ پر کوئی روک پیدا نہیں کرتے۔ تو پھر ہم مذبح کے لئے کسی روک کو کیسے برداشت کر سکتے ہیں

ضلع ہزارہ کی مسلمان عورتیں عیسائی ہو رہی ہیں

کس کس مصیبت کا رونا رویا جائے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے جلدی نجات دے۔ ۱۸ر ستمبر کا انقلاب لکھتا ہے۔ کہ:۔

"اس علاقہ میں مانسہرہ۔ بفہ۔ ایبٹ آباد۔ ہری پور کو چھوڑ کر باقی پہاڑی علاقہ کے اندر کے لوگ تعلیم اسلام سے کم آشنا جاہل اور مفلس بے حد ہیں۔ زنا کثرت سے ہے۔ ایک ایک مرد تین تین چار چار عورتوں کو نکاح میں لے آتا ہے۔ پھر بعد میں نکاح کر کے چند دن کے بعد سب کو چھوڑ کر دور کہیں کسی ملک میں چلا جاتا ہے۔ وہ بیچارے خرچ سے تنگ آ کر دو مردوں کی دست نگر ہونے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اس حالت میں وہ مجبور ہوتے ہیں۔ کہ عیسائی مشنریوں کے ہاں آ کر پناہ لیں۔ چنانچہ عیسائی ایسی عورتوں کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ اور ان کو خفیہ طور سے مرتد کر کے کہیں کا کہیں بھیج دیتے ہیں پچھلے سال ۱۸۳ عورتیں آغوش اسلام سے نکل کر عیسائیت کی پناہ میں آئیں"

کیا یہ عورتوں پر صریح ظلم نہیں۔ بے شک اسلام نے تعدد ازدواج کی اجازت دی ہے۔ مگر اس کے ساتھ شرط بھی لگائی ہے۔ جو لوگ اپنی طاقت سے باہر ہو کر ایک سے زیادہ شادیاں کرتے ہیں۔ یقیناً وہ اسلام اور شریعت اسلام کے ساتھ کھلا تحول بلکہ بغاوت کرتے ہیں۔ اور اسلام کو ناقابل تلافی نقصان پہنچاتے ہیں

عیسائی کس طرح اپنے مذہب کی اشاعت کرتے ہیں

یہی اخبار آگے چل کر لکھتا ہے۔ کہ:۔

"ان کے پاس سب سے زبردست حربہ ہسپتال ہے اور بیماروں کے لئے طبی امداد ہے جس کو پہاڑی دیہاتی لوگ نعمت غیر مترقبہ سمجھتے ہیں۔ جو بد قسمت عیسائی ہو جاتا ہے۔ وہ خفیہ ہوتا ہے۔ اور مشن والے اس کی مالی سرپرستی کر کے اسے مطمئن کر دیتے ہیں علاقہ میں بعض زر پرست طباع اور لالچی ذی اثر اور بارسوخ خوانین کو (سنا گیا ہے کہ) مشن والوں نے ایک معقول رقم ماہانہ دیکر اپنا مددگار بنا لیا ہے۔ اس لئے یہ لوگ ان کے کام میں مزاحم نہیں ہوتے۔ بلکہ بوقت ضرورت ممد ہوتے ہیں" اس پر جس قدر رونا رویا جائے کم۔ مگر رونے سے کیا حاصل۔ جبتک کوئی عملی علاج نہ کیا جائے۔

جلی سطور خاص طور پر قابل توجہ ہیں۔ اگر یہ درست ہے۔ تو پھر یہی کہنا چاہیئے۔ کہ:۔

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اگر مسلمانوں نے ابھی سے توجہ نہ کی۔ تو پھر خطرہ ہے۔ کہ یہ مسلمان علاقہ کہیں ارتداد کے گڑھے میں نہ چلا جائے۔

کانگرس اور مسلمان

اس وقت کانگرس ہندو مہاسبھا کا بہترین عکس ہے۔ جب تک اس ذہنیت کی اصلاح نہ ہو مسلمانوں کے لئے یہی بہتر ہے کہ وہ کانگرس سے الگ رہیں۔ اگر مسلمان ایسا نہیں کریں گے۔ تو یقیناً وہ اسلامی مفاد کو سخت نقصان پہنچائیں گے۔ جب تک کانگرس اپنی ہٹ سے علیحدہ نہ ہو جائے۔ اور اقلیتوں کے حقوق پر منصفانہ توجہ نہ کرے۔ مسلم جماعتوں کی ترمیمیں منظور نہ ہوں۔ مسلمانوں پر لازم ہے۔ کہ وہ کانگرس سے جدا رہیں وہ کسی طرح آل انڈیا کانگرس نہیں ہے۔ وہ صرف ہندو مہاسبھا ہی۔

یہ وید منتر کیا ظاہر کرتا ہے

۱۲ر ستمبر کا آریہ گزٹ "وید امرت" کے عنوان سے ایک وید منتر کا یہ ترجمہ دیتا ہے

"جو ہمارے ان کے رس کو چراتا ہے۔ جو ہمارے گئو اور پشوؤں کے سمبندھ (تعلق) میں دھوکہ کرتا ہے یہ پربھو! وہ شترو (دشمن) اور ریوریتا (ذلت) کو پراپت ہو۔ اور سنتانوں (اولاد) کے دشنے میں بھی پتت ہو"

نور:۔ کیا جب ویدوں کا ظہور ہوا۔ اس وقت چور اور ڈاکو موجود تھے۔ اگر تھے۔ تو پھر وید شروع دنیا کی کتاب نہ رہی۔ اگر نہیں تھے۔ تو پھر یہ کس کو مخاطب کر کے کہا گیا ہے۔ کیا آریہ گزٹ اس کی تشریح کریگا؟

آریہ سماج اسلام کے قدموں میں

۲۵ر ستمبر کا پرتاپ لاہور لکھتا ہے۔ کہ:۔

"آریہ سماج کے ودوا آشرم (بیوہ خانہ) بیرون پنجاب میں "بلا لحاظ ذات پات کرنے کے لئے" گردھاری لال شرما مالک دفتر ہندو شادی خانہ آبادی (رجسٹرڈ) پرانڈرتھ روڈ سے ملاقات کریں"

آریہ سماج کے اصول نکاح بیوہ کے حامی نہیں ہیں۔ اور سوامی دیانند صاحب نے ستیارتھ پرکاش میں نکاح بیوگان کی سخت مخالفت کی ہے۔ ہاں اسکی جگہ نیوگ پر بہت زور دیا ہے۔ مگر اب برخلاف اس کے آریہ سماج نیوگ کے نام سے تو کانوں پر ہاتھ رکھتا ہے۔ اور نکاح بیوگان جو عقیدہ اسلام ہے اس کے سامنے سر جھکا رہا ہے۔ اب ہم ویدک دھرم کی جے بولیں یا اللہ اکبر کا نعرہ بلند کریں۔

آریہ سماج اسلام کے سامنے سر جھکا رہا ہے

اسی مذکورۃ الصدر نوٹ میں "بلا لحاظ ذات پات" کا خصوصیت سے ذکر کیا گیا ہے۔ یہ صاف ظاہر ہے۔ کہ ہندو عقاید اور منوجی مہاراج کا دھرم شاستر ذات پات کا بدرجہ غایت لحاظ کرتا ہے۔ مگر اب آریہ سماج جو "بلا لحاظ ذات پات" کا دعویٰ کر رہا ہے۔ یہ محض اسلام کی برکت ہے۔ ورنہ اسلام کے ظہور پرنور سے قبل تو ہندوستان میں کسی کو بلا لحاظ ذات پات کا خیال تک بھی نہ آیا۔ آریہ سماج دل سے تو اسلام کا قائل ہے۔ مگر زبان سے مخالف اور ہمیں امید رکھنی چاہیئے۔ کہ وہ وقت بھی قریب یا بعید آ کر ہی رہے گا۔ جب آریہ سماج زبان سے بھی اسلام کی جے بلائیگا۔ کیونکہ سچائی میں ایک طاقت ہے۔ جو اپنا اعتراف کرائے بغیر نہیں رہ سکتی۔

سکھ اور ریاست پٹیالہ

جب کہ مہاراجہ پٹیالہ نے سکھ قیدیوں کو رہا کر دیا ہے۔ تو اب اکالی گروہ کا یہ فرض ہونا چاہیئے۔ کہ وہ فی الفور مہاراجہ پٹیالہ کی مخالفت ترک کر دے۔ اگرچہ یہ سکھوں کا گھر بلو جھگڑا ہے۔ اور مجھے اس میں کوئی دخل نہ دینا چاہیئے۔ مگر بحیثیت اخبار نویس اور پھر بحیثیت سکھوں کا ہمدرد ہونے کے میں یہ لکھ رہا ہوں۔ کہ اگر اب بھی سکھوں نے مہاراجہ صاحب کی مخالفت ترک نہ کی تو

(بقیہ [illegible])

ہندو شاستر اور گائے

میں خود بھی جو اس مضمون کا راقم ہوں - زرعی نقطۂ نگاہ سے ہندوستان کے لئے گائے کے وجود کو مفید سمجھتا ہوں - چنانچہ میں نے بہت کم گائے کا گوشت کھایا ہے - باوجود اس امر کا اعتراف کرتے ہوئے بھی میں اس امر سے بے پرواہ نہیں ہو سکتا - کہ جو درجہ آج کل ہمارے دوست گائے کو دے رہے ہیں - ہمارے ہندو دوستوں کے بزرگان اسلاف اور وید شاستروں میں وہ بات نہیں پائی جاتی - گائے کا سوال آئے دن جو ہندوستان کے کرۂ ہوائی میں غیر معمولی تغیرات پیدا کرتا رہتا ہے - اس کا اثر ہندو مسلمانوں کے باہمی اتفاق اور ہندوستان کے فلاح اور بہبودی میں بہت مضر ثابت ہو رہا ہے۔

ناظرین بے خبر نہیں ہوں گے - کہ سنہ ۱۹۱۷ء شاہ آباد علاقہ بہار میں بر موقعہ عید اضحیٰ گائے کی قربانی پر ہندوؤں اور مسلمانوں میں وہ کشت و خون ہوا تھا - کہ سینکڑوں مسلمان برباد و تباہ اور بے خانماں ہو گئے تھے - دور کیوں جاؤ - ذرا سنہ ۱۹۱۹ء کے واقعہ کٹارپور کی طرف نظر دوڑاؤ - جس میں کم از کم ۳۰ مسلمان ہلاک اور ۱۶۱ زخمی اور گاؤں کا بڑا حصہ جلا کر خاک سیاہ کر دیا گیا - اور یہ تو حال کا واقعہ ہے - کہ ہندوؤں کی انگیخت پر ہندوؤں اور سکھوں نے قادیان کا سرکاری مذبح روز روشن میں بموجودگی پولیس مسمار کر دیا - اگر ان ہندوؤں اور سکھوں کی طرح مسلمان بھی قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لیتے - تو اس کا نتیجہ کسی تشریح کا محتاج نہیں - اس لئے میں یہ ضروری سمجھتا ہوں - کہ ایک دفعہ ہندوؤں کے بزرگان اسلاف اور ویدوں اور شاستروں کی رائے گائے کے متعلق اہل بصیرت کے سامنے رکھ دوں شاید دور اندیش اور نکتہ رس طبائع اس سے کچھ فائدہ حاصل کریں۔

سب سے اول ہم اس بات کو لیتے ہیں - کہ گاؤکشی سے ہمارے ہندو دوستوں کی دل شکنی اور دل آزاری کیوں ہوتی ہے - کیا وید مقدس اور مذہبی شاستروں کی یہ ہدایت ہے - کہ تم گائے کو انسان سے زیادہ عزیز رکھو - اور گائے کا احترام انسان سے بڑھ کر کرو - اگر ایسا ہے - تو ہمارے ہندو دوست گاؤکشی پر دل شکنی اور دل آزاری کا لفظ کہنے پر کسی حد تک حق بجانب ہیں گو پھر بھی انہیں یہ حق نہیں پہنچتا - کہ وہ دوسرے کے حق میں مزاحم ہوں - آؤ آج ہم ٹھنڈے دل سے ہندوؤں کے مقدس شاستروں کی اوراق گردانی کریں - کہ ہندوؤں کے شاستر اس زیر بحث سوال پر کیا روشنی ڈالتے ہیں - یعنی وہ عظمت گائے کے متعلق اس موجودہ خیال کی تائید میں ہیں - یا تردید میں - ہندوؤں کی مذہبی کتب میں سے سب سے اول وید مقدس ہے - اس لئے ہم بھی وید مقدس کی طرف ہی پہلے متوجہ ہوتے ہیں کہ ویدوں کا اس زیر بحث مسئلہ پر کیا ارشاد ہے۔

وید مقدس اور گائے

دہلی سوسائٹی نے سنہ ۱۸۷۳ء میں پروفیسر ولسن صاحب کے رگوید ترجمہ کا جو آپ نے اصلی کتاب سنسکرت سے انگریزی میں کیا تھا - اردو میں ترجمہ کروایا - اور اس اردو ترجمہ کے متعلق جناب پنڈت بشیشر ناتھ شاستری نے فرمایا :-

”اس ترجمہ کو میں نے سوسائٹی کی درخواست سے اصل سنسکرت کی پستک سے بہت جگہ ملا کر بخوبی دیکھا - سو یہ ترجمہ رگوید کی اصل پستک کے موافق ہے - بہت اچھا ہے - اور سب لوگوں کا ہتکاری (فائدہ رساں) ہے“

اس رگوید ترجمہ کے صفحہ ۱۵۴ رگوید سنہتا اشٹک اول سکت ۱۶۱ منتر ۱۲ میں درج ہے :-

”اے اندر جو کہ تیز رفتار اور طاقتور اور سب کا سوامی ہے - اس ورترا پاپی پر بجر چلا - اور اس کو جدا جدا کر جیسے قصائی گائے کو کاٹتا ہے - تا کہ مینہ برسے اور پانی زمین پر بہے“

اب اس پر ہمارے کسی حاشیہ کی ضرورت نہیں - اس جگہ اندر کے بجر کو قصائی کے چھرا اور ورترا کو گائے سے تشبیہہ دی گئی ہے - اس سے دو باتیں ظاہر ہیں - اول یہ کہ ویدوں کے زمانے میں ایسی تشبیہات کا رواج تھا - دوم یہ کہ اس کو معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا - اگر معیوب سمجھا جاتا - تو اندر دیوتا کے بجر کو جو ایک مقدس چیز ہے - گائے ذبح کرنے والے قصائی کے چھرا سے تشبیہہ نہ دی جاتی - پھر سوامی دیانند صاحب یجروید ۲۴ ادھیائے کے ۲۴ منتر کا بھاشیہ یہ کرتے ہیں جس کا اردو ترجمہ ہم نیچے دیتے ہیں :-

”جو انسان واراٹ چھند کے لئے دو جانوروں کو برہتی چھند کے لئے سانڈ کو گکوپ چھند کے لئے طاقتور بیل کو پنکتی چھند کے لئے ہل جوتنے بیل کو اتی جگت چھند کے لئے دودھ دینے والی گائے کو سویکار کرتا ہے وہ سکھ کو حاصل کرتا ہے“

پھر یجروید ۲۴/۲۸ میں فرماتے ہیں :-

”راجہ جو انسان صاحب قدرت کے لئے اور آپ کے لئے پرشنٹ نامی ہرن کو بہستی کے لئے نیل گائے کو اور دیوتا کے لئے اونٹوں کو کام میں لاتا ہے - وہ مالا مال ہو جاتا ہے“

پھر اسی طرح ۲۹ ادھیائے کے ۵۹ منتر میں رشی سوامی دیانند صاحب فرماتے ہیں :-

”اے انسانوں تم قابل تعریف فوج والے وگیان یکتا سپہ سالار کے لئے لال دھبوں والا بیل سورج کے گن والے نیچے حصوں میں سفید رنگ - ایسے طاقت دینے والے دو دانتوں کے سمبندھی جنگلی بکرے اور پیلے رنگ کے پشو وایو دیوتا والے خاکی رنگ والے - اگنی دیوتا والا کالا بکرا - پانی کے گنوں والی بکری بھیڑ اور جل کے گنوں والا تیز رفتار پشو کام میں لاؤ“

اب سوال یہ ہے - کہ سپہ سالار کے ساتھ بیل طاقت دینے والے جنگلی رنگ کے بکروں کالے رنگ کے بکروں اور بھیڑوں کا کیا تعلق ہے - یہ جانور سپہ سالار کے لئے کس طرح کام میں لائے جائیں

سمرتیاں اور گائے

اس کا جواب وششٹ سمرتی مترجم پنڈت بھیم سین صفحہ ۱۲۰ پر یہ دیا گیا ہے :-

---

(بقیہ از صفحہ ۵)

”تو یقیناً وہ عاقبت نا اندیشی کا صریح ثبوت دیں گے - اور سکھوں کے اتہاس (تاریخ) میں یہ ایک ایسی فاش غلطی ہوگی - جس کی تلافی مابعد مشکل ہو جائے گی - پٹیالہ سکھوں کی ایک بڑی ریاست ہے - وہاں سکھوں کی آبادی بہت زیادہ ہے - مہاراجہ صاحب کی ریاست میں سکھوں اور ہندوؤں اور مسلمانوں کو کبھی شکایت موقعہ نہیں ملا - پنتھک آشرموں کو سب سے زیادہ امداد ریاست پٹیالہ سے ہی ملی ہے - ایسی ہمدرد ریاست کو ایک یا دوسری وجہ سے اپنے سے دور کر لینا یہ ناقابل تلافی غلطی کے مترادف ہے۔

خدا کرے - ذمہ وار سکھ صاحبان میری اس بے لاگ اور محض ہمدردی پر مبنی آواز پر کان دے سکیں -

"اگر برہمن کھشتری یا راجہ مہمان آئے۔ تو گھر والا اس کے لئے بڑے بیل اور بڑے بکرے کا مانس (گوشت) پکا دیوے"۔

اس سمرتی اور یجروید ۲۹/۵۹ منتر کو پہلو بہ پہلو رکھا جاوے تو مطلب بالکل صاف ہو جاتا ہے۔ پھر منو دھیائے ۵ شلوک ۴۲ میں لکھا ہے۔

"مدہ پرک وغیرہ شاہانہ کھانوں میں حیوان مار کر وید کا اصل مطلب جاننے والا برہمن اپنی ذات کو اور اس حیوان کو اعلیٰ مقام پر پہنچاتا ہے"!

پھر شلوک ۴۳ بھی اسی کی تائید میں ہے۔

ہندوؤں کے دیگر شاستر اور گائے

شو پوران دہرم سنتھا دہیائے ۶۳ میں لکھا ہے کہ:-

"کوشک کے پتر گرگ رشی کے شاگردوں نے گائے کا شوربا اور گوشت شیرادھ میں کھایا"۔

نس پوران کے ۱۲۰ ادھیائے میں بھی اسی کی تائید پائی جاتی ہے پھر مصنف وشنو پران مطبوعہ بنگ اسی سمت ۱۹۵۶ با اہتمام شری ارونودے رائے جی جو سناتن دہرم کے بڑے بھاری پنڈت ہیں۔ طبع ہوا۔ صفحہ ۳۱۳ و ۳۱۴ ادہیائے ۱۶ انش تین میں تحریر فرماتے ہیں "گائے کا گوشت دینے سے گیدہ مہینے تک پتر وفات شدہ (بزرگ) تربت (خوش) رہتے ہیں۔

ترجمہ جوسن جیلی صفحہ ۱۶۹ وشنو سنتھا دہیائے ۸۰ میں لکھا ہے کہ "گائے کا مانس (گوشت) شیرادھ میں کھلانے سے نو مہینے تک پتر تربت رہتے ہیں۔

برہد اونیک اپنیشد ۶ دہیائے ۸ برہمن ۴ منتر ۱۸ میں لکھا ہے کہ:-

"جو انسان چاہے۔ کہ میرا پتر (لڑکا) پنڈت پرکھیات (فصیح) سندر (خوبصورت) چاروں ویدوں کا وکتا (جاننے والے) سمپورن آیو کے بھوگنے والا (عمر طبعی کو حاصل کرنے والا ہو) وہ انسان جوان بیل یا اس سے کچھ زیادہ عمر والے بیل کا مانس (گوشت) چاولوں کے ساتھ پکا کر اس میں گھی ڈال کر اپنی عورت سمیت (یعنی دونوں عورت اور مرد) کھا دیں"۔

برہمن سروسیہ جس کے ایڈیٹر ویدوں کے علامہ سنسکرت کے فاضل بے بدل پنڈت بھیم سین صاحب تھے۔ وہ برہمن سروسیہ کے جلد ۳ نمبر ۲ صفحہ ۸۰ و ۸۱ پر لکھتے ہیں:-

"اگرچہ مدھوپرک (شاہانہ کھانوں) میں گئو کا المبھن یعنی گائے کا گوشت کھانا۔ پارسکر آچاریہ نے لکھا ہے۔ تاہم وہ سورگ کا ہیتو نہ ہونے اور لوگوں کو برا معلوم ہونے سے کل یگ (موجودہ زمانہ) میں ایسا کام نکرے کیونکہ ایسے دہرم بھی آچرن نہ کرے۔ ایسا یاگیہ ولک آدی (وغیرہ) سمرتی میں نشیدہ (تردید) دیکھتا ہے۔ اور منوجی نے بھی لکھا ہے۔ کہ جس میں سکھ کا ادم نہ ہو۔ اور لوگ جس کو جس زمانہ میں برا سمجھیں۔ اس وقت اس دہرم (عقیدہ) کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ دہرم کا لکشن (نشانی) یہی ہے۔ کہ جس کام کو یہ مانک گرنتھوں (کتب مقدسہ) ہیں کرتویہ (فرض) کہا ہے۔ وہی دہرم ہے۔ گوالمبھہ (گاؤ کشی) کی ودہی (طریقہ) کو اور یگیوں میں اوکاش (موقعہ فرصت) ہونے سے چیرتا رتھہ (قابل عمل ہے) اور منو یاگیہ ولک آدی (وغیرہ) وہی نشیدھ واکیہ (قول) کل جگ میں چریتارتھہ (قابل عمل ہونے سے) وہی نشیدھ دونو واکیہ سارتھک (درست) ہو جاتے ہیں۔

اگر کوئی کہے۔ کہ گوالمبھہ (گائے کشی) جیسا سب کسی کی نظر میں نندت کام (برا فعل) شاستر کار آچاریہ نے کرتویہ دہرم کوٹی میں کیوں رکھا۔ تو اس کا مختصر جواب یہ ہے۔ کہ جب دہرم کے برخلاف ورتی اور واسنا زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ دہرم پر منشوں کی دڑھ نشٹھی (انسانوں کا مضبوطی سے قائم رہنا) نہیں رہتی۔ تب اچھی نیت سے کہے کاموں میں بھی منشوں (انسانوں) کی بدھی (عقل) بدل جاتی ہے"۔

پنڈت بھیم سین جی کی رائے ہم لکھ چکے ہیں۔ پنڈت بھیم سین کوئی معمولی لیاقت کے انسان نہ تھے۔ سنسکرت کے عالم بے بدل تھے۔ خود سوامی دیانند صاحب پنڈت بھیم سین کی قابلیت کا لوہا مانتے تھے۔ آپ کی رائے جو اوپر درج کی جا چکی ہے۔ اس کا خلاصہ مطلب یہ ہے۔

کہ مدھوپرک میں گائے کا مارنا کل یگ میں اس واسطے منع ہے۔ کہ ایک تو اس سے اس کل یگ میں سورگ نہیں ملتا اور دوسرے لوگوں کو برا معلوم ہوتا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ اور یگوں میں اس مطلب کے لئے گائے ذبح کی جاتی تھی۔ دوسرے پنڈت جی فرماتے ہیں۔ کہ آج کل کلجگ میں ویدک مت کے پیروؤں میں مذہب کے لئے مضبوطی نہیں رہی۔ اس لئے ان کی عقل بدل گئی ہے جس سے مدھوپرک میں گائے وغیرہ کے مارنے کے سبب جو کہ ایک دہرم کا کام ہے۔ وہ بھی ان کو برا معلوم ہوتا ہے۔ اس واسطے کل یگ میں اس کی مخالفت ہے"۔

ویدوں شاستروں کے اور حوالہ جات بھی کثرت سے پیش کئے جا سکتے ہیں۔ مگر میرے خیال میں جس قدر پیش کئے گئے ہیں وہ اس پر کافی و وافی روشنی ڈالتے ہیں۔ کہ زمانہ سلف میں ہندوؤں کے دہرماتما بزرگ گائے اور قربانی گائے کے متعلق کیا طرز عمل رکھتے تھے۔

اب اس کے بعد یہ دیکھنا ہے۔ کہ زمانہ حال یا اس صدی کے مشہور و معروف مشرقی و مغربی علماء کی تحقیقات اس شعبہ میں کس نتیجہ پر پہنچی ہے۔ آیا وہ بھی ہمارے ہمخیال ہیں یا خلاف۔ اگر ان کی رائے ہمارے خلاف ہے۔ تو ہمیں بغیر کسی میل و حجت کے اپنی رائے سے دست بردار ہو جانا چاہیئے۔ کیونکہ ہم نہایت ٹھنڈے دل سے اس اہم مسئلہ پر غور کرنا چاہتے ہیں۔ اگر از روئے حقیقت ہماری تحقیق غلط ثابت ہو۔ تو ہمیں ہر وقت اپنی غلطی کو واپس لینے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ اس لئے آؤ اب ہم ٹھنڈے دل سے اس زمانہ کے علماء و فضلاء کی شہادتیں اس اہم مسئلہ کے لئے تلاش کریں۔

زمانہ حال کے علماء فضلاء کی آراء قربانی گائے کے متعلق

آریہ سماج شری سوامی دیانند صاحب سرسوتی کو اپنے عقائد کا امام اور سنسکرت ودیا کا عالم بے بدل سمجھتی ہے۔ بلکہ آریہ سماج کے اکثر ممبر شری سوامی دیانند کو منزہ من الخطاء کہتے ہیں۔ بہر حال ان کی سنسکرت علمیت میں تو کسی کو شبہ ہی نہیں ہے۔ آپ اپنی مشہور تصنیف ستیارتھ پرکاش اول ایڈیشن جو ۱۸۷۵ء میں شری راجہ جے کرشن داس بہادر سی۔ ایس آئی۔ کی اجازت سے اسٹار پریس محلہ رام پور بنارس میں چھپی جس کے اول اور آخر صفحات پر تصدیقی مہر ثبت ہیں۔ آپ اس کے ہندی ایڈیشن کے ۱۰ سمولاس بھکش اور ابھکش کی بحث میں فرماتے ہیں:-

"کیونکہ سور گاؤں کا مل موتر (بول و براز وغیرہ) ہی کھاتا ہے۔ اسی کا پرنیام مانس ہوگا۔ اس کے کھانے سے

دہ گندہ (بدبو وغیرہ) اشریر (جسم) میں ہوگا۔ اس سے روگ (بیماریوں) کے اوتپتی (پیدا ہونے) کا سنبھو (خیال) ہے۔ اور چیت (دل) بھی اپرسن (بیکار) ہو جائیگا۔ ویسے ہی دھرم شاستر کی ریتی میں مدا بکشن تمھا جتنے منشوں کے اپکارک پشو ہیں۔ ان کا مانس (گوشت) ابھکشن تھا بنا ہوم کے ان اور مانس بھی ابھکشن (ناجائز) ہے

پرشن (سوال) ایک جیو کو مار کے اگنی (آگ) میں جلانا اور پھر کھانا یہ کوئی اچھی بات نہیں۔ اور جیو کو پیڑا دینا (حیوان کو دکھ دینا) کسی کو اچھا نہیں۔"

سوامی دیانند صاحب کا جواب

اس میں کیا کچھ پاپ (گناہ) ہوتا ہے۔

پرشن (سوال) پاپ ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ جیووں کو پیڑا دے کے اپنا پیٹ بھرنا یہ دھرماتماؤں کی ریتی (طریقہ) نہیں

جواب سوامی صاحب۔ اچھا اگر جیو کی پیڑا کا خیال ہے۔ تو سب دیوہاروں (کاروبار) کو چھوڑ دینا چاہئے۔ کیونکہ ہمارے نیتر کی چیشٹا اور چلنے پھرنے سے بھی سوکشم دہ والے (لطیف اجسام چھوٹے چھوٹے مچھر اور چیونٹی وغیرہ) کو تکلیف ہوتی ہے۔ کبھی آدک (وغیرہ) کو بھوجن (کھانے) کے اوپر سے اڑانے پر اس میں بھی اس کو پیڑا ہوتی ہے۔ یہ بھی نہیں کرنا چاہیئے۔"

غرضیکہ اس طرح بحث کرتے ہوئے آگے جا کر سوامی دیانند صاحب لکھتے ہیں:۔

"اس سے جہاں جہاں گومیدھ آدک (وغیرہ) لکھا ہے وہاں وہاں پشوؤں میں نروں کا مارنا لکھا ہے۔ کیونکہ جیسی شکتی (مضبوطی) بیل وغیرہ نروں میں ہے ایسی استریوں (مادہ) میں نہیں۔ اور ایک بیل سے ہزارہا گائیں گربھوتی (حاملہ) ہوتی ہیں۔ اس سے ہانی (نقصان) بھی نہیں ہوتی "گوا لو بندھیو اگر بیندائی" یہ برہمن کی شرتی ہے۔ اس سے بھی یہی جانا جاتا ہے۔ کہ بیل وغیرہ کو مارنا گائے کو نہیں .... اور جو بندھیا گائے (بانجھ گائے) ہوتی ہے۔ اس کو بھی گومیدھ میں مارنا لکھا ہے "دستھول پرشتی اگنی سادو لم انڈوا ہو مالحسیست"۔ یہ برہمن کی شرتی ہے۔ اس میں بھی بندھیا گائے (بانجھ گائے) لی جاتی ہے۔ کیونکہ بندھیا گائے سے اوتپتی (پیدائش) ہوتی نہیں۔ سو جو مانس (گوشت) کھائے۔ وہ اگنی (آگ) میں ہوم (قربانی) کئے بنا نہ کھائے"

خلاصہ مطلب :۔ اب شری سوامی دیانند جی مہاراج کی رائے صاف ظاہر ہے۔ جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے۔ کہ سؤر کو نہیں کھانا چاہیئے۔ کیونکہ وہ گند کھاتا ہے۔ جس سے بہت سی بیماریوں کے پیدا ہو جانے کا احتمال ہے۔ اور جہاں گومیدھ لکھا ہے۔ وہاں بیل کو مارنے سے مراد ہے۔ ہاں بانجھ گائے کے مارنے میں بھی حرج نہیں۔ البتہ بغیر ہوم کئے گوشت نہ کھائے۔ چار سال کے بعد سوامی جی نے ایک وگیاپن شائع کیا تھا۔ یعنی غلطیوں کا ازالہ جو سمت ۱۹۳۵ بکرمی میں طبع ہوا تھا۔ اس میں مذکورہ بالا بیان کی کوئی تردید نہیں پائی جاتی۔

ہاں جو ستیارتھ پرکاش کے اڈیشن سوامی دیانند صاحب کی وفات کے بعد شائع ہوئے۔ ان میں یہ بیان نہیں ملتا۔ بعد میں جس غرض کے لئے سوامی جی کے پیرووں نے اس حصہ کو ستیارتھ سے نکال دیا۔ وہ صاف ظاہر ہے۔

اب اور ملاحظہ ہو۔ مسٹر مونیر ولیمز اپنی کتاب ہندوازم میں رقمطراز ہیں:۔

"شکل یجر وید کی جستی سنگھتا میں مختلف اقسام کی ۲۱۰ قربانیوں کی بھینٹ دینے کے لئے گنتی کی گئی ہے۔ اشولاین گرہ سوتروں میں ذبح کرنا اور اس کو مردہ کی جسم کے ساتھ جلانا لکھا ہے"

اور ملاحظہ ہو۔ ڈاکٹر راجندلال مہتہ اپنی کتاب انڈو آرین جلد اول صفحہ ۵ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ معلوم ہوگا۔ کہ ایک وقت تھا۔ جب کہ پیشو بدھ کے لئے لوگوں کے دل میں خمیر کی مہمانی کو کوئی جگہ نہ تھی۔ جب کہ اس جانور کا گوشت نہ صرف ایک قیمتی خوراک گنی جاتی ہے۔ جبکہ باوفا مہمانوں کی عزت میں قدیم یہودیوں کی طرح نہ صرف فیاضانہ مہمان نوازی کا یہ رواج تھا۔ بلکہ پارسا ہندو اس لوک سے پرلوک (دوسری دنیا) کے سفر کے واسطے گئو ماس (گائے کا گوشت) کو بطور توشہ کے ایک اہم ضرورت خیال کرتے تھے۔ اور ایک گائے ہر حالت میں مردہ کے ساتھ جلائے جانے کیلئے ذبح کی جاتی تھی"

اور ملاحظہ ہو۔ تاریخ ہندوستان مصنفہ ڈاکٹر الفنسٹن صاحب بہادر گورنر بمبئی ص ۷۵ میں ہے:۔

"اکثر اقسام کے گوشت کھانے کی برہمنوں کو اجازت دی گئی ہے۔ خصوصاً بیل کے گوشت کی بڑے بڑے تہواروں میں تاکید کی گئی ہے۔" پھر اسی صفحہ پر لکھا ہے:۔

"بیل کا گوشت کھانے کی اجازت زیادہ تر قابل غور ہے کیونکہ گائے ان دنوں میں بھی ایسی ہی مقدس سمجھی جاتی تھی۔ جیسی کہ اب سمجھی جاتی ہے۔"

پھر اور ملاحظہ ہو۔ ہندوستان کے مشہور فاضل مسٹر آر۔ سی۔ دت سی آئی۔ اپنی قدیم ہندوستان کی جلد اول کے صفحہ اس کے اردو ترجمہ کے ص ۵۵ پر لکھا ہے۔ کہ:۔

"وید کے زمانہ میں دہرماتما ہندو گائے کا گوشت کھانے میں کسی قسم کی کراہت یا قید کو پسند نہیں کرتے تھے"

ہم ہندو صاحبان کے ویدوں شاستروں اور ان کے علماء فضلاء کی شہادتوں سے اس امر کو بفضل خدا کما حقہ مبرہن و آشکارا کر چکے ہیں۔ کہ ان کی کتب مقدسہ ان کے خیالات کی تائید نہیں کرتیں۔ پھر ہمارے ہندو دوستوں کا برا منانا ہماری سمجھ سے باہر ہے۔ اور اس کے لئے آئے دن مسلمانوں سے نبرد آزما ہونا اور حیوان کے بجائے انسان کی جان لینا حیرت اور تعجب کا موجب ہے انسان حیوان سے بدرجہ نہایت فضیلت اور تقدم اور شرف رکھتا ہے۔ اول تو یہ بات ہی کچھ کم قابل حیرت نہیں۔ اور پھر جس صورت میں ان کی کتب مقدسہ ان کے حق میں نہیں ہیں۔ پھر اس پر اس قدر خفگی اور غضب کا اظہار کرنا کہ خون خرابہ اور سفاکی تک نوبت پہنچ جائے۔ ہندو اور مسلمان جو ہندوستان کی دو آنکھیں ہیں میں باہم آزردگی تنفر اور کشیدگی کی خلیج وسیع در وسیع ہوتی جائے یہ کسی طرح بھی زیبا نہیں ہے۔ مگر جہاں تک ہم نے غور کیا ہے اس کی ایک بڑی بھاری وجہ یہ ہے۔ کہ ہمارے ہندو دوستوں کا اکثر حصہ اپنی کتب مقدسہ سے بالکل بیخبر ہے۔ اور اسے معلوم نہیں۔ کہ ان کی کتابیں اس کے متعلق کیا کیا بات دیتی ہیں۔ ہندوؤں کا بیشتر حصہ تو لکیر کا فقیر ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آئے دن اس سوال پر نبرد آزمائیاں اور جنگ و جدال ہوتے رہتے ہیں۔ میرے خیال میں جوں جوں علم کا دائرہ وسیع ہوتا جائے گا۔ اور ہمارے ہندو دوست اپنی کتب سے واقف ہوتے جائیں گے۔ توں توں یہ ناگوار واقعات دور ہوتے جائیں گے۔

سکھ دھرم اور گائے

اگرچہ یہ مضمون ۳ر اکتوبر کے نور میں بعنوان "خالصہ جی دھوکہ سے بچو" شائع ہوچکا ہے۔ مگر اناڑی پریس مین نے کاپی کے صفحات الٹ پلٹ لگا دئے۔ جس سے مضمون کی شان جاتی رہی۔ کیونکہ اس وقت اس مضمون کی اشد ضرورت ہے۔ لہذا اسے دوبارہ شائع کیا جاتا ہے۔

قضیہ گائے کے لئے اپنے مذہب سے ناواقف سکھوں کی ذہنیت بدلنے کے واسطے ضروری ہے۔ کہ اس مضمون کو ٹریکٹ کی صورت میں شائع کیا جائے۔ اختصار کے ساتھ شاید یہ مضمون ٹریکٹ سائز کے ۸ صفحوں پر آجائے۔ آٹھ صفحات کے ٹریکٹ کی قیمت صرف دو روپے سینکڑہ ہوگی۔ اگر دس ہزار کی درخواستیں آجائیں۔ تو میں اسے فی الفور ٹریکٹ کی صورت میں شائع کردونگا۔ اگر اس کا گورمکھی ترجمہ بھی شائع کیا جائے۔ تو پھر اس کا حجم شاید ڈبل ہوجاوے۔ کیونکہ گورمکھی حروف زیادہ جگہ لیتے ہیں۔ گورمکھی ٹریکٹ کی قیمت للعہ سینکڑہ ہوگی۔

اس ٹریکٹ کے شائع کرنے کی صرف یہ غرض ہے۔ کہ سکھ صاحبان قضیہ گائے کو اپنے مذہبی گرنتھوں کی روشنی میں سمجھ سکیں۔ اور آئندہ کے لئے سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات خوشگوار ہو کر ہندوستان میں امن قائم ہو۔ لہذا جس قدر بھی اس مفید ٹریکٹ کی وسیع پیمانہ پر اشاعت ہوگی۔ اسی قدر یہ نیک خواہش بہ احسن وجوہ پوری ہوسکے گی۔ لہذا دوستوں کو اس کی توسیع اشاعت کے لئے فی الفور توجہ دینی چاہیئے۔

اگر ایک ایک سو کاپی کے دوسو خریدار پیدا ہوجائیں۔ تو میں آج ہی مطبع میں چھپنے کے لئے بھیج سکتا ہوں۔

اگر اس دوسو روپیہ کے خرچ سے امن قائم ہوجائے۔ اور آئندہ کے لئے سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات گائے کے سوال کے متعلق خوشگوار بن جائیں۔ تو اس اہم غرض کے سامنے اس تجویزہ رقم کی حقیقت ہی کیا۔ بہرحال آپ اس مضمون کو توجہ سے ملاحظہ فرمائیے۔ بعد از مطالعہ آپ کا دل خود پکار اٹھیگا۔ کہ یہ مضمون ٹریکٹ کی صورت میں وسیع پیمانہ پر شائع ہو کر بکثرت سکھوں میں تقسیم ہونا چاہیئے۔

سکھوں کے مذہب اور سکھوں کے علماء و فضلاء کا طریق عمل اس امر کا بہترین شاہد ہے۔ کہ سکھ مذہب ہندوؤں سے قطعی مختلف اور جداگانہ ہے۔

سکھ مذہب وید۔ سمرتی۔ پران۔ جاتی ورن۔ اوتار۔ دیوی دیوتا" مورتی پوجا۔ سندھیا۔ گائتری۔ چونکا کار۔ برت۔ یگیہ ہوم۔ وغیرہ وغیرہ کو ایک طرفۃ العین کے لئے بھی روا نہیں رکھتا۔ مگر ہندوؤں کی ہوشیاری اور سکھ صاحبان کی غفلت سے ہندوؤں کا تمدن سکھوں پر غالب آرہا ہے۔ اور مجھے خطرہ ہے۔ کہ اگر سکھ نہ سنبھلے تو کہیں ہندو مذہب آہستہ آہستہ سکھوں کو جذب ہی نہ کرلے اور سکھوں کو جذب کرنے کے لئے ہندوؤں نے ایک عجیب اصطلاح بھی وضع کرلی ہے۔ وہ اصطلاح کیا ہے۔ گویا کونین کی گولی پر میٹھے کا کوٹ۔ یا انگور کی شکل میں بکائن کا پھل۔ یا آم کی شکل میں مدار کا ثمر ہے۔ وہ اصطلاح کیسی دلربا کیسی میٹھی اور کیسی مغالطہ آمیز اور یا دوسرے الفاظ میں سکھ مذہب کی جڑ پر کیسا تبر ہے یعنی

سناتنی سکھ

اس "سناتنی سکھ" اصطلاح کی آڑ میں سکھ تمدن کی جگہ ہندو تمدن نہایت عمدگی سے داخل کیا جاسکتا ہے۔ اور کیا جارہا ہے اور اس کی آڑ میں وہ توحید پرست سکھ قوم جس کا ماٹو

اونکار ست نام

دوسرا کاہے سمریئے جمے تے مرجا
اکو سمرو نانکا جو جل تھل رہیا سما

کشن بشن کبھو نہ دھاؤں
جو بر چاہوں سو تم سے پاؤں

ایک چھوڑ دوجے لاگے ڈبے سو ونجاریا

ہے۔ اس "سناتنی سکھ" کی اصطلاح کی آڑ میں ہندو صاحبان نہایت آسانی سے سکھوں کے ناواقف اور خصوصاً دیہاتی طبقہ میں وید سمرتی پران۔ جاتی ورن۔ اوتار۔ دیوی۔ دیوتا۔ مورتی پوجا وغیرہ کے خلاف سکھ مذہب عقائد کو خراب کر چکے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں یہ سکھ تمدن پر سکھ مذہب پر ناقابل برداشت حملہ ہے۔ اور اس حملہ کی موجودگی میں کون کہہ سکتا ہے۔ کہ سکھ مذہب محفوظ ہے۔ اور پھر یہ کہنا اور بھی مشکل ہے کہ اگر اس خلاف سکھ دھرم عقائد کا ابھی سے سد باب نہ کیا گیا تو کچھ عرصہ کے بعد سکھ مذہب کی کیا شکل بن جاویگی۔ اور سکھ مذہب اپنی موجودہ شباہت و وضع داری۔ وقار۔ اور سب سے بڑھ کر "گورمریادا" کو کہاں تک قائم رکھ سکیگا۔

دور کیوں جاؤ۔ گؤ پوجا کا سکھ دھرم ایک طرفۃ العین کے لئے بھی روادار نہیں۔ مگر ہوشیار ہندوؤں نے ناواقف سکھوں کو گئو پوجا کے سوال میں اپنے ساتھ شامل کرلیا ہے۔ حالانکہ سکھ مذہب وہ سکھ مذہب جو توحید کا علمبردار ہے۔ اس میں گئو پوجا گئو رکھشا کے لئے طرفۃ العین کیلئے بھی گنجائش نہیں۔ شری گرنتھ صاحب آد آسا پٹی محلہ ۳ میں یہ صاف لکھا ہے۔

مل موت موڑھے مگدھ ہوئے سب لگی تیرے پائے

مطلب:۔ گائے کے گوبر اور پیشاب سے محبت کرنیوالے جب گورو مہاراج کی شرن میں آئے۔ تو انہیں گوبر اور پیشاب سے نجات مل گئی۔ اسی پر بس نہیں۔ اور ملاحظہ ہو شری گرنتھ صاحب بسنت کبیر میں درج ہے:۔

گوبر جوٹھا چونکا جوٹھا جوٹھی دینی کارا

یعنی گائے کا گوبر ناپاک اور اس سے جو باورچیخانہ میں چونکا (پوجا) دیا جائے۔ وہ بھی ناپاک ہے۔ آگے اور دیکھئے۔ جیسی ہمارے ہاں شریعت کی عظمت ہے۔ وہی عظمت سکھ صاحبان کے ہاں رہت کی ہے۔ دوسرے الفاظ میں رہت کیا ہے شریعت۔ اور رہت نامہ کیا ہے۔ شریعت کی کتاب۔ اس شریعت کی کتاب میں یہ درج ہے کہ:۔

"لنگر میں نہ گائے کا گوبر جلائے اور نہ گائے کے گوبر سے پوچا دے"

(دیکھو رہت نامہ بھائی چوپا سنگھ)

ان واقعات کی موجودگی میں کیا کوئی یہ گمان بھی کرسکتا ہے۔ کہ سکھ مذہب میں گائے کی پوجا یا رکھشا کے لئے کوئی گنجائش ہے۔ آگے اور ملاحظہ ہو۔ جناب بھائی کاہن سنگھ صاحب نابھ نواسی سکھ مذہب کے آج سب سے بڑے

فاضل ہیں۔ اور سکھ لوگ ایسے فاضل کی ہستی پر جس قدر بھی فخر کریں۔ کم ہے۔ وہ اپنی مشہور تصنیف "ہم ہندو نہیں" کے صفحہ ۲۰۹ پر ہندوؤں کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"اور آپ کے مذہب میں جو پاکیزگی کے لئے گائے کا پیشاب اور پنج گو بیہ (. . . . .
. . . .
. . . .) دیا جاتا ہے۔ سکھ مذہب میں۔ آپ اس کی بے قدری کا اس سے ہی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ جس باورچی خانہ میں (گائے کے) گوبر کا پوچا دیا جائے۔ وہاں کڑاہ پرشاد (متبرک حلوہ) تیار نہیں کیا جاتا ہے۔ اور یہ طریق آج سے نہیں۔ بلکہ گورو صاحبان کے وقت سے چلا آ رہا ہے۔"

سکھ مذہب کا ہی فاضل بے بدل اپنی اسی مشہور کتاب کے صفحہ ۲۲۳ پر یہ لکھتا ہے۔ کہ:۔

"سکھ مذہب میں گائے کی عظمت نہیں۔ یعنی نہ تو سکھ گائے کا گوبر اور پیشاب کھاتے پیتے ہیں۔ اور نہ ہی اس کے گوبر کا چوکا (پوچا) دیتے ہیں۔ اور نہ بطریق وید گومیدھ یگیہ کرتے ہیں۔ اور نہ ہی مہمانوں کو "گوگھن" نام سے پکارتے ہیں۔"

اب ان مذکورۃ الصدر واقعات کی موجودگی میں یہ کہنے کا کس کو حوصلہ ہو سکتا ہے۔ کہ سکھ گئو پوجک ہیں۔ ایسا کہنا بلاشبہ سکھ مذہب سے مذاق کرنا ہے۔

اب اور دیکھئے۔ کہ سمجھدار سکھ طبقہ کا گائے کے متعلق کیا نقطہ خیال ہے۔ سنہ ۱۹۱۲ء ایسٹر کی تعطیلات میں جو سیالکوٹ میں سکھ ایجوکیشنل کانفرنس ہوئی۔ اور اس وقت ہندوؤں نے حفاظت گائے کے لئے سکھوں سے چندہ لینا چاہا۔ تو اس وقت باعلم اور اپنے مذہب سے واقف سکھوں کے طبقہ نے جو طرز عمل اختیار کیا۔ اسے اخبار ہندوستان اس طرح بیان کرتا ہے:۔

"سکھ ایجوکیشنل کانفرنس سیالکوٹ کے موقعہ پر مقامی کارکنوں کو معلوم ہوا۔ کہ مہاراجہ صاحب پٹیالہ کا جلوس جو کانفرنس کے پردھان مقرر کئے گئے ہیں۔ گئوشالہ کی طرف سے نکلے گا۔ تو کارکنوں نے گئوشالہ کی عمارت کو سجایا۔ اس کے نزدیک جھنڈیاں وغیرہ لگائیں۔ لیکن جب گئوشالہ کی صندوقچیاں وغیرہ لیکر کانفرنس میں سکھ صاحبان سے گئوشالہ کے لئے (دان) خیرات مانگنے کے واسطے گئے۔ تو ان کو کانفرنس سے باہر نکلوا دیا گیا۔ اور سکھوں نے کہا۔ کہ ہم ہندو نہیں ہیں۔ اس لئے ہم پر گئو رکھشا واجبی نہیں ہے۔"

پھر سکھوں کا اخبار لائل گزٹ حال (شیر پنجاب) اپنے ۷ر فروری سنہ ۱۵ء کے اشو میں لکھتا ہے۔ کہ:۔

"سکھ ہندوؤں کی طرح گئو پرست نہیں"

پھر سکھوں کا مشہور آرگن اکالی لکھتا ہے۔ کہ:۔

"گائے کی مذہبی عظمت کا سوال خالص ہندو سوال ہے۔ اور سکھ جہاں جھٹکہ پر کسی قسم کی بندش برداشت نہیں کر سکتے۔ وہاں دوسروں کو بھی کوئی خوراک کھانے سے نہیں روکنا چاہتے۔" (بحوالہ الفضل ۱۳ر ستمبر)

پھر مصور اخبار کے ایڈیٹر سردار دیوان سنگھ صاحب مفتون جو خود اکالی اور اکالی تحریک کے زبردست حامی ہیں۔ وہ اپنے ۲۴ر اگست سنہ ۲۹ء کے پرچہ ریاست میں لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"جہاں تک کسی جانور کے مارنے کا سوال ہے۔ ایڈیٹر ریاست کے ذاتی خیال کے مطابق گائے اور بکرے یہاں تک کہ گائے اور ایک مکھی میں کوئی فرق نہیں۔"

اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ ذی علم اور سمجھدار اور اپنے مذہب سے واقف سکھوں کے دلوں میں گائے کی عظمت کی کیا حقیقت ہے۔

پھر اکالی اخبار لکھتا ہے۔ کہ:۔

"سکھ دھرم کا کوئی اصول گائے کی عزت اور حفاظت کا نہیں ہے۔ (بحوالہ انقلاب ۲۰ر اگست)

قادیاں میں مذبح کھلنے پر ہندوؤں نے جس طرح ناواقف سکھوں کو آگے کیا۔ یا آئندہ جس طریق سے یہ بھولے بھالے سکھوں کی ان کے مذہب سے عدم واقفیت کا ناجائز فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس خطرہ کو محسوس کر کے سکھوں کا سب سے پرانا اخبار خالصہ سماچار گورمکھی سکھوں کو مخاطب کر کے جس طرح خطرہ کا الارم دیتا ہے۔ ذرا اس کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

"جو عظمت گائے کے لئے ہندوؤں کے دلوں میں ہے۔ وہ سکھ مذہب میں نہیں۔ اس قادیان کے بوچڑ خانہ کے معاملہ میں سب سے پہلے اگر کسی کو درد اور کشش ہونی چاہیئے۔ تو ہندوؤں کو۔ لیکن ہم دیکھ رہے ہیں۔ کہ ہندو اخبار اس معاملہ میں سوائے سکھوں کو آگے کرنے کے کہ "چڑھ جا سولی تیرا وال ونگا نہیں"۔ یعنی دار پر چڑھ جاؤ تمہارا بال بیکا نہیں ہوگا کا منتر (سکھوں) کو سنانے کے علاوہ اور کچھ نہیں کر رہے

کیا ہم ہندو صاحبان سے دریافت کر سکتے ہیں۔ کہ وہ "مہابیر دل" اور "شکتی دل" جنہوں نے گذشتہ دو چار ماہ سے بھائی پرمانند کی "کتابڑی" کی آڑ میں سکھوں کے برخلاف پوسٹر چھپوا کر اور جلسوں میں شور مچا کر آسمان سر پر اٹھا رکھا تھا۔ اور کوئی گندی سے گندی گالی اور مذموم سے مذموم لفظ ایسا نہیں تھا۔ جو انہوں نے (سکھوں کے لئے) نہ کہا ہو۔ وہ آج کہاں ہیں؟ . . . .

کیا ان کا غصہ غریب سکھوں تک ہی تھا۔ اب سکھوں کو "بلدی دے بھٹھے دینے دی تھاں" یعنی سکھوں کو آگ میں جھونکنے کی جگہ کیوں آگے خود نہیں آتے۔ اور اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں نہیں لیتے۔"
(خالصہ سماچار ۲۲ر اگست سنہ ۲۹ء)

پھر اور ملاحظہ ہو۔ اسی قادیان کے موجودہ معاملہ کو مدنظر رکھتے ہوئے سکھوں کا اخبار اکالی لکھتا ہے۔ کہ:۔

"ہندو دیہاتی سکھوں کے پاس بیٹھ کر سگرٹ کا دھواں بلا روک ٹوک چھوڑتے ہیں۔ اور غریب سکھوں کے ناک چڑھانے پر پھبتیاں اڑاتے ہیں دیہات میں ہندو بنئے اپنی دکانوں پر بیٹھے حقہ نوشی کرتے رہتے ہیں۔ اور غریب سکھ ان کے گرد بیٹھے رہتے ہیں لیکن گئو کا سوال جب اٹھتا ہے۔ تو وہ وہی غریب مرنے مارنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ اور لالہ جی دکان پر بیٹھے حقہ ہی گڑگڑایا کرتے ہیں۔ ہندو زبانی طور پر گئو بھگت ہیں۔ اور انجان سکھ عملی طور پر۔

ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ سکھ اس معاملہ میں علانیہ کہہ دیں۔ کہ گائے کی مذہبی عظمت کا سوال خالص ہندو سوال ہے۔ اور سکھ جہاں جھٹکہ پر کسی قسم کی بندش برداشت نہیں کر سکتے۔ وہاں دوسروں کو

بھی کوئی خوراک کھانے سے نہیں روکنا چاہتے"!

(بحوالہ انقلاب ۱۴ اگست)

اب معاملہ بالکل صاف ہے۔ سکھ صاحبان کے مقدس گرنتھ ان کے بزرگان کرام کا طریق عمل سکھ اخبارات ہرگز ہرگز گئو پوجا یا گئو رکھشا کے حامی نہیں ہیں۔ اب ناواقف دیہاتی سکھوں کو یہ غور کرنا چاہیئے۔ کہ ہندوؤں کے کہنے کہانے میں آکر جو غلط راستہ انہوں نے اختیار کیا ہے۔ وہ شری گرنتھ صاحب اور گورو صاحبان کے مسلک سے کوسوں دور ہے اگر وہ اب بھی نہیں سمجھیں گے۔ تو یقیناً وہ سکھ مذہب کے ساتھ بغاوت کریں گے۔ اس موقعہ پر پڑھے لکھے اور ذی علم سکھ صاحبان کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے دیہاتی ناواقف بھائیوں کو سمجھائیں۔ کہ وہ سکھ گوروؤں کے احترام کی خاطر کسی کے کہنے کہانے پر وہ راہ اختیار نہ کریں۔ جو انہیں سکھ مذہب سے دور پھینک دے۔ اگر پڑھے لکھے سکھ صاحبان اس موقعہ پر خاموشی سے کام لیں گے۔ تو وہ اپنے مذہب کو خود اپنے ہاتھوں نقصان پہنچائیں گے۔ اور اس صورت میں سکھ تمدن اور سکھ مذہب کو وہ زبردست دھکا لگیگا کہ پھر اس کی تلافی قریباً ناممکن ہو جائے گی۔

اس مضمون کے لکھنے سے میری یہ غرض ہے۔ کہ بیچارے اپنے مذہب سے ناواقف سکھ دوست اپنے مذہب سے واقف ہو کر اس معاملہ میں مسلمانوں سے جنگ و جدال ترک کر دیں۔ تاکہ اس بدقسمت ہندوستان کو امن نصیب ہو اور یہ ہر دو بہادر اقوام جو کہ ایک دوسرے کے پڑوسی ہیں۔ ایک دوسرے کے دکھ درد کے ساتھی بن کر امن اور آشتی کی زندگی بسر کریں۔ تاکہ ان کا اور ملک کا بھلا ہو۔

پیشتر اس کے کہ میں اس مضمون کو ختم کروں۔ میں کچھ باتیں سمجھ دار ہندوؤں سے بھی کہنا چاہتا ہوں۔ کہ ہم کب تک باجے اور گائے کے سوال پر ایک دوسرے کا سر پھوڑتے رہیں گے۔ کیا ہماری اس خفیف الحرکتی پر ہمسایہ ممالک ہنسی نہیں اڑا رہے۔ کیا اس تنگ ظرفی اور تنگ نظری کی فضا میں ہندوستان کو کبھی خواب میں بھی امن نصیب ہو سکتا ہے۔ اور کیا ہم اسی برتے پر سوراج حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ مسلمان طرفۃ العین کے لئے بھی کسی کے راستہ میں حائل نہیں ہونا چاہتے۔ کیا مسلمانوں نے اشارۃً بھی جھٹکہ کی مخالفت کی۔ ہماری طرف سے خواہ کوئی جھٹکہ کھائے یا سؤر کھائے یا کچھ اور ہرگز کوئی روک نہیں۔ اور اسی بردباری سے ہندوؤں وغیرہ کو کام لینا چاہیئے۔ گائے کا گوشت کھانا ایک مسلمان کا پیدائشی حق ہے۔ ہاں یہ ضروری ہے۔ کہ ہم اپنے اس حق کا اس رنگ میں استعمال کریں۔ کہ ہمسایہ قوم کے جذبات کو چوٹ نہ لگے۔ کیونکہ یہ ایک اخلاقی بات ہے۔ اور اس اخلاقی شق کو نہ پہلے کبھی مسلمانوں نے نظرانداز کیا ہے۔ اور نہ آئندہ نظرانداز کرنے کا خیال۔ اور اگر ہندو صاحبان بزور بازو مسلمانوں کو اس حق سے محروم کرنا چاہتے ہیں۔ تو یہ ان کی قطعی غلطی ہے۔ ابھی وہ بازو دنیا میں نہیں پیدا ہوئے۔ جو بزور مسلمانوں کو اس حق سے محروم کر سکیں۔ جب تک مسلمانوں کا آخری فرد زندہ ہے۔ وہ اس حق کو کبھی خواب میں بھی چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔ ہاں محبت اور صلح صفائی کی دنیا الگ ہے۔

میں پھر اپنے ہندو دوستوں کو یہ کہتا ہوں۔ کہ مسلمانوں کو ان کے پیدائشی حق سے محروم کرنے کے وہم کو دل سے نکال دو۔ جب مسلمان کسی کو خواب میں بھی اس کے حق سے محروم نہیں کرنا چاہتے۔ تو پھر مسلمان خود محروم ہونا کیسے برداشت کر سکتے ہیں۔ ہندوستان کی بہتری اور خوشحالی اسی میں ہی ہے۔ کہ زید کو زید کا حق ملے۔ اور بکر کو بکر کا ورنہ پھر اس فضا کی موجودگی میں یہ ہندوستان جنت نشان کی بجائے تیرہ خاکدان ہی رہے گا۔ اور اس کی ذمہ دار وہی لوگ ہیں۔ جو دوسروں کو ان کے مذہبی حق سے بزور محروم کرنا چاہتے ہیں۔ اور یہی لوگ درحقیقت اپنے ملک اور امن کے خطرناک دشمن ہیں۔ مضائقہ نہیں خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان۔

خدا انہیں سمجھ دے۔ اور ہماری ہر حرکت امن کی حامی ہو۔ کیونکہ ہم سب کی بھلائی اسی میں ہے۔

ضروری اطلاع:۔ نور کا آخری پرچہ ۳ جون ۱۹۲۹ء کو شائع ہوا تھا۔ اور ہمیشہ آخیر سال یعنی ۱۷ ستمبر کے پرچہ کی چھٹی ہوا کرتی ہے۔ اور اب ۳ اکتوبر سے یہ جاری کیا گیا ہے۔ اس حساب سے تین ماہ کے پرچے یعنی ۶ نمبر خریدار ذمہ ہیں اخبار کا سال بدستور ۳ اکتوبر سے ہی شمار ہوگا۔ ہاں جبتک ان نمبروں کی کمی پوری نہ ہو۔ اخبار ۱۲ صفحات کا انشاءاللہ شائع ہوتا رہیگا۔ بوجہ زیادہ وقفہ پڑ جانیکے اخبار ڈاکخانہ کی رعایت سے باہر ہو چکا ہے۔ اور تاوقتیکہ یہ رعایت نہ ملے اخبار پر بجائے ایک پیسہ کے دو پیسے کا ٹکٹ لگے گا۔ دوست تسلی رکھیں۔ انشاءاللہ انہیں باقاعدہ پرچہ پہنچتا رہے گا۔

ضروری اطلاع

جن دوستوں کا چندہ اخبار نومبر تک ختم ہوتا ہے۔ ان کے اسماء معہ نمبر خریداری درج ذیل ہیں۔ اگر کسی صاحب کو آئندہ سال کے لئے نور کا ساتھ دینا منظور نہ ہو۔ تو وہ ۲۷ اکتوبر ۲۹ء سے قبل دفتر نور میں اطلاع دیدیں۔ یہ امر نہایت معیوب بلکہ اخلاق کش ہے۔ کہ باوجود پیشتر اطلاع دینے کے بھی اپنی منشاء سے اطلاع نہ دینا۔ اور پھر وقت پر وی پی واپس کر دینا۔ میرے کہنے کی ضرورت ہی نہیں۔ یہ تو اپنے اور بیگانے سب مانتے ہیں۔ کہ ہندوستان بھر میں سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کے اہم فرض کو بجا لانے والا "نور" ایک ہی تبلیغی پرچہ ہے ایسے تبلیغی پرچہ کی مدد کرنا گویا اپنی مدد آپ کرنے کے مصداق ہے۔ ناظرین کے لئے یہ امر اور بھی موجب خوشی ہونا چاہیئے۔ کہ ۳ نومبر کا پرچہ جو دوستوں کے نام وی پی ہوگا۔ اس میں ۲۲ صفحات کا ایک ہی مبسوط مضمون "سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات" پر ہوگا۔ یہ مضمون کیا ہوگا گویا سکھ مذہب کی جملہ تواریخ کا نچوڑ سمجھنا چاہیئے۔ اور جو لوگ وی پی واپس کریں گے یقیناً وہ ایک ایسے اعلیٰ پایہ کے قیمتی مضمون سے جو موتیوں کے مول بھی سستا ہے۔ محروم رہیں گے۔ جس کی فی زمانہ اشد ضرورت ہے۔

۱۔ چوہدری محمد عبد اللہ صاحب
۲۔ خان بہادر مولوی غلام حسن خانصاحب
۳۔ خان بہادر مرزا غلام صمدانی خانصاحب
۴۔ منشی حبیب الرحمٰن صاحب
خانبہادر مولوی غلام محمد خانصاحب
۸۔ جناب محمد موسیٰ رضا صاحب
۹۔ ایم ضیاء الحق صاحب
۱۰۔ جناب محمد مکن خانصاحب
۱۱۔ منشی برکت علی خانصاحب
۱۳۔ منشی عبد الرحمٰن صاحب
۱۴۔ ملک غلام حیدر خانصاحب
۱۵۔ اخوانزادہ محمد اکبر خانصاحب
۱۷۔ نواب اکبر یار جنگ صاحب بہادر
۱۸۔ مولانا محمد عبد الحمید صاحب
۲۱۔ چوہدری غلام احمد خانصاحب
۲۲۔ ایم محمد رمضان علی صاحب
۲۵۔ مولوی انوار حسین خانصاحب
۲۶۔ منشی محمد یوسف صاحب
۲۸۔ منشی طفیل احمد صاحب
۳۰۔ چوہدری فضل الدین صاحب
۳۱۔ مولوی غلام رسول صاحب
۳۲۔ شیخ مولا بخش صاحب
۳۳۔ چوہدری غلام حیدر خانصاحب
۳۴۔ خان بہادر ڈاکٹر شیخ عبد العزیز صاحب

۹۳/۴ بابو محمد عالم صاحب
۹۷ چوہدری حیات محمد صاحب
۱۰۲ سید محمد عقیل صاحب
۱۰۳ بابو محمد اسمٰعیل صاحب
۱۱۵ منشی فتح محمد صاحب
۱۱۶ بابو ننا اللہ صاحب
۱۳۲ ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب
۱۳۵ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب
۱۵۱/۱۴۳ جناب محمد یعقوب صاحب
۱۷۰ سید صادق علی صاحب
۱۷۱ ملک سردار خاں صاحب
۲۱۰ محمد یوسف علی صاحب
۲۱۱ میرزا احمد صادق صاحب
۲۱۵ شیخ رشید احمد صاحب
۲۱۷/۲۱۸ چوہدری حیات محمد صاحب
۲۲۰ شیخ محمد غوث صاحب
۲۳۲ ڈاکٹر گوہر دین صاحب
۲۳۵ ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب
۲۴۲/۲۴۳ ڈاکٹر شیر محمد صاحب عالی
۲۴۴ ایم عابد شریف صاحب
۲۴۶ مسٹر عبد السلام صاحب
۲۸۱ محمد اقبال حسین صاحب
۲۸۳ ملک سلطان محمد خانصاحب
۲۸۹ ایم محمد اسحاق صاحب
۲۹۲ رسالدار محمد یعقوب خاں صاحب
۲۹۶ شیخ محمد ابراہیم صاحب
۳۰۰ میاں غلام حسین صاحب
۳۰۱ ملک محمود خاں صاحب
۳۰۴ مولوی محمد علی صاحب
۳۰۵ قاضی محمد شفیق صاحب
۳۰۶ چوہدری نصر اللہ خانصاحب
۳۰۷ منشی احمد حسین و فضل حسین صاحبان
۳۰۷ صوفی فضل الٰہی صاحب
۳۰۸ شیخ محمد حسین صاحب

۲۸۵ مولوی محمد حسین صاحب بی اے
۲۸۶ مستری غلام علی صاحب
۲۹۰ سیٹھ جی ابراہیم صاحب
۲۹۱ فاضل برادرز
۲۹۲ سید ظہور اللہ صاحب
۲۹۶ ملک حبیب اللہ خانصاحب
۲۹۹ چوہدری عطا محمد صاحب
۳۰۳ حکیم محبوب الرحمٰن صاحب
۱۳/۰۵ ہیڈ ماسٹر صاحب
۴۱۴ چوہدری علی بخش صاحب
۴۱۹ شیخ غلام محمد صاحب بی۔ اے
۴۲۳ مولوی عبد العزیز صاحب بی۔ اے
۴۳۱ ڈاکٹر ایچ۔ اے یوسف زئی
۵۲۹ خانزادہ محمد زمان خانصاحب
۵۳۰ قاضی محمد یوسف صاحب
۵۳۱ پیر محمد زمان شاہ صاحب
۵۳۲ مولوی غلام ربانی صاحب
۵۳۴ منشی محمد نصیب صاحب
۵۳۷ بابو غلام محی الدین صاحب
۵۴۰ سید حسین صاحب
۵۴۲ مولوی محمد عبد الغفار صاحب
۵۴۳ میرزا عزیز احمد صاحب
۵۴۵ حاجی محمد زرین صاحب
۵۴۶ عباس علی محمد علی صاحب
۵۵۰ شیخ محمد طفیل صاحب
۵۵۱ نواب سید محمد رضوی صاحب
۶۳۲ جناب حبیب الرحمٰن صاحب
۶۳۴ مولوی غلام محمد صاحب
۶۳۶ شیخ الٰہی صاحب
۶۳۹ صوبیدار ملک فتح محمد صاحب
۶۴۱ چوہدری تاج دین صاحب
۶۴۲ سردار ایشر سنگھ صاحب
۶۴۳ خانصاحب شہزادہ علی خانصاحب
۶۴۴ مولوی محمد مسعود صاحب

۶۴۵ جناب عبد الحمید صاحب
۶۴۶ حافظ عبد الرحیم صاحب
۶۴۷ جمعدار غزن خانصاحب
۶۴۸ شیخ عبد الغنی صاحب
۶۴۹ حوالدار محمد حسین صاحب
۶۵۰ ایم غلام حسین صاحب
۶۵۲ مولوی غلام انبیار خانصاحب
۶۵۳ جناب مومن حسین صاحب
۶۵۴ جناب ایم حسین صاحب
۶۵۵ مولوی بہاؤ الدین خانصاحب
۶۵۶ مولوی محمد عثمان صاحب
۶۵۷ سید احمد سعید صاحب
۶۵۸ بابو برکت علی صاحب
۶۵۹ چوہدری محمد شریف صاحب
۶۶۰ مولوی محمد رمضان خانصاحب
۶۶۱ چوہدری محمد فضل صاحب
۶۶۲ سردار عبد الخالق خانصاحب

۶۶۵ جناب عبد العزیز صاحب
۶۶۶ مسٹر خان محمد صاحب
۶۶۷ جناب سعید اللہ خانصاحب
۶۷۶ منشی تاج الدین صاحب
۶۷۸ صوبیدار لعل محمد صاحب
۶۷۹ ڈاکٹر برج بہاری لعل صاحب
۶۸۲ جناب محمد عبد اللہ صاحب
۱۴۲ جناب محمد اکرم خاں صاحب
۱۵۷ ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب
۱۶۰ صدیق برادرز
۱۶۱ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب
۱۵۷ حکیم ابو طاہر صاحب
۱۵۸ اسکرٹری انجمن خادم اسلام
۱۷۹ بابو چراغ دین صاحب
۱۸۹ جناب تنویر احمد صاحب
۱۹۰ قاضی فضل الٰہی صاحب

اقتباسات

ہندو قوم کی نجات اسلام قبول کرنے پر

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات قدسی صفات اور حضور کی اقدس و اعلیٰ تعلیم پر ہندو خواہ کس قدر بھی اعتراضات کریں حقیقت یہ ہے۔ کہ جس قدر فائدہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات گرامی اور آپ کی لائی ہوئی تعلیم سے یہ قوم اس وقت اٹھا رہی ہے ہندو تمدن اور ہندو دھرم میں اس قدر خامیاں اور اس قدر نقائص ہیں۔ کہ ان پر عمل پیرا ہو کر یہ قوم کبھی ترقی نہیں کر سکتی۔ اس وجہ سے مجبور ہے۔ کہ اپنی مذہبی تعلیم کو پس پشت ڈال کر اور اس سے صریحاً پہلو تہی کر کے اسلام کی تعلیم پر گامزن ہو۔ تا کہ ان اثرات و نتائج سے محفوظ رہ سکے۔ جو ہندو تعلیم کا لازمی نتیجہ ہیں۔ ذیل میں چند ایک امور پیش کر کے یہ ثابت کیا جاتا ہے۔ کہ ہندو قوم کس طرح اپنے مذہبی احکام کو خیر باد کہہ کر علانیہ اسلامی تعلیم پر کاربند ہو رہی ہے۔

توحید اسلام دنیا میں پہلا اور آخری مذہب ہے جس نے خدا تعالیٰ کی توحید کو صحیح طور پر دنیا کے سامنے پیش کیا اور شرک فی التوحید کو ایک ناقابل معافی گناہ ٹھیرا کر دنیا کو وحدت کا سبق دیا۔ جیسا کہ فرمایا۔ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذالک لمن یشاء اس کے مقابلہ میں آج سے چند ہی سال قبل ہندو مت کے ماننے والے لاتعداد دیوتاؤں کی پرستش کو ذریعہ نجات سمجھتے تھے۔ لیکن آج انہیں میں سے ایک ایسی جماعت پیدا ہو چکی ہے۔ جو وحدت الٰہی پر ایمان رکھنے کی مدعی ہے۔ مجھے اس وقت اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ کہ وہ صحیح طور پر موحد کہلا سکتے ہیں۔ بلکہ صرف یہ دکھانا مقصود ہے۔ کہ توحید کا خیال ان کے دلوں میں جاگزیں ہو چکا ہے۔ اور وہ کثرت پرستی کو وحدت پرستی سے تبدیل کر چکے ہیں۔ گو اپنی آبائی ذہنیت کے اثرات کے ماتحت وہ اس کو اچھی طرح نہ سمجھ سکے ہوں۔ ڈاکٹر تارک ناتھ داس صاحب پی۔ ایچ ڈی کا ایک مضمون ۸ رجون ۲۸ء کے آریہ اخبار "تیج" میں شائع ہوا ہے جس میں آپ لکھتے ہیں۔ کہ:-

> "آریوں کے مذہبی فلسفہ کی ترقی کا پتہ اس سے چلتا ہے۔ کہ کثرت پرستی وحدت پرستی میں تبدیل ہو گئی۔ اندر وایو اور مختلف دیوتاؤں کی جگہ ایک پرماتما کی کی پوجا ہونے لگی"۔

ہندوؤں کے اس مذہبی عقیدہ میں یہ اہم تبدیلی دکھانے کے بعد اب یہ ثابت کیا جاتا ہے۔ کہ ہندو تمدن میں کہاں تک اسلامی تعلیم کی اتباع ہو رہی ہے۔

نکاح بیوگان نکاح بیوگان ایک مسئلہ ہے۔ جو آریہ سماج میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔ سوامی دیانند بانئے آریہ سماج اس کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:-

"برہمن کھشتری اور دیش دونوں میں کھشت یونی عورت اور کھشت دبرج کا پنروواہ نہ ہونا چاہئے"

(ستیارتھ پرکاش باب ۴ صفحہ ۱۳۰)

مگر اس حکم پر ہندوؤں کا روشن خیال طبقہ آریہ سماجیہ کہاں تک عمل پیرا ہے۔ اس کے لئے اخبار "تیج" ۱۵ اکتوبر ۲۷ء کے حسب ذیل الفاظ ملاحظہ فرمائیے:۔

"ایک صحتور عورت کو ماں بننے کے حق سے روکنا ایک نہایت ہی شدید ظلم ہے۔ جو اس پر روا رکھا جاسکتا ہے۔ مگر یہ ظلم ہم اپنی زندگی کے ہر ایک منٹ میں کر رہے ہیں"

سوامی دیانند کے پیروؤں کی ان کے صریح حکم سے ایسی علانیہ روگردانی اور قرآن پاک کی تعلیم وانکحوا الایامی منکم (اپنی بیواؤں کا نکاح کردو) پر عمل اس بات کا بین ثبوت ہے۔ کہ ہندو دہرم کی تعلیم سے جیسے سوامی دیانند جی نے پیش کیا۔ ہندوؤں کو جن تکالیف کا سامنا ہو رہا تھا۔ ان کا علاج انہوں نے تعلیم اسلامی میں پایا۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ان پر ایک ایسا عظیم الشان احسان ہے۔ جس کو فراموش کرنا ان کی پرلے درجہ کی بے مروتی کا ثبوت ہوگا۔

طلاق

پھر قرآن کریم کا ارشاد ہے

جب مرد اور عورت کا اکٹھا رہنا مشکل ہو رہا ہو۔ تو وہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہو سکتے ہیں چنانچہ

لاجناح علیکم ان طلقتم النساء۔ ناقابل برداشت حالات میں عورتوں کو طلاق دینے میں گناہ نہیں ہے مگر اس کے مقابلہ میں ہندو دہرم میں وہ مرد و عورت جو ایک دفعہ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو جائیں۔ کسی صورت میں بھی علیحدہ نہیں ہو سکتے۔ اور ہندو قوم اس بات کو فخریہ پیش کرتی ہے۔ کہ ویدک دہرم میں پتی اور پتنی سمبندھ وہ پوتر سمبندھ ہے۔ جس کو سوائے موت کے دنیا کی کوئی طاقت توڑ نہیں سکتی۔ اور سوامی دیانند کا بھی صاف حکم اس بارہ میں موجود ہے۔ کہ عورت مرد کا بچھوڑا کبھی نہ ہونا چاہیئے۔ (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۱۹۔ باب ۴)

ہندو اس معاملہ میں بھی اسلامی تعلیم کی متابعت پر اور اپنی مذہبی تعلیم کو ترک کرنے پر حالات زمانہ کی وجہ سے مجبور ہو رہے ہیں۔ چنانچہ ملاپ ۱۳ نومبر ۲۷ء میں درج ہے۔ کہ خاص حالتوں میں طلاق کو جائز قرار دیا جائے۔ اور یہی نہیں۔ بلکہ اس پر عمل بھی شروع ہو چکا ہے۔ چنانچہ ملاپ ۲۱ نومبر ۲۷ء میں یہ خبر درج ہے:۔

"امرتسر ۲۰ نومبر۔ کرسھوولو کی ایک عورت مسماۃ رام لبھائی نے اپنے خاوند کے خلاف اس بناء پر طلاق کی درخواست دی ہے۔ کہ مجھے وہ مارتا رہتا ہے۔ اور بدمعاشی کرنے پر مجبور کرتا رہتا ہے۔ خاوند نے پولیس کے ڈر سے طلاق دیدیا"

گوشت خوری

اور دیکھو قرآن کریم نے سوائے ان جانوروں کے جن کا گوشت مضر صحت یا مخرب الاخلاق ہے۔ باقی جانوروں کا گوشت حلال قرار دیا ہے۔ مگر سوامی دیانند صاحب بانئے آریہ سماج گوشت خوری کو یہاں تک ناجائز سمجھتے ہیں۔ کہ اس کے استعمال کرنے والے کو ملیچھ کے دل آزار لقب سے ملقب فرماتے ہیں۔ لکھا ہے:۔

دوستوں کے نام

برادران ملت! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ محض ہندوؤں کی اکساہٹ سے روز روشن میں قادیان کے مذبح کو گرا کر سکھوں نے جس بدامنی اور قانون شکنی کا ثبوت دیا۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ ایک قادیان پر ہی کیا منحصر ہے۔ قریباً پنجاب بھر میں سکھوں کی ذہنیت کا یہی حال ہے جب تک اس ذہنیت کی اصلاح نہو۔ ہندوستان میں امن کا قائم ہونا بہت مشکل ہے سکھ مذہب احترام گائے کا ہرگز قائل نہیں جیسا کہ اس اخبار کے صفحہ ۹ پر بعنوان "سکھ دہرم اور گائے" کے مضمون سے ظاہر ہے۔ سکھوں کی اس ذہنیت کو بدلنے کیلئے ضرورت ہے۔ کہ اس قسم کے مضامین کی نہایت وسیع پیمانہ پر اشاعت ہو چنانچہ اس کے متعلق میرے فاضل دوست منشی غلام حسین صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ پشاور لکھتے ہیں کہ:

"اخی المکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا پُر از ہدایت مضمون "الفضل" میں دیکھا۔ اس میں آپ نے گئو رکھشا کے سوال کو سکھوں کے لئے بکمال خوبی ادا فرمایا ہے۔ اگر اس مضمون کی اشاعت سکھوں میں بکثرت چھپوا کر کی جائے۔ تو انشاء اللہ خاص سکھ قوم میں جو اس خاص مسئلہ کے متعلق غلط فہمی اور جوش بیجا اور طوفان بے تمیزی برپا ہو رہا ہے۔ آناً فاناً کافور ہو سکتا ہے۔ امید ہے۔ کہ آپ کی خدمت میں قدردان احباب میں سے بھی بعض نے تحریک فرمائی ہوگی۔ ورنہ میں خدا کا شکر کرونگا۔ کہ اس مبارک تحریک کی اولیت کا سہرا میرے سر بندھا ہے۔ لیکن امید ہے کہ آپ بفضل تعالیٰ راضی خوشی ہونگے۔ مولیٰ کریم آپ کی مساعی جمیلہ میں بیش از بیش برکت بے اندازہ شامل کرے۔ آمین۔ اگر مطلوبہ مضمون ٹریکٹ کی صورت میں شائع ہو۔ تو یہاں کی جماعت میں بھی اس کی خریداری کی تحریک کی جائے گی"

نور:۔ یہ مضمون ٹریکٹ کی صورت میں کم از کم ۸ صفحوں پر آئیگا۔ عہ سیکڑہ قیمت ہوگی۔ جو قریباً اصل لاگت ہے۔ ۲۵۰ سے کم کی کوئی درخواست قابل قبول نہ ہوگی۔ جب دس ہزار کی درخواستیں پہنچ جائینگی۔ تو میں فوراً چھپوا لوں گا ۔ ۔ ۔ قریباً ۴۰ لاکھ کی قوم کی ذہنیت کو بدلنے کیلئے اول تو پچاس ہزار ورنہ کم از کم دس ہزار ٹریکٹ شائع ہو کر مفت تقسیم ہونے چاہئیں۔ دس ہزار پر صرف دو سو روپیہ خرچ آئیگا۔ اگر چاہیں۔ تو چند ایک صاحب ہمت دوست ہی ہاتھوں ہاتھ اس خرچ کو پورا کر سکتے ہیں۔ یہ تو دو سو روپیہ ہے اگر دس ہزار کے خرچ سے بھی ہم اپنے مذہب سے ناواقف سکھوں کی ذہنیت کو بدل دیں۔ تو بھی یہ سودا سستا ہی رہیگا۔ اسی اخبار کیساتھ اس غرض کے لئے اہل دل دوستوں کے نام جوابی کارڈ بھیجے گئے ہیں۔ وہ ایک ہفتہ کے اندر اندر فی الفور اطلاع دیدیں۔ کہ وہ کسقدر تعداد میں یہ ٹریکٹ خرید فرمائینگے۔ اور اس نیک کام میں دوست اپنے دوسرے احباب کو بھی خاص طور پر شامل کریں۔ تاکہ یہ مفید ٹریکٹ کم از کم پندرہ بیس ہزار کی تعداد میں شائع ہو سکے۔ یہ کارڈ صرف اسی غرض کے لئے استعمال ہونے چاہئیں۔ بعض لوگ دوسرے کام میں یا اپنی ذاتی غرض کیلئے استعمال میں لے آتے ہیں۔ یہ گناہ ہے جس سے بچنا چاہیئے۔

اس ٹریکٹ کی اشاعت سے میری صرف یہ غرض ہے۔ کہ اپنے مذہبی احکام کی روشنی میں گائے کے متعلق سکھوں کی خراب ذہنیت کی اصلاح ہو۔ اور آئندہ کے لئے سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان اس قسم کے جھگڑے رک جائیں۔

آپ کے جواب کا منتظر **محمد یوسف** ایڈیٹر اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور

"شراب وگوشت کھانے پینے والے ملیچھ کو جن کا جسم شراب اور گوشت کے ذروں سے پُر ہے۔ ان کے ہاتھ کا نہ کھائیں۔" (ستیارتھ صفحہ ۳۰۵)

مگر معلوم ہوتا ہے۔ آپ کے متبعین نے بھی آپ کے خلاف چلنے کی قسم کھائی ہوئی ہے۔ اس مسئلہ پر بھی آپ کے پیرو آپ کے خلاف چل کر اسلامی تعلیم کی قبولیت پر مہر تصدیق ثبت کر رہے ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر منجے نے جو ہندوؤں کے ایک مقتدر رہنما ہیں۔ ہندو مہاسبھا کے اجلاس بمبئی پراونشل ہندو مہاسبھا انبالہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا:۔

"کم از کم سناتنیوں کے دہرم میں شاستر کے مطابق مانس کھانا پاپ نہیں ہے۔ اور اپنی بڑھتی ہوئی ذلتوں کو دور کرنے کا یہی واحد ذریعہ ہے۔"

(ملاپ ۹ نومبر ۲۷ء)

دُعا

ہندوؤں کا عقیدہ ہے۔ کہ انسان کو اپنے اعمال کی جزا و سزا ضرور بھگتنی پڑتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ اسے کبھی معاف نہیں کر سکتا۔ خواہ انسان کس قدر بھی معافی مانگے۔ اور اس کے آگے گڑگڑائے۔ اس لئے دعا مانگنا ایک بے فائدہ بات ہے۔ کیونکہ خدا اسے قبول نہیں کر سکتا۔ مگر اسلام ہمیں بتاتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ دعاؤں کو سنتا اور ان کو قبول کرتا ہے۔ جیسے فرمایا:۔ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان اور رسول کریم صلعم نے تو یہاں تک فرمایا کہ:۔ ...... دعا عبادت ہے۔ لیکن سوامی دیانند نے دعا کے متعلق اسلامی تعلیم کا مضحکہ اڑاتے ہوئے لکھا ہے:۔

"دیکھیے مسلمانوں کی غلطی کہ جو اپنے مذہب کے نہیں۔ ان کے مارنے کے واسطے خدا سے دعا کرتے ہیں۔ کیا خدا سادہ لوح ہے۔ جو ان کی بات مان لیگا اگر خدا ایسا طرفدار ہے۔ تو دیندار آدمیوں کے ...... لائق نہیں ہو سکتا۔"

(ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۸۲)

مگر دیکھیے۔ اسلامی تعلیم کا مضحکہ اڑانے والے اور اسلامی تعلیم کو اللہ تعالےٰ کی طرفداری پر محمول کرنے والے سوامی دیانند صاحب کی تعلیم کا بھائی پرمانند اور ایڈیٹر صاحب "ملاپ" اپنے عمل سے ان کی تعلیم کا کیسا مضحکہ اڑاتے ہیں بھائی پرمانند جو آریہ سماج کے روح رواں سمجھے جاتے ہیں۔ اور جنہیں آریہ سماجی "دیوتا سروپ" سمجھتے ہیں۔ پشاور میں ایک تقریر میں ہندوؤں کو نصیحت کرتے ہیں:۔

"آپ تمام اگر کوئی اور قربانی نہیں کر سکتے تو ہر روز صبح پانچ دس منٹ کے لئے پرماتما سے پرارتھنا کریں کہ دکھ دور ہوں۔ مجھے امید ہے۔ کہ اگر تمام ہندو صرف یہی حربہ اختیار کریں۔ تو قوم کے دکھ دور ہو جائیں گے۔"

("ملاپ" ۵ مئی ۲۸ء)

دیوداسیاں

ہندو میں ایک مذہبی رسم یہ بھی ہے۔ کہ مندروں پر کنواری لڑکیاں بطور نذر چڑھائی جاتی ہیں۔ جن کو دیو داسیاں کہتے ہیں۔ مگر یہ رسم بے شمار خرابیوں اور مضرات کا موجب ہو رہی ہے۔ جنہیں تہذیب بیان کرنے کی اجازت نہیں دیتی یہی وجہ ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے لا رھبانیۃ فی الاسلام کا حکم دیکر ایسی راہبانہ زندگی کی ممانعت فرما دی۔ اور اب کہ اس کے مضرات سے آگاہ ہونے کے بعد اور اس کے بد اثرات سے محفوظ رہنے کے لئے ہندو بھی اس تعلیم کا نفاذ بذریعہ قانون کروانے کی کوشش میں ہیں۔ چنانچہ مدراس کونسل میں ایک ہندو ڈاکٹر مسنہو لکشمی نے یہ تجویز پیش کی۔ کہ مندروں پر دیوداسیوں کا چڑھایا جانا بند کیا جائے۔ (تیج ۲۶ نومبر ۲۷ء)

ہندو دہرم میں تو یہاں تک خامیاں اور کوتاہیاں ہیں۔ کہ اگر اس پر عمل کیا جائے۔ تو ہندوؤں کی زندگی دوبھر ہو جائے۔ چنانچہ سمندر پار جانا بھی ان کے ہاں کفر کے مترادف ہے۔ چنانچہ کانشی کے پنڈتوں سے ان لوگوں کے متعلق فتوے پوچھا گیا۔ جو سمندر یاترا کرتے ہیں۔ پنڈتوں نے جواب دیا۔ کہ یہ دہرم شاستروں کے بالکل خلاف ہے (پرکاش) کیا ہندو اپنے دہرم شاستر کی اس تعلیم کو قابل عمل سمجھتے ہیں۔ کہ حکمت آموز تعلیم پر عمل کریں۔ جو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ نازل ہوئی۔ یعنی سیروا فی الارض فانظر کیف کان عاقبۃ المکذبین

قریبی رشتوں میں شادی

اسلام نے قریبی رشتہ داروں میں شادی کرنے کی اجازت جن مصالح کی بنا پر دی ہے ان پر تفصیلی روشنی ڈالنے کی نہ اس وقت گنجائش ہے۔ اور نہ ضرورت۔ اس جگہ صرف یہ دکھانا مقصود ہے۔ کہ ہندو بھائی اپنی عادت سے مجبور ہو کر ہمیشہ اس کے خلاف زہر اگلتے رہتے ہیں۔ مگر اب حالات اور تغیرات زمانہ سے مجبور ہو کر وہ اس کو بھی اختیار کر رہے ہیں۔ چنانچہ لاہور کا آریہ اخبار "ملاپ" ۳۰ اپریل راوی ہے۔ کہ:۔

"کہ پشاور کے کپور ۲½ گھر۔ گھرانے کی لڑکی ایک معزز کپور ۲½ گھر۔ گھرانے کے لڑکے سے ہوئی۔ ہم ذات ہونے کے علاوہ یہ آپس میں خالہ زاد بھائی اور بہن بھی ہیں۔"

تحدید عمر نکاح کا مسودہ قانون

ہندوستان کے بعض معاشرتی وتمدنی خیر اندیشوں کی طرف سے ایک مسودہ قانون اسمبلی میں پیش ہو رہا ہے۔ جس سے ہندوستان کی اس رواجی خرابی کا انسداد کرنا منظور ہے۔ جو صغر سنی کی شادی کی صورت میں وطن کی بہت سی مصیبتوں کا باعث ہے۔ اس مسودہ قانون کو رائے عامہ کے لئے پیش کیا گیا تھا۔ اور ایک تحقیقاتی کمیٹی نے جس کی رکنیت کا فخر ہمارے محترم دوست مولوی محمد یعقوب صاحب کو بھی حاصل تھا۔ رائے عامہ معلوم کی شہادتیں لیں۔ اور ایک رپورٹ مرتب کر کے مسودہ قانون کے متعلق اپنی سفارشات پیش فرمائیں۔ اس سلسلہ میں جمعیت علماء۔ مولانا کفایت اللہ اور دوسرے بزرگان امت کی طرف سے بھی اظہار خیال کیا گیا ہے۔ اور ہمیں اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ کہ بالعموم مسلمانوں کی رائے یہی ہے۔ کہ اس مسودہ قانون سے مسلمانوں کو مستثنیٰ رکھا جائے۔ لیکن ان استدلال کا ماحصل یہ ہے:۔

(۱) اول اسلام نے عمر نکاح کی تحدید نہیں کی۔ اس لئے کسی غیر مسلم حکومت کو یہ حق نہیں۔ کہ وہ اسلام کی اس رخصت میں مداخلت کرے۔

(۲) مسلمانوں میں کم سنی کی شادیاں بہت کم ہوتی ہیں۔ اس لئے ان کے واسطے کسی قانون کی ضرورت نہیں ہے۔

(۳) انسانی زندگی میں بعض مواقع ایسے بھی آجاتے ہیں جبکہ کمسن بچیوں کا نکاح لازمی ہو جاتا ہے۔ اور اسلام نے انہی

مشکلات کو مدنظر رکھ کر تحدید عمر نکاح نہیں کی۔

(۴) لڑکیوں کے اولیا کو اسلام نے ان کے عدم بلوغ کی حالت میں نکاح کر دینے کا حق دیا ہے۔ یہ قانون اس حق میں مداخلت ہے۔

(۵) اس مسودہ قانون سے اہلی زندگی میں پولیس اور قانون عدالت کو بھی مداخلت کا حق مل جائے گا۔ اور اس سے جو خرابیاں رونما ہوں گی۔ ان کا تصور موجودہ طور حکومت میں مشکل نہیں ہے۔

وجوہ پر بحث

آخر الذکر وجہ تو اصل قانون کے حسن و قبح سے تعلق رکھتی ہے۔ باقی رہیں اوپر کی چار وجوہ۔ ان کا ماحصل یہ ہے۔ کہ یہ قانون اسلام میں مداخلت اور مذہب اور شریعت کے خلاف ہے۔ لہٰذا ان کا نفاذ تمام مسلمانوں کے لئے ناقابل برداشت ہے۔ اس وقت تک مسلمانوں کی طرف سے جس قدر بھی مخالفت کی جا رہی ہے۔ وہ اسی "مداخلت فی الدین" اور "اسلام خطرے میں ہے" پر مبنی ہے۔ اور ہمارا خیال ہے کہ اگر اس بنیاد اختلاف کو دور کر دیا جائے۔ تو غالباً مسلمانوں سے زیادہ اس قانون کا حامی اور کوئی نہیں ہوگا۔ جیسا کہ مولوی محمد یعقوب صاحب اپنے ایک سابقہ مضمون میں تسلیم کر چکے ہیں مسلمانانِ ہند سے کوئی سیاسی یا غیر سیاسی کام نہیں لیا جا سکتا جب تک اس کو مذہبی رنگ میں نہ رنگا جائے۔ اور ہمیں افسوس ہے۔ کہ اس مسئلہ میں بھی ہمارے بزرگانِ امت نے اسی مشہور حربے سے کام لینا چاہا ہے۔ جس کے بعد مسلمانوں پر تمام غور و فکر کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ اور وہ محض جذبات کی مخلوق بن کر اپنا لائحہ عمل مقرر کرتے ہیں۔

جہاں تک اس مسودہ قانون کا تعلق ہے۔ ہمیں اعتراف ہے۔ کہ اس میں چند در چند خرابیاں ہیں۔ اور بہت ممکن ہے۔ کہ اس پر عمل کرتے وقت پولیس اور قانون خواہ مخواہ پریشان کرے۔ اور یہ بھی ہمیں تسلیم ہے۔ کہ مسلمانوں میں ہندوؤں کی بہ نسبت کم سنی کی شادیاں ذرا کم ہوتی ہیں ہمیں اس کا بھی اعتراف ہے۔ کہ اسلام نے عمر نکاح کی تحدید نہیں کی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہماری ایمانداری کی رائے ہے کہ مسودہ قانون اسلام۔ اس کے احکام اور اس کے مصالح کے خلاف نہیں ہے۔ اس کا اعتراف مولوی محمد یعقوب صاحب نے بھی اپنے اختلافی نوٹ میں کیا ہے۔

اسلام کا منشا کیا ہے

اسلام کا فی الجملہ منشا یہ ہے۔ کہ مسلمان لڑکیوں کی شادی انکی عمر رشد کو پہنچنے کے بعد ہو۔ اس لئے کہ وہ کسی ایسی صورت حال کی حوصلہ افزائی نہیں کر سکتا۔ جو انسانی فطرت کے منافی ہے۔ نکاح کی مقتضیات بلوغ سے پہلے نہیں ہو سکتیں۔ لہٰذا بلوغ سے قبل نکاح اپنے مقصد کے اعتبار سے قبل از وقت ہے۔ مولوی محمد یعقوب صاحب فرماتے ہیں۔ کہ:۔

> "قرآن مجید میں جہاں مقاصد ازدواج بیان کئے گئے ہیں۔ ان سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے۔ کہ بذریعہ نکاح کے تعلقات زن و شوہر اس وقت قائم کئے جائیں۔ جبکہ فریقین عمر رشد کو پہنچ جائیں۔"

فقہائے اسلام نے بھی "خلوت صحیحہ" کے مطالبہ کو صرف بلوغ کے بعد ہی قابل تسلیم قرار دیا ہے۔ قرآن مجید میں "وابتلوا الیتامی حتی اذا بلغوا النکاح" کے ارشاد سے اس امر کی طرف صریح اشارہ ہے۔ کہ نکاح کے بلوغ شرط ہے "فان انستم منہم رشدا" ایک دوسری شرط ہے۔ جو بلوغ سے قطعاً علیحدہ ہے۔ ایک شخص بالغ ہو کر عمر نکاح کو پہنچ سکتا ہے۔ لیکن ضروری نہیں۔ کہ وہ "موانست رشد" کی شرط کو بھی پورا کر سکے۔ قرآن مجید کی اس صاف و صریح تشریح و تعلیم کے بعد یہ کہنا کہ اسلام کمسنی کی شادیوں کو پسند کر سکتا ہے۔ ہمارے نزدیک بہت بڑی جسارت ہے۔

ایک مثال

ہاں یہ صحیح ہے۔ کہ اسلام نے ضروریات بشری کو مدنظر رکھتے ہوئے کم سنی کے نکاح کی ممانعت بھی نہیں کی۔ لیکن گذارش یہ ہے۔ کہ جب اسلام کا فی الجملہ منشا یہ ہے۔ کہ بلوغ کے بعد ہی نکاح کئے جائیں۔ تو اگر کوئی قانون ایسا بنایا جائے۔ جو اس رخصت کو نظر انداز کرتا ہو۔ لیکن اسلام کا منشا پورا کرتا ہو تو وہ عین اسلام کا قانون ہے۔ مثلاً اسلام نے "غلامی" کی حوصلہ افزائی نہیں کی۔ بلکہ ہر ممکن طریقہ سے انسداد غلامی کو پیش نظر رکھا ہے۔ اور انسانی سوسائٹی کی ضروریات کی بنا پر اس کی ممانعت بھی نہیں کی۔ لیکن اگر کوئی حکومت خواہ وہ غیر مسلم ہی ہو۔ غلاموں کی تجارت کو ممنوع قرار دیدے تو چونکہ وہ اسلام کا منشا پورا کر رہی ہے۔ اس لئے مسلمان اس کی مخالفت نہیں کریں گے۔ چنانچہ ہندوستان میں غلاموں کی تجارت ممنوع ہے۔ اگر مسلمانان ہند نے اس مداخلت فی الدین کے خلاف کبھی احتجاج نہیں کیا۔ تو اس کے یہ معنی نہیں۔ کہ انہوں نے مداخلت فی الدین کو برداشت کر لیا ہے۔ اسی طرح اگر مسودہ قانون تحدید عمر نکاح کو پیش کر کے اگر کوئی رکن اسمبلی اسلام کے منشا کو پورا کرنا چاہتا ہے۔ تو مسلمانوں کو اس کا ممنون ہونا چاہیئے۔ اور اس کی مخالفت نہیں کرنی چاہیئے۔

مذکورہ بالا الفاظ سے مقصد صرف اس قدر ہے۔ کہ "مسودہ قانون تحدید عمر نکاح" اسلام میں مداخلت نہیں ہے۔ اسلام کے منشاء کے خلاف نہیں ہے۔ شریعت و اسرار شریعت کے منافی نہیں ہے۔ اور محض اس بناء پر اس کی مخالفت کرنا درست نہیں ہے۔

مسلمانوں کا فرض

مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ وہ ہر اس امر کو جس کی وہ مخالفت کرنا چاہتے ہیں۔ "مداخلت فی الدین" اور "اسلام خطرے میں ہے" کے نعروں میں دبانے کی کوشش نہ کیا کریں۔ اور اس کے حسن و قبح کی بناء پر اپنی رائے کا اظہار کیا کریں۔ اگر یہ قانون فی نفسہ بُرا ہے۔ تو تو مسلم و غیر مسلم کا امتیاز کیا معنے رکھتا ہے۔ اس کو متفقہ طور پر مسترد ہونا چاہیئے۔ اور اگر ہماری بہت سی خرابیوں کا اس سے انسداد ہو سکتا ہے۔ تو اس کو قبول کر لینا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ جب ہندوؤں کی آئندہ نسل ان فوائد سے متمتع ہو کر ہم سے سبقت لے جانے لگے۔ تو ہم شکایت زمانہ کرتے ہوئے اٹھیں۔ اور اس "مداخلت فی الدین" کا اپنے منہ سے مطالبہ کریں۔

مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ دنیا کی کوئی اصلاحی تحریک اسلام میں مداخلت نہیں کر سکتی۔ اور جارج برنارڈ شا نے دنیا کا آئندہ مذہب اسلام کو اسی لئے قرار دیا ہے۔ کہ اس میں دنیا کی تحریک اصلاح کا ہیولیٰ موجود ہے۔ اور انسانی آرام و اطمینان کی جو صورت بھی دنیا کبھی پیش کرنا چاہتی ہے اسلام میں وہ پہلے سے موجود ہے ∴

دیوار ماتم کی تاریخ

یہی دیوار آج کل فلسطین میں مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان نزع کا موجب ہے

تعمیر اول۔ بیت المقدس کی پہلی تعمیر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی سلطنت کے چوتھے سال شروع کی تھی۔ جو آپ کے زمانہ حکومت کے آخر تک جاری رہی۔ آپ کے حکم سے تابوت عہد کو بھی مقام صیہون یعنی قریہ داؤد سے لا کر مسجد اقصیٰ میں رکھا گیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کی سلطنتوں میں بہت سے تغیرات ہوتے رہے۔ یہاں تک بابل میں بخت نصر اول بادشاہ ہوا۔ اسی کے عہد حکومت میں روم کا پہلا بادشاہ فردوس نامی بھی تھا۔ اس کے پاس بہت بڑی فوج تھی۔ مورخ ابن عمید کہتا ہے کہ بخت نصر نے قدس شریف پر حملہ کر کے ہیکل یعنی بیت المقدس کا کل اسباب لوٹ لیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب الیاقم بادشاہ کی حکومت کو تین سال ہوئے تھے پھر اس نے پانچ سال بعد دوبارہ حملہ کیا۔ بخت نصر نے تمام شہر اور مقامات متبرکہ کو تباہ برباد کر دیا۔ بنی اسرائیل خوفزدہ ہو کر ادھر ادھر بھاگ گئے۔ ستر برس بعد یہ دور ختم ہوا۔ اور حضرت دانیال علیہ السلام کے زمانہ میں بنی اسرائیل پھر شہر قدس کی طرف واپس آ گئے۔ اور مقامات متبرکہ کی تعمیر شروع کی پہلی تباہی اور بربادی پر بطریق یادگار یوم ماتم منایا گیا۔ جو اس وقت بھی منایا جاتا ہے۔ اس کے بعد بھی یہودیوں کو بار بار شہر قدس سے بھاگنا پڑا۔ اور یہ کبھی شکست کھاتے اور کبھی بیت المقدس کو دوبارہ حاصل کرتے رہے۔ اور بعض لڑائیوں میں مقامات متبرکہ اور عمارات کی شکست و تعمیر ہوتی رہی۔

تا آنکہ ہیرودیس بادشاہ نے اس کو اپنے زمانہ میں بالکل منہدم کر کے حضرت سلیمان علیہ السلام کی بنیادوں پر مکمل کیا اس کے بعد بھی تغیرات ہوتے رہے۔ رومیوں نے بھی یہود کو قتل و غارت کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دور شروع ہوا۔ اور یہود نے عیسائیوں پر مظالم کئے۔ اور بزعم خود حضرت مسیحؑ کو مصلوب کیا۔ اس کے بعد قسطنطین کا دور شروع ہوا۔ یہ وہی بادشاہ ہے جس نے قسطنطنیہ کو آباد کیا تھا۔ اس کی ماں ہیلانہ جو دین عیسوی کی پیرو کار تھی۔ بیت المقدس میں آئی۔ اور مدفون صلیب نکالا۔ اور نصب کر کے وہاں ایک کلیسہ بنوا دیا۔ یہ مقام اب قمامہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس نے مسجد اقصیٰ کو منہدم کیا۔ اور مقام صخرہ پر شہر کا کوڑا اور میلا ڈلوا دیا۔ اور یہ عمل ہمیشہ جاری رہا۔ یہاں تک کہ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ آیا۔ اور بیت المقدس کو پاک و صاف کر کے دوبارہ پہلی بنیادوں پر تعمیر کیا گیا۔ دیوار ماتم کا موجودہ نقشہ حسب ذیل ہے

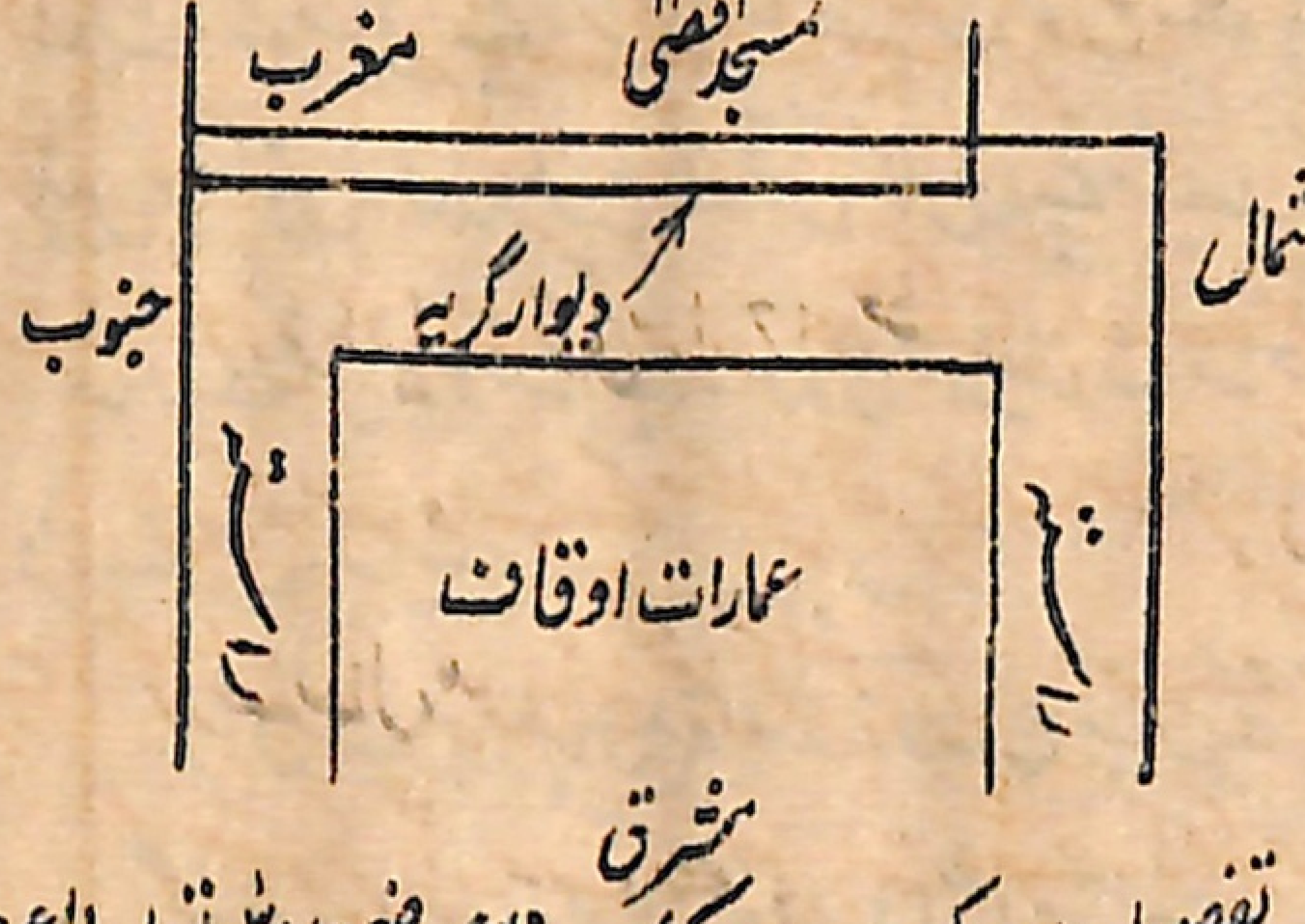

تفصیل اس کی یہ ہے۔ کہ سیدنا عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی مغربی دیوار کا ایک حصہ دیوار ماتم کے نام سے موسوم ہے اور اسی مقام پر حضور سرور کائنات کا براق ٹھیرا تھا۔ اہل اسلام نے بخلاف تمام اقوام کے یہودیوں کو رعایتہً اس کی زیارت اور اس کے روبرو گریہ کی اجازت دی تھی۔ اس رعایت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اب وہ اس پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔

موسمی ہدایات اور مفید مجربات

آج کل راتوں کو سردی اور دن کو گرمی پڑتی ہے۔ اس لئے نزلہ۔ زکام کھانسی گلے پڑنا۔ آدھے سر کا درد آنکھ آ جانے کی شکایات عام ہو جایا کرتی ہیں۔

بعض اوقات پسینہ رک جانے سے جوڑوں کا درد گنٹھیا وغیرہ بھی پیدا ہو جایا کرتی ہے۔ چونکہ ملیریا کے مچھروں کی فوج بھی آج کل ہی حملہ آور ہوا کرتی ہے۔ اس لئے ملیریا بخار بھی عام ہوتا ہے۔ اور اگر یہ ملیریا بخار دیر تک قائم رہے تو تلی بڑھ جاتی ہے۔ اور تمام موسم سرما بخار پیچھا نہیں چھوڑتا ان تمام تکلیفات سے بچنے کے لئے نہایت ضروری ہے۔ کہ رات کو اوس میں ہرگز نہ سوئیں۔ یہ اوس نہایت خطرناک ہے۔ نیز چونکہ پہلے حصہ رات میں گرمی ہوتی ہے۔ اور آخر میں کافی سردی۔ اس لئے جسم کو سردی اور گرمی کے فوری تغیر سے بچانے کے لئے کپڑے اتار کر ہرگز نہ سوئیے۔ جسم کی حرارت کو ہر وقت اعتدال پر رکھنے کے لئے موٹے کپڑے پہنیں۔ چھوٹے بچوں کی خاص طور پر احتیاط رکھیں۔

بخار سے حفاظت کے لئے مچھروں سے بچاؤ کریں۔ اور مسہری یا مچھر دانی لگا کر سوئیں۔ یا مچھروں کا تیل ناخنوں پر لگا کر یا رومال پر چھڑک کر پاس رکھ کر سوئیں۔

اگر خدانخواستہ ان میں سے کوئی تکلیف پیدا ہو جائے تو مندرجہ نسخہ جات کام میں لاویں۔ جو کہ نہایت مجرب اور زود اثر ہیں۔

نزلہ اور زکام کے شروع میں فاقہ کریں۔ اور اگر قبض ہو۔ تو رات کو مربہ ہلیلہ یا اطریفل زمانی یا انگریزی ویجی ٹیبل کی گولی کھا کر سو رہیں۔ صبح پاخانہ کھل کر آ جائے گا۔ اور نزلہ کو افاقہ ہو جائے گا۔

اگر نزلہ پانی کی طرح بہتا ہو۔ آنکھیں سرخ چھینکیں زیادہ آئیں۔ اور گلے میں خراش اور خفیف بخار بھی ہو جائے۔ تو بنفشہ ۱ تولہ۔ سبوس گندم ۱ تولہ۔ پوست خشخاش ایک ڈوڈا۔ اور سونف ۲ ماشہ تینوں کو پانی میں جوش دے کر اور مل چھان کر دودھ اور چینی ملا کر سوتے وقت پلائیں۔ یا معجون برشعثا بقدر دو رتی استعمال کریں۔ یا جدوار یعنی نربسی ۱/۴ ماشہ۔ افیون ۱/۴ ماشہ۔ زعفران ایک ماشہ۔ بیش مدبر ۱/۴ ماشہ۔ سہاگہ ۳ ماشہ۔ مرچ سیاہ ۱ ماشہ سب کو کھرل کر کے ۱/۴ رتی کی گولیاں بنائیں۔ اور ایک گولی دیں۔ صرف ایک گولی سے نزلہ و زکام رک جائے گا۔ دو گولی سے زیادہ دن میں نہ دیں۔

اگر زکام بند ہو کر سر میں اور ماتھے میں سخت درد ہو۔ رات کو نتھنے بند ہو کر سانس میں تکلیف ہو۔ تو نمک اور نوشادر کھولتے ہوئے پانی میں ڈال کر بھاپ لیں۔

گاؤزبان ۷ ماشہ۔ اسطخودوس ۱ ماشہ۔ سونف ۱ ماشہ دار چینی ۱ ماشہ۔ چائے ۱ ماشہ سب کو جوش دے کر چھان کر نمک اور چینی و دودھ ملا کر گرم گرم چائے کی طرح پئیں۔ فوراً افاقہ ہو گا۔ یا اسپرین ۵ گرین۔ کیفین ۳ گرین۔ فناسیٹین ۵ گرین۔ سب کو ملا کر ایک پڑیہ بنائیں۔ اور چائے گرم دودھ کے ساتھ کھا جائیں۔ فوراً افاقہ ہو گا۔

شروع کھانسی میں جب کہ ریزش وغیرہ کی وجہ سے حلق میں خارش ہو کر بار بار کھانسی اٹھتی ہو۔ سینہ میں کھانسنے سے درد اور جلن کی تکلیف ہو۔ تو سینہ کو گرم رکھیں۔ اور حبوب دار

والا نسخہ استعمال کریں۔ پینے کے لئے نیلوفر ۶ ماشہ۔ بنفشہ ۶ ماشہ بہیدانہ ۶ ماشہ۔ پوست خشخاش ۱ ماشہ بھگو کر و مصری ملا کر پیتے رہیں۔ لسوڑھیوں کی چٹنی بھی مفید ہے۔ اگر بلغم پک کر نکلنے لگے۔ تو پوست خشخاش نکال دیں۔ اور مندرجہ ذیل نسخہ دیں۔

گاؤزبان ۶ ماشہ۔ عناب ۱۰ دانہ۔ لسوڑیاں ۱۵ دانہ ملٹھی ۳ ماشہ۔ بہیدانہ ۶ ماشہ سب کو بھگو کر اور شربت بنفشہ اور شربت اعجاز ملا کر پلائیں۔ شربت اعجاز اور شربت فریادرس۔ اور شربت شفاء۔ لعوق سپستان۔ بادام بھی نہایت مفید ہیں۔

گلے پڑنے کے لئے گلے کو گرم رکھیں۔ شربت عناب۔ شربت شہتوت ملا کر پئیں۔ اور ٹنکچر آئیوڈین گلے کے باہر لگائیں۔ گلے کے اندر آئیوڈین گلیسرین یا آئرین گلیسرین لگائیں۔ یا برگ شہتوت۔ برگ نکو۔ عناب۔ تخم موڑیوں۔ پوست بیخ جنگلی بیر۔ کشنیز ہر ایک ۱ تولہ پانی میں جوش دے کر پھٹکڑی ۱ ماشہ ملا کر غرغرے کرائیں۔ قبض نہ ہونے دیں۔ اور گرم غذا کھا کر سرد پانی نہ پئیں۔ برف کا استعمال نہ کریں۔ اور نہ ہی ترش اشیاء استعمال کریں۔

آنکھ دکھنے کے لئے اگر آنکھیں متورم ہوں۔ اور ان میں سے لیسدار پانی نکلتا ہو۔ تو پوست ایک ڈوڈا پانی میں جوش دے کر اور بورک ایسڈ ایک ماشہ شامل کر کے ٹکور کریں۔ یا یہ پوٹلی استعمال کریں۔

پوست خشخاش ایک ڈوڈا۔ پوست ہلیلہ زرد ۳ ماشہ رسوت ۳ ماشہ۔ کتھہ سفید ۱ ماشہ پھٹکڑی ۵ رتی۔ زیرہ سفید ۱ ماشہ۔ لودھ پٹھانی ۱ ماشہ۔ اسبغول ۶ ماشہ سب کو باریک پیس کر اور پوٹلی میں باندھ کر گرم کر کے ٹکور کریں۔

سُرخی کے لئے پھٹکڑی ۲ رتی۔ افیون ۱ رتی۔ رسوت مصفی ۱۰ رتی سب کو دو تولہ پانی میں رات بھر بھگو کر نتھار کر دو تہ کپڑے سے چھان لیں۔ اور آنکھوں میں ٹپکاتے رہیں۔ نہایت اعلیٰ آئی لوشن ہے۔ جو کہ آنکھ کے لئے مفید ہے۔

ضرورت ہے

نور کے لئے ایک نائب ایڈیٹر کی ضرورت ہے جو علاوہ اسلام کے سکھ اور آریہ عقائد سے بھی بخوبی واقف ہو اور ان مذاہب پر متانت سے تبصرہ کر سکے تنخواہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہو۔ مینجر نور قادیان ضلع گورداسپور

اسلامی ممالک کی خبریں

ترکی حکومت کا مالی پروگرام

ریلوے بچھانے کیلئے قرضے

وزیر مالیات ترکی سراج اور عشکری بک۔ نے اخبارات کو ان اہم اصلاحات کے متعلق تصریحات عطا فرمائی ہیں۔ جو گذشتہ سال میں پایہ تکمیل کو پہنچی ہیں۔ یا امید ہے۔ کہ اختتام کو پہنچ جائیں گی۔ سب سے پہلی بات یہ ہے۔ کہ حکومت نے اپنے ملک میں ریلوے لائن بچھانے کے لئے سامان خریدا ہے یہ لائن وہی ہے۔ جو پہلے بغداد لائن کہلاتی تھی۔ اور آج کل اناطولی لائن کہلاتی ہے۔ اس نے حیدر پاشا پل کو بھی خرید لیا ہے۔ اور مرسین طرطوس۔ اطنہ لائن کو بھی جمعیت وطنیہ کبریٰ نے اس خرید و فروخت کی اجازت دیدی ہے۔ اور اس کے متعلق ایک قانون بھی بنایا ہے۔ سب سے اہم معاہدے وہ ہیں۔ جو حکومت ترکی نے قرضہ عمومی کے سلسلے میں طے کئے ہیں۔ قرضہ کے ادا کرنے کی صورت یہ قرار پائی ہے۔ کہ ماہانہ اقساط ہر مہینے کے شروع میں ادا کی جائیں گی۔ جون، جولائی اور اگست کی قسطیں ادا ہو چکی ہیں۔

چونکہ ریلوے لائن کا تیار کرنا ترکی حکومت کے نزدیک سب سے اہم مسئلہ ہے۔ اس لئے وہ پوری توجہ اور اہتمام سے اس میں کوشش کر رہی ہے۔ حکومت نے وزارت مالیات سے دریافت کیا ہے۔ کہ لائن بچھانے کا کام بسرعت تمام پورا ہو سکتا ہے۔ یا نہیں۔ تو اس نے اس کا جواب اثبات میں دیا ہے۔

ایک دوسرا اہم مسئلہ

ایک دوسرا مسئلہ یہ ہے۔ کہ حکومت نے ایک پروگرام مرتب کیا ہے۔ جو ستمبر سے نافذ العمل ہو گیا ہے۔ اور جس کی رو سے حکومت کے ملازمین کے مدارج قائم کر دیئے گئے ہیں۔ اس پروگرام سے حکومت کو بے حد اطمینان ہو گیا ہے۔ اور ان کو معلوم ہو گیا ہے۔ کہ ان کا مستقبل شاندار اور قابل اطمینان ہے۔ اس سے پہلے ملازمین حکومت اپنے مستقبل سے بالکل بے خبر تھے۔ اور انہیں کچھ نہیں معلوم تھا کہ آئندہ انہیں کس درجہ پر پہنچ کر کیا کام کرنا پڑے گا۔ اب ان شرائط کی تعیین کر دی گئی ہے۔ جو ایک ملازم میں ہونی چاہئیں۔ اور وہ ان کے حصول میں کوشش کیا کریں گے۔

ان قوانین و احکام سے ترکی کی اقتصادی حالت بہتر ہو جائیگی اور جمعیت وطنیہ کبریٰ نے ایک ترکی بنک کے قیام کا ارادہ بھی کیا ہے۔ جس سے ملک کا تجارتی توازن بہتر ہو جائے گا۔

نجد میں بغاوت زور پکڑ رہی ہے

لوٹ مار کا بازار گرم ہو گیا

بصرہ۔ قبیلہ مطیر اور عجمان نے پھر نجدی چوکیوں۔ قبائل اور فوجی دستوں پر حملے شروع کر دیئے ہیں۔ ان غارتگریوں کی رہنمائی خالد محمد، عبد اللہ و امر، اور ناصرین جمعہ اور رھاز بن سبحان کر رہے ہیں۔ اور انہوں نے مال و دولت اور اونٹوں کی ایک بے شمار تعداد و مقدار لوٹ لی ہے۔ نجد میں حالات بیحد نازک ہو گئے ہیں۔ اور گرد و نواح کے قبائل باغیوں کی سرکوبی کیلئے ملک ابن سعود کو حمایت کے لئے بلایا گیا ہے۔

ترکی میں بالشوزم کی خلاف جنگ

غازی پاشا اور ترکی صحائف کی تصریحات

آستانہ۔ غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے آستانہ تشریف لاتے ہوئے اس کی شہر میں نہایت اہم تصریحات عطا فرمائیں۔ ان کے الفاظ کو تمام سیاسی و غیر سیاسی مجالس و محافل میں بیحد اہمیت دی جا رہی ہے۔ اس لئے کہ الفاظ وقت کے ایک نہایت مہتم بالشان مسئلے سے متعلق ہیں۔ غازی پاشا نے فرمایا۔ کہ وہ تحریک جو ترکی کے نظام اجتماعی کے خلاف ہو گی۔ اس کا انجام بجز فنا اور کچھ نہیں ہو گا۔ اس لئے کہ ملت ترکیہ ایسی قوم نہیں ہے جو ان اغراض و مقاصد سے بے خبر ہو۔ جو شریر کمینہ اور وطنیت و قومیت سے محروم لوگ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ وہ خفیہ طور پر میری قوم اور ملک کے لئے ضرر رساں تحریکات جاری کرنا چاہتے ہیں۔ میں اس قسم کی تحریکوں کو کوئی رعایت نہیں دے سکتا۔

ملت ترکیہ سیدھے رستے پر چل رہی ہے ۔ اور وہ اس رستے پر بدستور چلتی رہیگی ۔ اور یاد رکھو ۔ کہ جو شخص اس راستے سے بھٹکنا چاہے گا ۔ اس کو مقہور و مغلوب کر دیا جائے گا ترکی مزدور اور ترکی فوج اس امر پر دل و جان سے متفق ہے ہر ایک کو معلوم ہونا چاہیئے ۔ کہ اس بارے میں کوئی تردد اور شک و شبہ نہیں ہے ۔

مذکورہ بالا الفاظ سے اندازہ لگانا کچھ بھی مشکل نہیں ۔ کہ غازی پاشا کا اشارہ کن لوگوں کی طرف ہے ۔ ان کی مراد بالشویکوں سے ہے ۔ یا ان لوگوں سے جو ترکی میں بولشوزم پھیلانا اور فساد برپا کرنا چاہتے ہیں ۔ ملک ان کی سرکوبی کرے گا ۔ اور قانون ان کو سزا دے گا ۔ اخبارات نے ان الفاظ کو موضوع بنا کر بڑے شاندار مضامین لکھے ہیں ۔ اور بولشویکوں اور بالشوزم کے خلاف سخت غیظ و غضب کا اظہار کیا ہے ۔

کیا ترکی میں بالشوزم کا وجود ہے

اس سوال کا جواب کسی قسم کے غور و فکر کا محتاج نہیں ہے ۔ اس کا صاف و صریح جواب یہ ہے ۔ کہ ترکی میں بالشوزم کا وجود قطعاً نہیں ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے ۔ کہ یہاں وہ عوامل اور عناصر و اسباب ہی موجود نہیں ہیں ۔ جو بالشوزم اور اشتراکیت کو فروغ دیں ۔ وہ اقتصادی وجوہ ہی ناپید ہیں ۔ جن سے مزدور و سرمایہ دار کے مابین مناقشہ برپا ہوتا ہے ۔ نہ ترکی کسان مجبور و مقہور ہیں ۔ اور نہ مزدور ذلیل و خوار ۔ نہ دستکاری کی وہ حالت ہے ۔ جس سے فتنہ و فساد برپا ہو ۔ نہ سوسائٹی میں وہ تفریق اور امتیاز موجود ہے جس سے مزدور اپنے حقوق سے محروم ہو ۔ مفلس ۔ نادار مظلوم اور مقہور ہو ۔ اور اس کا دل انتقام و عداوت کے جذبات سے بھٹی کی طرح گرم رہتا ہو ۔ جب صورت حال یہ ہے ۔ تو پھر ان لوگوں کو کیسے کامیابی ہو سکتی ہے ۔ کم علمی شباب یا ناتجربہ کاری کی وجہ سے فتنہ و فساد برپا کرنا چاہتے ہیں ۔ اشتراکی عقائد کے متبعین کی تعداد بے حد قلیل ہے ۔ اور ان کا آخری گروہ وہ تھا جس پر ازمیر میں مقدمہ چلایا گیا تھا ۔ اور انھیں مختلف جرائم کے ماتحت مختلف سزائے قید دے دی گئی تھی ۔

روسی سرکاری اخبار ”پراودا“ نے اس مقدمہ کے فیصلہ پر ایک مقالہ لکھتے ہوئے یہ الفاظ لکھے تھے ۔ کہ ترکی میں قانون عدالت ناقص ہے ۔ اور ترکی مسامحت اور نرمی نہیں جانتا وہ اشتراکیوں کو تکلیف دیتا ہے ۔ اور ان کے خلاف جہاد جاری کرتا ہے ۔ ترکی صحائف نے اس کو خوب آڑے ہاتھوں لیا ۔ ان الفاظ کو ہذیان کا نتیجہ قرار دیا ۔ اور لکھا کہ تعجب ہے ۔ دوستوں کی زبان سے وہ کلمات نکل رہے ہیں ۔ جو دشمنوں کے منہ سے نکلنے چاہئیں تھے ۔

لیکن حقیقت یہ ہے ۔ کہ یہ الفاظ عداوت پر مبنی نہیں ہیں ۔ اصلیت یہ ہے ۔ کہ ترکی کے نظام حکومت اور روسی طرز حکمرانی میں بنیادی فرق ہے ۔ روس چاہتا ہے کہ ترکی اور ہر مشرقی قوم اس کے نظام اجتماعی کو اختیار کرلے ۔ روس دیکھتا ہے کہ ترکی حکومت روز بروز یورپی اقوام کے ساتھ مفاہمت کرنے میں کامیاب ہوتی جاتی ہے ۔ اور اس کی سیاسی پالیسی سے بحر اسود ۔ بلقان ۔ اور مغربی بحر الابیض میں امن و امان کے امکانات زیادہ ہوتے جاتے ہیں ۔ ترکی یورپی کانفرنسوں میں ۔ بالخصوص جنیوا کانفرنس میں برابر حصہ لیتا ہے ۔ اور یہ بات روس کی پالیسی کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے ۔ لہذا وہ ترکی میں اور مشرقی ممالک میں اپنے دعاۃ بھیجکر لوگوں کو اپنی طرف راغب کرنا چاہتا ہے ۔ پھر اگر ترکی ان کی سرکوبی کرتا ہے ۔ تو اس کا غضبناک ہونا قدرتی بات ہے ۔ باقی رہا دونوں ممالک کے تعلقات کا سوال ۔ تو وہ بدستور نہایت عمدہ اور خوشگوار ہیں ۔ ان پر ان واقعات کا اثر نہیں پڑ سکتا ۔

ایک بڈھا انگریز

صحرائے عرب میں رہتا ہے اور اونٹوں کی تجارت کرتا ہے

ایک ہوائی جہاز والے نے جو جزیرہ عرب پر مصروف پرواز رہا ہے ۔ سنڈے ڈسپیچ کے نام ایک مراسلہ بھیجا ہے ۔ جس میں وہ ایک انگریز کا تذکرہ کرتا ہے ۔ جو صحرا میں رہتا ہے ۔ اور اونٹ بیچ کر زندگی بسر کرتا ہے ۔ نامہ نگار لکھتا ہے ۔ کہ ایک روز میں خلیج فارس کے پاس کے صحرا میں اس انگریز سے اس سے قبل دو روز میں سلطان ابن سعود کے مشیر شیخ محمد کے یہاں مجولا میں مقیم تھا ۔ شیخ محمد کی معاشرت اور تمدن اس انگریز کی بہ نسبت یورپی تمدن سے زیادہ قریب ہے ۔ اس لئے کہ وہ وقتاً فوقتاً لندن جاتے رہتے ہیں ۔ پانچ مرتبہ وہ صحرائے عرب کو ہوائی جہاز میں عبور کر چکے ہیں ۔ لیکن یہ انگریز بالکل بدوؤں کی سی زندگی بسر کرتا ہے ۔ کھانا پینا رہنا سہنا اس کا سب بدوؤں کا سا ہے ۔ سنہ ۱۸۹۶ء میں وہ ۱۷ برس کی عمر میں یہاں آیا تھا ۔ اور پھر واپس نہیں گیا ۔ اور نہ اس کا ارادہ ہے ۔ اس نے ایک بدوی عورت سے شادی کرلی ہے جو اس کے ساتھ خیمے میں مزے سے زندگی بسر کرتی ہے ۔ اس کی عمر پچاس برس سے زاید ہے ۔ طویل القامت چوڑا سینہ ایسا معلوم ہوتا ہے ۔ کہ اس کی عمر ۳۰ برس سے زائد نہیں ہے نہ سگرٹ پیتا ہے نہ شراب کو ہاتھ لگاتا ہے ۔ اور مغربی معاشرت سے نفرت کرتا ہے ۔

کروڑ بار گنگا میں نہانے کا پھل

آج کل کمسن ہندو لڑکیوں کی بوڑھے اور سالخوردہ اشخاص سے شادی کے خلاف ہندو اخبارات وقتاً فوقتاً آواز بلند کرتے رہتے ہیں ۔ مگر ہندو دھرم شاستر میں ایسی شادیاں نہ صرف یہ کہ ممنوع ہی نہیں ۔ بلکہ باعث ثواب قرار دی گئی ہیں ۔ ایک بوڑھے شخص کی ایک کمسن ہندو لڑکی سے شادی کے موقعہ پر جب سوشل اصلاح کے کسی حامی نے اعتراض کیا ۔ تو بقول ہندو معاصر ”کرم ویر“ پنڈت جی مہاراج نے شاستر کھول کر اس کے آگے رکھدیا ۔ جس میں لکھا تھا ۔ ”وہ شخص جو بوڑھے کو اپنی لڑکی دیگا ۔ اسے گنگا مائی میں ایک کروڑ بار نہانے کا پھل ملیگا ۔ اور اس کی لڑکی سیدھی سورگ میں جائیگی ۔ اگر ”کرم ویر“ کا یہ بیان صحیح ہے تو شادی کے خواہشمند بڈھوں کو شاستر سے اس فرمان کی نقول چھپوا کر بکثرت تقسیم کرانی چاہئیں ۔ تا کہ بوڑھوں کی شادیوں کے خلاف اعتراض کرنیوالوں کے منہ بند ہو جائیں اور جوان بوڑھوں کی قسمت پر رشک کرنے لگیں ۔ ہمارے خیال میں اب یہ اپنے قوانین کو تلانجلی دے کر ان مجلسی خرابیوں کے انسداد کے لئے نئے قوانین بننا چاہئیں ۔ جن کے باعث مس میو جیسی عورتیں بھی ہندوستانی تہذیب پر مخول اڑا رہی ہوں ۔

(شیر پنجاب ۲۵ اگست)

سکھ مذہب پر ہندو تمدن کا حملہ

ذات پات سکھ دہرم کے لئے حقیقی خطرہ ہے ۔ ذات پات کی بنا پر برادریاں قائم کرنا یا ذات پات کے توہم کو تقویت بخشنا خالصہ دہرم سے غداری کرنا ہے ۔ راولپنڈی

میں ایک ڈسٹرکٹ برہمن سبھا قائم ہوئی جس نے کئی برہمن سکھوں کو دہرم سے بہرشٹ ہو جانے پر مجبور کیا۔ اس نے سیکرٹری مسمی نہال چند ڈھلال نے ایک چٹھی ایک برہمن سکھ سردار کرپا سنگھ چک ۶۲۳ لائل پور کو لکھی ہے۔ جو ذیل میں ناظرین شیر پنجاب کی واقفیت کے لئے درج کیجاتی ہے۔ تاکہ وہ اندازہ لگا سکیں۔ کہ ذات پات کا عقیدہ کس طرح گھن کی طرح اندر ہی اندر سکھوں کو کھائے جا رہا ہے۔

چٹھی کی نقل

کھلی چٹھی بنام سردار کرپا سنگھ چک ۶۲۳ لائلپور

"جناب سردار صاحب جے پرسرام کی۔

مورخہ ۲۹/۷/۲۳ کو برہمن قوم تحصیل گوجر خاں کا ایک جلسہ زیر سرکردگی شریمان صوبیدار پنڈت دیوی دیال سودن صاحب وائس پریزیڈنٹ ڈسٹرکٹ برہمن سبھا ضلع راولپنڈی ہوا۔ جس میں بہت سے ریزولیوشن پاس ہوئے۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ برہمنوں کے لڑکے جن کی عمر ۱۵ سال سے کم ہے۔ اور شادی شدہ نہیں ہیں اور کیس دہاری ہیں۔ ان کے والدین کو ہدایت ہو۔ کہ وہ اپنے لڑکوں کے کیس کٹا کر مطابق ریزولیوشن کے شامل برادری ہوں۔ اس لئے جناب کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ جناب بھی اپنے ہر دو فرزندوں کے کیس برائے مہربانی کٹا دیں۔ سبھا آپکے اس شبھ کام کرنے پر مشکور ہو گی۔ ورنہ سبھا نے یہ فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ اگر کوئی برہمن بھائی مطابق ریزولیوشن تعمیل نہ کرے۔ تو اس کے فرزندوں کا ناطہ جس جگہ ہؤا واپس لیا جائے گا۔ نقل ریزولیوشن مندرجہ بالا پنڈت دیوان چند و پنڈت بھولا ناتھ ہریال جی کی خدمت میں ارسال کیا ہے۔ پس آپ کو اس کام کو پورا کرنے کے واسطے دو ماہ کی مہلت دی جاتی ہے ورنہ آپ کے ہر دو فرزندوں کا ناطہ واپس ہو جائیگا اور بعد میں پچھتانا پڑے گا۔ سبھا ایسے سکھ برہمنوں کا بائیکاٹ کر دیگی۔ ہمارے اس ریزولیوشن کے مطابق ویر بالہ سگنیاں میں ۱۵ سکھ نوجوانوں نے دگوجر خان میں ۴ لڑکوں نے کلر میں ۵ لڑکوں نے ساگری میں ۲ لڑکوں نے۔ سالی میں ۴ نوجوانوں نے ہرتال میں دو نوجوانوں نے اپنے والدین کی خوشی سے کیس کٹائے ہیں۔ باقی سکھ لڑکوں کو بھی سبھا نے بروز پورنماشی رکھڑی ماہ بھادوں کے دن کیس کٹانے کی تاریخ مقرر کی ہے۔ آپ نے بیشتر ازیں بھی قوم کے لئے جو کچھ بھی کام کیا ہے ہم اس کے لئے از حد مشکور ہیں۔ ہم آپ کی سابقہ خدمت کا اعتراف کرتے ہوئے ضرور کہیں گے کہ آپ نے قوم برہمن کی نمایاں خدمت کی ہے جس وقت آپ نے موہیال قوم سے ہٹ کر اپنی پیاری برادری کے اندر ناطہ کیا۔ اس وقت کوئی شخص نہ کہہ سکتا تھا۔ کہ آپ کامیاب ہوں گے۔ آپ نے اس کام میں بڑی تکلیفیں اٹھائیں۔ اور آخر کامیابی حاصل کی۔ برہمن جاتی کا ہر ایک فرد بشر آپ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور ہر ایک شخص اس بات کا خواہاں ہے کہ آپ برادری کے ساتھ مل کر کام کریں۔ اگر آپ کے لڑکوں کے کیس پورنماشی کے دن نہ کاٹیں گے۔ تو آپ کو ۲۹ اگست ۱۹۲۹ء کو راولپنڈی میٹنگ میں حاضر ہو کر وجوہات پیش کرنی ہوں گی۔ آپ کا سیوک

(قومی گداگر نہال چند ڈھلال)

(شیر پنجاب ۲۵ اگست

"کاش میں مسلمان ہوتی"

شیلڈرک مارگریٹ جرمنی کا ایک مشہور کروڑپتی تاجر تھا۔ اس نے اپنی نور دیدہ مس مارگریٹ کو ایک شخص کو اپنا شوہر قبول کرنے کو کہا۔ مس موصوفہ کو اس شخص کی بیوی بننا بوجوہ منظور نہیں تھا۔ اس نے اپنے والد محترم سے بصد ادب گذارش کی کہ اسے معاف کیا جائے واقعات نے ظاہر کر دیا۔ کہ متذکرہ نوجوان اچھی خصلت کا انسان نہ تھا۔ وفاداری سے عاری تھا۔ تاہم شیلڈرک مارگریٹ نے اپنی دختر کے انکار اور اصرار کو گستاخی پر محمول کرتے ہوئے اپنے گھر سے نکال دیا۔ تاجر فوت ہو گیا۔ نصرانی ضابطہ میراث کے مطابق تمام جائداد کا مالک مرنے والے کا فرزند قرار پایا۔ مس موصوفہ جو ناز و نعمت کی آغوش میں پروان چڑھی تھی۔ مفلسی کے ہاتھوں سخت تنگ ہوئی حال ہی میں اس کی وفات ہوئی ہے۔ اس کا انجام عبرتناک ہے۔ مرنے سے تین دن پیشتر جب کہ بیچاری فاقے اور مرض کے مارے ایڑیاں رگڑ رہی تھی جناب پادری صاحب اس کی دلدہی کے لئے تشریف فرما ہوئے۔ بہدایت مذہب کے مطابق اسے کہا گیا۔ کہ اپنے گناہوں کا اعتراف کرے تاکہ آئندہ دنیا میں اسے نجات حاصل ہو۔ اس نے پادری کو سخت الفاظ میں ڈانٹتے ہوئے کہا۔ کہ آہ عیسوی مذہب نے میرے لئے باپ کی جائداد میں حصہ مقرر نہیں کیا۔ اور اسی محرومی کے باعث نامراد موت مر رہی ہوں۔ اس کے ساتھ ہی اس نے دو مرتبہ یہ الفاظ دہرائے "کاش میں مسلمان ہوتی" "کاش میں مسلمان ہوتی"۔ تو اس بلا میں مبتلا نہ ہوتی۔ کیونکہ اسلام نے والدین کی جائداد کا حقدار بیٹیوں کو بھی قرار دیا ہے۔ مس مارگریٹ کے الفاظ قابل غور ہیں۔ ہم انکو پڑھ کر یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کاش مسلمان سچے مسلمان ہوتے۔ کاش مسلمان شریعت کے ارشادات کی قدر کرتے۔ اور رواج کی دیوی کی غلامی اختیار کر کے کھلی عدالتوں میں یہ کہتے ہوئے نہ دکھائی دیتے کہ ہم کو تقسیم ورثہ کے باب میں شریعت کا نہیں بلکہ رواج کا فیصلہ منظور ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ بقول شاعر

اسلام بذات خود ندارد عیبے
ہر عیب کہ ہست در مسلمانی ماست

(وطن ۲۲ ستمبر)

مسلمانان ہند اور ہندوانہ رسوم

سر ٹامس ڈبلیو آرنالڈ سی۔ آئی۔ ای۔ ایف۔ بی اے فری لٹ پروفیسر عربی لنڈن یونیورسٹی اپنے ایک فاضلانہ مضمون میں ارشاد فرماتے ہیں۔

"خود ہندوستان میں تبدیلی مذہب کا عمل اس قدر نامکمل رہا ہے۔ کہ تین چار سو سال تک مسلمان رہنے کے باوجود کچھ عرصہ ہوا۔ بعض راجپوت خاندانوں نے دوبارہ اپنے باپ دادا کا مذہب یعنی ہندو دہرم اختیار کر لیا ہے۔ ہندوستان کے دیہاتی مسلمان باوجود عقیدہ توحید کے جس پر اسلام میں

بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔ مقامی ہندوؤں کے ساتھ ان دیوتاؤں کی پرستش میں شریک ہو جاتے ہیں۔ دیہات میں ایسی بہت سی مائیں موجود ہیں۔ جو اگر ستیلا دیوی (چیچک کی دیوی) کی نذر نیاز نہ دیں۔ تو وہ یہ سمجھتی ہیں۔ کہ انہوں نے اپنے بچوں کے لئے خود اپنے ہاتھوں کوئی بہت بڑا خطرہ حاصل کر لیا ہے۔ بنگال میں بھی ایسے جاہل مسلمان ہیں۔ جو سورج کی پرستش تک میں حصہ لیتے ہیں۔ اور ہندوؤں کے میلوں مثلاً درگاہ پوجا میں شریک ہوتے ہیں۔ اور اس کا کچھ بھی احساس نہیں کرتے کہ وہ اس قسم کی حرکات سے اپنے مذہب یعنی اسلام کے صریح احکام کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ خاص طور پر سوشل اخبارات میں نو مسلموں کی قدیم ذہنیت عود کر آتی ہے۔ تھوڑا عرصہ ہوا۔ کہ ایسے بہت سے دیہاتی مسلمان خاندانوں میں جو ہندوؤں کی اولاد ہیں۔ یہ رسم جاری تھی۔ کہ وہ اپنے ہاں کا نکاح ہندو رواج کے مطابق کرتے تھے۔ اور ایک برہمن موجود ہوتا تھا۔ اسی طرح بعض مقامات پر ہندوؤں کے قوانین وراثت بھی جاری ہیں۔ اگرچہ وہ قرآن حکیم کے نہایت صاف اور روشن احکام کے بالکل منافی ہیں مثلاً بعض پنجابی مسلمان متوفی شوہر کے ترکہ میں سے اس کی بیوہ کو کوئی حصہ نہیں دیتے۔ اگرچہ قرآن حکیم میں صاف طور پر یہ موجود ہے۔ کہ اگر متوفی کے اولاد نہ ہو۔ تو اس کے ترکہ میں سے اس کی بیوہ کو $\frac{1}{4}$ (چوتھائی) حصہ ملے گا۔ اور اگر اولاد ہو تو $\frac{1}{8}$ (آٹھواں حصہ) کی مستحق ہوگی جنوبی ہند کو موپلا قوم جو اپنے مذہبی جوش و خروش کے لئے مشہور ہے۔ اپنی جہالت کے باعث اب تک ہندوؤں کے قانون وراثت ہی کی پابند ہے جس کے مطابق ترکہ عورتوں کی طرف سے تقسیم ہوتا ہوا آتا ہے اور لڑکوں کو اپنے باپ کی جائداد کے متعلق کوئی حق حاصل نہیں ہوتا"

فاضل پروفیسر کی تصریحات محتاج تشریح نہیں ہیں۔ کیا مسلمان ان سے اثر پذیر ہو کر اپنے برادران دینی کو غیر اسلامی رسوم سے بچانے کے لئے کوئی مؤثر اور منظم کوشش عمل میں لائیں گے۔ (وطن ۲۲ر ستمبر)

انڈے اور گائے کا گوشت اور ہندو

ٹائمز آف انڈیا لکھتا ہے۔ کہ غذا کی اصلاح کے لئے ڈاکٹر مونجے کی تلقین مسلسل سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ ہندو جماعت میں بار آور ہونے لگی ہے پچھلے دنوں ایک ہندو اخبار نے جو کالج کے طلبہ کے حالات کے لئے وقف ہے۔ بڑی شد و مد کے ساتھ بتایا تھا۔ کہ پونا کالجوں کے اعلیٰ ذات کے ہندو انڈے بڑی آزادی کے ساتھ کھانے لگے ہیں۔ اور ہندو ہوٹلوں میں (جن میں ماما اسپیٹین رسٹورن کا سا برہمن ہوٹل بھی شامل ہے۔ اور جن کی سرپرستی کالج کے طلبہ کرتے ہیں) انڈوں کا استعمال بے محابا ہونے لگا ہے۔

اب شولاپور سے یہ خبر آئی ہے۔ کہ ایک برہمن بیوہ نے جو ایک ہوٹل کی مالکہ ہے۔ مقامی بلدیہ سے استدعا کی ہے۔ کہ اس کو گائے کے گوشت کا سالن فروخت کرنے کی اجازت دی جائے۔ اس عورت کا بیان ہے۔ کہ اس کے سرپرستوں میں اونچی ذات کے ایسے ہندو بھی شامل ہیں جو اس سے زیادہ تر گائے کا گوشت طلب کرتے ہیں۔ جو ترکاری کے ساتھ ہوٹلوں میں بہم پہنچایا جاتا ہے۔ اس ہم ایک معاشرتی انقلاب کے دور میں ہیں۔ اور اس کا فخر کم از کم ایک حصہ تک ڈاکٹر مونجے کے انڈے اور گوشت کے استعمال کے بے محابا اصرار کو حاصل ہے"

مندرجہ بالا اقتباس کو پڑھ کر پنجاب کا ہندو پریس اپنی چھاتی پر ہاتھ رکھ کر کہے کہ کیا گائے کے متعلق مسلمانوں کے خلاف جو شور و شر اس نے شروع کر رکھا ہے۔ وہ اس میں حق بجانب ہے؟

ڈگریوں کی فروخت

دنیا کی اور چیزوں کی طرح ڈگریاں بھی مول لی جا سکتی ہیں۔

امریکہ میں ایل-ایل-ڈی-پی-ایچ-ڈی-ڈاکٹر آف لٹریچر اور اسی قسم کی دیگر ڈگریاں نہایت بہتات سے اور معقول داموں پر فروخت ہوتی ہیں۔ صرف جیسا کہ دکانوں پر لکھا ہوتا "آزمائش شرط ہے"۔ جو انسٹی ٹیوشن ڈگریاں فروخت کرتے ہیں۔ انہیں ڈپلوما یعنی ڈپلوما سازی کے کارخانے کہا جاتا ہے۔ درسگاہوں کے نام بڑے بڑے ہوتے ہیں۔ مگر جب انہیں جا کر دیکھا جائے۔ تو ایک کاغذ چھاپنے کی مشین۔ اور ایک فیس فراہم کرنے والے شخص کے سوا وہاں کوئی دکھائی نہیں دیتا۔

اخبار "ٹروتھ" کے کالموں میں ایک اسی طرز کی ڈگری فروش درسگاہ کی حقیقت کا انکشاف کیا گیا ہے۔ کہ جو اپنا کاروبار بلجیم میں چلاتی ہے۔ ہندوستان میں بھی اس کا کام ہے۔ "لائسنشیئیٹ" بننے کے لئے ۱۶ پونڈ۔ اور "ڈاکٹر" کی ڈگری حاصل کرنے کے لئے ۱۸ پونڈ ادا کرنے ہوتے ہیں۔ شرائط زیادہ کڑی نہیں۔ اگر کوئی دوست ڈگری کے طالب کو شناخت کر کے اسے ایک تحریری سند دیدے۔ تو صرف ۱۶ یا ۱۸ پونڈ کی قیمت پر آپ جتنے بھی حروف چاہیں۔ اپنے نام کے ساتھ لگا سکتے ہیں۔ (پرتاپ)

دمہ کی دوا مفت

خدا تعالیٰ کے فضل سے مجھے عارضہ دمہ کا ایک ایسا نسخہ دستیاب ہوا ہے۔ جو تیر بہدف ثابت ہوا ہے۔ میں نے بنایا۔ اور چند مریضوں پر آزمایا جنہیں شافی مطلق نے شفا دی۔ میں یہ دوا مفت فی سبیل اللہ دیتا ہوں جو احباب عارضہ دمہ میں مبتلا ہوں۔ اور وہ کتنا ہی پرانا کیوں نہ ہو۔ مجھ سے دوا مفت لیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ شفا ہو گی۔ دوا بے ضرر اور فائدہ بخش ہے۔ مرسلہ ملک میراں بخش ٹرانسپورٹ کمپنی جمشید پور (بی این آر) یہ پتہ انگریزی میں لکھا جائے تو بہتر ہے۔

ضرورت ہے
امیدواروں کی جو ٹیلیگراف سٹیشن ماسٹری یا تاربرقی کا کام ریلوے گورنمنٹ محکمہ نہر کے لئے سیکھنا چاہیں۔ کرایہ ریل کالج دیگا۔ قواعد ۲ر کے ٹکٹ بھیجکر طلب کریں۔ **رائل ٹیلیگراف کالج دہلی**

موتی دانت پوڈر

حکماء اور ڈاکٹروں کا یہ متفقہ فیصلہ ہے۔ کہ گندہ منہ اور میلے دانت ہزارہا بیماریوں کا گھر ہیں۔ اگر آپ اپنی صحت کو مقدم و ضروری سمجھتے ہیں۔ تو آج سے موتی دانت پوڈر کا استعمال شروع کر دیں۔ جو دانتوں کی کل بیماریوں کو دور کرتا۔ انہیں فولاد کی طرح مضبوط بناتا۔ اور موتیوں کی طرح چمکاتا۔ بدبو دہن کو دور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے۔ گوشت خورہ دانتوں سے خون یا پیپ کا آنا۔ دانتوں پر میل جمنی۔ یا ان کا زرد رنگ رہنا۔ اور منہ سے پانی کا آنا۔ غرضیکہ جملہ امراض دنداں کے لئے یہ موتی دانت پوڈر اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔

قیمت ——— فی شیشی ایک روپیہ (عہ) محصولڈاک علاوہ

منیجر تعلیم الاسلام ہائی سکول کی شہادت

جناب مولوی محمد الدین صاحب بی اے سابق مسلم مشنری شکاگو۔ امریکہ۔ حال منیجر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان لکھتے ہیں کہ:۔ "میں نے یہ موتی دانت پوڈر استعمال کیا۔ بہت مفید پایا۔ علاوہ دانتوں کو سفید اور صاف کرنے کے یہ مسوڑوں کے لئے بھی بہت مفید ہے۔ میرے ایک دانت میں درد تھی اس میں بہت حد تک تخفیف ہو گئی"

لیڈی ڈاکٹر کی شہادت

لیڈی ڈاکٹر جناب غلام فاطمہ صاحبہ اسسٹنٹ سرجن لدھیانہ سے لکھتی ہیں کہ:۔ "مجھے اس کے اظہار میں خوشی ہے۔ کہ آپ کے موتی دانت پوڈر نے مجھے بہت فائدہ دیا۔ براہ کرم ایک شیشی اور بذریعہ وی پی بھیجدیں" یہی خاتون اپنے ایک دوسرے خط میں تحریر فرماتی ہیں کہ:۔ "میری ایک سہیلی کو دانت پوڈر کی سخت ضرورت ہے۔ اور موتی دانت پوڈر جو پہلے میں نے آپ سے منگوایا تھا۔ وہ انہوں نے بھی استعمال کیا۔ ان کو بھی اس پوڈر نے بہت فائدہ دیا۔ اب انہوں نے جلدی چھٹیوں پر کشمیر چلے جانا ہے۔ اور انہوں نے مجھے تاکید کی ہے۔ کہ ان کے لئے ایک شیشی پوڈر مذکور کی منگوا دوں۔ لہذا بدین خط ہذا آپ ایک شیشی موتی دانت پوڈر کی بذریعہ وی پی جلد بھیجدیں"

موتی دانت پوڈر نے جادو کا اثر کیا

جناب مولوی حسین بخش صاحب اپیلنویس درجہ اول و مصنف کتب کثیرہ بٹالہ سے لکھتے ہیں کہ:۔ "میں نے آپ کا موتی دانت پوڈر استعمال کیا۔ میرے دانت بہت خراب ہو گئے تھے۔ پوڈر نے جادو کا اثر کیا۔ اور جملہ امراض دنداں کے لئے اکسیر ثابت ہوا۔ کیونکہ یہ مفید عام ہے۔ براہ کرم میرے اس خیال کو ضرور مشتہر فرما دیں۔ تاکہ دوسرے لوگ بھی اس اکسیر سے مستفیض ہوں۔ براہ کرم ایک شیشی اور بذریعہ وی پی جلد بھیجدیں"

نہایت ہی مفید ثابت ہوا

جناب منشی محمد رفیق صاحب جیالوجیکل سروے آف انڈیا چورنگی کلکتہ سے لکھتے ہیں:۔

"آپ کا موتی دانت پوڈر میری بیوی کے لئے نہایت ہی مفید ثابت ہوا۔ براہ کرم دو شیشی اور بذریعہ وی پی بھیجکر مشکور فرما دیں"

اکسیر معدہ آپ کو کیا فائدہ دیگی

یہ امراض معدہ و سینہ کا لاثانی علاج۔ بکثرت دودھ۔ گھی ہضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ تمام بیماریوں کی جڑ کمزور معدہ ہے۔ اگر آپ کو کھانا بخوبی ہضم ہوتا ہے تو آپ کے لئے سادہ غذا بھی نعمت عظمیٰ سے کم نہیں۔ ورنہ مرغن لذیذ اور مقوی غذائیں بھی محض وبال ہیں۔

یہ اکسیر معدہ ہیضہ۔ بدہضمی۔ کمی بھوک۔ درد شکم۔ اپھارہ باد گولہ۔ پیٹ کا گڑگڑانا۔ کھٹی ڈکاریں۔ قے۔ جی کا متلانا۔ جگر و تلی کا بڑھ جانا۔ سر چکرانا۔ آنکھ و دماغ کی کمزوری۔ گرمی کی شدت پیاس کا زیادہ لگنا۔ ہاتھ پاؤں کا گرم رہنا۔ کرم شکم۔ قبض۔ اسہال۔ ریاح کھانسی دمہ وغیرہ کے لئے تیر بہدف ہے۔

دودھ۔ بالائی۔ مکھن۔ گھی۔ گوشت انڈے وغیرہ مرغن اور مقوی اشیاء ہضم کرنے کی لاثانی دوا ہے۔

ایک ہی ہفتہ کے استعمال کے بعد بکثرت دودھ گھی روزانہ ہضم ہو جاتا ہے۔ خون صالح پیدا ہو کر چار پانچ پونڈ وزن بڑھ جاتا ہے۔

دماغ۔ حافظہ۔ ذہن کو تقویت اور قوت مردمی کو بدرجہ غایت بڑھاتی ہے۔ کمزور اور دماغی کام کرنیوالوں کیلئے بےنظیر چیز ہے۔ خوراک دو رتی

قیمت ——— فی شیشی جو کئی ماہ کے لئے کافی ہے صرف ڈیڑھ روپیہ۔ محصولڈاک علاوہ

جناب ایڈیٹر صاحب فاروق کی شہادت

مکرمی میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق اکسیر معدہ کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"کچھ دن ہوئے۔ میں نے جناب سے اکسیر معدہ اپنے ذاتی استعمال کے لئے لی تھی۔ ان دنوں مجھے نفخ شکم اور پیٹ میں ہر وقت بوجھ رہنے کی شکایت تھی۔ اس اکسیر کے استعمال سے خدا نے مجھے بہت جلد صحت دی۔ اور میرے تمام معدہ اور شکم کی تکلیف رفع ہو گئی۔ اس کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں اور ساتھ ہی مزید درخواست بھی ہے۔ کہ براہ کرم اور اکسیر معدہ عطا فرما دیں۔ مشکور ہوں گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے کاموں میں برکت دے آمین"

سلاجیت

خون پیدا کرتی اور قوت باہ کو بڑھاتی ہے۔ ابتدائی سل و دق۔ کھانسی۔ ریزش کمزوری سینہ کو رفع کرتی ہے۔ گردہ اور مثانہ کو طاقت دیتی ہے۔ بدن کو فربہ اور ہڈیوں کو مضبوط کرتی ہے۔ جریان یا کسی اور وجہ سے جن کی کمر میں درد ہو۔ ان کیلئے اکسیر ہے۔ دماغ کو طاقت بخشتی ہے۔ چوٹ لگ جائے۔ تو تھوڑی سی کھا لینے سے درد موقوف ہو جاتا ہے۔ مرد۔ عورت بچے۔ بوڑھے اور جوان کو یکساں مفید ہے۔ ہر موسم میں استعمال ہو سکتی ہے ایک چھٹانک سے کم روانہ نہیں ہوتی۔ قیمت فی چھٹانک ایک روپیہ بارہ آنہ۔ محصولڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ:۔ منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

اکسیر اعظم

جس کا اثر اخیر عمر تک رہتا ہے

دنیا میں یہ ایک ہی لاثانی دوا ہے جسکی موجودگی نے طبّی دنیا میں ایک نئی روح پھونک دی ہے مفصلہ ذیل نئی اور پرانی بیماریوں میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے

ضعف باہ۔ ضعف دل۔ ضعف دماغ۔ ضعف اعصاب ضعف بصر۔ ضعف ہاضمہ۔ اعصابی درد۔ نزلہ۔ درد سر۔ شقیقہ۔ بے خوابی۔ مسوڑوں سے خون آنا۔ منہ سے پانی کا جاری رہنا۔ دانتوں کا درد۔ آواز کا بیٹھ جانا۔ دمہ۔ پرانی کھانسی۔ منہ سے خون کا آنا۔ قے۔ ڈکاروں کی کثرت۔ معدہ کی ترشی۔ قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا۔ پیشاب کی کثرت۔ ذیابیطس۔ کثرت احتلام۔ سرعت۔ خرابی خون

وغیرہ بیماریوں کیلئے یہ تریاق بفضل خدا آخری اور یقینی علاج ہے۔ گویا حقیقی معنوں میں یہ دوا "محافظ صحت" ہے۔

مستورات کی امراض بانجھ پن جریان الرحم کیلئے بھی بہت مفید ہے۔

یہ نسخہ پورے ایک سال میں تیار ہوتا ہے۔ کیونکہ کارخانہ اس اکسیر کو شہرت دینا چاہتا ہے اور ہماری خواہش ہے۔ کہ امیر و غریب اس نعمت بے بہا سے یکساں مستفیض ہوں لہذا فی الحال اس کی قیمت قریباً اصل لاگت یعنی نو روپے آٹھ آنے علاوہ محصولڈاک مقرر کیجاتی ہے۔ ورنہ فوائد کے لحاظ سے تو یہ نعمت عظمیٰ موتیوں کے مول بھی سستی ہے۔

روگ کا گھر کھانسی

اول تو کسی بیماری کو بھی معمولی نہ سمجھنا چاہیئے۔ پھر خصوصاً کھانسی تو مسلمہ طور پر بیماریوں کا گھر مانی گئی ہے۔ دمہ۔ سل۔ دق جیسے نامراد روگوں کی یہ جڑ ہے۔ لہذا اس خطرناک بیماری بلکہ بیماریوں کے گھر سے کبھی بے پرواہ نہیں ہونا چاہیئے۔ ہم نے بڑے اہتمام اور کوشش کے ساتھ اس بیماری کو جڑ سے کاٹنے والی دوا تیار کی ہے جس کی پہلی خوراک ہی اپنا اثر دکھلاتی ہے۔ قیمت تین روپے (۳) محصولڈاک علاوہ

قبض کشا گولیاں

اول تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے۔ اور پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ۔ اگر آپ کا معدہ صاف ہے۔ تو سمجھو۔ کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں۔ ورنہ یہ مسلم امر ہے۔ کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے۔ ایک دن گھر کا پاخانہ صاف نہ ہو۔ تو تمام گھر کی فضا اس قدر بدبودار ہو جاتی ہے۔ کہ ناک میں دم آجاتا ہے۔ یہی حال آپ معدہ کا سمجھیئے۔ اگر ایک روز بھی کھل کر اجابت نہ ہو۔ تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے۔ اور متعفن معدہ ہر ایک بیماری کی جڑ ہے۔ قبض کشا گولیاں کیا ہیں۔ گویا معدہ کی جھاڑو ہیں۔ اس کا دائمی استعمال سمجھو۔ کہ صحت کا بیمہ ہے۔ ایک سو گولی کی قیمت صرف دو روپے (۲) محصولڈاک علاوہ

اکسیر درد

یہ نامراد مرض مریض کو ماہی بے آب کی طرح تڑپاتا ہے۔ جن لوگوں کو بدقسمتی سے اس کا دورہ ہوتا ہے۔ وہی خوب جانتے ہیں۔ کہ یہ مرض کس قدر وبال جان ہے۔ ہماری اس جادو اثر دوا سے بفضل خدا دو منٹ کے اندر اندر قطعی آرام آجاتا ہے۔ دوا کیا ہے ایک معجزہ ہے **قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ** جو مدت کے لئے کافی ہے (۱؍۸) محصولڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ: مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

اپنی پیاری آنکھوں کی حفاظت کرو

یہ امر واقعہ ہے۔ کہ دنیا میں آنکھیں بڑی نعمت ہیں۔ بغیر آنکھوں کے دنیا اندھیر ہے آنکھیں ہیں تو سب کچھ۔ مگر لوگ آنکھ جیسی نعمت کی طرف کم توجہ کرتے ہیں۔ شروع میں بے پرواہ رہتے ہیں جب آہستہ آہستہ کم نظری۔ ککرے جالا۔ پھولا دھند۔ موتیا بند وغیرہ کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ تو اس وقت فکر پڑتی ہے۔ اور حکیموں وغیرہ کی طرف دوڑتے ہیں۔ حالانکہ عقلمند وہی ہیں۔ جو قبل از وقت ہی خطرے کے دور کرنے کا اپاؤ کرتے ہیں۔ جو لوگ آنکھوں کی حفاظت سے غفلت کرتے ہیں۔ اور آنکھوں جیسی بے بہا نعمت کیلئے سال بھر میں تین چار روپیہ بھی صرف کرنے میں کنجوسی سے کام لیتے ہیں۔ گویا وہ اپنے ہاتھوں اپنی بہترین پیاری اور عزیز چیز کو ضائع کر کے خود اپنے لئے دنیا اندھیر بنا لیتے ہیں۔ آنکھوں کیلئے عمدہ سرمہ کیواسطے بہت احتیاط کی ضرورت ہے جس طرح خراب دوا بیماری کے گھٹانے کی بجائے بڑھانے کا موجب ہوتی ہے۔ ٹھیک اسی طرح خراب سرمہ بجائے مفید ہونے کے مضر بیٹھتا ہے۔

ہم نے اپنے موتی سرمہ کا نسخہ بہت غور و احتیاط کے بعد انتخاب کیا ہے۔ جو عمدہ ظروں میں خاص اہتمام کے ساتھ تیار کیا جاتا ہے۔ اور اپنی خوبیوں کی وجہ سے تھوڑے عرصہ میں خدا کے فضل سے اس قدر قبولیت حاصل کر چکا ہے۔ کہ اب نہ صرف باقاعدہ سرکار سے رجسٹرڈ ہو چکا ہے۔ بلکہ ڈاکٹر لوگ بوقت ضرورت بذریعہ تار منگواتے ہیں۔ بلا شبہ اس سرمہ پر ڈاکٹر شیفتہ اور حکمار فریفتہ ہیں ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن پھولا۔ جالا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال ناخونہ۔ کوہانجنی رتوندا۔ ابتدائی موتیا بند غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ اس کا روزانہ استعمال آنکھوں کی بصارت کو تیز کرتا ہے۔ اور جملہ امراض سے آنکھوں کو محفوظ رکھتا ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھیں گے۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بہتر پائینگے۔

قیمت ـــــ فی تولہ صرف عہ/ (دو روپے آٹھ آنے) محصولڈاک علاوہ

یہ دیکھنے کیلئے کہ اس سرمہ نے اپنی خوبیوں کی وجہ سے قلیل عرصہ میں کس قدر شہرت و قبولیت حاصل کی ہے اس کیلئے بکثرت شہادتوں میں سے حسب ذیل چند شہادتوں کے ملاحظہ سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکینگے

پہلے ڈاکٹر کی شہادت

جناب ڈاکٹر محمد صدیق صاحب جنرل ہسپتال اکیاب (برہما) سے تحریر فرماتے ہیں۔ "پہلے بھی آپ کا سرمہ بعض مریضوں کو منگوا کر دیا۔ نہایت مفید پایا۔ اب مجھے اپنے لئے خود ضرورت ہے۔ ایک تولہ جلد بذریعہ وی پی بھیجدیں"

دوسرے ڈاکٹر کی شہادت

جناب ڈاکٹر بشیری صاحب آئی ایم۔ ڈی نمبر (۱) سیکشن لاہور چھاؤنی سے لکھتے ہیں۔ کہ اکثر مریضوں کو آپ کا سرمہ استعمال کرایا گیا۔ بلا شبہ سرمہ بہت مفید اور اکسیر چیز ہے۔ ۲ تولہ اور بذریعہ وی پی بھیجدیں۔

تیسرے ڈاکٹر کی شہادت

جناب ڈاکٹر سید رشید احمد صاحب سب اسسٹنٹ سرجن انڈین ملٹری ہسپتال ہیمو لکھتے ہیں۔ کہ پہلے ایک تولہ موتی سرمہ آپ سے منگوایا۔ بیوی بچوں کو اس سے بہت فائدہ ہوا کئی ایک اور کو بھی فائدہ ہوا۔ جزاک اللہ احسن الجزا۔ اب ایک تولہ اور بذریعہ وی پی جلد بھیجدیں۔

اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

گرمی۔ سردی۔ برسات اور بہار میں یکساں مفید

اگر آپ کی طبیعت پژمردہ چہرہ زرد۔ سر یا کمر میں درد حافظہ کمزور کسی کام پر دل نہ لگتا۔ چلتے وقت دم چڑھ جاتا۔ پنڈلیوں میں درد سی محسوس ہوتی۔ ہاتھ پاؤں پھولتے قوت رجولیت جواب دے چکی ہو تو آپ آج سے ہی اکسیر البدن رجسٹرڈ کا استعمال شروع کر دیں۔ یہ دوا کیا ہے۔ گویا طبی دنیا میں ایک حیرت انگیز انقلاب ہے نامرد کو مرد اور مرد کو جوانمرد بنانا اس دوا پر ختم ہے۔ گردوں کو قوی بنانے۔ ناگہانی بیماریوں سے محفوظ رکھنے۔ بھوک کے کھولنے حافظہ کو تیز کرنے۔ رنگ کو نکھارنے دل و دماغ کو تقویت دینے پٹھوں کو مضبوط کرنے۔ اور قبل از وقت بالوں کو سفید ہونے سے بچانے۔ طبیعت میں خوشی و نشاط پیدا کرنے۔ اعضائے رئیسہ و شریفہ کی زائل شدہ قوت کو بحال رکھنے گری ہوئی جوانی کے قیام اور ضعیفی کی حفاظت۔ چہرہ کو شگفتہ دماغ کو روشن۔ اور جسم کو چست و چالاک بنانے۔ گذشتہ امنگوں اور زائل شدہ آرزوؤں کو واپس لانے کیلئے یہ اپنی نظیر آپ ہی ہے یہ دوا کیا ہے حیات انسانی کیلئے ایک نادر و نایاب تحفہ ہے دل میں نئی امنگ اعضاء میں نئی ترنگ اور دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا بس اسی کا کام ہے مختصر یہ کہ ہر قسم کی بدنی و دماغی کمزوری کیلئے اکسیر اعظم ہے التماس ہے۔ کہ جو لوگ جائز طور پر اس کے حاجتمند ہیں۔ صرف وہی اس کو طلب کریں۔

ایک ماہ کی خوراک کی قیمت جس میں ساٹھ گولیاں ہیں۔ پانچروپیہ (عہ) محصولڈاک علاوہ

ایڈیٹر صاحب الحکم کی شہادت: مکرمی جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم "اکسیر البدن" کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔ "مکرمی شیخ محمد یوسف صاحب (موجد اکسیر البدن) السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ میں نہایت مسرت اور شکر گذاری کے جذبات سے لبریز دل لیکر یہ خط آپ کو لکھ رہا ہوں۔ میرے بیٹے عزیز یوسف علی عرفانی کو پیشاب میں شکر وغیرہ آنیکی شکایت تھی۔ اس نے مجھے ولایت سے خط لکھا۔ میں نے آپ سے اکسیر البدن کی ایک شیشی لے کر اسکو بھیجدی اس تازہ ڈاک میں جو اس کا خط آیا ہے۔ میں اس کا اقتباس بھیجتا ہوں وہ لکھتا ہے۔ کہ "میری صحت جیسا کہ میں نے پہلے لکھا تھا۔ کہ مجھے پیشاب میں شکر وغیرہ آتی ہے۔ اب خدا کے فضل سے بالکل آرام ہو گیا ہے۔ اور اس کی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ وہ جو آپ نے ایڈیٹر صاحب نور والی دوائی یعنی "اکسیر البدن" بھیجی تھی۔ میں نے استعمال کرنی شروع کر دی جس سے پیشاب کی شکایت بھی رفع ہو گئی۔ الحمد للہ اب پیشاب بالکل صاف اور تندرستی کا آتا ہے۔ بھوک خوب لگتی ہے۔ جو کھاؤں سو ہضم۔ چہرہ پر بشاشت اور جسم میں چستی۔ غرضیکہ ایک جوانی کا آغاز پاتا ہوں۔ نہایت اعلیٰ دوا ہے۔ ایک شیشی اور روانہ کر دیں" شیخصاحب مجھے عزیز یوسف علی عرفانی کے اس خط سے بہت ہی خوشی ہوئی۔ اور یہ دوسری مرتبہ اکسیر البدن نے میرے لخت جگر پر اپنا بے نظیر اثر کیا۔ میں جب خود ولایت میں تھا۔ تو عزیز مکرم محمود احمد عرفانی کو اس کا استعمال کرایا گیا اسکی صحت مخدوش تھی اور امراض پھیپھڑے کا خطرہ تھا۔ مگر خدا نے اکسیر البدن کے ذریعہ اسے ان خطرات سے بچا لیا اور اب میرے دوسرے بیٹے پر اس نے اعجازی اثر کیا ہے میں آپ کو اس ایجاد پر مبارکباد دیتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ اس نافع الناس دوا کیلئے اللہ تعالیٰ آپکو اجر عظیم دے۔ یہ دوائی فی الحقیقت "اکسیر البدن" ہے۔ اور میں ہر شخص کو اس کے استعمال کرنیکی تحریک کرنے میں دلی مسرت محسوس کرتا ہوں"

ملنے کا پتہ:- مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

تبلیغ کیلئے بے نظیر کتابیں

اگر یہ سب کتابیں اکٹھی خریدیں تو نصف قیمت ورنہ سالم

آریہ مذہب کی حقیقت

آریوں میں تبلیغ کے لئے بے نظیر کتاب جو حسب ذیل مضامین پر مشتمل ہے:- (۱) آریہ مذہب میں مکتی کا دروازہ بند (۲) آریہ مذہب کی تنگدلی (۳) مختلف مذاہب کے ہادیوں کے متعلق آریوں کی خطرناک بد زبانی (۴) آریوں کا مسئلہ نیوگ اور انسانی غیرت (۵) مسئلہ نیوگ اور قانون (۶) ویدوں میں جدال و قتال کی خطرناک تعلیم (۷) کیا آرین وید الہامی ہیں (۸) آریہ سماج کے ممبروں کی حالت (۹) ویدوں کی اندرونی سیر (۱۰) ویدک ایشور کے کارنامے (۱۱) تناسخ کا بودا پن (۱۲) پنڈت دیانند کا سنیاس عقل کی کسوٹی پر (۱۳) آرین کتب میں شدھی کا دروازہ بند (۱۴) کیا آریہ سماج مذہبی سوسائٹی ہے۔ اس کتاب میں آریوں کی کل کتابوں کا عرق نکال کر رکھدیا گیا ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ (عه)

ہندو دھرم کی حقیقت

یعنی سناتن دھرم پر ایک تنقیدی نظر۔ آج تک مسلمانوں کی طرف سے اس مذہب کے متعلق بہت ہی کم لٹریچر مہیا کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ لوگ آریوں کی نسبت اسلام کے قریب ہیں۔ اسلئے اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کیا ہے۔ اس معرکۃ الآرا کتاب میں حسب ذیل مضامین ہیں (۱) ویدوں کی حقیقت (۲) کیا وید الہامی ہیں (۳) ہندوؤں کا مسئلہ اوتار (۴) اوتاروں کی تقسیم (۵) ست جگ کے اوتار (۶) ایشور مچھلی کے روپ میں (۷) ایشور کچھوے کے روپ میں (۸) ایشور سؤر کے روپ میں (۹) ایشور نصف انسان اور نصف حیوان کے روپ میں (۱۰) تریتا جگ کے اوتار (۱۱) ایشور باونے کے روپ میں (۱۲) ایشور کلہاڑے والے کے روپ میں (۱۳) رام اوتار (۱۴) دواپر جگ کے اوتار (۱۵) کرشن اوتار (۱۶) بدھ اوتار (۱۷) ضرورت اسلام پر سوامی دیانند کی شہادت (۱۸) مذہبی رواداری۔ اور برکات اسلام پر ہندو لیڈروں کی شہادت وغیرہ گویا ہندوؤں کی کتب جو ہزارہا اوراق پر پھیلی ہوئی ہیں اور آج تک ان کتب میں درج شدہ مضامین کی بھنک تک بھی مسلمانوں کے کانوں میں نہ پڑی تھی۔ یہ ان کل کتب کا نچوڑ ہے۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے (عه)

ست ایڈیشن

یہ کتاب کس پایہ کی ہے۔ اس کے لئے آپ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی رائے مبارک ملاحظہ کیجئے۔ آپ لکھتے ہیں کہ "کتاب ست ایڈیشن میں نے پڑھی۔ مجھے یہ کتاب بہت پسند آئی۔ اس کے ختم کرتے کرتے انسان کو یقین ہو جاتا ہے۔ کہ باوا نانک صاحب ضرور مسلمان تھے۔ اور دل اس امر پر مطمئن ہو جاتا ہے۔ کہ یہ ایک زیر بحث مسئلہ نہیں ہے۔ بلکہ ثابت شدہ حقیقت ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کی اس کوشش کو نیک ثمرات پیدا کرنے کا موجب بنائے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ ہماری جماعت اس کتاب سے خود بھی فائدہ اٹھائیگی۔ اور بکثرت اس کتاب کو خرید کر دوسروں میں تقسیم کریگی (دس کتابیں آپ میری طرف سے سکھوں میں تقسیم کر دیں۔ اور قیمت مجھ سے وصول کر لیں)" قیمت ایک روپیہ (عه)

باوا نانک صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب

یہ وہ جامع کتاب ہے۔ کہ جس میں ہندوؤں کے کل عقاید وید سمرتی۔ پران (۲) چھوت چھات (۳) تیرتھ (۴) جنیو (۵) مورتی پوجا (۶) سوتک (۷) اوتار (۸) گئو پوجا (۹) مردے کا جلانا (۱۰) ذبیحہ یا جھٹکا (۱۱) تناسخ (۱۲) سکھوں کے پانچ ککے۔ شری گرنتھ صاحب اور حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ کے اقوال سے ثابت کیا گیا ہے۔ کہ حضرت موصوف نے ان عقائد کی بزور تردید کی ہے۔ برخلاف اس کے مسلمانوں کے عقاید کے گرو صاحب دل و جان سے قائل مثلاً (۱) کلمہ طیبہ (۲) نماز روزہ (۳) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (۴) حج کعبہ (۵) قیامت پر ایمان (۶) عقیدہ ملائکہ (۷) قرآن مجید پر ایمان (۸) صوفیائے کرام اور حضرت باوا نانک صاحب (۹) حضرت باوا صاحب کے اقوال کا ماخذ قرآن مجید ہے پھر اخیر پر اس کتاب میں ایک نہایت مدلل اور مبسوط مضمون تاریخی نقطہ خیال سے درج ہے۔ جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ شاہان اسلام ہمیشہ گورو صاحبان کے حامی و مددگار رہے۔ اور سکھ گوروؤں کے پانی کی جگہ اپنا پسینہ بہایا۔ اس کتاب پر ہندوستان کے ۲۰ چوٹی کے اخبارات نے نہایت ہی زبردست ریویو میں یہ ظاہر کیا ہے۔ کہ سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کے لئے یہ ایک بے نظیر کتاب ہے قیمت ایک روپیہ بارہ آنہ (عه) مگر نور کے خریداران سے صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ (عه)

سکھ اور مسلمان

ایڈیٹر نور کا وہ لیکچر جو گذشتہ مرکزی سالانہ جلسے پر دیا گیا۔ اور پھر دوستوں کے اصرار پر کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔ یہ لیکچر اس قدر مقبول عام ہوا۔ کہ اس کا پہلا اڈیشن جو دو ہزار چھپا تھا۔ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا۔ صرف چند کاپیاں باقی ہیں۔ سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کے لئے بہترین حربہ ہے۔ قیمت فی کاپی ۶/

مختصر تبلیغی ٹریکٹ نمبر ۱ قضیہ گائے ۲ تنقیدی نظر ۳ سکھ دھرم ۴ دو فان ۵ ہندو دھرم ۶ ویدک ۷ اذان کا گورمکھی ترجمہ ۸ گورو کی بانی گورمکھی ۹ ستھیا دھرم اور ۱۰ اللہ اکبر ۱۱ جھوک مہدی ۱۲ دس ٹریکٹ سے زائد کے خریدار سے قضیہ گاؤ و جھوک مہدی چھ روپے اور باقی ٹریکٹ تین روپیہ فی سینکڑہ کے حساب سے لیا جائیگا۔

ملنے کا پتہ مینیجر اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور

Regd: No. 2595

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجا لانے والا اکیلا اخبار

مقاصد
(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا
اور دیگر مذاہب پر اسکی فضیلت ظاہر کرنا
(۲) سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام
کے اہم فرائض کو ادا کرنا۔
(۳) دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل اور صحیح جواب دینا
(۴) راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط و مستحکم کرنا

اللہ اکبر
یہدی اللہ لنورہ من یشاء

نور

ہر ماہ کی ۳/۱۷ کو شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر — ایس- محمد یوسف

ضوابط
چندہ سالانہ عوام سے — تین روپیہ
ششماہی " — ایک روپیہ بارہ آنہ
" سالانہ ہمدردوں سے — دس روپیہ
" امراء سے — پانچ روپیہ
" غیر ممالک سے — ۸ شلنگ

[illegible] پرنٹر [illegible] چھپا اور [illegible]

نمبر ۴۸ | اخبار نور قادیان ۱۷ر دسمبر ۱۹۲۹ء مطابق ۱۵ رجب المرجب ۱۳۴۸ھ | جلد ۲۱

بعض ضروری باتیں

یہ پرچہ کیوں لیٹ ہوا — حیدرآباد کا سفر جو اسی اخبار میں درج ہے وہ بتلا رہا ہے کہ یہ پرچہ دیر سے کیوں شائع ہوا اور مزید میرا یہ عرض کر دینا بھی خالی از مطلب نہ ہوگا، کہ جب میں ۱۴ر نومبر کو واپس آنے لگا، تو مکرم مولانا نیر صاحب نے کہا کہ آپ تین روز میری خاطر ٹھہر جائیں، جب وہ تین روز گذر گئے تو پھر یہی مطالبہ میرے دیرینہ کرم فرما جناب حافظ عبد العلی صاحب وکیل ہائیکورٹ کی طرف سے ہوا اور جب یہ میعاد بھی گذر گئی تو پھر جناب مکرم میر بشارت احمد صاحب کی طرف سے بھی یہی ارشاد ہوا اور حضرت مولانا ابو الحمید صاحب وکیل ہائی کورٹ اور امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد کی تائید نے مجھے خاموش کر دیا، اور جب یہ میعاد گذر گئی تو میں نے اپنا اسباب وغیرہ سب باندھ لیا، مگر پھر مولانا نیر صاحب اور حافظ عبد العلی صاحب کی طرف سے یہ ارشاد ہوا کہ آپ آج کا روز ٹھہر جائیں، کیونکہ جناب سید عسکری حسن صاحب ایم اے بیرسٹر ایٹ لا سے آپ کا ملنا ضروری ہے میں یہ خیال کر کے کہ چلو زیادہ سے زیادہ آج کا دن ہی تو ہے میں ایک دن کے لئے دوستوں کو کیوں ناراض کروں، اس روز میں ۴½ بجے جناب حافظ عبد العلی صاحب کے ساتھ جناب سید عسکری حسن صاحب ایم۔ اے بیرسٹر کے مکان پر حاضر ہوا، اور مکرم بیرسٹر صاحب موصوف نے بدوں کسی تمہید کے یہ ارشاد فرمایا کہ آپ کی موجودگی میرے لئے بہت حوصلہ افزا ہے اس لئے آپ میری خاطر منگل کے روز یعنی ۲۶ر نومبر تک اور ٹھہر جائیں، اس کے جواب میں میں نے عرض کیا، گو میرا غیر معمولی ہرج ہو رہا ہے مگر آپ کے ایثار کے سامنے میری آنکھیں نیچی ہیں اسلئے آپ کا ارشاد بسر و چشم۔ اس لمبی غیر حاضری نے میرے کاروبار پر کیا اثر ڈالا، ذرا اس کیلئے بکثرت خطوط میں سے ایک خط برائے ملاحظہ درج ذیل ہے ایک صاحب جن کا نام ظاہر کرنا مناسب نہیں، تحریر فرماتے ہیں:۔

"آپکی خدمت میں دو خط لکھے گئے مگر افسوس ہے کہ آپکی طرف سے نہ کوئی جواب ہی آیا اور نہ ہی آپ نے دوائی مطلوبہ بھیجی میرا خیال تھا کہ آپکی پہلی دوا کے ختم ہوتے ہی دوسری دوائی استعمال کرونگا، مگر نہ معلوم آپ نے کیوں نہیں بھیجی شاید آپ کو میرا کوئی بھی خط نہ ملا ہو اگر نہ ملا ہو تو تعجب ہے .... اب یہ تیسرا خط بھیج رہا ہوں اگر آپ کی طرف سے "اکسیر البدن" نامی دوا ایک ماہ کی خوراک ہفتہ تک نہ ملی، بعد میں اگر آپ کی طرف سے وی پی آیا تو واپس کر دیا جائے گا پھر آپ افسوس نہ کریں ....

۷ر دسمبر کے بعد کوئی انتظار نہیں کیا جائیگا، پھر آپ افسوس نہ کریں"

میں سمجھتا ہوں کہ حیدرآباد زیادہ ٹھہرنے سے میرا کاروبار بلا مبالغہ تین ماہ پیچھے جا پڑا ہے، پہلے میرے روزانہ خطوط کی اوسط بیس تھی اب چار پانچ، ہاں اگر میری حیدرآباد میں موجودگی نے اسلام اور مسلمانوں کو کچھ بھی فائدہ دیا ہو، تو میری خوش قسمتی میں شبہ ہی کیا، باقی رہا نقصان، انسان اپنا بگاڑ کر ہی دوسرے کو فائدہ پہونچا سکتا ہے،

کام کی کثرت — آج سے چودہ سال قبل جب میری آنکھوں میں ککروں کا شدید عارضہ ہوا تھا، اور میں قریباً ایک سال قطعی بیکار پڑا رہا تھا، تو ڈاکٹروں کی مجھے سخت ہدایت تھی، کہ اب آپ کبھی بھی رات کو نہ پڑھیں اور نہ لکھیں، اسوقت سے لیکر ۳ر دسمبر سنہ ۲۹ء تک تو میں اس کا پابند رہا۔ مگر اب کثرت کام کی وجہ سے آج کل بعض اوقات رات کے تین تین بجے تک بھی کام کرتا ہوں

اور اس میں زیادہ مقدم مجھے قرآن پاک کا ہندی ترجمہ ہے اگر صحت نے ساتھ دیا، تو انشاء اللہ میں بہت جلد گذشتہ کمی کو پورا کر لونگا، قرآن پاک کے ترجمہ کے واسطے حیدر آباد میں میرے لئے بہت عمدہ موقع تھا اگر دوست مجھے پہلے فرما دیتے کہ ہم نے اتنے دن آپکو ٹھہرانا ہے تو میں قرآن پاک کے ہندی ترجمہ کا سامان اپنے ساتھ لے جاتا خیر جو ہوا سو ہوا۔ اب دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے صحت سے رکھے تاکہ میں اس کمی کو جلد پورا کر سکوں، عمر کا کوئی بھروسہ نہیں میں چاہتا ہوں کہ قرآن پاک کا ہندی ترجمہ جلد سے جلد مکمل کر سکوں۔

جناب عسکری حسن صاحب ایم اے بیرسٹر ایٹ لاء

جناب عسکری حسن صاحب بیرسٹر جو مال ٹیکری کے مقدمہ میں مسلمانوں کی طرف سے وکیل تھے، آپ عموماً رات کے دو دو بجے تک اور بعض اوقات پانچ پانچ بجے تک مقدمہ کی تیاری میں مصروف رہتے تھے، اور پھر لطف یہ کہ آپ پیروی مفت اور آنریری کر رہے تھے، اس مقدمہ کی تیاری کیلئے اپنی گرہ سے معقول رقم خرچ کر کے کتابیں بھی منگوائیں۔

آپ نے جس رنگ میں بحث کو اٹھایا اور اسے علمی نکات سے جس طرح مزین کیا وہ اس قابل ہے کہ اس کا اردو ترجمہ کر کے عام طور پر مسلمانوں میں مفت تقسیم کی جائے، کامیابی اور ناکامی قسمت کی بات ہے مگر جہاں تک مقدمہ کی تیاری اور محنت کا تعلق ہے وہ بیرسٹر صاحب موصوف پر ختم تھی، جس کے لئے آپ جملہ مسلمانوں کی طرف سے خاص طور پر شکریہ کے مستحق ہیں۔ اللہ آپ کو اجر عظیم دے۔

متولی صاحب

سید احمد علی صاحب پنشنر ناظر تعلیمات متولی، درگاہ لکڑ شاہ ٹیکری جو اس مقدمہ میں ایک فریق تھے آپکی جد وجہد بھی قابل تعریف ہے آپکی عمر بہر حال ساٹھ سے متجاوز ہی ہوگی، آج سے ایک سال قبل میرے کہنے پر ہی آپ نے گورمکھی پڑھنی شروع کی اور اب آپ خاصے گرنتھی ہیں۔ گرنتھ صاحب، واران بھائی گورداس جی، سورج پرکاش اور پنتھ پرکاش جیسی دقیق کتابیں بھی آپ پڑھ سکتے ہیں آج سے دو سال قبل جب آپ نے اس مقدمہ کے متعلق مجھ سے مشورہ لیا تو میں نے بعد از تحقیقات یہ لکھ بھیجا، کہ مال ٹیکری گوبند کا ذکر سکھوں کی کسی بھی تاریخی کتاب میں نہیں .... اور چنانچہ جرح میں ایک سکھ گواہ کو یہ اعتراف کرنا پڑا کہ ہماری کسی کتاب میں مال ٹیکری کا ذکر نہیں۔

دل کی باتیں دل ہی میں

اب کی دفعہ میرا یہ منشا تھا کہ میں ماہ نومبر سے ہی نور میں سالانہ اجتماع کو بارونق بنانے کیلئے خاص طور پر مضامین کا سلسلہ شروع کروں گا مگر سفر حیدر آباد نے میرا یہ پروگرام بگاڑ دیا میری اس نیک نیت کا ثواب اللہ مجھے ضرور دیگا، اسی اخبار میں صفحہ ۹ و ۱۰ پر سالانہ جلسہ کے متعلق دو اشد ضروری مضامین طبع ہیں دوست خاص طور پر ملاحظہ فرماویں، اور اپنے دوسرے بھائیوں کو بھی اس سے آگاہ کریں۔

سالانہ جلسہ میں شامل ہونیوالے دوست غور سے پڑھیں

جن دوستوں نے تاحال نور کا چندہ ادا نہیں فرمایا وہ اگر سالانہ جلسہ پر دستی ادا کر دیں تو انھیں محصول ڈاک کی بچت رہیگی، ایام جلسہ میں دفتر نور صبح ۷ بجے سے ۹ بجے تک اور شام کو ۸ بجے سے ۱۰ بجے تک اور ایام جلسہ کے علاوہ صبح ۷ بجے سے شام کے ۸ بجے تک کھلا رہیگا یہ تو دوستوں کو علم ہی ہے کہ دفتر نور منارہ والی مسجد سے جانب جنوب صرف چند قدم کے فاصلہ پر ہے۔

قادیاں میں تھانہ

گرد و نواح کے سکھوں کی شوریدہ سری کی وجہ سے ... قادیاں میں دو سال کیلئے آزمائشی تھانہ مقرر ہوا ہے، اور سردار نرندر سنگھ صاحب سب انسپکٹر انچارج تھانہ مقرر ہوئے ہیں، مذبح کی مسماری کی وجہ سے جب قادیان میں ہنگامہ برپا ہوا تھا، اسوقت سب انسپکٹر موصوف قادیاں میں خاصہ عرصہ کام کر چکے ہیں، گو اسوقت ہندو و مسلم جذبات بہت تیزی پر تھے مگر سردار نرندر سنگھ صاحب نے بحیثیت مجموعی خوش اسلوبی سے اپنے فرائض منصبی کو نبھایا، اور حتی الوسع ان کی یہ کوشش رہی کہ کسی فریق کو شکایت کا موقع نہ ملے اور شیخ صالح محمد صاحب بحیثیت انسپکٹر پولیس اس جگہ متعین ہوئے ہیں، شیخ صاحب موصوف کی ملازمت کا بیشتر حصہ اسی ضلع میں گذرا ہے، آپ اس علاقہ کے چپہ چپہ سے واقف ہیں، آپ جہاں بھی رہے اپنی فرض شناسی کا بہترین ثبوت دیا، چور اور ڈاکو آپ کے نام سے ہی کانپتے ہیں، آپ پبلک کے بہترین ہمدرد ہیں اور محکمہ پولیس ایسے فرض شناس کارکن پر بجا طور پر فخر کر سکتا ہے اور یہ قصبہ قادیاں کے باشندوں کیلئے خوشی کا مقام ہے کہ آپ کا ہیڈ کوارٹر اس جگہ مقرر ہوا ہے۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول کی طرف توجہ کرو

میں نے کل اثناء گفتگو میں سپرنٹ
صاحب بورڈنگ ہوس سے
کیا کہ آج کل بورڈروں کی کتنی تعداد ہے یہ معلوم کرنے پر کہ صرف
۴۷ بورڈرز ہیں، مجھے تکلیف ہوئی، یہ سلسلہ کا مرکزی ہائی سکو
ہے اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری نئی پود دینی رنگ میں رنگین ہو ت
اس کی ابتدائی تعلیم قادیاں سے ہی شروع ہونی چاہئے ا
تو یہ تھا کہ اسوقت کم از کم پانصد بورڈرز ہوتے، بیرونجات ک
احباب کو بہت جلد اپنے لڑکوں کو تعلیم الاسلام ہائی اسکول میں
تعلیم کیلئے بھیجنا چاہئے۔ اس وقت دنیا میں جو دہریت کی رو
چل رہی ہے اور نئی پود جو اس رو کا شکار ہو رہی ہے اس
اس وبا کا بہترین علاج ہے اور اب تو یہ سکول کیا بلحاظ اسٹاف
کیا بلحاظ ضبط و تعلیم ہر طرح قابل تعریف ہے ذرا اس کے متعل
آپ ڈپٹی انسپکٹر صاحب محکمہ تعلیم کی رائے ملاحظہ کیجئے،

ڈپٹی انسپکٹر کی رائے

ڈپٹی انسپکٹر آف سکولز نے حا
کے معائنہ کے بعد حسب ذیل رائے ظاہر فرمائی ہے:-
" اس درسگاہ کا انتظام نہایت اعلیٰ درجہ کا ہے اور ترقی
علامات ہر پہلو میں نمایاں ہو رہی ہیں، اعلیٰ درجہ کا ضبط
سکول کا امتیازی پہلو ہے، ویسے بھی سکول کی عام حالت
منظر دلوں پر اثر کرنے والا ہے، پرائمری میں بھی بہت
مفید اصلاحیں جاری کی گئی ہیں " " حساب و کتاب اور رجسٹ
بہت اطمینان بخش ہیں " مجھے اس بات سے نہایت خوشی
ہوئی ہے، کہ اصلاحات جو جاری کی گئی ہیں، وہ مفید نتائج
کر رہی ہیں، پچھلے سال ۳۲ طلبا میں سے جو امتحان انٹرنس
شامل ہوئے، ۲۴ پاس ہوئے، میں اور میرے ساتھی (ہ
ہولی نس) کی مہمان نوازی اور مہربانی کے بہت ممنون ہیں

آؤ کام کریں

انشاء اللہ نور کے آئندہ نمبر میں آؤ کام ک
کے تحت ایک نہایت ہی زبردست مضمون شائع ہوگا مجھے
رکھنی چاہئے کہ ناظرین اس مضمون کو بغور پڑھینگے اور پھر اس
عمل بھی کریں گے، کیونکہ اس پر عمل کے ساتھ کم از کم پنجاب میں
مسلمانوں کی بہت حد تک بہتری اور بہبودی وابستہ ہے۔

قادیان میں رہائش کی خواہشمند غور سے پڑھیں

جناب میرزا شریف احمد صاحب کی
کوٹھی کے پاس ایک کنال زمین او
اندرون شہر با موقع ایک عمدہ مکان اور ایک سفید ٹکڑہ زمین قابل
ہے خواہشمند احباب جلسہ سالانہ پر ایڈیٹر نور سے ملکر اس کے متعل

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حیدرآباد کا سفر

۱۹ اکتوبر ۱۹۲۹ء کو جناب حافظ عبدالعلی صاحب وکیل ہائی کورٹ حیدرآباد دکن کا تار مجھے ملا کہ "آپ فوراً حیدرآباد پہونچ جائیں"، مجھے بعض عوارض ہیں اگر تھوڑا سفر ہو تو میں انٹر میں کرتا ہوں اگر لمبا سفر ہو تو سیکنڈ میں، انٹر یا سیکنڈ کا مجھے کوئی شوق نہیں، مگر صحت کی موجودہ حالت اس کے لئے مجبور کرتی ہے ورنہ میرے بزرگ بھائی نیر صاحب اس امر کے شاہد ہیں کہ اپنے کام کا ناقابل برداشت ہرج کر کے بھی جون اور جولائی کی جلتی بلتی اور چلچلاتی دھوپ میں انگاروں کی طرح دہکتے ہوئے ریت کے ذرات پر طویل پیدل سفر کئے جن سے تمام پاؤں پر آبلے ابھر آئے مولوی عبدالسلام صاحب کاٹھ گڑھی بھی اس کے شاہد ہیں کہ جب میں اس بھڑکتے ہوئے آگ کے شعلوں میں پیدل سفر کر رہا تھا تو میں اس قدر حواس باختہ اور پریشان ہو گیا تھا، کہ ایک بے آب و گیاہ بیاباں میں ٹنڈ منڈ درخت دیکھکر جس کے نیچے اسقدر کوڑا کرکٹ تھا کہ اب اس کے تصور سے روح کانپتی ہے ایسی حالت میں اس درخت کو بھی غنیمت سمجھکر بے تحاشہ اس کے نیچے بیٹھ گیا، مگر اسوقت صحت ساتھ دیتی تھی مگر اب جسم مجھ سے باغی ہے اور میرا کہا نہیں مانتا جب میں اسے مجبور کرتا ہوں تو وہ مجھے یہ صاف جواب دیتا ہے کہ اتنا عرصہ میں تمہارا کہنا مانتا رہا اب میرا حق ہے تو جسم کے اس معقول جواب سے میں خاموش ہو جاتا ہوں،

۲۰ اکتوبر کو اتوار تھا، رجسٹری بند تھی ۲۱ کو میں نے جناب حافظ عبدالعلی صاحب موصوف کی خدمت میں رجسٹرڈ خط لکھدیا، کہ میرے آنے سے میرے کاروبار کو ناقابل برداشت نقصان پہونچیگا، میرے اخبار کا دور جدید ہے بے ترتیبی میں یہ اپنی ساکھ کو کھو دیگا، ادویات کی تجارت ہے۔ جو درحقیقت اس وقت میری معاش کا ذریعہ ہے ورنہ اخبار تو اپنے اخراجات بھی پورے نہیں کر سکتا اس کے Up to date آرڈروں کی سپلائی کو میں نہیں کر سکوں گا، جس سے اس تجارت کو ناقابل برداشت نقصان ہوگا، اور پھر میرے کچھ خانگی حالات بھی پیچیدہ ہیں کثیر العیال ہوں، میری مرحومہ بیوی کی اولاد قریباً بالغ ہے، اگر میں موجود نہ رہوں تو ہر وقت مشکلات پیدا ہونیکا احتمال، مگر میں اپنی طرف سے اس ہوم پالیٹکس کو اسطرح ادا کر رہا ہوں کہ الحمدللہ آج تک میرے گھر سے کسی نے اونچی آواز بھی نہ سنی ہوگی، باوجودیکہ ہر آن ٹکراؤ ہونے کا اندیشہ، پھر میرے دفتر کا عملہ ہے جسے میں قریباً چالیس روپے ماہوار دیتا ہوں، میری عدم موجودگی میں اس کا بوجھ یونہی مجھ پر پڑیگا، مگر میں اسلامی خدمت کو بجالانے کے لئے تیار ہوں، صرف یہ چاہتا ہوں کہ صحت کے متعلق موجودہ عوارض کو مدنظر رکھتے ہوئے آنے جانیکے خوراک وغیرہ کے اخراجات اور سیکنڈ کا کرایہ مل جانا چاہئے، یہ رجسٹری میں نے ۲۱ اکتوبر کو روانہ کی، جس کا جواب مجھے ۲۹ کو مل جانا چاہئے تھا، مگر اس کا جواب مجھے ۵ نومبر کو ملتا

۲۰ اکتوبر کو مولوی محمد امین خانصاحب مجاہد بخارا ۲ بج دفتر دعوۃ تبلیغ کی طرف سے میرے پاس آتے ہیں، او فرماتے ہیں کہ دفتر دعوۃ و تبلیغ کا حکم ہے کہ آج ہی تین بجے کی گاڑی میں روانہ ہو جاؤ یعنی بصد مشکل ایک گھنٹ کی مہلت، میں نے نہایت ادب سے عذر کر دیا کہ اسقد عجلت میں میں روانہ نہیں ہو سکتا، میں ہی کیا اگر آپکا کو تنخواہ دار مبلغ ہوتا اور جس کے کان ہر وقت آپکی طرف لگ ہوتے کہ کب ارشاد ہو اور میں روانہ ہو سکوں وہ بھی اس عجلت سے گھبرا جاتا، اگر آپ مجھے بھیجنا چاہتے ہیں تو کم از کم ایک ہفتہ پیشتر مجھے اطلاع ملنی چاہئے۔

اس سے تیسرے یا چوتھے روز میرے بزرگ دو شیخ یعقوب علی صاحب، بے تکلف مہربان قاضی اکمل صا اور دلی ہمدرد چوہدری غلام محمد صاحب بی اے نے مجھے

نہ سمجھا، بوجہ گھر میں علالت کے تین راتیں میں بالکل نہیں سویا تھا، اور اس سبب سے زکام اور کھانسی اور بخار ہو تھا جس سے سفر میں مزید بیماری کے بڑھ جانیکا قوی احتمال تھا، مگر میں نے عذر کرنا مناسب نہ سمجھا، **ہرچہ بادا باد ما کشتی بدریا انداختیم** - اور میں نے سامانِ سفر پھر باندھنا شروع کر دیا۔ ۵ر نومبر کو ۳ بجے میں قادیان سے روانہ ہوا، امرتسر پہونچکر اسباب اسٹیشن پر چھوڑ شہر گیا اور چند ضروری کتابیں خریدیں،

بمبئی میل کچھ لیٹ تھی ۱۰½ بجے امرتسر سے بمبئی میل پر سوار ہوا، جس خانہ میں میں تھا، کافی بھیڑ تھی، مگر لدھیانہ جا کر بھیڑ کچھ کم ہوگئی، جس برتھ پر ایک طرف میں بیٹھا تھا دوسری طرف ایک یورپین تھے اُن کی سیٹ تا بمبئی ریزرو تھی، میں نے موقع کو غنیمت سمجھکر فوراً بستر کر لیٹ گیا، رات کو نیند کی حالت میں میری ٹانگیں گاہے گاہے حد سے تجاوز کر جاتی تھیں، مگر صاحب بہادر کو اپنے آپ پر پورا کنٹرول تھا، اور کیا مجال کہ اُنھوں نے اپنی حد سے ایک انچہ بھی تجاوز کیا ہو۔

میں صبح ½۴ بجے اٹھا، حسب عادت مسواک کی اور وضو کر کے نماز کیلئے بیٹھ گیا، نماز سے فارغ ہو کر ناشتہ کیا اور پھر دہلی کے اسٹیشن پر جب میں پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگا تو صاحب بہادر کی ریزرو سیٹ کی چٹ میری نظر پڑی تو معلوم ہوا کہ آپ فوجی میجر ہیں اور راولپنڈی سے بمبئی جا رہے ہیں، قریباً ۸ بجے میں نے ۱۲ ضخیم کتابوں کا ڈھیر اپنے اردگرد لگا لیا، اور وہ ڈھیر قریباً ۲½ فٹ اونچا تھا، میں صبح ۸ سے لیکر شام کے ۶ بجے تک کتابوں کا مطالعہ کرتا رہا۔ اور میں اس مطالعہ سے اس نتیجہ پر پہونچا کہ مائی ٹیکری کے نام سے جو گوردوارہ نانڈیڑ (دکن) میں زیر بحث ہے پنتھ پرکاش، سورج پرکاش، گور بلاس، تاریخ گورو خالصہ جو سکھوں کی معتبر تاریخی کتب تسلیم کیجاتی ہیں ان میں مائی ٹیکری کا کہیں ذکر نہیں دوم سکھ لٹریچر میں ندیڑ میں جو منجا صاحب کی جگہ بتلائی گئی ہے وہ گورو صاحب کی سمادھ کی جگہ ہے سوم بہادر شاہ نے جو جگہ نانڈیڑ میں گورو صاحب کو دی وہ نصف کوس چوڑی اور ایک کوس لمبی ہے، شام کو جب میں کتابیں بند کر کے نماز سے فارغ ہو کر بیٹھا تو اس وقت گاڑی میں ہم صرف دو شخص تھے ایک صاحب بہادر اور دوسرا میں، مگر دونوں میں اجنبیت غالب تھی، نہ میں گفتگو کیلئے پیشقدمی کر سکتا تھا اور نہ صاحب بہادر ہی، آخر صاحب بہادر نے ہی ابتدا کی، وہ ٹوٹی پھوٹی اُردو جانتے تھے اور میں ٹوٹی پھوٹی انگریزی، قریباً تین گھنٹے سلسلہ گفتگو جاری رہا، پھر تو ہم بے تکلف دوست بن گئے، میری باقاعدہ نماز کی ادائیگی نے صاحب بہادر پر بڑا اثر کیا اور یہی بات انکی زیادہ توجہ کا موجب ہوئی کیونکہ وہ ایک مسلمان فوج کے افسر رہ چکے تھے اور اسلام سے انھیں ایک گونہ دلچسپی تھی اور اس گفتگو میں ایک مزیدار لطیفہ ہوا، صاحب بہادر نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے کانگڑہ دیکھا مگر انہیں کانگڑہ بھولکر کانگرس کا لفظ یاد رہا، اور وہ کانگڑہ کو کانگرس کہتے رہے میں نے کہا کہ ابکی دفعہ کانگرس لاہور ہونے والی ہے اور میرا منشا ہے کہ میں دیکھوں، پھر صاحب بہادر نے کہا کہ لاہور والی کانگرس نہیں وہ کانگرس جو پٹھانکوٹ سے آگے ہے اوہ میں پھر سمجھا کہ صاحب بہادر کی مراد کانگڑہ سے ہے، قریباً ۱۱ بجے تک سلسلہ گفتگو جاری رہا پھر ہم سو گئے۔

تیسرے روز صبح جب گاڑی منماڑ پہونچی تو میں نے حیدرآباد جانے کیلئے گاڑی کو بدلا، تو صاحب بہادر اٹھکر نہایت گرم جوشی سے ملے، جب میں حیدرآباد جانے والی گاڑی پر سوار ہوا تو اسوقت ایک میں تھا اور ایک اندور کے سپرنٹنڈنٹ عجائب گھر، تین چار گھنٹے کے بعد گاڑی میں کافی رونق ہوگئی اور ان میں ایک پارسی سیٹھ مہربان جی بھی تھے آپ کئی ایک کارخانوں کے مالک ہیں۔ اور نہایت خوش خلق، گفتگو بہت سلجھی ہوئی، ہم تین چار گھنٹے کی گفتگو سے ہی بے تکلف دوست بن گئے، پورنا کے اسٹیشن پر جا کر سیٹھ صاحب موصوف نے بڑی پرتکلف دعوت کی۔ خدا انھیں خوش رکھے ۸ر نومبر کو صبح ½۷ بجے گاڑی سکندرآباد پہونچی چار روز کے لگاتار سفر سے طبیعت کچھ مضمحل سی ہو رہی تھی اور میں نے پلیٹ فارم پر ٹہلنا شروع کیا اور میں خیال کر رہا تھا کاش اس وقت پیارے بھائی نیر یا عزیز المکرم شیخ محمود (جو ان دنوں سکندرآباد تھے) نظر آجاتے تو کیا ہی اچھا ہوتا، یہ میں خیال کر ہی رہا تھا کہ مولانا نیر صاحب کا سبز عمامہ نظر پڑا اس سبز عمامہ کو دیکھکر میں سر سبز ہو گیا، اس کے بعد بھائی فخرالدین

صاحب مالاباری بھی آگئے، میرا اسباب نکالا اور خاصہ فاصلہ طے کرکے اسباب موٹر پر رکھا گیا، کسٹم والوں نے اسباب کھول کر دیکھا کوئی چیز قابل اعتراض نہ تھی، مکرم مولانا نیر صاحب نے مجھے جناب حافظ عبدالعلی صاحب کے مکان پر پہونچا دیا وہاں میں نے گرم پانی سے غسل کرکے کپڑے بدلے اور حافظ صاحب موصوف کے ساتھ نماز ادا کرنیکے لئے مسجد میں گیا، ہر بھائی بڑی محبت سے پیش آیا، کہنے کو تو میں سفری فضا میں تھا، مگر مسجد میں جاکر اپنے آپکو ایسی فضا میں پاتا تھا کہ گویا میں ایک گلزار میں ہوں اور ہر ایک پھول سے محبت کی خوشبو کی لپٹیں بڑی تیزی سے آرہی ہیں، اور میرے لئے یہ فیصلہ کرنا مشکل تھا کہ میں کس محبت کے پھول کو ترجیح دوں، گویا میں پریم کے دیوتاؤں اور محبت کے فرشتوں کی جھرمٹ میں تھا، حیدرآباد کے بھائی جس محبت واخلاص سے پیش آئے اس کی نیک یاد ہمیشہ میرے دل میں تازہ رہیگی اللہ تعالیٰ اُن دوستوں کو جزاخیر دے۔

اسی روز ۸ بجے شام کو مجھے "پاک وصاف" نامی ہوٹل میں پہنچا دیا گیا یہ ہوٹل ابھی نیا ہے ابھی اس میں بہت کچھ ترقی کی گنجائش ہے، مالک ہوٹل کوشش کر رہا ہے کہ جلد ان خامیوں کو پورا کرے مجھے جلدی ہی یہ ہوٹل چھوڑنا پڑا، اس کے بعد میں عزیز ہوٹل میں آیا، ہوٹل کے مالک سیٹھ فاروقی صاحب بہت ہی خوش خلق ہیں، اور میرے آرام کا ہر طرح خیال رکھتے ہیں، فرماتے ہیں کہ آج سے تیس سال قبل یہ ہوٹل صرف ۵۳۰ ؍ کے سرمایہ سے شروع کیا گیا تھا اب خدا کا فضل ہے مالک ہوٹل کے چار صاحبزادگان عنقریب ولایت جا رہے ہیں بچے وہاں تعلیم حاصل کریں گے اور آپ وہاں سے کیک وبسکٹ بنانے کیلئے نئی مشینیں لائینگے جو پچاس ہزار روپے کو آئینگی، سیٹھ صاحب کے سب صاحبزادے میرے ساتھ بہت مانوس ہو گئے ہیں چھوٹے صاحبزادے کا نام محمد یوسف ہے میں اس بچہ کو یہ کہتا ہوں کہ میرا نام محمد یوسف ہے تم نے میرا نام کیوں رکھا، پیارا بچہ توتلی زبان سے یہ جواب دیتا ہے کہ میں سچ کہتا ہوں کہ میرا نام یوسف ہے، میں یہ جواب دیتا ہوں کہ بچے میں بھی سچ ہی کہتا ہوں کہ میرا نام بھی یوسف ہے، پھر یہ ننھا بچہ یہ جواب دیکر مجھے خاموش کر دیتا ہے، اچھا تم بڑے یوسف میں چھوٹا یوسف اللہ تعالیٰ ان بچوں کی عمر دراز کرے اور دین کا خادم بنائے، اس ہوٹل میں خوشنما باغیچہ بھی ہے جب میرا دل گھبراتا ہے تو اس میں ٹہل کر اپنے دلکو بہلا لیتا ہوں۔

میں نے پہونچتے ہی سب سے اول یہ معلوم کیا کہ مقدمہ کس مرحلہ پر ہے، تو معلوم ہوا کہ بعض سکھوں کی شہادتیں تو ہو چکی ہیں اور بعض کی باقی ہیں، مگر میں سمجھتا ہوں کہ سکھ گواہوں پہ جرح کرنے میں خامی رہی مگر اس کے لئے وکلاء صاحبان ذمہ دار نہیں کیونکہ وہ سکھ لٹریچر سے ناواقف ہیں، باوجود عدم واقفیت کے پھر بھی جو انھوں نے جرح کی وہ بصد قابل تعریف ہے اگر جرح میں یہ باتیں بھی آسکیں تو میرے خیال میں زیادہ اچھا ہوتا،

(۱) کیا بہادر شاہ نے گورو گوبند سنگھ کو اس زمین کے لئے کوئی پٹہ لکھ کر دیا۔

(۲) اگر دیا تو کتنی جگہ کے لئے۔

(۳) کیا آپ کی تاریخی کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ گورو صاحب نے ناندیڑ میں اپنی سمادھ بنانے کیلئے سخت ممانعت کی تھی،

(۴) کیا آپکی کتابوں میں یہ درج ہے کہ جب گورو صاحب کی وفات کی خبر مشہور ہوئی تو اس کے بعد بعض لوگوں نے گورو صاحب کو گھوڑے پر سوار جاتے ہوئے دیکھا، اور گورو صاحب نے اپنے مُریدوں کو یہ پیغام دیا کہ وہ تسلی رکھیں،

(۵) کیا آپ کی کتابوں میں یہ درج ہے کہ بہادر شاہ گورو صاحب کو ایک ہزار روپیہ روزانہ دیتے رہے۔

مگر اس میں بیچارے وکلاء کا کیا قصور، وہ سکھوں کے لٹریچر سے قطعی ناواقف، باوجود اس عدم واقفیت کے پھر بھی جوان تھک کوشش انھوں نے کی وہ بصد قابل تعریف ہے ہاں اگر میں ۴ یا ۵ نومبر کو بھی وہاں پہونچ جاتا تو یہ جرح ہر طرح مکمل ہو جاتی، اس میں میرا کیا قصور، جب مجھے ارشاد ہوا باوجود شدید سردی کے میں فوراً تیار ہو گیا۔

سکھوں کے بنار دعوے کو بھی دیکھا، اس میں ایک کتاب تو منظوم ہے اور دوسری نثر کی، یہ کتابیں قریباً حال ہی کی تیار کردہ ہیں، منظوم کتاب کی نظم کچھ ادق ہے اس میں ایک جگہ ناندیڑ کے گوردوارہ سنگت صاحب کا ذکر کیا گیا ہے اور اس کی تعریف میں لکھا گیا ہے کہ جو لوگ سنگت صاحب کے گوردوارہ کے درشن کو آتے ہیں وہ نجات حاصل کرتے ہیں، جو یہاں نذر اور چڑھاوے وغیرہ چڑھاتے ہیں، اُن کی ہر ایک خواہش برآتی ہے اور اگر وہ غریب ہوں تو امیر ہو جاتے ہیں، اور ان کی ثروت کا دور ہمیشہ جاری رہتا ہی اس نظم میں ایک لفظ چکرمال ہی جسکے معنی دور اور مال کے معنی ثروت، مگر سکھ لوگ اسے مال ٹیکری ثابت کر رہے ہیں مگر نہ ہی لغت اور نہ ہی سیاق وسباق ان معنوں کا متحمل ہے۔ ۔ ۔

اور دوسری کتاب میں "مالٹے نامی ٹلہ" لکھا ہے اس سے مال ٹیکری لے رہے ہیں، اور یہی دو کتابیں ان کی بنائے دعویٰ ہیں، اگر سکھ گواہوں سے چکومال کے پورے پیراگراف کے معنے کرائے جائیں تو کبھی اس کے معنی مال ٹیکری برآمد نہ ہو سکتے اور مالٹے نامی ٹلہ بھی جرح میں نہ ٹھہر سکتا، کیونکہ پنجابی زبان میں کہیں بھی مالٹے کے معنے مال کے نہیں ہیں مگر میں پھر کہوں گا کہ اس میں مسلم وکلاء قطعی بری الذمہ ہیں وہ بیچارے نہ پنجابی سے واقف، نہ ہندی سے اور نہ ہی سکھ لٹریچر سے،

گو میں نے اپنی شہادت میں ان مذکورۃ الصدر امور پر روشنی ڈالی مگر میں تو مسلمانوں کا گواہ تھا، اگر یہی باتیں جرح میں سکھ گواہوں سے نکلوائی جاتیں تو مقدمہ کا نقشہ آج بدلا ہوا ہوتا، اگر میں ۵ نومبر کو بھی وہاں پہونچ جاتا تو نقشہ کچھ اور کا اور ہی ہوتا، مگر اس میں میرا کیا قصور، میں تو شروع سے ہی آنے کیلئے تیار تھا، گو آنے میں میرا غیر معمولی حرج تھا پرچہ میں بے قاعدگی، سلسلہ تجارت کی برہمی، عملہ کی مفت تنخواہ کا بار، مگر میں ان سب مشکلات کو محض خدمت اسلام کے لئے برداشت کرنے کے واسطے تیار تھا اور تیار رہا، چنانچہ جسوقت مجھے حکم ملا فوراً چل پڑا۔ مسلمانوں جیسی غریب قوم جس کا ایک ایک پیسہ وزن رکھتا ہے کی معقول رقم خرچ ہوگئی مگر بے ترتیبی سے، اگر یہی کام ترکیب سے کیا جاتا تو تھوڑے روپیہ میں بخوبی اور نتیجہ خیز ثابت ہو سکتا تھا، اب تو اللہ کے حضور دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ ہماری کوتاہیوں پر چشم پوشی فرمائے اور ہمیں بار آور بنائے آمین۔

چند دوستوں سے ملاقات

جناب اکبر یار جنگ صاحب بہادر توبندہ کے پُرانے کرم فرما ہیں اور ہمیشہ ان کی نظر کرم مجھ پر رہی ہے اللہ انھیں جزاء خیر دے اور ان کے اقبال میں دن دگنی اور رات چوگنی ترقی دے آمین۔ جب اول روز مسجد میں انھوں نے مجھ سے معانقہ کیا، کیونکہ ملاقات کو دیر ہوگئی تھی میں آپ کو ۲ منٹ تک نہ پہچان سکا، اور اس کے لئے میں اپنے دلکو دیر تک

ملامت کرتا رہا کہ گیا تو اپنے محسن کو بھول گیا، یہ سرکشی۔

جناب سیٹھ عبداللہ بھائی صاحب۔ سیٹھ عبداللہ بھائی کے کیا کہنے آپ تو فرشتہ ہیں، آپکا نمونہ قابل رشک اور احمدیت آپ پر بجا ناز کر سکتی ہے، آپ پیچھے آئے اور بہتوں کو پیچھے چھوڑ گئے، آپ نے پر تکلف دعوت کی، تبلیغ اسلام کے لئے آپ میں ایک خاص سوز ہے، تحریری تبلیغ آپ کے ذریعہ بہت ہوئی اور آئندہ انشاء اللہ بہت کچھ توقع ہے اب آپ اس فکر میں ہیں کہ ٹیچنگ آف اسلام کا ترجمہ ہر زبان میں کیا جائے، اور اس کتاب کی اشاعت نہایت وسیع پیمانہ پر ہو، اللہ کریم آپ کے ان نیک ارادوں کو پورا کرے آمین۔

خان بہادر جناب سیٹھ احمد بھائی صاحب:۔ یہ سیٹھ صاحب جناب سیٹھ عبداللہ بھائی کے چھوٹے بھائی ہیں اللہ تعالیٰ اس خاندان کو بڑھائے اور دین و دنیا کے حسنات کا وارث بنائے، جناب سیٹھ عبداللہ صاحب نے مکرم خان بہادر سیٹھ احمد بھائی صاحب سے بھی ملایا، سیٹھ صاحب موصوف خاکسار ایڈیٹر نور کے کام سے واقف ہیں آپ میرے کام کی بہت دیر تک تعریف فرماتے رہے اور مجھ سے مشرف بہ اسلام ہونے کے وجوہات سنتے رہے، بہت دیر تک آپ سے گفتگو رہی، آپکا چہرہ نورانی اور آپکا ماتھا خوش اقبال کے ستارے سے چمک رہا تھا، آپ روشن خیال اور وسیع اخلاق کے مالک ہیں، اللہ آپکا حامی و ناصر ہو اور آپ کے کاروبار میں دن دگنی اور رات چوگنی ترقی دے۔

جناب میر سعادت علی صاحب:۔ نور کے ناظرین سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہوگا، کہ نور کے ساتھ میر سعادت علی صاحب کا خاص تعلق ہے اور اب نور کے نئے اجراء پر بھی میر صاحب موصوف نے نہایت گرم جوشی سے مبارکباد کا خط بھیجا۔ میر صاحب موصوف نے آج سے دس سال قبل مجھے دیکھا تھا، جب آپ قادیان تشریف لائے تو میں اپنی عادت کے مطابق صبح کی نماز کے بعد سیر کو جایا کرتا تھا اور میر صاحب موصوف بھی راستہ میں ملا کرتے تھے اور السلام علیکم و علیکم السلام ہو جاتی تھی، اس سے زیادہ کی واقفیت نہ تھی، میر صاحب نے مجھے دیکھکر فوراً ہی فرمایا کہ آپ تو بہت کمزور ہو گئے، یہ آپکا ارشاد صحیح تھا اور میں واقعی پہلے کی نسبت بہت کمزور ہو گیا ہوں گو میری صحت کو نقصان پہنچا مگر اس کے عوض جو چیز میں نے مسلمانوں کو دی اس کی صدیوں سے اشد ضرورت تھی، یعنی قرآن پاک کا گورمکھی ترجمہ اس مبارک ترجمہ کی تکمیل کیلئے ۴ سال روزانہ پندرہ پندرہ گھنٹے مجھے محنت کرنی پڑی، اس وقت تو کام کی لگن اور دھن اور پھر جوانی کی امنگ بھی معلوم نہ ہوا، مگر یہ محنت شاقہ اندر ہی اندر اپنا کام کر گئی، میری ایک صحت کیا اگر کئی صحتیں قربان کر کے بھی میں قرآن پاک کا گورمکھی ترجمہ کرتا تو بسا غنیمت تھا، الحمد للہ الحمد للہ الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے کرم سے اس خاکسار سے یہ عظیم الشان خدمت قرآن لی، اب یہ خاکسار قرآن پاک کے ہندی ترجمہ میں مصروف ہے اس کے لئے دوست خاص طور پر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس نیک ارادہ میں کامیاب کرے آمین قرآن پاک کی خدمت سے بڑھکر اور کوئی کار خیر نہیں، مجھے ذیابیطس کا عارضہ ہے۔ جناب میر سعادت علی صاحب نے از راہ کرم مجھے ذیابیطس کی دوا بھی عنایت فرمائی اللہ تعالیٰ ان کی دوا میں برکت دے میں ان کی اس دوا کے ساتھ ان کی دعا کا بھی محتاج ہوں،

جناب نواب فخر یار جنگ صاحب بہادر سے ملاقات

نور کے ناظرین کسی حد تک اس امر سے واقف ہوں گے کہ جناب خان بہادر میرزا سلطان احمد خاں صاحب میرے خاص کرم فرما ہیں جب میں روانہ ہونے لگا تو انھوں نے مجھے خصوصیت سے فرمایا کہ آپ نواب فخر یار جنگ بہادر سے ضرور ملیں، اور میرا اسلام پہنچائیں چنانچہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا، اور مکرم مرزا صاحب کا پیغام پہونچایا جناب نواب فخر یار جنگ بہادر جالندھر کے رہنے والے ہیں آپ محکمہ فنانس کے سکرٹری ہیں، طرز گفتگو نہایت سلجھا ہوا، اخلاق کریمانہ کے مجسم نمونہ، آپ نے فرمایا کہ آپ کل میرے ہاں کھانا تناول کریں، مگر اس روز یہ فیصلہ ہو چکا تھا کہ میں کل روانہ ہو جاؤں گا، اس لئے میں معافی کا خواستگار رہا

عجیب مغالطہ:۔ میں ۱۴ر نومبر کو صبح غسلخانہ میں نہا رہا تھا، اور جب میں غسل سے فارغ ہو کر باہر آیا تو جناب سیٹھ فاروقی صاحب نے مجھے فرمایا کہ فون پر آپ کو جناب نواب فخر یار جنگ بہادر نے یاد فرمایا ہے اور فرماتے ہیں کہ ۱۲½ بجے مجھے ملیں، میں خود فون پر گیا اور مزید تسلی کے لئے منشی صاحب سے دریافت کیا کہ کیا معاملہ ہے انہوں نے بھی یہی جواب دیا کہ نواب صاحب موصوف نے آپکو یاد فرمایا کہ ۱۲½ بجے مجھے ملیں،

چنانچہ میں وقت مقررہ پر ان کے بنگلہ پر پہونچ گیا، انکے ملازم نے بتلایا کہ آج چھٹی ہے اس لئے آپ صبح سے ہی باہر تشریف لیگئے ہیں، مگر میں نے ۱۲½ بجے کی بجائے ۱ بجے تک انتظار کیا، اور آتی دفعہ ایک عریضہ لکھ کر چھوڑ آیا جب میں ڈیرے پہونچا تو ۳ر بجے معلوم ہوا کہ مکرم نیر صاحب کے ارشاد پر مولوی فخر الدین صاحب مالاباری نے فون کیا تھا، اور جب نواب فخر یار جنگ بہادر شام کو واپس تشریف لائے، تو انھیں میرا عریضہ دیکھ کر حیرت ہوئی اور اس کے جواب میں جناب نے رات کے ۸ر بجے اپنے ایک ملازم کے ہاتھ یہ والا نامہ لکھکر بھیجا۔

"مخدوم مکرم سلام مسنون۔

مجھے عموماً ورزش کا موقعہ نہیں ملتا، اسلئے میرا معمول ہے کہ اگر موقعہ مل جائے تو گاؤں (مکرم نواب صاحب کا اپنا گاؤں ہے) میں چلا جاتا ہوں، تاکہ چند گھنٹے ہوا اور دھوپ میں چکر لگا سکوں اور چنانچہ آج بھی حسب معمول میں ۸ر بجے سے چلا گیا اور اب ۶ر بجے واپس آیا۔

واپس آکر جناب کا نوٹ دیکھا، معلوم ہوا کہ ٹیلیفون سننے میں مغالطہ ہوا، وہ یقیناً کسی اور جانب سے دیا گیا ہوگا، بہرحال ایسے تنگ وقت میں میری خاطر جو آپ نے تکلیف فرمائی اس کا بدل ممنوں ہوں، خدا آپکو جزاء خیر دے، کل کی گفتگو سے میں تو یہی سمجھا تھا کہ آپ تشریف لے گئے ہونگے مگر کل کس گاڑی سے آپ تشریف لیجا رہے ہیں تاکہ اگر موقعہ ہو سکے تو میں آپ سے ملنے کی کوشش کروں۔

جو آپ کو بلا وجہ آج صبح تکلیف ہوئی اس کا مجھے افسوس ہے لیکن اس سے جو عنایت آپ نے مبذول فرمائی اسکا احسان مند ہوں"

اس کے جواب میں میں نے یہ عریضہ جناب نواب صاحب ممدوح کی خدمت میں ارسال کیا۔

مخدوم و محترم سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم۔ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

والانامہ شرف لایا، عزت افزائی کا شکریہ، واقعی فون کے سننے میں مغالطہ لگا جو مجھے بعد میں معلوم ہوا، وکلاء کی خواہش ہے کہ میں تا بحث یہاں ٹھہروں، گو ابھی تک فیصلہ نہیں ہوا، اگر میں رہ گیا، تو انشاء اللہ ضرور حاضر خدمت ہو کر ملاقات کا شرف حاصل کرونگا، میں آپ کی اس ذرہ نوازی کا تہ دل سے ممنون اور انشاء اللہ آپ کے اس اخلاق کریمانہ کی نیک یاد ہمیشہ میرے دل میں تازہ رہیگی۔ والسلام

آپکا محمد یوسف اڈیٹر نور

آپ اخلاق محمدی کا ایک نمونہ ہیں، میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ایسے وجود ذیجود کو دن دگنی اور رات چوگنی ترقی دے،

اس کے بعد میں ۲۵ر نومبر کو جناب نواب صاحب موصوف کی خدمت میں برائے ملاقات حاضر ہوا، مگر میری شومئی قسمت سے آپ بنگلہ پر تشریف نہ رکھتے تھے اور میں آپکی ملاقات کی محرومی کی حسرت کو ساتھ لیکر واپس آیا اور یہ حسرت مجھے اسوقت تک رہیگی جبتک دوبارہ آپکی ملاقات کا نیک موقع میسر نہ آئے۔

نواب صدر یار جنگ صاحب بہادر صدر الصدور اعظم صیغہ امور مذہبی

گو نواب صاحب موصوف سے قریباً ۷ سال سے میری خط و کتابت ہے مگر نیاز سے مشرف ہونے کا یہ پہلا موقع تھا، مکرم معظم جناب نواب صاحب موصوف بزرگانہ اخلاق سے پیش آئے اور آپ نے مجھے دیکھکر فرمایا کہ میں تو سمجھتا تھا کہ آپ بوڑھے ہونگے مگر آپ تو ماشاء اللہ جوان ہیں، بہت دیر تک آپ سے باتیں ہوتی رہیں، مکرم نواب صاحب ہمیشہ مجھ پر نظر کرم فرماتے رہے ہیں اور آپ نے مجھے فرمایا کہ اگر آپ ٹھہریں تو پھر بھی مجھے ملیں، آپ میرے ناچیز کام کی تعریف فرماتے رہے، نواب صاحب موصوف سے ملنے کی میری دیرینہ خواہش تھی الحمد للہ کہ آج وہ میری پرانی خواہش پوری ہوئی

جناب نواب اختر یار جنگ صاحب بہادر معتمد صیغہ امور مذہبی

اس کے بعد مجھے جناب نواب اختر یار جنگ بہادر کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقعہ ملا، آپ سے گو خط و کتابت تو دیر سے ہے مگر ملاقات کا یہ پہلا ہی موقعہ تھا جسکی مجھے دیر سے تمنا تھی، الحمد للہ کہ آج پوری ہوئی، نواب صاحب مکرم محبت اور خلق محمدی سے پیش آئے، آپ خاکسار کے تبلیغی کام کو محبت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ بہت دیر تک آپ سے گفتگو رہی، چونکہ آپ کے دفتر کا وقت تھا اور دفتر میں ہی میں حاضر ہوا تھا، یہ خیال تھا کہ آپ کے کام کا ہرج نہ ہو اس لئے میں نے زیادہ وقت لینا مناسب نہ سمجھا، ورنہ دل تو یہی چاہتا تھا کہ بہت دیر تک آپ کی محبت سے مستفیض ہوں، جن محبت بھرے الفاظ سے آپ نے مجھے نوازا، اسکی یاد بہت دیر تک میرے دل میں تازہ رہیگی، میری دل و جان سے یہ دعا ہے کہ اللہ کریم آپکا حامی و ناصر ہو اور آپکا اقبال ہمیشہ تاباں رہے

جناب نواب صمد یار جنگ صاحب بہادر۔ مکرم جناب نواب صمد یار جنگ صاحب بہادر ملٹری سکریٹری ہیں، آپ میرے پرانے کرم فرما ہیں، آپ سے ملاقات کو بہت دل چاہتا تھا اگر میں آپ کی ملاقات سے محروم رہتا تو مجھے یہ افسوس دیر تک رہتا چنانچہ آنے سے ایک روز قبل میں نواب صاحب موصوف کی خدمت میں حاضر ہوا، اور ان سے قریباً ½ گھنٹہ علمی گفتگو جاری رہی، علمی گفتگو ایسے ادق اور اعلیٰ پیمانہ پر رہی کہ میرے لئے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو گیا کہ میں ملٹری سکریٹری کے کمرہ میں ہوں یا کیمبرج یونیورسٹی کے سینیئر لیکچرار کے کمرہ میں ہوں، آپکا علمی مذاق شروع سے ہی مسلمہ رہا ہے۔

مکرم مولانا عمادی صاحب:۔ مکرم مولانا عمادی صاحب آج کل حیدرآباد کے دارالتراجم میں ہیں آپکا علمی ذوق کسی تشریح کا محتاج نہیں، آپ کبھی ہماری اخباری برادری کے درخشاں رکن تھے، آپ کی ملاقات سے مجھے بہت خوشی ہوئی، آپ کی طبیعت میں شگفتہ مذاق بھی ہے، اثنائے گفتگو میں فرمانے لگے، کہ کیا فرماتے ہیں علماء دین بیچ اس مسئلہ کے کہ تیار ہو جائے چاء، میں نے عرض کیا کہ کیا فرماتے ہیں علماء دین بیچ اس مسئلہ کے کہ جب دلکی چاہ غالب آجائے تو اسوقت اس رسمی چاء کی ضرورت رہتی ہے کہاں تک؟ یہ ملاقات پر لطف تھی،

مکرم جناب مولانا نیر صاحب:۔ یہ ناسپاسی ہوگی اگر میں اس موقعہ پر اپنے معزز اور بزرگ بھائی مولانا نیر صاحب کا شکریہ ادا نہ کروں، آپ کی موجودگی نے میری غریب الوطنی کو وطن بنا دیا، اور جن میں ان مذکورۃ الصدر بزرگوں سے ملاقات کا شرف حاصل کر سکا ہوں، یہ سب میرے پیارے بھائی نیر صاحب کی ہی مہربانی کا نتیجہ ہے ورنہ بوجہ اجنبیت میرے لئے مشکلات تھے مگر ان کی موجودگی نے میری مشکلیں آسان کر دیں اللہ ان کے کاروبار میں برکت دے اور ان کی بھی سب مشکلیں آسان کرے آپ جس تن دہی اور جان فشانی سے کام کر رہے ہیں اس کا بہترین اجر اللہ ہی آپ کو دے سکتا ہے ایک مبلغ میں جو خوبیاں ہونی چاہئیں وہ مولیٰ کریم نے سب آپکو دے رکھی ہیں، آپ شیریں زبان، نیکوکار اور خوش گفتار ہیں، ملنساری آپ کی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے اور اللہ کے کرم سے آپ نے تھوڑے ہی عرصہ میں کافی رسوخ حاصل کر لیا ہے قیام حیدرآباد میں جو آپ کی مہربانی میرے شامل حال رہی ہیں اُسے انشاء اللہ ہمیشہ یاد رکھونگا،

حیدرآباد کا موسم بہت خوشگوار ہے جیسا ہمارے ہاں وسط اکتوبر کا موسم ہوتا ہے، میں اپنے ساتھ دو گرم کوٹ لایا مگر بیکار، رات کو لٹھہ کی چادر اوڑھتا ہوں اور صبح ٹھنڈے پانی سے غسل کرتا ہوں، لوگ ملنسار ہیں،

شاہان مغلیہ کی شان اور تمدن کی یاد صرف یہیں پاؤ گے، اسلامی شان اور سطوت بھی آپ یہیں دیکھینگے اعلیٰ حضرت حضور نظام کی ذات گرامی سے رعیت کا ہر فرد خوش ہے محض اس لئے کہ سکھوں کو شکایت نہ ہو کہ ہمارے ساتھ انصاف نہیں کیا گیا، ہائی کورٹ کا ایک جج جس کا ماہانہ خرچ ۵½ ہزار سے کم نہ ہوگا، مہیا کیا گیا ہندوستان کی کسی دوسری ریاست میں یہ نمونہ شاید ہی ملے اور پھر اس گورنمنٹ کی طرف سے سکھوں کے گوردوارہ کے نام پچاس ہزار روپیہ کی جاگیر ہے جو شاید اب بوجہ قیمتوں میں اضافہ ہو جانے کے دو اڑھائی لاکھ سے کم نہ ہوگی گویا ایک ریاست ہے اور اتنی جاگیر کسی سکھ ریاست میں کسی سکھ گوردوارہ کے لئے نہیں پاؤ گے پھر یہ کس قدر ناسپاسی اور کمینگی ہے کہ ایسی مہربان گورنمنٹ کے خلاف آئے روز سکھ پریس زہر اگلتا رہتا ہے، میں اس موضوع پر انشاء اللہ اپنی کسی قریبی اشاعت میں مفصل لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں، نظام گورنمنٹ میں آپ ایک خاص اسلامی شان پائیں گے، ایسی اسلامی سلطنت کی ترقی گویا اسلام کی ترقی ہے اس لئے ہر ایک مسلمان کو اللہ کے حضور ہمیشہ یہ دعا کرنی چاہئے کہ یہ اسلامی سلطنت ہمیشہ بڑھے اور پھلے پھولے۔ آمین۔

حیدرآباد کے مسلمانوں میں جمود ہے یا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا کے کرم سے انھیں ایک اسلامی سلطنت میسر آئی ہے اور انھیں ان تکلیف دہ راستوں سے نہیں گذرنا پڑتا جن مشکلات سے دوسرے مسلمانوں کو دوچار ہونا پڑتا ہے مگر گردوپیش کے حالات سے آنکھیں بند کر کے اپنی حالت پر مست ہوجانا شاید اچھی زندگی کی علامت نہ سمجھی جائے علاقہ حیدرآباد میں تبلیغ کا میدان بہت وسیع ہے اگر وہاں کے ہر مسلمان میں یہ عزم پیدا ہو جائے کہ ہم نے ایک سال میں کم از کم ایک شخص کو اسلامی نور سے منور کرنا ہے تو چند سالوں میں ہی بہت سے لوگ اصنام پرستی کو چھوڑ توحید پرست بن سکتے ہیں، اور یہ مخلوق اللہ کی وہ خدمت ہے کہ اس سے بڑھکر ممکن نہیں، کسی کو اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لانا اس سے بڑھکر اور کیا کار خیر ہو سکتا ہے۔ اسی کار خیر کی بجا آوری میں ہی ہماری دین و دنیا کی بہتری ہے، جب تک مسلمان اس مبارک راہ پر گامزن رہے دین و دنیا کی نعمتوں اور اللہ کے کرم سے متمتع ہوتے رہے، اور جب سے مسلمانوں نے اس بابرکت طریق کو ترک کر دیا، اللہ نے بھی اپنے کرم کا ہاتھ کھینچ لیا، اگر اب بھی ہم اللہ کے اکرام و افضال کے وارث بننا چاہتے ہیں تو ہمیں پھر وہی بابرکت راہ اختیار کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق دے۔

وطن کو واپسی:۔ ۲۷ر نومبر ۴½ بجے میں سکندرآباد سے روانہ ہوا، جناب مولانا نیر صاحب، جناب سیٹھ عبداللہ بھائی صاحب، جناب حافظ عبدالعلی صاحب، جناب سید بشارت احمد صاحب اور مولوی فخرالدین صاحب مالاباری اسٹیشن تک سوار کرانے کے لئے ساتھ آئے اور جب تک گاڑی روانہ نہ ہوئی، قریباً آدھ گھنٹہ اسٹیشن پر کھڑے رہے، ان دوستوں کی محبت کو انشاء اللہ ہمیشہ یاد رکھوں گا اور راستہ میں ہر نماز کے بعد ان دوستوں کے لئے میرے دل سے دعائیں نکلتی رہیں، اللہ میرے ان بھائیوں کو حسنات دارین کا وارث کرے۔ آمین۔

میں جاتی دفعہ براستہ منماڈ گیا اور آتی دفعہ براستہ بلہارشاہ، بتول سے لے کر اٹارسی تک کا راستہ بہت دلفریب ہے، سبز جنگل بھی ہے اور چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں بھی ہیں، جس ڈبہ میں میں بیٹھا تھا، اس میں دو مدراسی جنٹلمین تھے، جو بغرض سیاحت دہلی اور آگرہ آرہے تھے یہ سوائے انگریزی اور مدراسی کے اور کوئی زبان نہیں جانتے تھے، ان سے سلسلہ گفتگو انگریزی میں ہی رہا اور ہم ایک دوسرے سے بہت مانوس ہو گئے، جب یہ جنٹلمین آگرہ میں اترے تو انھوں نے ہاتھ جوڑ کر اور سر جھکا کر گڈ بائی کہا اور ہم ایک دوسرے کی جدائی کو محسوس کر رہے تھے۔

اسلام کیلئے ایک دردمند دل رکھنے والے وجود:۔

میرے ایک کرم فرما دوست جن سے مجھے حیدرآباد میں شرف ملاقات کا موقعہ ملا، اور پھر ہم روزانہ ایک دوسرے سے ملتے رہے اور جب انہیں خاکسار اڈیٹر نور کی کتابیں متعلقہ سکھ مذہب پڑھنے کا اتفاق ہوا تو اس لٹریچر سے اس قدر خوش ہوئے، کہ وہ سکھوں میں تبلیغ کی اہمیت کو محسوس کرنے لگے، اور آپ نے فرمایا کہ اگر اس قوم میں کوئی اچھا مبلغ رکھا جائے، تو میں پچاس روپیہ ماہوار دینے کے لئے تیار ہوں، اور اگر نو مسلموں کیلئے کوئی تربیت گاہ بھی بنائی جائے جس کا بنانا نہایت ضروری ہے تو اس کے لئے بھی کم از کم پانچہزار روپیہ دونگا، اگر میں چاہوں تو نہایت آسانی کے ساتھ سکھوں وغیرہ میں تبلیغ کیلئے مضبوط قدموں پر ایک مشن قائم کر سکتا ہوں مگر میں نے کبھی بھی اسے پسند نہیں کیا کہ میں نظام سے علیحدہ ہو کر کوئی کام کروں، اس لئے میں نے حضرت کی خدمت میں نہایت ادب سے اس معاملہ کو رکھ دیا ہے . . . . یہ صاحب اپنے نام کا اظہار بالکل نہیں چاہتے، اور یہی وجہ ہے کہ میں نے آپ کے اسم گرامی کو مخفی رکھا ہے اور سوائے دو یا تین دوستوں کے اور کسی کو علم نہیں، آپ نے یہ بھی وعدہ کیا ہے کہ ماہ جنوری میں قادیان تشریف لائیں گے۔

اسلام کیلئے ایسے دردمند دل رکھنے والے دوست کیلئے جملہ بھائی خاص طور پر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے کاروبار میں برکت دے۔ تاکہ آپ ہر کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہیں، آمین۔

خضر صورت بزرگ۔ غالباً میرا یہ سفرنامہ نامکمل رہیگا اگر میں ایک بزرگ ہستی کا شکریہ ادا نہ کروں، اس بزرگ ہستی سے میری مراد جناب مولانا ابوالحمید صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد ہیں ۸ نومبر کو جس روز میں حیدرآباد پہونچا اور جمعہ کے بعد جب میں مولانا ممدوح کی رہائش گاہ میں حاضر ہوا تو آپکو کسی وجہ سے یہ معلوم ہو گیا کہ میں نے ابھی تک دوپہر کا کھانا نہیں کھایا گو میں جناب حافظ عبدالعلی صاحب کے در دولت پر اسقدر وافر ناشتہ کر چکا تھا کہ جو شام تک بخوبی اکتفا کر سکتا تھا، اور ویسے بھی میں بھوک کے معاملہ میں اسقدر جلد باز نہیں، مگر مولانا موصوف نے فوراً پر تکلف دعوت کا سامان کر دیا جزاک اللہ احسن الجزاء جب میں نے آج سے خاصی مدت قبل مولانا کو دیکھا تھا اسوقت آپکے بال سیاہ تھے اب سفید ہو چکے ہیں، مگر چہرے کا نور اور آنکھوں کا جلال پہلے سے بھی زیادہ نمایاں ہے، کیونکہ مومن کا نور ایمان تو ہر وقت ترقی ہی کرتا ہے۔

پنجاب آنے کیلئے اچھا راستہ:۔ حیدرآباد کی طرف سے جو دوست سالانہ جلسہ پر تشریف لائیں وہ بجائے براستہ منماڈ کے براستہ بلہارشاہ آئیں ایک تو یہ راستہ مختصر ہے وقت کم خرچ ہوتا ہے دوم کرایہ کم پڑتا ہے مگر راستہ بے رونق ہے، سوائے ناگپور کے اسٹیشن کے دیگر اسٹیشنوں پر کھانے پینے کی اشیاء کم ملتی ہیں اسکے لئے دوستوں کو روانہ ہوتے وقت خورد و نوش کی اشیاء اپنے پاس رکھ لینی چاہئیں، اللہ تعالیٰ خوش رکھے مکرم میر بشارت احمد صاحب کو، آپ نے راستہ میں کھانے کے لئے حیدرآباد سے ہی شیرمال رکھ دیئے تھے، جسکی وجہ سے مجھے راستہ میں کھانے کے متعلق کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ براستہ بلہارشاہ ۴½ بجے شام کے سکندرآباد سے چھوٹی ہوئی گاڑی تیسرے روز دن کے ۱۲ بجے دہلی پہنچتی ہے۔ آگے ۳ گھنٹہ کے بعد دہلی سے کرنال پسنجر ملتی ہے جو ۴ بجے صبح امرتسر لے آتی ہے، امرتسر سے ۵½ بجے صبح قادیان آنیوالی گاڑی تیار ہوتی ہے جو ۷ بجے قادیان پہنچا دیتی ہے۔ یہ میں نے اس لئے تفصیلاً لکھا ہے تاکہ سالانہ جلسہ میں شمولیت کیلئے حیدرآباد کی طرف سے آنیوالے دوستوں کو آرام رہے

ضروری اطلاع

بوجہ مصروفیت جلسہ ۳ر جنوری کا نور شائع نہیں ہوگا آئندہ ۱۷ر جنوری کا پرچہ ڈبل کر کے یہ کمی پوری کر دی جائے گی۔

چلو قادیان

ہمارے سالانہ اجتماع میں صرف ہفتہ ہی باقی رہ گیا، اس سالانہ جلسہ کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود اپنے ہاتھ سے رکھی تھی، اور ہمارا جو اُن کے ہاتھ بک چکے ہیں یہ فرض ہے کہ آپ کی اٹھائی ہوئی بنیادوں کی تکمیل میں پوری ہمت اور عزم سے لگے رہیں، آپ کی غرض اس سالانہ اجتماع سے آپ کے پاک الفاظ میں یہ تھی کہ تا ہماری جماعت کے لوگ بہ نیت استفادہ ضروریات دین و مشورہ اعلاے کلمۃ الاسلام اکٹھے ہوا کریں، سو بحمد اللہ یہی پاک مقصد اب تک اس اجتماع میں ہمارے مدنظر ہے، استفادہ ضروریات دین و اعلائے کلمۃ الاسلام یہ دونو وہ پاک اغراض ہیں جن کے لئے قرون اولٰے کے پاک لوگوں نے اپنی زندگیاں وقف کر رکھی تھیں، اور ہر قسم کی تکالیف و مشکلات برداشت کر کے ان اغراض کے حصول میں لگے رہتے تھے، جب سے مسلمانوں نے ان پاک مقاصد کو اپنی نظروں سے پرے ہٹا دیا، اسی وقت سے ان کے مصائب کا بھی آغاز ہوا، انھوں نے تو آرام طلبی کیلئے اس مشکل راہ کو چھوڑا تھا، مگر اس کو چھوڑ کر اُن کو بڑی بڑی مشکلات اٹھانی پڑیں، اور دنیا میں ان کی سلطنت ان کی شوکت اور اُن کی عزت سب کچھ اعلائے کلمۃ الاسلام کے عالی مقصد کو چھوڑنے کے ساتھ ہی رخصت ہو گئے، پس یہ نہایت ہی تنگدلی اور ناسمجھی کے خیالات ہیں، جو دلوں میں ایسے وساوس پیدا کرتے ہیں، کہ سالانہ جلسہ پر ہمارا اس قدر روپیہ خرچ ہو جائیگا، یا سفر میں ایسی ایسی تکالیف پیش آئیں گی، خدا کی راہ میں ان باتوں کو خوشی سے برداشت کرنا سیکھو، تاکہ تمہارے اندر ایک روح پیدا ہو کر دنیا کو اسلام کی طرف کھینچے گو آجکل دُنیا میں بھی جو لوگ کچھ کام کرنا چاہتے ہیں، وہ بھی اس اجتماع کے اصول کو سمجھکر اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں مگر میں آپ کو سچ سچ کہتا ہوں کہ ہمارے آقا و مرشد نے ہمارے لئے اس سالانہ اجتماع میں شمولیت کو دنیا کے لوگوں کی تقلید میں ضروری قرار نہیں دیا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس راہ پر چلایا، اب ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں، کہ ہر سال کس قدر نئے برکات کا موجب یہ ہمارا سالانہ اجتماع ہوتا ہے، بات صرف یہ ہے کہ جب تک تم اس پاک نیت کو دل میں لیکر آتے ہو، جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی بنا ڈالی تھی، تو تمہارا ایک ایک قدم اللہ کی راہ میں اٹھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کبھی اخلاص سے اُٹھاتے ہوئے قدم کو ضائع نہیں کرتا، ہاں اگر استفادہ ضروریات دین اور اعلائے کلمۃ الاسلام کو چھوڑ کر ادھر کا رخ کرو تو بے شک تم نے اپنا وقت بھی ضائع کیا اور ناحق تکلیف بھی اُٹھائی، مگر کس قدر تم پر خدا کا فضل ہے کہ اس دہری غرض کو پورا کرنے کیلئے ہمیں کس قدر اچھا سامان عطا فرمایا ہے، ایک طرف حضرت خلیفۃ المسیح ثانی دام اللہ فیوضہ کے پاک وجود سے ضروریات دین کے استفادہ کا کیسا اچھا موقعہ دیا ہے جس سے بہتر اور مخلص ناصح دنیا میں تمہیں کہیں نہیں مل سکتا، اور دوسری طرف جو اعلائے کلمہ اسلام کی جو عملی صورتیں ہیں ان کے متعلق اس سالانہ اجتماع میں تمھیں غور و مشورہ کرنے کا موقعہ سلسلہ کے کاروبار کو دیکھکر اور اس کی گذشتہ کارروائی کو سُنکر کیسا اچھا ملتا ہے

اس طرح پر تمہاری یہ دونوں ضروریات جو ایک سچے مسلمان کے مقاصد میں سب سے اعلیٰ ہونی چاہئیں کس احسن طریقہ پر پوری ہو رہی ہیں، جو لوگ ہمارے احباب میں اکثر قادیان آتے رہتے ہیں، اور یہاں آنے کے فوائد کو بھی خوب سمجھتے ہیں، مگر جماعت کا بہت بڑا حصہ ایسا ہے کہ انھیں سال میں اگر کوئی یہاں تک آنے میں موقع مل سکتا ہے تو وہ یہی سالانہ اجتماع ہے، پس ہر جگہ کے مخلص احباب کی خدمت میں میری یہ درخواست ہے، کہ وہ دوسرے احباب کو اس نیک کام میں شمولیت کیلئے تحریک کریں، بعض احباب کو کئی کئی سال یہاں آئے ہوئے گذر گئے ہیں، ان کو خوب سمجھنا چاہئے کہ اس طرح پر سلسلہ سے ایک قسم کی اجنبیت سی ہوتی چلی جاتی ہے، جس کا اثر گو پہلے کھلا کھلا محسوس نہ ہو، مگر تھوڑے ہی دنوں میں طبیعت کا رنگ بدل جاتا ہے اس لئے سال میں ایک بار اس تعلق کو سالانہ اجتماع کی شمولیت کے رنگ میں ضرور تازہ کرنا چاہئیے،

میرے دوستو! اللہ تعالیٰ نے ہمارا یہ اجتماع ایک خاص غرض کیلئے قائم کیا ہے، اور ہمارے ذمہ ایک نہایت ہی ذمہ داری کا کام ڈالا گیا ہے، ہماری ذمہ داری دوسرے لوگوں کے برابر نہیں، کہ اگر خاموشی سے اپنے چند متعلقین کا پیٹ بھرنے کا سامان کر دیں تو ہماری غرض حاصل ہو گئی، نہیں بلکہ اس زمانہ میں اسلام کو دنیا کے چاروں کونوں میں پہنچانے کا کام اس سلسلہ کے ذمہ ڈالا گیا ہے، اب غور کرو کہ اس ذمہ داری کو کہاں تک تم نے سمجھا ہے اور ابھی کون سا حصہ اس کا پورا کیا ہے جو سست ہو گئے ہیں وہ خدا کے لئے سستی کو چھوڑ دیں، ورنہ ایسا نہ ہو کہ اس ذمہ داری کے ناقابل سمجھ کر خدا کا ہاتھ الگ کر دے۔

پس اس سالانہ اجتماع میں شمولیت کے لئے اپنے دوستوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں، کہ وہ بلند ہمتی سے کام لیں اور اگر کوئی مشکل نظر آئے تو اس پر غالب آنے کے لئے اور بھی ہمت کو بلند کریں، بہت سے دوست جو چھوٹے چھوٹے عذروں کی وجہ سے اس بابرکت اجتماع میں شمولیت سے محروم رہ جاتے ہیں، میرے دوستو! چھوٹی اغراض کو بڑے مقاصد کے سامنے قربان کرنا سیکھو، جب تک اس گر کو ہاتھ میں لیکر کام نہ کرو گے، کامیابی کا منہ دیکھنا مشکل ہے، یاد رکھو دُنیا کی ہر ایک غرض دین کے مقاصد کے سامنے ایک حقیر چیز ہے، کیا ایک سال میں پانچ سات یا دس دنوں کے لئے تم اپنے ہموطنوں کو نہیں چھوڑ سکتے اور ایک نہایت خفیف حصہ اپنے مال کا اللہ کی راہ میں سفر کرنے کیلئے خرچ نہیں کر سکتے، جب تم ان باتوں کو مانتے ہو تو عملی طور پر ان کو کر کے دکھاؤ، ورنہ خالی مان لینے سے کوئی فائدہ نہیں، موت ہر وقت سامنے کھڑی ہے کون جانتا ہے کہ جب وہ ایک نیکی کو ہاتھ سے دیگا، تو اس کے کفارہ کے لئے پھر اُسے دوسرا موقع بھی مل جائیگا، بس جو موقعہ ملتا ہے اُسے غنیمت سمجھکر اس سے فائدہ اٹھاؤ، اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ کسی مشکل کو تمہاری راہ میں روک نہ ہونے دے،

سالانہ جلسہ کی اطلاع کے ساتھ ایک دوسرے اہم امر کی طرف اپنے احباب کو متوجہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں، اور وہ جلسہ سالانہ کے اخراجات کا سوال ہے، کافی روپیہ اخراجات جلسہ کیلئے ہمارے ہاتھ میں ہونا چاہئے، اخراجات جلسہ کا تخمینہ بیس ۲۰ ہزار روپیہ سے کم کسی صورت میں نہیں، اور یہ اٹل ضرورت ہے، اور اسے پورا بھی احمدی جماعت نے کرنا ہے، اس میں شک نہیں کہ جو لوگ ان ضرورتوں کو پورا کرتے ہیں، ان کے نام خدا کے دفتر میں لکھے جاتے ہیں

اور نام بنام ان کا شکریہ ہم لوگ ادا بھی نہیں کر سکتے اور ایسا کرنا ممکن بھی نہیں،

اس وقت سب فنڈوں میں روپیہ کے کم ہونے کی وجہ سے مشکلات ہیں، لہٰذا سب انجمنیں اسطرف فوری توجہ کریں، کم از کم سالانہ جلسہ کے اخراجات کیلئے جو رقوم حضرت خلیفۃ المسیح نے مختلف احمدی جماعتوں کے ذمہ لگائی ہیں، وہ بہرحال سالانہ جلسہ سے قبل مرکزی خزانہ میں پہونچ جانی چاہئیں، خدا کے راستہ میں دینے سے کبھی خسارہ نہیں رہتا، پھر ہماری جماعت جو مجسم ایثار اور دین کو دنیا پر مقدم کرنا جس کا ماٹو ہے اُسے ایسی باتیں بتلانا یقیناً سورج کو چراغ دکھلانا ہے

سالانہ جلسہ میں شامل ہونیوالے دوستوں کیلئے چند ضروری ہدایات

احمدی دوستوں کو اس مرتبہ اپنے ان دور افتادہ بھائیوں کو بھی اس پاک تقریب اور روحانی مجلس میں شامل کرنے کے لئے پوری سعی سے کام لینا چاہئے، جو آج تک نہ صرف اس تقریب سعید میں شامل ہی نہیں ہو سکے بلکہ وہ ایک یا دوسری وجہ سے بدظن بھی ہیں، اور دراصل بعد اور دوری ہی سو بدظنیوں کی ایک بدظنی ہے، لہٰذا جب یہ دوست اپنی آنکھوں دیکھ لیں گے، کہ احمدی لوگ ارکان اسلام کے کس قدر پابند ہیں، تو بلاشبہ ان لوگوں کی بدظنی خود بخود دور ہو جائے گی، ہر ایک نیکی اپنے اندر ایک خاص خوبی رکھتی ہے مگر کسی روح کو روحانی دولت سے سرفراز کرنا یہ نیکی سب نیکیوں کی سرتاج ہے اس لئے میں اپنے احمدی بھائیوں سے بجا طور پر یہ توقع رکھ سکتا ہوں، کہ وہ اس سالانہ اجتماع میں ایسے دور افتادہ دوستوں کو شامل کرنے کیلئے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑیں گے۔

(۲) ہر ایک احمدی اپنے ایسے نو وارد بھائی کے لئے قربانی کے واسطے مستعد رہے، خود تکلیف اٹھا کر اس کے لئے راحت کا سامان پیدا کرے، اس کے لئے اچھا کھانا اور اچھی جگہ کے مہیا کرنے کیلئے آمادہ رہے، اگر خود کھڑے ہو کر لیکچر سننا پڑے تو بخوشی قبول کرے، مگر اپنے نو وارد دوست کیلئے عمدہ نشست کے فراہم کرنے میں کبھی دریغ نہ کرے۔

(۳) ایک اور ضروری بات پر بھی میں دوستوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ لوگ عام طور پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے لیکچر میں تو جمع ہو جاتے ہیں مگر دوسرے لیکچروں میں عام طور پر لوگ ادھر اودھر چلتے پھرتے رہتے ہیں، آدمیوں کا زیادہ سے زیادہ ½ حصہ تو لیکچر گاہ میں ہوتا ہے بقیہ ½ حصہ لیکچر گاہ کے باہر مختلف جگہوں میں گروہ در گروہ کئی ایک الگ الگ جلسے منعقد کر لیتا ہے اور یہ نہایت ہی معیوب امر ہے، بلاشبہ حضرت کا لیکچر تو مردوں کو زندہ کرنے والا ہوتا ہے، اس میں لوگوں کا جمع ہونا ایک قدرتی امر ہے، مگر اس میں بھی کوئی کلام نہیں، کہ بقیہ لیکچرار بھی حضرت کی اجازت سے ہی کھڑے ہوتے ہیں اور ہر ایک لیکچرار اپنے اندر کوئی نہ کوئی خوبی ضرور رکھتا ہے دوستوں کا ان تقریروں کے سننے سے محروم [illegible] کوئی اچھا فعل نہیں بلکہ ایک گونہ بدقسمتی کا موجب ہے، آپ لوگ اپنے گھر سے الگ ہوئے، سردی کی زحمت بھی گوارا کی روپیہ کی بھی قربانی کی، سفر کی کوفت بھی اٹھائی، پھر کس قدر افسوس ہوگا، کہ آپ لیکچروں کے سننے سے محروم رہیں، ہو سکتا ہے کہ بعض لوگوں کا معیار ان لیکچروں کی نسبت بہت بلند ہو چلو ایسا ہی سہی، بہرحال جو لیکچر آپ کی نظر میں کمتر ہے باہر علیحدہ علیحدہ گروہ در گروہ بنا کر گپوٹیشن سے تو اچھا ہی ہے، پھر اگر آپکا دل کسی لیکچر پر نہیں لگتا، تو کم از کم اس نقطہ خیال کو تو کبھی بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہئے کہ کسی لیکچر میں بیٹھنا اور سننا حضرت کے ارشاد کی تعمیل تو ضرور ہے، کیا یہ امر کوئی کم ثواب کا موجب ہے اور پھر میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ وہ لیکچر جو آپ کے نزدیک روکھا اور پھیکا ہے اگر آپ توجہ سے سنیں گے تو آپ اس میں بھی کئی ایک ایسے نکات اور مفید معلومات پائینگے جو بلاشبہ موتیوں کے مول سستے ہوں گے۔

(۴) جن دوستوں کو اللہ تعالیٰ نے پڑھنے لکھنے کی توفیق دی ہے انھیں چاہئے کہ وہ نوٹ بک اور پنسل اپنے ہاتھ میں رکھیں، اور جو معلومات نئے معلوم ہوں، انھیں فوراً نوٹ کرتے جائیں اور پھر جب جلسہ کے ختم ہونے کے بعد دوست ان نوٹوں پر نظر ڈالیں گے، تو وہ اپنے قبضہ میں ایسے معلومات کا ذخیرہ پائیں گے کہ اگر وہ تمام عمر مطالعہ کرتے رہتے تو شاید اتنا مفید مصالحہ جمع نہ کر سکتے۔

(۵) اگر آپ کے ساتھ چھوٹے بچے ہوں تو آپکو ان کی حفاظت سے قطعاً غافل نہ رہنا چاہئے، گذشتہ سے پیوستہ سال ہی ایک چھوٹی بچی اپنے والدین سے جدا ہو گئی اور ایک دو سکھ اُسے لئے جا رہے تھے، اور اتفاقاً وہ بچی ایک احمدی دوست کی نظر پڑ گئی اور اس نے بڑی مشکل سے اس لڑکی کو ان لوگوں سے چھوڑایا اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں، کہ اگر آپ کے ساتھ چھوٹے بچے ہوں تو ان کی حفاظت کیلئے آپکو کسقدر توجہ دینے کی ضرورت ہے

(۶) جلسہ کے ایام میں قادیان میں کافی سردی ہوتی ہے ہر ایک بھائی کو اپنے ساتھ کافی بسترہ رکھنا چاہئے، بعض دوست یہ خیال کر لیتے ہیں کہ زیادہ بسترہ اُٹھانے کی کیا ضرورت ہے وہاں جا کر فلاں دوست سے ایک دو روز کیلئے بستر مانگ لینگے مگر یہ غلطی ہے ایام جلسہ میں قادیان میں شاید ہی کوئی مکان ایسا ہو جہاں مہمانوں کی رہائش نہ ہو، اور ہو سکتا ہے کہ جہاں آپکی نظر ہو وہاں پہلے ہی مہمان پہونچ چکے ہوں، آپ کو اپنے ساتھ بستر لانے میں قطعاً غفلت سے کام نہ لینا چاہئے۔

(۷) ایسی بھیڑ بھاڑ میں چور اور اچکوں کو بھی خوب موقع ملتا ہے اگر آپکے پاس نقدی یا از قسم نقدی کوئی چیز ہو تو اسکی آپ کو خوب حفاظت رکھنی چاہئے، یا تو بیت المال میں بمد امانت جمع کرا دیں اور یا اپنے کسی معتبر دوست کے سپرد کر دیں۔

(۸) ایام جلسہ میں دفتر نور صبح ۷ بجے سے ۹ بجے تک کھلا رہیگا اور پھر شام کو ۸ بجے سے ۱۰ بجے تک، جن دوستوں کو دفتر نور سے کوئی کام ہو وہ ان اوقات میں تشریف لا سکتے ہیں ایام جلسہ کے علاوہ دفتر نور صبح ۷ بجے سے شام کے قریباً ۸ بجے تک کھلا ہی رہیگا

(۹) ایام جلسہ میں تبلیغی گورمکھی ٹریکٹ دفتر نور سے آپکو مفت ملیں گے

(۱۰) موتی سرمہ جو جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے اور اکسیر البدن جو دماغی اور جسمانی کمزوریوں کا ایک ہی علاج ہے اور موتی دانت پوڈر وغیرہ یہ مفید ادویات بھی آپ کو دفتر نور سے ہی ملیں گی، اور یہ تو دوستوں کو معلوم ہی ہے کہ دفتر نور منارہ والی مسجد سے جانب جنوب صرف ایک دو قدم کے فاصلہ پر ہی ہے مسجد میں کھڑے ہو کر جب آپ جانب جنوب دیکھینگے، تو دفتر نور کا سائن بورڈ فوراً آپکی نظر پڑے گا۔

حضور نظام دکن اور سکھ قوم

سکھوں کے گوردوارہ ابچل نگر (واقعہ ناندیڑ دکن) میں حضور نظام کی طرف سے پچاس ہزار (۵۰۰۰۰) روپیہ کی جاگیر کا عطیہ ہے جو آج کل کے نرخ کے حساب سے ڈیڑھ دو لاکھ سے کم نہ ہوگا۔

اور تو اور سکھوں کی ریاستوں میں بھی اتنی بڑی جاگیر کسی سکھ گوردوارہ کے نام نہ ہوگی، انسانیت اور شرافت اس امر کا تقاضا کرتی ہے کہ سکھ قوم ایسے مہربان بادشاہ کی دل وجان سے شکر گذار ہو اور جو سکھ اخبار حضور نظام کی ذات والاصفات پر زہر اُگل رہے ہیں، وہ شرافت اور انسانیت کو جواب دے کر چاند پر تھوک رہے ہیں جو اُن کے اپنے ہی مونہوں پر پڑ رہا ہے، اس قسم کے ناشکر گذار لوگوں کے لئے سکھ مذہب کے گرنتھ کیا فتوے دیتے ہیں اس کے لئے نور کے

:- آئندہ نمبر کا انتظار کیجئے :-

ایک سکھ مذہب کے فاضل کا خط

جناب سردار لال سنگھ صاحب گیانی (فاضل) لائل پور سے لکھتے ہیں کہ:-

گذارش ہے کہ اخبار نور میں آپ کا مضمون بہ عنوان سکھ دھرم اور گائے پڑھ کر بے حد خوشی ہوئی، سکھ دھرم کے متعلق آپ کے معلومات کسی تعریف کے محتاج نہیں، آپ کا یہ مضمون پڑھ کر سکھ دہرم کے متعلق آپ کی طرف سے شائع شدہ دیگر لٹریچر کے پڑھنے کا بہت اشتیاق ہوا،

نور دل چاہتا ہے کہ ایسے خواہشمند سکھ دھرم کے فاضل کے نام ایک سال کے لئے اخبار نور اور اڈیٹر نور کی طرف سے جملہ شائع شدہ کتب متعلقہ سکھ مذہب روانہ کردی جائیں، ان پر سات روپے خرچ آئینگے میں دو روپیہ اپنی گرہ سے ادا کروں گا۔ باقی پانچ روپے اگر اور کوئی صاحب ہمت دوست ادا کرسکیں، تو یہ تبلیغ کا بہترین موقعہ ہے

:- اللہ دوستوں کو توفیق دے :-

نور نے ہندوستان کے مسلمانوں کے دلوں کو مسخر کر لیا ہے

جناب مولوی سید احمد خان صاحب امین جنگلات محبوب نگر سے لکھتے ہیں کہ:-

براہ کرم مندرجہ ذیل پتہ پر نور بذریعہ وی پی روانہ فرمائیے آپ جو دین کی خدمت کر رہے ہیں صرف احمدی ہی نہیں بلکہ تمام ہندوستان کے مسلمانوں کے دلوں کو خصوصاً اور روئے زمین کے مسلمانوں کے قلوب کو عموماً مسخر کر لیا ہے"

اللہ تعالیٰ آپکو اس سے بھی زیادہ خدمت دین کی توفیق دے،

جناب مولانا المکرم سید کشفی صاحب نظامی کا والا نامہ

مکرم و معظم جناب سید صاحب موصوف کے دل میں جو تبلیغ اسلام کیلئے درد ہے وہ آپ کسی تشریح کا محتاج نہیں، اللہ تعالیٰ ایسے وجود ذی جود کو [illegible] دن دگنی اور رات چوگنی ترقی د تاکہ یہ ہر نیک کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہیں، آپ خاکسار اڈیٹر نور کے تبلیغی کام کو بڑی عزت اور قدر کی نظر سے دیکھتے ہیں، حال ہی میں آپ کا ایک والا نامہ خاکسار اڈیٹر نور کے نام شرف صدور لایا، جو درج ذیل ہے۔

برادرم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ہر دو رسالہ (سکھ اور مسلمان، سکھ مسلم اتحاد) کی پچاس پچاس جلد سکھ اور مسلم قوم میں تقسیم کرنے کا بندوبست فرمائیے، اس ایک سو جلد کی قیمت ماہ جنوری میں ارسال خدمت کردوں گا، اس وقت خدا کے فضل وکرم سے حالات بہتر ہو رہے ہیں، جس قدر احباب میرے ہمراہ آئے تھے سوائے دو احباب کے سب کام پر مقرر ہو چکے ہیں، امید کہ بقایا دو کا بھی خدا کے فضل سے جلد انتظام ہو جائیگا دعا فرمائیے، بچوں کو پیار، گھر میں کشفی بانو سلام لکھواتی ہیں"

نور خواہ سکھ ہوں یا مسلمان، خواہشمند احباب ان تبلیغی رسالوں کو حاصل کرنیکے لئے جلد درخواستیں بھیجیں اور نیز سب بھائی مکرم شاہ صاحب موصوف کیلئے [illegible] دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں حسنات دارین کا وارث

کتابوں میں سالانہ جلسہ پر غیر معمولی رعایت

نور بکڈپو کی کتب کا مفصل اشتہار اسی اخبار کے صفحہ ۲۴ پر ملاحظہ فرماویں، آج دنیا مانتی ہے کہ سکھ مذہب اور آریہ دہرم میں تبلیغ کے لئے یہ کتب اپنے اندر بہترین ٹھوس مواد رکھتی ہیں ایام جلسہ میں یہ کتابیں صرف نصف قیمت پر ملینگی، اور انھیں ایام میں یعنی ۲۶ تا ۲۸ر دسمبر کو جو باہر سے بھی خطوط پوسٹ کئے جائیں گے، اور جن پر ۲۶ یا ۲۷ یا ۲۸ دسمبر کی ڈاک خانہ کی مہر ہوگی وہ بھی اس رعایت سے مستفیض ہوسکیں گے۔

منیجر اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور

دھوکہ سے بچو

جو چیز مفید ہونیکی وجہ سے مقبول عام ہو جاتی ہے نکمے اور حریص لوگ اپنی نکمی چیز کا نام بھی اسی سے ملتا جلتا رکھ کر ناواقفوں کو دہوکہ دینا شروع کر دیتے ہیں، چنانچہ ایام جلسہ میں آپکو قادیان کے بازاروں وغیرہ میں بھی ایسے آدمی نظر آئینگے، جو اپنی ادویات کے نام یا تو ہماری ادویات سے ملتے جلتے رکھکر یا اپنی ادویات کو نور اینڈ سنز کی تیار کردہ تبلاکر آپکو دہوکہ دینگے آپ ایسے لوگوں سے بچئے۔

یہ ہمیں اسلئے لکھنے کی ضرورت پڑی کہ گذشتہ سال کئی ایک دوستوں کی شکائتیں آئیں کہ فلاں جگہ فلاں شخص آپ کے نام سے ادویات فروخت کر رہا تھا، اور ہم نے آپ کی ادویات سمجھکر خریدیں مگر وہ ہمیں مضر پڑیں، لہذا ہم یہ اعلان کر کے بری الذمہ ہوتے ہیں، کہ ہماری تیار کردہ ادویات آپکو صرف دفتر نور ہی سے ملیں گی، اور جو لوگ کسی اور کے کہنے کہانے پر ہماری ادویات کے نام سے دوسری جگہ سے خریدینگے، ہم اس کے ہرگز ہرگز ذمہ دار نہیں ہونگے

آپ کا:- منیجر نور اینڈ سنز، قادیان، ضلع گورداسپور

جلسہ پر آنیوالے دوستوں کیلئے ضروری اطلاع

نور اینڈ سنز کی تیار کردہ جملہ ادویات جن کا اشتہار اسی اخبار کے صفحہ ۲۱ تا ۲۴ پر درج ہے آپ کو صرف دفتر نور سے ہی ملیں گی اور اسی طرح دفتر نور کی طرف سے شائع شدہ کتب جنکا اشتہار اسی اخبار کے صفحہ ۲۴ پر درج ہے یہ بھی آپکو دفتر نور سے ہی دستیاب ہوں گی۔

دفتر نور منارہ والی مسجد سے جانب جنوب ہے، مسجد میں کھڑے ہوکر جب آپ جنوب کی طرف نظر دوڑائینگے، تو آپ کو نور کا سائن بورڈ لٹکتا ہوا نظر آئے گا، آپ جنوب کی طرف سے مسجد کی سیڑھیوں سے اُتر کر بے تکلف دفتر نور میں تشریف لائیے۔

منیجر نُور قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

اکسیر البدن کی کیوں دھوم مچ رہی ہے؟

اس لئے کہ آج یہ دوا جملہ دماغی اور جسمانی کمزوریوں کیلئے اکسیر مانی گئی ہے یہ ہم ہی نہیں کہتے بلکہ بڑے بڑے تجربہ کار ڈاکٹر بھی بعد از تجربہ اسی نتیجہ پر پہونچے ہیں،

چنانچہ مکرم و معظم جناب ڈاکٹر سید رشید احمد صاحب آئی، ایم، ڈی انڈین ملٹری ہسپتال علی پور (کلکتہ) سے تحریر فرماتے ہیں

"میں نے میتو (ملک برھما) میں اپنے ایک خاص دوست کیلئے آپکی ایجاد کردہ اکسیر البدن کی سفارش کی تھی انھوں نے اس کا استعمال کیا، میں نومبر میں تبدیل ہوکر کلکتہ آگیا، دوا کے نتیجہ کا بہت مشتاق تھا، حال ہی میں ان کا خط ملا ہے کہ انھیں اکسیر البدن سے بے حد فائدہ ہوا، میں آپکو اس ایجاد پر مبارک باد دیتا ہوں، ایک شیشی اور بذریعہ وی پی جلد ارسال فرمادیں"

قیمت فی شیشی پانچ روپے، محصولڈاک علاوہ،

ملنے کا پتہ:- منیجر، نور اینڈ سنز، نور بلڈنگ، قادیان،

گائے اور سکھ دھرم

اس عنوان سے میرا یہ مضمون ۱۷ ؍ اکتوبر کے اخبار نور میں درج ہو چکا ہے اور اس مضمون نے جو ایک سکھ مذہب کے فاضل پر اثر کیا وہ اسی اخبار میں "**ایک سکھ مذہب کے فاضل کا خط**" کے عنوان سے ملاحظہ کیجئے، میں چاہتا ہوں کہ یہ ٹریکٹ کم از کم دس ہزار کی تعداد میں شائع ہو، ابھی تک صرف تین ہزار ۳۰۰۰ کی درخواستیں آئی ہیں، دیگر دوست بھی جلد اس اہم تبلیغی کام کی طرف توجہ فرماویں، یہ ٹریکٹ گائے کے سوال کے متعلق جو سکھ قوم پر اثر ڈال سکتا ہے وہ اظہر من الشمس ہے اور اگر ہم اس میں کامیاب ہو جائیں، تو ہم نے تبلیغ کے ایک بڑے بھاری حصہ کو پورا کیا اور اس کے نتیجہ میں آئندہ کے واسطے سکھ مسلم اتحاد کا میدان صاف ہو سکتا ہے۔

گائے اور سکھ دھرم

کے

ٹریکٹوں کے خریداروں کو اطلاع

سالانہ جلسہ پر یہ ٹریکٹ چھپ جائیگا، جن لوگوں کی درخواستیں آچکی ہیں از راہ کرم وہ خود دفتر نور جو منارہ والی مسجد سے جانب جنوب چند قدم کے فاصلے پر ہے، میں تشریف لاکر دستی وصول فرمالیں اس سے انھیں محصول ڈاک وغیرہ کی خاص بچت رہیگی، ورنہ سالانہ جلسہ کے بعد بذریعہ وی پی ارسال خدمت ہوں گے،

مینیجر نور قادیان ضلع گورداسپور

سکھ مسلم اتحاد کی دو صد کاپیاں مفت تقسیم ہوں گی

قیام حیدر آباد میں ایک مخیر صاحب جو اپنا نام ظاہر کرنا پسند نہیں فرماتے خداوند کریم ان کے کاروبار میں بہت بہت برکت دے، ۵۰ ماہوار مستقل طور پر سکھ مذہب میں تبلیغ کے لئے دینے کے واسطے تیار ہیں اور پانچ ہزار سے لے کر دس ہزار روپے تک یکمشت نومسلم تربیت گاہ پر لگانے کے لئے آمادہ ہیں، جس کا میں نے اسی اخبار میں کسی دوسری جگہ بھی ذکر کیا ہے چونکہ میں نظام سے الگ ہو کر کوئی ایسا مشن قائم کرنا پسند نہیں کرتا، اس لئے میں نے یہ معاملہ حضرت کی خدمت میں رکھ دیا ہے یہی صاحب میرے جدید رسالہ "سکھ مسلم اتحاد" کی دو صد ۲۰۰ کاپیاں خرید کر سکھ قوم میں مفت تقسیم کرنے کے خواہشمند ہیں، خواہشمند سکھ اصحاب اپنی درخواستیں جلد بھیجیں۔

مینیجر نور اینڈ سنز، قادیان، ضلع گورداسپور (پنجاب)

ادویات میں سالانہ جلسہ پر غیر معمولی رعایت

نور اینڈ سنز کی شہرۂ آفاق ادویات جن کا مفصل اشتہار آپ اسی اخبار کے صفحہ ۱۲، ۲۲، ۲۳ پر ملاحظہ فرمائیں گے، ایام جلسہ میں ۴ ؍ فی روپیہ رعایت پر دی جائیں گی، اور اگر انہی تاریخوں یعنی ۲۶ تا ۲۸ ؍ دسمبر کو جو باہر سے بھی خطوط پوسٹ کئے جائینگے اور جن پر ۲۶ یا ۲۷ یا ۲۸ دسمبر کی ڈاکخانہ کی مہر ہو گی وہ بھی اس رعایت سے یکساں مستفیض ہو سکیں گے، یہ رعایت صرف سالم شیشی پر ہو گی، یعنی اکسیر البدن ایک ماہ کی خوراک اور موتی سرمہ ایک تولہ اور اسی طرح دیگر ادویات کو سمجھ لیجئے۔

مینیجر نور اینڈ سنز، نور بلڈنگ قادیان، ضلع گورداسپور (پنجاب)

مُراسلات

یہودیوں کا اقتدار

(از قلم جناب مولٰنا مولوی محمد ظفر صاحب۔ ایم اے۔ ایل ایل بی)

آج کل فلسطین میں جو واقعات پیش آرہے ہیں، اُن کو دیکھتے ہوئے بعض کے دل میں خیال آتا ہے کہ کیا یہودی اپنے اس مقصد میں کامیاب ہو جائینگے، کہ وہ فلسطین میں اپنا وطن قائم کر کے وہاں حاکم وقت کی حیثیت سے قرار پکڑیں؟ اس وقت عرب اور یہود میں زبردست کشمکش ہے، ہندوستان میں ہندو اور مسلمانوں میں جھگڑے ہوا کرتے ہیں اور کشت و خون ہو جایا کرتے ہیں، لیکن یہود و عرب کا جھگڑا غالباً اس سے زیادہ سخت ہو کیونکہ عرب ایک جنگجو قوم ہے اور ان کی آزادی اب ترکی سلطنت کی تباہی سے سلب ہوئی ہے۔

حال میں ایک مضمون انگریزی میں، ایک ایسے شخص کا شائع ہوا ہے جو انجیل قدیم و جدید سے پورے واقف ہیں، اُنھوں نے اپنے مضمون میں مختلف حوالے دے کے ثابت کیا ہے کہ یہودیوں کی سلطنت قائم کرنے کی کوشش اسوقت تک بار ور نہیں ہو سکتی، جب تک حضرت عیسیٰ دوبارہ دنیا میں نہ آئیں اور یہودی تائب ہو کے ان کو پیغمبر تسلیم نہ کریں، چنانچہ وہ لکھتے ہیں، کہ انجیل کی حیرت انگیز پیشینگوئیوں کو اُن کے موجودہ کشمکش پر حاوی ہونے کے باوجود اب تک نظر انداز کیا جا رہا ہے، اُن سے ثابت ہوتا ہے کہ قبل اس کے کہ یہودی ارض مقدس میں قوم کی حیثیت سے آباد ہونے کے قابل ہوں، انجیلوں کے بعض واقعات جن کی پیشینگوئی ان میں کی گئی ہے پیش آنے چاہئیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ برطانوی سیاست دانوں اور یہودی استقرار وطن کے کھڑپنچوں نے ان پیشینگوئیوں کو بالکل بھلا دیا ہے۔

پُرانی انجیل میں یہ صاف صاف لکھا ہے اور نئی انجیل میں تصدیق کے طور پر اس کی تکرار کی گئی ہے کہ بنی اسرائیل کی ترقی عمل میں آئیگی لیکن ابھی وہ وقت نہیں آیا۔

لُوقا کی انجیل کے باب ۲۱۔ آیات ۲۰ تا ۲۴ میں رومی شاہنشاہ ٹائٹس کے ہاتھوں یروشلم کی تسخیر کی پیشینگوئی کی گئی اور یہ بھی بتایا گیا کہ یہودی غیر قوموں کے ہاتھوں میں قیدی بنا کے لے جائے جائینگے، الفاظ حسب ذیل ہیں:-

" اور وہ تلوار کا لقمہ ہو جائینگے اور اسیر ہو کر سب قوموں میں پہونچائے جائیں گے اور جب تک غیر قوموں کی میعاد پوری نہ ہو، یروشلم غیر قوموں سے پامال ہوتی رہے گی "

چنانچہ یہ پیشینگوئی کہ یہودی غیر قوموں کے محکوم رہینگے اس طرح پوری ہو رہی ہے کہ وہ اسوقت برطانوی اقتدار میں ہیں اور اس سے پہلے ترکوں کے زیر نگیں تھے اور وہ اسی طرح رہینگے جب تک غیر قوموں کی میعاد پوری ہو۔ اور یہ واقعہ اسوقت تک پیش نہ آئیگا جب تک یروشلم " بڑے بادشاہ کا شہر " نہو متی باب ۵ آیت ۳۵ میں لکھا ہے کہ (جھوٹی قسم نہ کھا) نہ یروشلم کی کیونکہ وہ بزرگ بادشاہ کا شہر ہے۔

یہ ظاہر ہی ہے کہ غیر قومیں دنیا کے تمام حصص میں حکومت کر رہی ہیں، اور یہودی قوم کی حیثیت سے کہیں بھی نہیں اگرچہ خاص خاص یہودی اجنبی سلطنتوں میں بڑے بڑے سرکاری عہدوں پر متمکن ہیں، غیروں کی یہودیوں پر حکومت ۵۸۶ سنہ قبل مسیح سے شروع ہوئی، وہ بنوکد نصر کا زمانہ تھا اسوقت یروشلم فتح کر لیا گیا اور یہوداہ کو قید کر کے لے گئے۔

اصل مضمون نگار نے انجیل کی آیات کا صرف حوالہ دیا ہے ہم جگہ جگہ اس مضمون میں ان حوالوں کو انجیل سے نقل کرتے ہیں تاکہ ناظرین کی سمجھ میں آسکیں،

۲۔ سلاطین باب ۲۵۔ آیات ۱ تا ۷ میں لکھا ہے کہ شاہ بابل بنوکد نضر نے ساری فوج سمیت یروشلم پر چڑھائی کی، اور بادشاہ صدتیاہ کی سلطنت کے گیارھویں برس تک شہر کا محاصرہ ہوتا رہا چوتھے مہینے کے نویں دن شہر میں قحط پڑ گیا، اور لوگ ایک ایک روٹی کو ترسنے لگے، تب شہر لوٹا گیا اور سارے بہادر ایک راستہ سے جو دو دیواروں کے درمیان بادشاہ کے باغ کی طرف تھا، نکل کے بھاگ گئے، صدتیاہ بھی وہیں سے جنگل کو بھاگ گیا، اُس کے دشمن اُسکے پیچھے پیچھے چلے، اور آخر انھوں نے اُسے پکڑ لیا، اور اُسے وہ شاہ بابل کے حضور میں لائے اُنھوں نے اُس کے سامنے اُس کے بیٹوں کو قتل کیا، اور اسکی آنکھیں نکال کے اُسے پیتل کی بیڑیاں پہنائیں اور اُسے بابل لے گئے۔

یہ غیروں کا اقتدار میعاد معین تک رہیگا یعنی جبتک خدا کی قوت قائم ہے، رہیگا، اور جب اقتدار ختم ہو جائیگا .... اس وقت یہودی برسر اقتدار آئینگے۔

یوایل نبی کی کتاب کے باب ۳۔ آیات ۱۶۔ ۱۷ میں لکھا ہے کہ خداوند صیہون میں سے نعرہ مارے گا، اور یروشلم میں سے اپنی آواز بلند کریگا، اور آسمان و زمین کانپینگے لیکن خداوند اپنے لوگوں کی پناہ گاہ اور بنی اسرائیل کا محکم قلعہ ہے سو تم جانوگے کہ میں خداوند تمھارا خدا ہوں، جو صیہون کے اپنے مقدس پہاڑ میں رہتا ہوں، سو اسوقت یروشلم بھی مقدس ہوگا، اور اجنبی لوگ بھی اس کے درمیان نہیں گذرینگے۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ جب خداوند اپنی آواز یروشلم سے بلند کریگا اور صیہون میں رہیگا، اسوقت، اس سے پہلے نہیں یروشلم مقدس ہوگا، اسوقت، اس سے پہلے نہیں، پھر کوئی اجنبی اس شہر میں سے نہ گذریگا، اسوقت ہی اغیار کا اقتدار ختم ہوگا، اور فلسطین پھر ایک سلطنت بن جائیگا، اور وہ سلطنت کسی طاقتور علمبردار حکومت کے ماتحت نہیں اور نہ جمہوریت کے طریقہ پر، بلکہ یسوع مسیح کی ذاتی حکومت میں قائم ہوگی۔

جب خداوند یسوع زمین پر تھا، یہودیوں کے خاص کاہنوں نے تسلیم کر لیا تھا، کہ ان کی فلسطین میں کوئی حکومت نہیں، یوحنا۔ باب ۱۸۔ آیت ۳۱۔ میں اُن کا اقبال ہے کہ جب یسوع کو پیلاطُس کے سامنے لائے تو اُس نے اُن سے کہا کہ تم اسے لے جا کے اپنی شریعت کے مطابق اس کا فیصلہ کرو، یہودیوں نے اس سے کہا کہ ہمیں روا نہیں کہ کسی کو جان سے ماریں۔

یہودی اسوقت آج کل کی طرح غیروں کے محکوم تھے اسوقت رومی ان کے حاکم تھے، خود اُن کا کوئی حاکم نہ تھا، اور نہ وہ یسوع مسیح کے آنے تک بادشاہت حاصل کر سکینگے کیونکہ وہ جب تک دوبارہ مبعوث ہوگا اسوقت وہ خود فلسطین پر حکومت کرے گا۔

مسیح اسرائیلوں سے اپنے وعدے پورے کرنے سے قبل عیسائی عقیدت کو اپنے ساتھ آخرت میں لے جائیگا، اسکے بعد وہ پیشینگوئیاں پوری ہوں گی، جو رومیوں کے نام خط کے باب ۱۱۔ آیت ۲۵ میں مذکور ہیں، جو یہ ہے کہ اسے

اے بھائیو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اپنے آپکو عقلمند سمجھ لو، اسلئے میں نہیں چاہتا کہ تم اس بھید سے ناواقف رہو۔ کہ اسرائیل کا ایک حصہ سخت ہوگیا ہے۔ اور جبتک غیر قومیں پوری پوری داخل نہ ہوں وہ ایسا ہی رہیگا، اور اس صورت سے تمام اسرائیل نجات پائیگا، چنانچہ لکھا ہے کہ چھڑانے والا صیہون سے نکلیگا۔ اور بیدینی کو یعقوب سے دفع کرے گا۔

اردو کے انجیل میں "اسرائیل کا ایک حصہ سخت ہوگیا ہے" لکھا ہے انگریزی کی ایک انجیل میں "اسرائیل میں قدرے اندھاپن واقع ہوگیا ہے" لکھا ہے۔ اور حاشیہ میں "اندھاپن" کی جگہ "یا سختی" لکھا ہے، اس کے یہ معنے ہیں کہ اندھاپن یا سختی دونوں میں سے کوئی لفظ ہے۔

اصل مضمون میں یہ حوالہ نہیں لیکن یعیاہ نبی کی کتاب کے باب ۵۹۔ آیۃ ۲۰ - ۲۱ میں بھی لکھا ہے، کہ اور وہ بچانے والا صیہون میں آویگا، ان سے جو یعقوب میں بدی سے باز آئے۔ خداوند فرماتا ہے کہ میری بابت یہ ہے کہ ان کے ساتھ میرا عہد یہ ہے کہ میری روح جو تجھ پر ہے، اور میری باتیں جو میں نے تیرے منہ میں ڈالی ہیں، تیرے منہ سے اور تیری نسل کے منہ سے اور تیری نسل کی نسل کے منہ سے اب سے لے کے ابد تک جاتی نہ رہیگی ان آیات سے ہمارے رسول کریم کی رسالت کی تصدیق بھی ہوتی ہے

ذکریاہ باب ۱۴ آیات ۱ تا ۵ کا خلاصہ یہ ہے کہ خداوند کا دن آنے پر یروشلم پر چڑھائی ہوگی۔ اور شہر لے لیا جائیگا اور گھر سے گھر لوٹے جائینگے اور عورتیں بے حرمت کی جائینگی، اور آدھا شہر اسیر ہوجائیگا پر وہ جو باقی رہ جائینگے کاٹے نہ جائینگے تب خداوند خروج کریگا، اور ان قوموں کے ساتھ جس طرح سابق جنگ کے دن لڑا تھا، لڑائی کریگا اور اس کے پاؤں اُسدن زیتون کے پہاڑ پر جو یروشلم کے سامنے پورب کو ہے جمے رہینگے جس طرح تم شاہ یہوداہ کے ایام میں زلزلہ سے بھاگے تھے اسی طرح سے بھاگوگے، کیونکہ خداوند میرا خدا آویگا......

آیت ۹۔ اور خداوند ساری دنیا کا بادشاہ ہوجائیگا، اُسدن ایک خداوند ہوگا، اور اسی کا نام ایک ہوگا، آیت ۱۱۔ اور لوگ اس میں سکونت کرینگے، اور پھر لعنت مطلق نہ ہوگی، بلکہ یروشلم امن وامان سے بسیگا۔

ان آیات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جب تک یہود حضرت عیسیٰ پر ایمان نہ لائینگے، یروشلم کی حکومت خود کوئی نہ قائم ہوگی، لہذا موجودہ تحریک استقرار یہودیت لازماً ناکام رہیگی، یہی وہ اندھا پن ہے جس کا ذکر رومیوں کے خط میں پولوس رسول نے کیا ہے؛

ذکریاہ، باب ۱۲ - آیات ۷ تا ۱۰ میں ہے، کہ خداوند یہوداہ کے خیموں کو پہلے رہائی دیگا، ...... اس دن خداوند یروشلم کے باشندوں کی حمایت کریگا، .... میں داؤد کے گھرانے اور یروشلم کے باشندوں پر فضل کی بارش کرونگا، اور وہ مجھ پر جسے اُنھوں نے چھیدا ہے (یعنی صلیب دی ہے) نظر آئینگے اور وہ میرے لئے ایسا ماتم کرینگے جیسے کوئی اپنے اکلوتے کے لئے کرتا ہے۔

گویا یہودی، اسوقت حضرت عیسیٰ پر ایمان لائینگے، اور اسکے بعد ان پر رحم وفضل کی بارش ہوگی،

ان آیات سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ یہودی بحیثیت یہود کے اخیر وقت تک کوئی طاقت حاصل نہ کر سکینگے، ان پر جب رحم و کرم کا نزول ہوگا، اسوقت ہوگا، جب وہ اپنی گمراہی کو ترک کر کے ایمان لے آئیں گے، اس وقت وہ لعنت جو ان پر محیط ہے جاتی رہیگی،

قرآن پاک میں یہود کی ذلت کی پشینگوئی کی گئی ہے کہ وہ ہمیشہ ذلیل رہینگے، جہاں پائے جائینگے ان کے لئے ذلت لازم کردی گئی ہے پ ۴ س ۳ ع ۱۲ آیت ۳- یہودیوں کے مردود ہونے کی پیشینگوئی پ ۲۲ س ۳۳ ع ۸ آیات ۲-۴ میں کردی گئی ہے- بنی اسرائیل پر عہد شکنی کی وجہ سے لعنت کی گئی، پ ۶ س ۵ ع ۳ آیات ۱ و ۲-

انجیل اور قرآن سے یہ بات بطور نتیجہ ثابت ہے کہ یہودیوں کے استقرار وطن وحکومت کیلئے لاکھ کوشش کی جائے۔ ان پیشینگوئیوں کے مقابلہ میں کامیاب نہیں ہوسکتی، اس کوشش کے جو خوفناک ثمر توڑے جارہے ہیں، بارہا دنیا کے سامنے ہیں، یہ نتیجہ قطعی ہے کہ یہودی بحیثیت قوم اقتدار سلطنت حاصل نہیں کرسکتے، پارہ ۴ س ۳ ع ۲، آیات ۲-۳- میں استثنیٰ بھی ہے، الفاظ یہ ہیں، کہ وہ اگر تم سے لڑینگے، تو تم سے پیٹھ پھیرینگے، پھر انھیں کسی قسم کی مدد بھی نہ دی جائیگی، جہاں پائے جائینگے ان کے لئے ذلت لازم کردی گئی ہے مگر اللہ کے عہد اور لوگوں کے عہد وپیمان سے (ان کو پناہ مل جائے تو مل جائے) یہ اس سبب سے ہے کہ وہ اللہ کی آیتوں سے انکار کرتے تھے، اور ناحق پیغمبروں کا خون بہایا کرتے تھے یہ اس لئے کہ انھوں نے نافرمانی کی اور حد سے تجاوز کرجاتے تھے

انجیل اور قرآن کی ان آیات سے میں تو یہی نتیجہ نکالتا ہوں، کہ یہودیوں کو امن ورحمت اسلام کے دامن ہی میں ملیگا اس وقت وہ سیاسی اقتدار قوم کی حیثیت سے حاصل کرسکیں گے، واللہ اعلم بالصواب۔

آریہ سماج کو نیک مشورہ

باغباں نے آگ دی جب آشیانہ کو مرے
جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

حق سے منہ پھیرنے والوں کے لئے ابتدائے آفرینش سے لیکر اب تک یہ سنت اللہ ہے کہ وہ کسی وقت بھی حقیقی کامیابی یا سکون قلب کو حاصل نہیں کرسکتے، اگر کامیابی کی طرف کوئی قدم اٹھاتے ہیں تو باطل عقیدوں کو ترک کرنا پڑتا ہے، کیونکہ انسان کی طاقت محدود، عقل ناقص اور عمل محدود ہوتے ہیں مثلاً آپ غور فرماویں، آجکل آریہ سماج خصوصاً اور عام ہندو عموماً شاردا بل کی حمایت کر رہے ہیں اور اس کی خوبیوں کے پل باندھ رہے ہیں، آج مجھے اخبار ابلا جو زیر نگرانی ٹھاکر سنگھ اور چندر ٹبانوی لاہور سے نکلتا ہے کا ۱۹ ر اکتوبر کا پرچہ دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ عام بھائیوں کی واقفیت کیلئے چند اقتباسات پر روشنی ڈالتا ہوں، امید ہے کہ خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

شاردا بل کی تعریف کرتے ہوئے مہاشہ جی تحریر فرماتے ہیں:- "سب سے بڑا فائدہ تو یہ حاصل ہوگا کہ کچی اوستھا یعنی لڑکپن میں استری پرش کے بھوگ نہ کرنے سے اُن کی قوت جسمانی بڑھیگی، جسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ ایسی حالت میں جو بھی سنتان یعنی اولاد ہوگی، وہ ہشٹ پشٹ اور توانا ہوگی بچوں کی عمر دراز ہوگی، موجودہ زمانہ میں نربل یعنی کمزور ہونا پاپ یعنی گناہ سمجھا گیا ہے، اور یہ تمام دکھوں کی جڑ ہے مگر اس قانون یعنی شاردا بل کے ذریعہ یہ تمام مصیبتیں دور ہوجائیں گی"

مہاشہ جی اور آریہ مترو! اس حوالہ کو غور سے پڑھو اور بار بار پڑھو، دیکھو شاردا بل نے تمہارے اواگون یعنی تناسخ

کے عقیدے کی دھجیاں کس عمدگی کے ساتھ فضائے آسمانی میں بکھیر کر رکھدی ہیں، آریو بولو سے

جو بولے سو ابھے ❖ شاردا بل کی جے

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے ❖ جادو وہ جو سر پر چڑھ کے بولے

مس میو صاحبہ نے مدر انڈیا نامی کتاب تحریر کی تھی اس کے متعلق مہاشہ جی فرماتے ہیں:-

مس میو نے مدر انڈیا نامی کتاب میں جو خاکہ ہماری گھریلو زندگی کا کھینچا ہے وہ بہت حد تک صحیح ہے،..... اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ہندوؤں میں بہت سی ایسی بد رسومات مروج ہیں، جو نہ صرف انسانیت کے لحاظ سے لعنت ہیں، بلکہ کوئی بھی ہندو ایسی بد رسومات کے ہوتے ہوئے مہذب دنیا میں اپنا سر فخر سے اونچا نہیں کرسکتا،

او مس میو کو گالیاں دینے والے دیانندیو! اس حوالہ کو غور سے پڑھو، اور بجائے دشنام طرازی کے اپنی اصلاح کرو، آریوں کی اس دل آزار روش سے متاثر ہوکر مہاشہ جی فرماتے ہیں:- اصل بات یہ ہے کہ اگر کسی زخمی کے زخم پر مرہم کی پٹی رکھی جائے، تو وہ تلملا اٹھیگا، بالکل اسی طرح کی کمزوری ہندوؤں میں ہے، جب کسی کی بد رسومات کو کوئی مہذب آدمی دنیا کے سامنے پیش کرے، تو اس کے افراد بجائے شرمسار ہوکر ان نقائص کو دور کریں الٹا شرمندہ ہوکر اس پر لعن طعن کرنے لگ جاتے ہیں۔

کہیئے آریہ مترو۔ اب اپنی اصلاح کروگے یا ہمدردوں کو برا بھلا ہی کہتے رہوگے، اگر شاردا بل تمہاری اس کمزوری کو دور کردے تو دل ما روشن چشم ما شاد۔

فتح محمد احمدی عفی اللہ عنہ سکریٹری تعلیم و تربیت
(کراچی)

ضرورت ہے!

نور کیلئے ایک سب اڈیٹر کی ضرورت ہے جو علاوہ اسلامی مضامین کے سکھوں اور آریوں کے متعلق بھی متانت سے مضمون لکھ سکے، تنخواہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت یا سالانہ جلسہ پر زبانی طے کریں۔

مینیجر نور قادیان

اقتباسات

اسلام کی صداقت

بمقابلہ غیر مذاہب

اسلام کی کتاب - اسلام کی کتاب قرآن کی فصاحت و بلاغت اور اس کی مطابق فطرت سیدھی سادی تعلیم ہے جو مذاہب عالم میں کسی مذہب کی کتاب کو نصیب نہیں، اس مبارک کتاب کے متعلق عقلا غیر مسلم کی شہادتیں ملاحظہ کیجئے (۱) اعلیٰ سے اعلیٰ توحید کا مذہب جو دنیا میں پایا جاتا ہے وہ اسلام ہے پروفیسر آرنسٹ ہکل جرمنی) (۲) مہاتما گاندھی لکھتے ہیں کہ اسلام کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ فطرت انسانی کے مطابق ہے (ینگ انڈیا) (۳) گروکل کانگڑی کے پرنسپل رام دیو ایم اے لکھتے ہیں:- قرآن کی بھاشا بہت سندر ہے، اس میں فصاحت و بلاغت بھری ہے، اس سے بھی کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ قرآن کے اندر کئی بہت اچھی باتیں ہیں قرآن کی توحید میں کسی کو شک نہیں، صاف بتلایا ہے کہ اللہ ایک ہے، عرب کے اندر عورتوں کا کوئی درجہ نہ تھا، محمدؐ صاحب نے عورتوں کے حقوق قائم کئے (پرکاش فروری ۲۷ء) (۴) ہندو فاضل پروفیسر دھرو جی وائس چانسلر ہندو یونیورسٹی نے گروکل کے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ حضرت محمدؐ صاحب نے جس رنگ میں توحید الٰہی کو قائم کیا وہ ایک بے نظیر طرز تھا، (الفضل ۲۷ء) (۵) قرآن کی عبارت کیسی فصیح و بلیغ اور مضامین کیسے عالی و لطیف ہیں، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک امین ناصح نصیحت کر رہا ہے، اور ایک حکیم فلسفی حکمت الٰہی بیان کرتا ہے۔ (فرک مؤرخ جرمنی) (۶) قرآن انتہائی لطیف و پاکیزہ زبان میں ہے، اس کتاب سے ثابت ہوتا ہے، کہ کوئی انسان مثل اس کی نہیں بنا سکتا یہ لازوال معجزہ ہے جو زندہ کرنے سے بہتر ہے (مسٹر سیل) (۷) یہ تحریف سے پاک ہے (دیباچہ قرآن مسٹر جی ایم راڈویل) (۸) کوئی کتاب بارہ سو برس سے ایسی نہیں کہ اس کی عبارت اتنی مدت مدید تک خالص رہی ہو (سر ولیم میور) (۹) اخلاقی احکام جو قرآن میں ہیں اپنی جگہ پر کامل ہیں، (پریچنگ آف اسلام)

دیگر مذاہب کی کتابیں:- دیگر مذاہب جو دنیا میں رائج ہیں ان میں سے کسی کتاب کو یہ بات نصیب نہیں، بائیبل کے متعلق علمائے نصاریٰ کو خود تحریف کا اقرار ہے، کرسسٹم اپنی تفسیر نویں باب متی میں لکھتا ہے کہ بہت سے پیغمبروں کی کتابیں نیست و نابود ہوگئیں، سر ولیم میور انجیل یوحنا کے متعلق لکھتے ہیں کہ بے شک یہ کتاب مدرسہ اسکندریہ کے کسی طالبعلم نے تصنیف کی، (تاریخ کلیسا) پارسی مذہب کی کتاب کا بھی ایسا ہی حال ہے زرتشت کی کتاب ۳۳۴ سال قبل مسیح سکندر نے زند اوستا زرتشت کو جلادیا تھا، اب صرف حصہ دیا تھا کہ پانچ گنا الہامی تسلیم کی جاتی ہیں، (زرتشت اور اسکا دین مصنفہ آراچ مسر)

وید کی حالت سب سے زیادہ ناگفتہ بہ ہے، پنڈت کرشن کمل بھٹاچاریہ پروفیسر سنسکرت ریذیڈنسی کالج کلکتہ لکھتے ہیں کہ رگوید کے حصے اس ملک کے شاعروں اور رشیوں کے تصنیف کئے ہیں، وہ مختلف زمانوں میں لکھے گئے ہیں، پروفیسر ایشوری پرشاد لکھتے ہیں۔ رگ وید کے بہت سے منتر عورتوں کے بنائے ہوئے ہیں، (تاریخ ہند حصہ اول) کوئی کہتا ہے وید تین ہیں کوئی کہتا ہے چار ہیں، پھر ان میں تحریف بھی ہوئی ہے، سوامی دیانند کہتے ہیں کہ سوختنی قربانی وغیرہ یہ بائیبل سے ویدوں میں آئے، البتہ اپنشد وغیرہ متعصب فرقہ والوں نے اکبر کے زمانہ میں ملاکر بنا دئے (ستیارتھ پرکاش) جوگ لشٹ میں ہے ویدوں کا یہ حال ہے کہ کوئی ان میں سے ایسا نہیں ہے کہ تغیر و تبدل یا کمی بیشی سے خالی ہو۔ اور دواپر میں ویدوں کی ایسی تحریف ہوئی، کہ آدھے بھی تحریر میں نہ آسکے (پرب ۱۳) پھر ان ویدوں میں جو احکام ہیں، وہ ایکدوسرے کے خلاف ہیں، چنانچہ مرقوم ہے کہ چاروں ویدوں کے احکام باہم متناقض ہیں، (الکھ پرکاش)

یہ کتاب ایسی زبان میں ہے جس کو کوئی سمجھ نہیں سکتا اور اس کے الفاظ بے معنی ہیں، شرح گیتا میں ہے ویدوں شاستروں اور پرانوں کو قدیم زمانے کے لوگوں نے ایسا بنایا ہے، کہ لفظوں میں معنی نہیں رکھے، ص ۱۰ و ۳۸ منشی سدا سکھ

لال لکھتے ہیں کہ یہاں کی سب نظموں میں وید قدیم ہے مگر ان میں جو سنسکرت زبان ہے وہ بگڑتے بگڑتے کچھ اور ہی طرح کی ہوگئی ہے (تاریخ ہند ص۱۱) لالہ لاجپت رائے لکھتے ہیں کہ سنسکرت زبان مختلف حالتوں میں تبدیل ہوتی رہی ہے اس لئے بعض سنسکرت الفاظ کے معنی مختلف زبانوں میں مختلف رہے ہیں، سب فاضلوں کا اتفاق ہے کہ مروجہ سنسکرت پڑھ لینے سے ویدوں کے صحیح معنی سمجھ میں نہیں آسکتے، (تاریخ ہند ص۷) یہی وجہ ہے کہ اس کتاب کے ترجمہ میں ایسا اختلاف ہے کہ کسی اور کتاب کے ترجموں میں ممکن نہیں، ایک ہی منتر سے ایک توحید الہی ثابت کرتا ہے تو اسی منتر سے دوسرا ہوائی جہاز بنانے کے اصول نکالتا ہے تیسرا دیوتاؤں کی تعریف لکھتا ہے" کیا ایسی باتیں اس قابل ہیں کہ ان پر ایمان کا مدار رکھا جائے،

اسلامی شریعت:- اسلام کی شریعت تمام احکام تہذیب و حکمت سے پُر ہیں، اور یہ ایسی مکمل شریعت ہے کہ ابتدا سے انتہا تک، ہر ملک، ہر قوم اور ہر حالت کے انسان کے لئے اس میں کافی احکام ہیں، مسلمان کو کسی ضرورت اور حالت میں بھی مسئلہ گھڑنے یا دوسرے مذاہب کی طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں، ایک مسیحی نامہ نگار لکھتا ہے کہ پیغمبر اسلام نے مسلمانوں کی قوم کے پھیلنے اور باقی رہنے کے تمام سامان فراہم کردیئے ہیں، کیونکہ مسلمان جب قرآن و حدیث پر غور کریگا تو اپنی ہر دینی اور دنیوی ضرورت کا علاج اس میں پائیگا، (مصری اخبار وطن) (۲) شریعت اسلام نہایت اعلیٰ درجہ کے عقلی احکام کا مجموعہ ہے۔ (انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا) (۳) قرآن کے مطالب ایسے ہمہ گیر ہیں، اور ہر زمانہ کے لئے اس قدر موزوں ہیں کہ زمانہ کی تمام صدائیں خواہ مخواہ اس کو قبول کرلیتی ہیں، اور وہ محلوں، ریگستانوں، شہروں اور سلطنتوں میں گونجتا ہے (ڈاکٹر ہمویل جانسن) (۴) قرآن کی وہ شریعت ہے اور ایسے دانشمندانہ اصول اور اس قسم کے عظیم الشان قانونی انداز پر مرتب ہوئی ہے کہ سارے جہاں میں اسکی نظیر نہیں مل سکتی (گبن) (۵) ڈاکٹر لیبان لکھتے ہیں، ہائینگر نے ایک لمبی چوڑی فہرست ان اخلاقی احکام کی دی ہے جو مسلمانوں میں بطور مقولوں کے رائج ہیں، ان سے بہتر کوئی دستور العمل انسان کے عملی نیکی کی طرف راغب اور بدی سے محترز کرنے کے لئے نہیں ہوسکتا (تمدن عرب) (۶) دنیا کی موجودہ تہذیب صرف اسلام کی بدولت ہے (ڈاکٹر کے۔ ایس، سیتا رام ایم۔ اے۔ پی، ایچ ڈی)

دیگر مذاہب کی شریعت:- دیگر مذاہب پر نظر کی جائے تو بائیبل کے احکامات اور بائیبل میں تو ہر سال تغیر و تبدل ہوتا ہے، عیسائی مذہب میں صرف بصورت زنا طلاق کا حکم تھا، اب ضرورت زمانہ سے مجبور ہوکر اور صورتیں تجویز کرنی پڑیں، اس طرح اکل و شرب، داد و ستد کے معاملات میں تغیر واقع ہوا۔

رسمی معذرت نہیں حقیقی

میں نے اس اخبار کی آخری کاپی ۱۲ دسمبر کو مطبع میں بھیجدی تھی میرا خیال تھا، کہ اخبار ضرور ۱۷؍ کو بلکہ اس سے ایک روز قبل ہی شائع ہوجائیگا، مگر ما درچہ خیالیم و فلک در چہ خیال۔ ۱۸؍ کو منیجر صاحب مطبع کا خط آیا کہ ۱۵/۱۸ صفحات کا پتھر کاپی جمانے کے بعد ٹوٹ گیا، ہزار کوشش کی گئی چربہ نہیں اتر سکا، اس لئے آپ دوبارہ چار صفحات کی کاپی لکھا کر بھیج دیں،

جس قدر جلد ممکن ہوسکتا تھا، یہ کاپی دوبارہ لکھواکر خاص طور پر آدمی کے ہاتھ دیکر امرتسر بھیجا گیا، میں اس کاپی کے پروف بھی نہیں دیکھ سکا، ایسے حالات میں انسان بے بس ہوجاتا ہے لہٰذا یہ میری رسمی معذرت نہیں بلکہ حقیقی ہے۔

ہندوؤں کی حالت عجیب ہے، لیکھرام دیانند وغیرہ طلاق وغیرہ پر معترض تھے آج ہندو طلاق کیلئے قواعد بنانا چاہتے ہیں، نکاح بیوگان کا حکم نہ تھا، اسکو جاری کیا جاتا ہے، چھوت چھات مذہبی مسئلہ آج چھوڑا جارہا ہے اور سنئے ایک گروہ اس پر راغب ہے کہ پھوپا چچا وغیرہ قریبی رشتہ داروں کے شادیاں ہوں۔ بلکہ اس پر عمل درآمد بھی شروع ہوگیا۔ (دیش سدھارک لاہور)

اگر ان کا مذہب خدا کی طرف سے ہوتا تو شریعت مکمل ہوتی۔ اور آج اس میں تغیر و تبدل کی ضرورت محسوس نہوتی،

بانی اسلام کے سوانح:- رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پاک زندگی کے حالات یوم ولادت سے وقت وفات تک ایک ایک کرکے مرقوم و مدوّن ہیں آپ کی سیرت پر اس قدر کتابیں لکھی گئی ہیں: کہ دنیا کے کسی ریفارمر، کسی بادشاہ کی سیرت پر نہیں لکھی گئیں، اور موافق اور مخالف سب نے آپ کی پاکیزہ زندگی کو سراہا ہے۔

ڈاکٹر ای اے فریمن لکھتے ہیں، "اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) بڑے پکے راستباز اور سچے ریفارمر تھے، دنیائے اعمال کی فضا ہستی میں آپ ہی ایک وجود نادر ہستی پائے جاتے ہیں، آپ ہی کی ہستی ایسی مفصل و مشرح ہے جس کے حالات ہم تک صحیح اور بالتفصیل پہونچے ہیں،

انسانی اخلاق کی جو اصلاح آپ نے فرمائی ہے اجتماعیات کے اندر جو انقلاب علوی آپ کی تعلیم نے پیدا کیا ہے، سوسائٹی کے تزکیہ اور اعمال کی تطہیر کے لئے جو اسوہ حسنہ آپ نے پیش کیا ہے وہ آپ کو انسانیت کا محسن اول قرار دیتی ہے (مسٹر ایڈورڈ مونٹے)

حضرت محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے حالات زندگی پر نظر ڈالنے کے بعد کوئی انصاف پسند شخص آپ کی اولوالعزمی اور اخلاقی جرأت، نہایت خلوص نیت، سادگی، اور رحم و کرم کا اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکتا (لفٹیننٹ کرنل سائیکس)

ہندو فلاسفر مسٹر ٹی ایل دسوانی لکھتے ہیں:- کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی زندگی ترحم و عنایات اور اچھائی سے پُر ہے (الامان جون ۲۵ء)

شردھے پرکاش دیو جی لکھتے ہیں کہ حضرت محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) منجملہ ان بزرگ اشخاص کے ہیں جنھوں نے قانون قدرت کے مطابق جہالت و تاریکی کے زمانہ میں پیدا ہوکر دنیا میں صداقت کی روشنی کو پھیلایا، سنگدل اور متعصب لوگ ایسے بزرگ کی نسبت کچھ کہیں لیکن جو لوگ با انصاف اور کشادہ دل ہیں وہ کبھی محمدؐ صاحب کی ان بے بہا خدمات کو جو وہ نسل انسانی کی بہبود کیلئے بجالائے بھلاکر احسان فراموش نہیں ہوسکتے (سوانحعمری محمدؐ صاحب)

دیگر مذاہب کے پیشواؤں کے حالات:- دیگر مذاہب کے پیشواؤں کے متعلق اشارۃً التماس ہے کہ یہودی اور عیسائی موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کی سوانح عمری مکمل نہ پیش کرسکے اگر بائیبل سے کچھ مواد جمع کیا جائے تو اس میں از قسم

کی باتیں آتی ہیں کہ وہ مسیح اپنی والدہ صدیقہ سے فرماتے ہیں کہ اے عورت تیرا مجھ سے کیا واسطہ ہے نیز کسی غیر محرم عورت سے سر مبارک پر تیل کی مالش کراتے نظر آتے ہیں بدھ اور زرتشت کی سوانحعمریوں کا تو کیا ذکر۔ ایک گروہ محققین کو اسی میں کلام ہے کہ اس نام کے آدمی دنیا میں تھے بھی یا نہیں، یا یہ فرضی نام ہیں، آریہ اپنے قدیم رشیوں کے حالات بتلانے سے ساکت ہیں، ان کے متعلق بھی یہ گمان کیا گیا ہے کہ یہ عناصر اربعہ کے نام ہیں، ویدا کا تو کیا ذکر ان کے جو اوتار زمانہ قریب میں گذرے ہیں وہ ان کی مکمل وصاف لائف نہیں پیش کر سکتے۔ ابھی پچاس ساٹھ برس گذرے ہیں، سوامی دیانند تھے، ان کے متعلق جو کچھ ہندو فاضلوں نے لکھا ہے وہ بھی موجود ہے (آئینہ افعال دیانند) باقی بزرگان ہنود کے متعلق جو کچھ مواد ان کی کتابوں سے ملتا ہے وہ اس قدر دور از تہذیب ہے کہ میرا مہذب قلم اس کی نقل کرنے کے لئے تیار نہیں۔ (ماخوذ از الامان)

مہاراشٹر میں اچھوتوں اور برہمنوں کی مذہبی جنگ

برہمنوں کا اقتدار اب چراغ سحری ہے

ذیل میں ہم چیترا گپتا بی۔ اے (پونہ) کے ایک دلچسپ مضمون کا ضروری اقتباس ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جو مدراس کے اخبار "ریوولٹ" میں شائع ہوا ہے، اس مضمون میں اچھوتوں کی ایک زبردست کشمکش کا ایک دل آویز مرقع کھینچا گیا ہے جو مندر میں داخل ہونے کے متعلق ان کے مذہبی احساس کا نتیجہ ہے اس مضمون کے پڑھنے سے غیر مسلم ناظرین کو تسلیم کرنا پڑیگا، کہ اسلام نے نہ صرف مساجد بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں اخوت اور مساوات کی عملی تعلیم سے بنی نوع انسان پر کتنا بڑا احسان کیا ہے جس طرح اسلام میں آج سے تیرہ صدی قبل عرب کا ایک معمولی بدو کسی قبیلہ کے عالی نسب سردار یا شیخ کے ساتھ دوش بدوش کھڑا ہونے کا حق رکھتا تھا اسی طرح آج بھی اللہ کے گھر میں ہر کلمہ گو خواہ دنیاوی پہلو سے کیسا ہی حقیر اور فرومایہ ہو اسلام کے بڑے سے بڑے تاجدار کیساتھ کھڑے ہو کر نماز کا فریضہ ادا کرسکتا ہے۔

۱۳ اکتوبر (کا دن) مہاراشٹر کی مذہبی تاریخ میں جلی حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے اس لئے اس دن ہندوستان کی نام نہاد گری ہوئی جماعتوں یعنی اچھوتوں نے صدیوں کی خواب غفلت سے بیدار ہوکر ہندو مذہب کے توہمات کے عالیشان قلعہ کو متزلزل کردیا، اسی دن ہندو قوم کے ایک طبقہ نے جو (مذہبی پہلو سے) غلامی کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے اپنے اس حق کو حاصل کرنے کی پہلی کوشش کی جو انسان اور خدا کی مخلوق کی حیثیت سے اسے حاصل ہے ہاں! اسی دن ہندو مذہب کے ان متبعین نے جو غلامی کی ادنیٰ اور ذلیل زندگی بسر کر رہے ہیں، ان بیڑیوں پر جو ہزارہا سال سے ان کے پاؤں میں پڑی ہوئی ہیں، اور جن کی بدولت وہ سوسائٹی میں نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں حق کے ہتھوڑے سے ایک کاری ضرب لگائی، اور انھوں نے فضائے آسمانی میں منو کے ان قوانین کی دھجیاں بکھیر دیں، جو نامعقولیت اور ظلم پر مبنی ہیں، مذہبی تقدس کے مستحکم قلعوں کی دیواروں میں شگاف پڑ گئے ہیں اور ان کا انہدام ایک اٹل بات ہے جو اپنے وقت پر ہو کر رہیگی ہندو مذہب کے یہ غلام اپنی

غلامانہ ذہنیت

کیلئے ایک خاص شہرت رکھتے تھے، اور یہ اسی غلامانہ ذہنیت کا نتیجہ ہے کہ وہ توہمات کی فولادی بیڑیوں کو اپنے پاؤں سے علیحدہ نہیں کرنا چاہتے تھے کیونکہ چالاک اور عیار برہمن نے یہ خیال ان کے دل میں بٹھا رکھا تھا کہ اگر وہ نجات یعنی "مکش" حاصل کر سکتے ہیں تو صرف اسی صورت میں کہ وہ سختی کے ساتھ اپنی قدیم ذات کی ان رسوم اور روایات پر قائم رہیں، جو ان کے آباؤ اجداد سے چلی آتی ہیں اس خیال کا نقش اچھوت کے دل میں اس قدر گھر کر چکا تھا کہ وہ برہمن کو چھونا یا مندر میں داخل ہو!

بہت بڑا پاپ

سمجھتا تھا، لیکن اب زاویہ نگاہ بدل گیا ہے صدیوں کے مظالم نے اس حقیر اور بے ضرر کیڑے میں آخر حفاظت خود اختیاری کا ایک ایسا زبردست جذبہ پیدا کردیا ہے کہ اب وہ حیرت انگیز تندی اور جوش کے ساتھ ایک مہیب اژدہا کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہے ۱۳ اکتوبر ۱۹۲۹ء کو اچھوتوں کی فوج نے پونہ کے "پاروتی مندر" میں داخل ہونے کی غرض سے ایک فوجی شان کے ساتھ پیشقدمی شروع کردی، یہ وہ متبرک مقام ہے جہاں نام نہاد ایشور کی مورتی کو مندر والوں نے

مقفل

رکھا ہوا تھا، اچھوت فوج کے افسروں اور سپاہیوں نے ہر بات میں متانت، خاموشی اور امن پسندی کے اصول کو مدنظر رکھا، مقامی حکام اور پولیس کو ان کے اس مقصد سے پہلے ہی آگاہ کردیا گیا تھا، ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب اپنے عملہ کے ساتھ موقع پر پہونچ گئے، اعلیٰ جماعتوں کے تمام ہندو پاروتی مندر کی پہاڑی کے دامن اور اس کی چوٹی پر بہ تعداد کثیر جمع ہوگئے تھے، جو اس بہادر اور اولوالعزم قوم کے شریفانہ منصوبوں کو خاک میں ملا دینے کے درپے تھے۔

لڑائی شروع ہوگئی

لیکن جیسا کہ موصولہ اطلاع سے ظاہر ہوتا ہے پہلے حملہ میں امن پسند برہمنوں نے جارحانہ حکمت عملی سے کام لیا یعنی بڑھنے والی فوج کا جوتوں، چھاتوں، اینٹ کے ٹکڑوں اور اسی قسم کی دوسری چیزوں سے خیر مقدم کیا، برہمنوں کی مقدس جماعت میں جو اچھوتوں کی اس عدیم النظیر پیشقدمی کے جائز اور ناجائز نتائج کا خمیازہ بھگتنے کیلئے تیار تھی کچھ معزز خواتین بھی شامل تھیں، لیکن برہمنوں کے اولوالعزمانہ اور مردانہ اوصاف کا خاتمہ ہوچکا تھا، انھوں نے اچھوتوں پر شرمناک الفاظ میں آوازے کسنے، شور مچانے اور ناپاک گالیاں دینے اور بے حیائی کی حرکتیں کرنے میں اس قدر سرگرمی دکھائی کہ خواتین

کانوں میں انگلیاں

دے کر لڑائی کے مقام سے کسی پرامن جگہ کی طرف ہٹ جانے پر مجبور ہوگئیں لیکن اس بزدلانہ اور غیر مردانہ حملہ کے مقابلہ میں بہادر اچھوت پہاڑ کی طرح اپنی جگہ پر قائم رہے وہ شہیدوں کی طرح نڈر اور دلیر نظر آتے تھے، آخر کامل اطمینان قلب اور اپنے مقصد کی صداقت کے احساس کے ساتھ اچھوتوں نے مندر کی پہاڑی چڑھنا شروع کیا، راستہ میں برہمن نوجوانوں نے جو مذہبی توہمات کے نشہ میں سرشار تھے اچھوتوں کی پیشقدمی دیکھ کر اپنے گلے کی پوری طاقت سے چیخنا، چلانا اور شور مچانا شروع کردیا

(باقی آئندہ)

دینا چاہئے۔ ایسی صورت میں ہم صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اگر انگریز ہندوؤں کی کثرت رائے اور شور و غل سے دب گئے ہیں، تو انھیں چاہئے کہ ہم کو ہماری قسمت پر چھوڑ دیں، اور قبل اس کے کہ وہ ہندوستان کی حکومت کی باگ ہندوؤں کے ہاتھ میں دیں، وہ ہم کو میدان میں جدوجہد کرنے کیلئے چھوڑ دیں، ہم شوق سے اپنے برادران وطن کے الٹی میٹم قبول کریں گے، مگر اتنا ضرور عرض کریں گے، کہ وہ انگریزوں کے پیچھے پناہ نہ لیں، مردانہ وار سامنے آئیں، ہم یہ چاہتے ہیں کہ قبل اس کے کہ ہم کو ہندو بیس پچیس برس میں آہستہ آہستہ مار مار کر غلام بنائیں، ہم ایک دفعہ زندگی اور موت کی جنگ میں شریک ہو کر اپنی قسمت کا فیصلہ خود کرلیں، ہم مسلمان کسی غدر یا شورش کے حامی نہیں ہیں، ہم صرف ہندوستان کی حکومت میں اپنا واجبی حصہ لینا چاہتے ہیں خواہ اصلاحات میں توسیع ہو یا نہ ہو، کونسل کی حکومت ہو یا عاملان شاہی کی حکومت ہو، نو آبادی کی حکومت ہو یا مکمل آزادی والی حکومت ہو، جو کچھ بھی ہو خدا اس کو بہتر جانتا ہے ہمارا کہنا صرف یہ ہے کہ ہم اپنے حق سے محروم نہ کئے جائیں ورنہ گورنمنٹ دیکھ لیگی، کہ ایک دن اس کو ہمارے فنا ہونے کے بعد کس آسانی سے ہندوستان خالی کرنا پڑیگا، (مشرق)

ہندو دنیا

ایک معاشرتی انقلاب کی ضرورت:۔ مدراس کے اخبار "ریو ولٹ" میں "ایک معاشرتی انقلاب کی ضرورت" کے عنوان سے ہندو قوم کی موجودہ زوال پذیر حالت کے متعلق ایک طویل مضمون شائع ہوا ہے جس کے راقم مسٹر ایل گوبند رام کھنہ ایم اے ایل ایل بی ہیں، ذیل میں ہم اس مضمون کا ضروری اقتباس ہدیہ ناظرین کرتے ہیں، جو امید ہے کہ آپ کی دلچسپی کا باعث ہوگا۔

ہندو قوم کے زوال کے اسباب، معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ ہندو قوم اپنے قدیم وجود کا محض ڈھانچہ رہ گئی ہے انحطاط کا کیڑا صدیوں سے ہندو قوم کے نظام کو دیمک کی طرح کھا رہا ہے ہر سمجھدار شخص آسانی کے ساتھ اس کیڑے کی حقیقت معلوم کر سکتا ہے، جو ذاتوں کے امتیاز کی شکل میں اپنی تباہ کاری میں مصروف ہے جب آریہ بھارت ورش میں آباد ہوئے، تو انھوں نے اس عجیب و غریب رسم کو قائم کیا، لیکن انھیں کیا معلوم تھا کہ رفعت و عظمت کا جو زینہ انھوں نے تیار کیا ہے وہ ان کی قوم کو تحت الثریٰ میں گرائیگا، سوچنے کی بات ہے کہ کیا ذاتوں کے امتیاز نے ہندو قوم کو کوئی فائدہ پہونچایا ہے؟ جہانتک کہ میں نے تاریخی معلومات کی امداد سے ہندو قوم کی گذشتہ روایات پر غور کیا ہے، یہ بات آج تک میری سمجھ میں نہیں آئی کہ ذاتوں کے سنگین حصار قائم کرنے سے ہندو قوم کو آخر کیا فائدہ پہونچا؟

برہمنوں کا تباہ کن تفوق۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مذہبی اور معاشرتی رسوم میں برہمنوں کو دوسری جماعتوں پر غلبہ حاصل ہو گیا وجوہ خواہ کچھ ہوں، مگر ایک بری مثال قائم ہو گئی، جس سے اور بہت سی برائیوں کا دروازہ کھل گیا، معاشرتی نظام میں ہر جماعت نے ان لوگوں پر جو ان سے کمتر تھے، اپنے تسلط کا سکہ بٹھانا چاہا مختلف جماعتوں میں شادی بیاہ کے کھان پان، و میل جول کے تعلقات، رفتہ رفتہ منقطع ہوتے گئے، اور وہ تمام اثرات جو ایک زبردست قومیت کا سنگ بنیاد قرار دئے جا سکتے ہیں مٹ گئے باہمی ہمدردی اور اخوت کا جذبہ زائل ہو گیا، اور جماعتی تفوق کی وبا نمودار ہو گئی، مہاتما بدھ نے ان مفاسد کی اصلاح کے لئے آواز بلند کی، اور مذہبی اور معاشرتی مساوات کے وعظ کہنے شروع کئے، تمدنی اور معاشرتی پہلو سے ہندوستان میں جمہوریت کی یہ پہلی تحریک تھی، گو بدھ مذہب کی تحریک سے برہمنوں کے اقتدار کا خاتمہ ہو گیا، لیکن ہندو سوسائٹی کی خرابیاں رفع نہ ہوئیں، ہندو قوم میں پھر مختلف جماعتوں کی تقسیم در تقسیم کا عمل شروع ہو گیا۔

تصویر کا تاریک پہلو۔ تاریخ کی ورق گردانی سے ہم پر یہ حقیقت واضح ہو جائے گی، کہ ذاتوں کی تقسیم نے ہندوؤں کی سیاسی زندگی کو کیسا تباہ کر دیا، غیر ملکی حملہ آوروں کے سامنے ہندوؤں کے سر تسلیم خم کر دینے سے دو باتیں نمایاں طور پر نظر آتی ہیں، اول یہ کہ ہندو قوم کا طبقہ عوام تمدنی اور معاشرتی معاملات میں ضرورت سے زیادہ نفاست پسند ہو گیا اور انھیں لڑائی سے نفرت ہو گئی، دوئم۔ ذاتوں کے امتیاز کو انھوں نے خاص طور پر ملحوظ رکھا، اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو پھر اس امر کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ ہندوستان کروڑوں ہندوؤں سے آباد ہے جس کے مقابلہ میں مٹھی بھر حملہ آوروں کی کچھ حقیقت نہ تھی، اور اونچے اونچے پہاڑ ناقابل گذر جنگل اور عظیم الشان دریا دشمنوں کے راستے میں حائل تھے کیا یہ حیرانی کی بات نہیں ہے کہ ہندو پھر بھی مغلوب رہیں، دنیا کے پردے پر کوئی قوم اس قدر آسانی سے مغلوب نہیں ہوئی، ہندوستان کے بیرونی حملوں کی تاریخ ہماری ذلت اور ندامت کی تاریخ ہے صرف راجپوت ایک ایسی قوم تھی جس نے فوجی معرکوں میں شجاعت و بسالت کے جوہر دکھائے مگر ان میں بھی اتفاق نہ تھا، اس لئے جہاں کہیں راجپوت فوج کو شکست ملتی تھی عام لوگوں کی زندگی کا انحصار حملہ آوروں کے رحم پر تھا، کیونکہ ذاتوں کی تقسیم اور امتیاز کی وجہ سے کوئی جماعت دشمن کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار نہ ہو سکی۔

ہندوؤں نے اسلام کیوں قبول کیا؟ یہ ایک غلط خیال ہے۔ کہ لاکھوں ہندو مسلمان تاجداروں اور حملہ آوروں کے جبر و تشدد سے دائرہ اسلام میں داخل ہوئے، اس میں شک نہیں کہ مسلمان حملہ آوروں کی ایک زبردست خواہش تھی، کہ ہندوؤں کو مسلمان بنایا جائے، اور انھوں نے تلوار کے زور سے بہت سے لوگوں کو اسلام کا حلقہ بگوش بنایا لیکن گذشتہ آٹھ صدیوں میں جس قدر ہندوؤں نے اسلام قبول کیا ہے اسے محض جبر و تشدد کا نتیجہ قرار نہیں دیا جا سکتا، جب سلطنت مغلیہ کی سطوت و شوکت کا چراغ گل ہو گیا اور دکن اور وسط ہند میں مرہٹوں کی حکومتیں قائم ہوئیں اور پنجاب میں برطانوی حکومت کا علم بلند ہو گیا، تو مسلمانوں کے سیاسی تفوق کا عملاً خاتمہ ہو چکا تھا لیکن اس انقلاب کے باوجود ہندوؤں کے اسلام قبول کرنے کا سلسلہ کبھی بند نہ ہوا۔ اگرچہ ہندوؤں کو یہ امر ناگوار گذریگا، مگر ہمیں اس سچائی کو تسلیم کر لینا چاہئے کہ اگر ہندوؤں نے اسلام کے دامن میں پناہ لی ہے اور اس میں جذب کی طاقت موجود ہے۔ تو اس کی سوائے اس کے اور کوئی وجہ نہیں کہ معاشرتی پہلو سے ہندوؤں کے نظام میں بوسیدگی اور ابتری پیدا ہو گئی ہے، ہندوستان میں برطانوی اقتدار کے قیام سے ہندوؤں کو جبراً دائرہ اسلام میں داخل کرنے کا دستور تو بند ہو گیا ہے، لیکن کیا اس کے بعد مذہب کی تبدیلی کا سلسلہ رک گیا ہے؟ ہمیں اس موجودہ خیال سے اپنے آپ کو تسلی نہیں دینی چاہئے کہ ہندو دائرہ اسلام میں محض بزور شمشیر داخل کئے گئے ہیں، ہمیں اس خیال کو دل سے نکال کر مرض کے اصلی سبب کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔

مرض کا اصلی سبب۔ میرے نزدیک جن باتوں نے لاکھوں ہندوؤں کو اسلام کے دامن میں پناہ لینے پر مجبور کیا ہے وہ ہندو

قوم کی کمسن لڑکیوں کی جبری بیوگی، ہندوؤں کے مختلف طبقوں میں غیر مساویانہ برتاؤ، اور اعلیٰ ذاتوں کا وہ ظالمانہ اور وحشیانہ سلوک ہے جو نیچ ذات کے لوگوں کے متعلق روا رکھا جاتا ہے اور یاد رکھنا چاہیئے کہ جب تک موجودہ صورت حالات میں تبدیلی پیدا نہ ہوگی، ہندو اور زیادہ حلقہ بگوش اسلام ہوتے جائیں گے مساوات کا جذبہ ہر جگہ نمایاں نظر آرہا ہے، تمام دنیا میں جمہوریت امتیازات کو مٹا رہی ہے اور بنی نوع انسان کیلئے ترقی کے مواقع پیدا کررہی ہے، ہندوستان دنیا کے دوسرے ممالک سے علیحدہ نہیں ہے اور دنیا کے مختلف حصوں میں جو طاقتیں کام کررہی ہیں، وہ ہندوؤں کے معاشرتی نظام پر ایک زبردست اثر ڈال رہی ہیں۔

اچھوتوں کا مطالبہ۔ نام نہاد اچھوت اب بیدار ہوگئے ہیں، اُن کے سینوں میں نئی آرزوؤں اور اُمنگوں کے جذبات موجزن ہیں، ان کو یہ احساس روبہ ترقی ہے کہ ان کے ساتھ مساوات اور ہمدردی کا سلوک کیا جائے، اور اگر ہندو سوسائٹی سے تعلق رکھنے کے باوجود ان کے اس جائز مطالبہ کو پورا نہ کیا گیا، تو وہ لازمی طور پر کسی دوسری سوسائٹی کی طرف رجوع کرینگے، نتیجہ یہ ہوگا، کہ ہندوؤں کا شیرازہ منتشر ہوجائیگا، اور دنیا کے پردے پر ان کا وجود مٹ جائیگا، ہندو اس قدر مُردہ ہوگئے ہیں، کہ اب ان میں اصلاح کی کوئی امید نہیں، ہندوؤں میں ہر اصلاحی تحریک کامیاب ہوجاتی ہے اور آخر پانی کی اس موج کی طرح جو چٹان سے ٹکراتی ہے ٹکڑے ٹکڑے ہوکر فنا ہوجاتی ہے، بدھ، چیتنیا۔ نانک، کبیر، رامداس، ایکناتھ نامدیو اور بہت سے دیگر رشیوں نے اپنے اپنے زمانوں میں اصلاح کا علم بلند کیا اور ہندوؤں کے سامنے مساوات کا اصول پیش کیا، لیکن ان کی تعلیم ہندو قوم میں کوئی انقلاب پیدا نہ کرسکی، ہندوؤں کی ذہنیت کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ ان کے اصلاح پذیر ہونے کی کوئی امید نظر نہیں آتی اسی لئے میں کہتا ہوں کہ ہندو قوم لازمی طور پر تباہی اور فنا کی طرف جارہی ہے۔

ہندوؤں میں پردہ نسواں کی تحریک

متعصب اور کٹر آریہ اخبار "آریہ ویر" (یکم نومبر) نے "دیویوں کے پلیٹ فارم پر آنے کا فیشن" کے موضوع پر ایک زبردست مضمون شائع کیا ہے جس میں اسے ایک خوفناک نقص قرار دیتے ہوئے لکھا ہے

"سوسائٹی کو ایسی بے احتیاطی کا کسی نہ کسی رنگ میں خمیازہ ضرور ہی اُٹھانا پڑیگا یعنی نیک چلنی اور برہمچریہ کا اوچیہ آورش جو انسانی سوسائٹی کے چوٹی کے وچارکوں کو مدنظر ہے، یہ ہے کہ "لڑکے اور لڑکی یا پرش استری کو باہم چھونے دیکھنے وغیرہ تک کے موقعے نہ ملیں"......... اس کے بغیر نوجوانوں کے اندر سداچار یا جنسی تعلق کا پوتر جذبہ قائم نہیں رہ سکتا...... مہرشی دیانند فرماتے ہیں کہ استری کا روپ برہمچریہ کے اندر آنکھ کے ذریعہ گھس جاتا ہے، کبھی کسی دیوی سے بات کرنے کی ضرورت ہوتی تو نگاہ نیچی کرکے یا بند کرکے یا بیچ میں پردہ کراکے بات کرتے تھے، وہ جگہ بجگہ ستیارتھ پرکاش میں لکھتے ہیں کہ اندریوں اور حواس پر غلبہ پانا بڑی ہی دیر کا کام ہے، ایسی حالت میں وہ نوجوان یا انسان جو مغلوب الحواس ہیں، جو مسلمہ طور پر کمزوریوں سے پُر ہیں، بے احتیاطیاں ہونے پر نہ گریں گے یہ کیسے مانا جاسکتا ہے، ہندوؤں میں بالخصوص اعلیٰ تعلیم یافتہ اور امیر گھرانوں کی لڑکیوں کی کئی مثالیں قائم ہوچکی ہیں کہ غیروں سے میل جول کے موقعے ملنے سے وہ کسی کے ساتھ چلی گئیں، اور والدین کو اسقدر بےعزتی اور بےغیرتی کا شکار ہونا پڑا، کہ بیان سے باہر ہے"، (آریہ ویر یکم نومبر) شکر ہے انہیں یہ تو سمجھ آگئی کہ "اوچیہ آورش جو انسانی چوٹی کے وچارکوں کو مدنظر ہے" وہ یہ ہے کہ "لڑکے لڑکی یا استری پرش کو باہم چھونے، دیکھنے وغیرہ تک کے موقعے نہ ملیں"، انہیں سوامی دیانند کا یہ فرمان بھی یاد آگیا کہ "استری کا روپ برہمچریہ کے اندر آنکھ کے ذریعہ گھس جاتا ہے" اور سوامی جی کا طرز عمل بھی ان کی آنکھوں کے سامنے پھر گیا، کہ آپ کسی دیوی سے بیچ میں پردہ کراکے بات کرتے تھے کیا اب بھی پردہ کی فضیلت پر کم از کم آریہ ویر کے قماش کے اخبارات کو کچھ عذر ہوسکتا ہے، دراصل آج تک آریہ اخبارات جو پردے کے برخلاف لکھتے رہے، یہ پردے سے دشمنی نہ تھی بلکہ اسلام سے دشمنی تھی، مگر واقعات نے بتلادیا کہ اسلام حق ہے اور حق سے دشمنی کبھی بارآور نہیں ہوئی۔

سوراج "ہندو راج" ہوگا

مسلمانوں کے اندیشے کو دور کرنے کی تدبیر کرو

سر چمن لال سیتلواڈ کا انتباہ!

سر چمن لال نے اپنے بیان کو جاری رکھتے ہوئے کہا:۔

میری رائے میں حکومت برطانیہ عقلمندی پر گامزن ہوتے ہوئے یہی طریق اختیار کریگی کہ (درجہ مستعمرات کی منظوری کا) اعلان کرکے ہندوستان کی رائے عامہ کے رہنماؤں کی کانفرنس طلب کرے، لیکن باشندگان ہند کیلئے ضروری ہے کہ اپنے اختلافات کو مٹادیں، تاکہ عام یکسانیت اور اتحاد حاصل ہوسکے، ہندوؤں اور مسلمانوں کے اختلافات جو اسقدر بڑھ گئے ہیں اور جن سے بڑا ناجائز فائدہ اُٹھایا جارہا ہے، تسلی بخش طور پر ختم کردینے چاہئیں اور جو لوگ ہندوستان کی غلامی کو دائمی کرنے کیلئے ان اختلافات کو ہوا دے رہے ہیں، اور وہ غداری کی بنیادوں پر کھڑے ہیں، یہ کہنا یا خیال کرنا صحیح نہیں کہ مسلمان درجہ مستعمرات کے خواہاں نہیں، وہ اگر ہندوؤں سے بڑھکر نہیں تو ان کے برابر ہندوستان کیلئے درجہ مستعمرات کے طلبگار ہیں لیکن اقلیت کے باعث قدرتی طور پر مشوش ہیں کہ مستعمرہ ہند میں سیاسی اقتدار ہندوؤں کے ہاتھ میں چلا جائیگا، جو خاص اسلامی مفاد کے منافی ہوگا، ان کے اس خوف کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے، اور ایسے معقول تحفظات مہیا کئے جائیں جو مسلمانوں کی مذہب، تہذیب اور عام مفاد کی آزادی کے کفیل ہوں۔

کیا آپ کا گھر ان کتابوں سے خالی ہے

ماں بچہ کی نگہداشت ہر گھر بچوں کی بےوقت موت اور زچاؤں کی خرابی صحت نے کہرام مچا رکھا ہے یہ کتاب ان غموں کو دور کرنے میں سچ مچ تعویذ کا کام دیتی ہے آپ ضرور منگائیں، دوسرا اڈیشن قیمت چھ آنہ (۶؍)

رفیق زمیندار، بلکہ ہر شخص کا بہترین رہبر، گاؤں میں رہنے والوں کیلئے یہ کتاب نعمت غیر مترقبہ ہے طرح طرح کی بیماریوں سے بچنے روپیہ پیسہ جوڑنے مویشی پالنے اور اُنکی بیماریوں کو دور کرنے، بچوں کو پڑھنے پڑھانے وغیرہ کے طریقے لکھے گئے ہیں، شہر والوں کے لئے بھی یہ مضامین کارآمد ہیں حکومت عالیہ پنجاب نے اس کی ڈیڑھ ہزار جلدیں دیہاتی کتبخانوں کیلئے خریدی ہیں دوسرا ایڈیشن ایکروپیہ ۴ آنہ

روح القرآن: اسلامی انجمنوں، واعظوں، مبلغوں اور مضمون نگاروں کے کام کی چیز ہے، سات سال کی محنت شاقہ کا نتیجہ، قرآن پاک کے مضامین کی ترتیب وار ایسی فہرست تیار کی گئی ہے، جو آپکو اور کہیں نہیں ملیگی، کوئی مضمون نہیں چھوڑا، ذرا سی دیر میں آیت مل جاتی ہے، سورہ وار الفاظ مع مضمون اور شان نزول اور سورتوں کے خواص درج کئے گئے ہیں غرضیکہ دریا کو کوزہ میں بند کردیا گیا ہے ہر چیز خاص ترتیب سے لکھی گئی ہے، ضخامت ۳۰۰ صفحے لکھائی چھپائی دیدہ زیب، قیمت دو روپے، محصولڈاک بذمہ خریدار

یہ کتابیں مولوی محمد ظفر صاحب ایم اے ایل ایل بی کی تصنیف ہیں

پتہ مولوی محمد قمر پبلشر سرمایہ اطفال نگر گانوہ (پنجاب)

موتی دانت پوڈر رجسٹرڈ

حکماء اور ڈاکٹروں کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ گندہ منہ اور میلے دانت ہزارہا بیماریوں کا گھر ہیں۔ اگر آپ اپنی صحت کو مقدم اور ضروری سمجھتے ہیں تو آج سے ہی موتی دانت پوڈر کا استعمال شروع کر دیں جو دانتوں کی کل بیماریوں کو دور کرتا، اُنھیں فولاد کی طرح مضبوط بناتا اور موتیوں کی طرح چمکاتا۔ بدبوئے دہن کو دور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے، گوشت خورہ دانتوں سے خون یا پیپ کا آنا۔ دانتوں پر میل کا جمنا، یا اُن کا زرد رنگ رہنا اور منہ سے پانی کا آنا۔ غرضیکہ جملہ امراض دنداں کے لئے یہ موتی دانت پوڈر اکسیر کا حکم رکھتا ہے

قیمت فی شیشی ایک روپیہ (عہ) محصولڈاک علاوہ۔

منیجر تعلیم الاسلام ہائی سکول کی شہادت

جناب مولوی محمد الدین صاحب بی اے سابق مسلم مشنری شکاگو امریکہ، حال منیجر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان لکھتے ہیں کہ "میں نے یہ موتی دانت پوڈر استعمال کیا۔ بہت مفید پایا۔ علاوہ دانتوں کو سفید اور صاف کرنے کے یہ مسوڑوں کیلئے بھی بہت مفید ہے۔ میرے ایک دانت میں درد تھی۔ اس میں بہت حد تک تخفیف ہو گئی"

لیڈی ڈاکٹر کی شہادت

لیڈی ڈاکٹر جنابہ غلام فاطمہ صاحبہ اسسٹنٹ سرجن لدھیانہ سے لکھتی ہیں کہ:۔ "مجھے اس کے اظہار میں خوشی ہے کہ آپ کے موتی دانت پوڈر نے مجھے بہت فائدہ دیا۔ براہ کرم ایک شیشی اور بذریعہ وی پی بھیجدیں" یہی خاتون اپنے ایک دوسرے خط میں تحریر فرماتی ہیں کہ "میری ایک سہیلی کو دانت پوڈر کی سخت ضرورت ہے اور موتی دانت پوڈر جو پہلے میں نے آپ سے منگوایا تھا وہ انھوں نے بھی استعمال کیا ان کو بھی اس پوڈر نے بہت فائدہ دیا۔ اب انھوں نے جلدی چھٹیوں پر کشمیر چلے جانا ہے اور انھوں نے مجھے تاکید کی ہے کہ ان کے لئے ایک شیشی پوڈر مذکور کی منگوا دوں۔ لہذا بدیں خبر ہذا آپ ایک شیشی موتی دانت پوڈر کی بذریعہ وی پی جلد بھیجدیں"

موتی دانت پوڈر نے جادو کا اثر کیا

جناب مولوی حسین بخش صاحب اپیل نویس [illegible] مصنف کتب کثیرہ بٹالہ سے لکھتے ہیں کہ:۔ "میں نے آپ کا موتی دانت پوڈر استعمال کیا، میرے دانت بہت خراب ہو گئے تھے پوڈر نے جادو کا اثر کیا۔ اور جملہ امراض دندان کے لئے اکسیر ثابت ہوا۔ کیونکہ یہ مفید عام ہے۔ براہ کرم میرے اس خیال کو ضرور مشتہر فرماویں۔ تاکہ دوسرے لوگ بھی اس اکسیر سے مستفیض ہوں۔ براہ کرم ایک شیشی اور بذریعہ وی پی جلد بھیجدیں۔

نہایت ہی مفید ثابت ہوا۔

جناب منشی محمد رفیق صاحب جیالجیکل سروے آف انڈیا چورنگی کلکتہ سے لکھتے ہیں:۔ "آپ کا موتی دانت پوڈر میری بیوی کے لئے نہایت ہی مفید ثابت ہوا۔ براہ کرم دو شیشی اور بذریعہ وی پی بھیج کر مشکور فرماویں۔"

اکسیر معدہ آپکو کیا فائدہ دیگی؟

یہ امراض معدہ و سینہ کا لاثانی علاج بکثرت دودھ، گھی ہضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے تمام بیماریوں کی جڑ کمزور معدہ ہے۔ اگر آپ کو کھانا بخوبی ہضم ہوتا ہے تو آپ کے لئے سادہ غذا بھی نعمت عظمیٰ سے کم نہیں۔ ورنہ مرغن لذیذ اور مقوی غذائیں بھی محض وبال ہیں۔ یہ اکسیر معدہ، ہیضہ، بدہضمی، کمی بھوک، درد شکم، اپھارہ، باد گولہ، پیٹ کا گڑگڑانا، کھٹی ڈکاریں، قے، جی کا متلانا، جگر و تلی کا بڑھ جانا۔ سر چکرانا، آنکھ و دماغ کی کمزوری، گرمی کی شدت، پیاس کا زیادہ لگنا، ہاتھ پاؤں کا گرم رہنا، کرم شکم قبض، اسہال۔ ریاح، کھانسی، دمہ وغیرہ کے لئے تیر بہدف ہے۔

دودھ، بالائی، ماکھن، گھی، گوشت، انڈے وغیرہ مرغن اور مقوی اشیاء ہضم کرنے کی لاثانی دوا ہے۔

ایک ہی ہفتہ کے استعمال کے بعد بکثرت دودھ گھی روزانہ ہضم ہو جاتا ہے خون صالح پیدا ہو کر چار پانچ پونڈ وزن بڑھ جاتا ہے۔

دماغ۔ حافظہ، ذہن کو تقویت اور قوت مردمی کو بدرجہ غایت بڑھاتی ہے کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کیلئے بینظیر چیز ہے (خوراک دو رتی)

قیمت فی شیشی جو کئی ماہ کیلئے کافی ہے صرف عار ہے محصولڈاک علاوہ

جناب اڈیٹر صاحب فاروق کی شہادت

مکرمی میر قاسم علی صاحب اڈیٹر فاروق اکسیر معدہ کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"کچھ دن ہوئے۔ میں نے جناب سے اکسیر معدہ اپنے ذاتی استعمال کیلئے لی تھی ان دنوں مجھے نفخ شکم اور پیٹ میں ہر وقت بوجھ رہنے کی شکایت تھی، اس اکسیر کے استعمال سے خدا نے مجھے بہت جلد صحت دی۔ اور میرے تمام معدہ اور شکم کی تکلیف رفع ہو گئی اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ساتھ ہی مزید درخواست بھی ہے کہ براہ کرم اور اکسیر معدہ عطا فرماویں، مشکور ہوں گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے کاموں میں برکت دے۔ آمین۔

ست سلاجیت

خون پیدا کرتی اور قوت باہ کو بڑھاتی ہے، ابتدائی سل و دق، کھانسی، ریزش، کمزوری سینہ کو رفع کرتی ہے گردہ و مثانہ کو طاقت دیتی ہے۔ بدن کو فربہ اور ہڈیوں کو مضبوط کرتی ہے جریان یا کسی اور وجہ سے جنکی کمر میں درد ہو، ان کے لئے اکسیر ہے دماغ کو طاقت بخشتی ہے چوٹ لگ جائے، تو تھوڑی سی کھا لینے سے درد موقوف ہو جاتا ہے۔ مرد، عورت، بچے، بوڑھے اور جوان کو یکساں مفید ہے ہر موسم میں استعمال ہو سکتی ہے ایک چھٹانک سے کم روانہ نہیں ہوتی۔ قیمت فی چھٹانک ایک روپیہ بارہ آنہ محصول الگ

ملنے کا پتہ منیجر نور اینڈ سنز، نور بلڈنگ، قادیان ضلع گورداسپور

اکسیر اعظم

جس کا اثر اخیر عمر تک رہتا ہے

دنیا میں ایک ہی لاثانی دوا ہے۔ جس کی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی روح پھونک دی ہے۔ مفصلہ ذیل نئی اور پرانی بیماریوں میں اسکا اثر فوری اور مستقل ہے۔

ضعف باہ، ضعف دل، ضعف دماغ، ضعف اعصاب، ضعف بصر، ضعف ہاضمہ، اعصابی درد، نزلہ، درد سر، شقیقہ، بے خوابی، مسوڑوں سے خون آنا، منہ سے پانی کا جاری رہنا، دانتوں کا درد، آواز کا بیٹھ جانا، دمہ، پرانی کھانسی، منہ سے خون کا آنا، قے، ڈکاروں کی کثرت، معدہ کی ترشی، قبل از وقت بالوں کا سفید ہوجانا، پیشاب کی کثرت، ذیابیطس، سرعت، خرابی خون وغیرہ کیلئے یہ تریاق بفضل خدا آخری اور یقینی علاج ہے

گویا حقیقی معنوں میں یہ دوا **"محافظ صحت"** ہے

مستورات کے امراض **بانجھ پن، جریان الرحم** کے لئے بھی بہت مفید ہے۔

یہ نسخہ پورے ایک سال میں تیار ہوتا ہے کیونکہ کارخانہ اس اکسیر کو شہرت دینا چاہتا ہے۔ اور ہماری خواہش ہے کہ امیر و غریب اس نعمت بے بہا سے یکساں مستفیض ہوں، لہذا فی الحال اس کی قیمت قریباً اصل لاگت یعنی نو روپے آٹھ آنے علاوہ محصول ڈاک مقرر کی گئی ہے ورنہ فوائد کے لحاظ سے تو یہ نعمت عظمیٰ موتیوں کے مول بھی سستی ہے۔

روگ کا گھر کھانسی

اوّل تو کسی بیماری کو بھی معمولی نہ سمجھنا چاہیئے پھر کھانسی تو خصوصاً مسلمہ طور پر بیماریوں کا گھر مانی گئی ہے۔ دمہ، سل، دق جیسے نامراد روگوں کی جڑ ہے لہذا اس خطرناک بیماری بلکہ بیماریوں کے گھر سے کبھی بے پرواہ نہیں ہونا چاہیئے۔ ہم نے بڑے اہتمام اور کوشش کے ساتھ اس بیماری کو جڑ سے کاٹنے والی دوا تیار کی ہے۔ جس کی پہلی خوراک ہی اپنا اثر دکھلاتی ہے۔ قیمت تین روپے (۳) محصولڈاک علاوہ۔

قبض کشا گولیاں

اوّل تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے پھر دائمی قبض ہے تو خدا کی پناہ۔ اگر آپ کا معدہ صاف ہے تو سمجھو کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں۔ ورنہ یہ مسلمہ امر ہے۔ کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے۔ ایک دن گھر کا پاخانہ صاف نہ ہو تو تمام گھر کی فضا اس قدر بدبودار ہوجاتی ہے کہ ناک میں دم آجاتا ہے۔ یہی حال آپ معدہ کا سمجھیے اگر ایک روز بھی کھل کر اجابت نہ ہو تو تمام معدہ متعفن ہوجاتا ہے۔ اور متعفن معدہ ہر ایک بیماری کی جڑ ہے قبض کشا گولیاں کیا ہیں، گویا معدہ کی جھاڑو ہیں، اس کا دائمی استعمال سمجھو کہ صحت کا بیمہ ہے۔ ایک سو گولی کی قیمت صرف دو روپے (۲) محصولڈاک علاوہ

اکسیر درد شکم

یہ نامراد مرض مریض کو ماہی بے آب کی طرح تڑپاتا ہے جن لوگوں کو بدقسمتی سے اس کا دورہ ہوتا ہے۔ وہی خوب جانتے ہیں کہ یہ مرض کس قدر وبال جان ہے ہماری اس جادو اثر دوا سے بفضل خدا دو منٹ کے اندر اندر قطعی آرام آجاتا ہے۔ دوا کیا ہے ایک معجزہ ہے قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ جو مدت کیلئے کافی ہے محصول ڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ :- منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ، قادیاں ضلع گورداسپور (پنجاب)

پنی پیاری آنکھوں کی حفاظت کرو

یہ امر واقعہ ہے کہ دنیا میں آنکھیں بڑی نعمت ہیں، بغیر آنکھوں کے دنیا اندھیری ہے آنکھیں تو سب کچھ مگر لوگ آنکھ جیسی نعمت کی طرف کم توجہ کرتے ہیں، شروع میں بے پرواہ رہتے ب آہستہ آہستہ کم نظری، ککرے، جالا، پھولا، دھند، موتیا بند وغیرہ کا غلبہ ہو جاتا ہے ں وقت فکر پڑتی ہے۔ اور حکیموں وغیرہ کی طرف دوڑتے ہیں، حالانکہ عقلمند وہی ہیں از وقت ہی خطرے کے دور کرنے کا اپاؤ کرتے ہیں۔ جو لوگ آنکھوں کی حفاظت فلت کرتے ہیں۔ اور آنکھوں جیسی بے بہا نعمت کیلئے سال بھر میں تین چار روپیہ بھی کرنے میں کنجوسی سے کام لیتے ہیں۔ گویا وہ اپنے ہاتھوں اپنی بہترین پیاری اور عزیز چیز ع کر کے خواہ اپنے لئے دنیا اندھیر بنا لیتے ہیں۔ آنکھوں کے لئے عمدہ سرمہ کیواسطے بہت ی ضرورت ہے جس طرح خراب دوا بیماری کے گھٹانے کی بجائے بڑھانے کا موجب ہے، ٹھیک اسی طرح خراب سرمہ بجائے مفید ہونے کے مضر بیٹھتا ہے۔

نے اپنے ممتی سرمہ کا نسخہ بہت غور و احتیاط کے بعد انتخاب کیا ہے، جو عمدہ کھرل س اہتمام کے ساتھ تیار کیا جاتا ہے اور اپنی خوبیوں کی وجہ سے تھوڑے عرصہ میں فضل سے اس قدر قبولیت حاصل کر چکا ہے کہ اب نہ صرف باقاعدہ سرکار سے رجسٹرڈ ہے۔ ڈاکٹر لوگ بوقت ضرورت بذریعہ تار منگواتے ہیں۔ بلاشبہ اس سرمہ شیفتہ اور حکما فریفتہ ہیں، ضعف بصر، ککرے، جلن، پھولا، جالا، خارش چشم، دھند، غبار، پڑبال، ناخونہ، گوہانجنی، رتوند، ابتدائی موتیا بند غرضیکہ جملہ امراض لیے اکسیر ہے اس کا روزانہ استعمال آنکھوں کی بصارت کو تیز کرتا ہے۔ اور جملہ امراض کو محفوظ رکھتا ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھیں گے وہ نظر کو جوانوں سے بہتر پائیں گے۔

— فی تولہ دو روپے آٹھ آنے (عہ) محصول ڈاک علاوہ

کھیے کیا کہ اس سرمہ نے اپنی خوبیوں کی وجہ سے قلیل عرصہ میں کسقدر شہرت و قبولیت حاصل کی بکثرت شہادتوں میں سے حسب ذیل چند شہادتوں کو ملاحظہ سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکینگے

کٹر کی شہادت :- جناب ڈاکٹر محمد صدیق صاحب جنرل ہسپتال اکیاب (برہما) تے ہیں کہ پہلے بھی آپکا سرمہ بعض مریضوں کو منگوا کر دیا، نہایت مفید پایا اب مجھے خود ضرورت ہے ایک تولہ جلد بذریعہ وی پی بھیجدیں۔"

ڈاکٹر کی شہادت :- جناب ڈاکٹر بشیری صاحب آئی ایم ڈی نمبر (۱) سکشن لاہور ریر کرتے ہیں ڈاکٹر مریضوں کو آپکا سرمہ استعمال کرایا گیا، بلاشبہ یہ سرمہ بہت مفید نمبر ۲ تولہ اور بذریعہ وی پی بھیجدیں۔

ٹر کی شہادت :- جناب ڈاکٹر سید رشید احمد صاحب سب اسسٹنٹ سرجن نال میمو لکھتے ہیں کہ پہلے ایک تولہ سرمہ آپ سے منگوایا، بیوی بچوں کو اس سے بہت فائدہ ایا بھی فائدہ ہوا جزاک اللہ احسن الجزا، اب اور بذریعہ وی پی بھیجدیں

اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

٭ ہر گرمی، سردی، برسات اور بہار میں یکساں مفید ٭

اگر آپکی طبیعت پژمردہ، چہرہ زرد، سر یا کمر میں درد، حافظہ کمزور، کسی کام دل نہ لگتا، چلتے وقت دم چڑھ جاتا، پنڈلیوں میں درد سی محسوس ہوتی، ہاتھ پاؤں پھولتے، قوت رجولیت جواب دیچکی ہو تو آپ آج سے ہی اکسیر البدن رجسٹرڈ کا استعمال شروع کردیں یہ دوا کیا ہے گویا طبی دنیا میں ایک حیرت انگیز انقلاب ہے نامرد کو مرد اور مرد کو جوانمرد بنانا اس دوا پر ختم ہے جسم کو قوی بنانے، ناگہانی بیماریوں سے محفوظ رکھنے، بھوک کے کھولنے، حافظہ کو تیز کرنے، رنگ کو نکھارنے، دل و دماغ کو تقویت دینے، پٹھوں کو مضبوط کرنے، اور قبل از وقت بالوں کو سفید ہونے سے بچانے، طبیعت میں خوشی و نشاط پیدا کرنے، اعضائے رئیسہ و شریفہ کی زائل شدہ قوت کو بحال رکھنے، گری ہوئی جوانی کے قیام اور ضعیفی کی حفاظت، چہرہ کو شگفتہ، دماغ کو روشن اور جسم کو چست و چالاک بنانے، گذشتہ امنگوں اور زائل شدہ آرزؤں کو واپس لانے کیلئے یہ اپنی نظیر آپ ہی ہے یہ دوا کیا ہے حیات انسانی کیلئے ایک نادر و نایاب تحفہ ہے۔ دل میں نئی امنگ اعضا میں نئی ترنگ اور دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا۔ بس اسی کا کام ہے مختصر یہ کہ ہر قسم کی بدنی و دماغی کمزوری کیلئے اکسیر اعظم ہے التماس ہے کہ جو لوگ جائز طور پر اس کے حاجتمند ہیں صرف وہی لوگ اس کو طلب کریں

ایک ماہ کی خوراک کی قیمت جس میں ساٹھ گولیاں ہیں پانچروپیہ (صر) محصولڈاک علاوہ

ایڈیٹر صاحب الحکم کی شہادت :- مکرمی جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم "اکسیر البدن" کے متعلق تحریر فرماتے ہیں "مکرمی شیخ محمد یوسف صاحب (موجد اکسیر البدن) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میں نہایت مسرت اور شکر گذاری کے جذبات سے لبریز دل لیکر یہ خط آپ کو لکھ رہا ہوں میرے بیٹے عزیز یوسف علی عرفانی کو پیشاب میں شکر وغیرہ آنیکی شکایت تھی اس نے مجھے ولایت سے خط لکھا میں نے آپ سے اکسیر البدن کی ایک شیشی لے کر اس کو بھیجدی اس تازہ ڈاک میں جو اس کا خط آیا ہے میں اس کا اقتباس بھیجتا ہوں وہ لکھتا ہے "کہ میری صحت جیسا کہ میں نے پہلے لکھا تھا کہ مجھے پیشاب میں شکر وغیرہ آتی ہے اب خدا کے فضل سے بالکل آرام ہو گیا ہے اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ جو آپ نے اڈیٹر صاحب "نور" والی دوائی یعنی "اکسیر البدن" بھیجی تھی، میں نے استعمال کرنی شروع کردی جس سے پیشاب کی شکایت بھی رفع ہوگئی، الحمد للہ اب پیشاب بالکل صاف اور تندرستی کا آتا ہے بھوک خوب لگتی ہے جو کھاؤں سو ہضم، چہرہ پر بشاشت جسم میں چستی، غرضیکہ ایک جوانی کا آغاز پاتا ہوں، نہایت اعلیٰ دوا ہے ایک شیشی اور روانہ کردیں۔" شیخ صاحب! مجھے عزیز یوسف علی عرفانی کے اس خط سے بہت ہی خوشی ہوئی اور یہ دوسری مرتبہ اکسیر البدن نے میرے لخت جگر پر اپنا بےنظیر اثر کیا، میں جب خود ولایت میں تھا تو عزیز مکرم محمد داؤد احمد عرفانی کو اسکا استعمال کرایا گیا اسکی صحت مخدوش تھی اور امراض پھیپھڑے کا خطرہ تھا مگر خدا نے اکسیر البدن کے ذریعہ سے ان خطرات سے بچا لیا، اور اب میرے دوسرے بیٹے پر اس نے اعجازی اثر کیا ہے۔ میں آپکو اس ایجاد پر مبارکباد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اس نافع الناس دوا کیلئے اللہ تعالیٰ آپکو اجر عظیم دے۔ یہ دوائی فی الحقیقت "اکسیر البدن" ہے اور میں ہر شخص کو اس کے استعمال کرنے کی تحریک کرنے میں دلی مسرت محسوس کرتا ہوں۔"

ملنے کا پتہ منیجر نور اینڈ سنز، نور بلڈنگ قادیان، ضلع گورداسپور

تبلیغ کے لئے بےنظیر کتابیں

اگر یہ سب کتابیں اکٹھی خریدیں تو نصف قیمت ورنہ سالم

آریہ مذہب کی حقیقت

آریوں میں تبلیغ کیلئے بےنظیر کتاب جو حسب ذیل مضامین پر مشتمل ہے (۱) آریہ مذہب میں مکتی کا دروازہ بند (۲) آریہ مذہب کی تنگدلی (۳) مختلف مذاہب کے ہادیوں کے متعلق آریوں کی خطرناک بدزبانی (۴) آریوں کا مسئلہ نیوگ اور انسانی غیرت (۵) مسئلہ نیوگ اور قانون (۶) ویدوں میں جدال و قتال کی خطرناک تعلیم، (۷) کیا آرین وید الہامی ہیں (۸) آریہ سماج کے ممبروں کی حالت (۹) ویدوں کی اندرونی سیر، (۱۰) ویدک ایشور کے کارنامے (۱۱) تناسخ کا بوداپن، (۱۲) پنڈت دیانند کا سنیاس عملی کسوٹی پر (۱۳) آرین کتب میں شدھی کا دروازہ بند۔ (۱۴) کیا آریہ سماج مذہبی سوسائٹی ہے (۱۵) اس کتاب میں آریوں کی کل کتابوں کا عرق نکالکر رکھدیا ہے قیمت ایکروپیہ

ہندو دھرم کی حقیقت

یعنی سناتن دھرم پر ایک تنقیدی نظر۔ آج تک مسلمانوں کی طرف سے اس مذہب کے متعلق بہت ہی کم لٹریچر مہیا کیا گیا ہے حالانکہ یہ لوگ آریوں کی نسبت اسلام کے قریب ہیں اسلئے اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کیا ہے اس معرکۃ الآرا کتاب میں حسب ذیل مضامین ہیں۔ (۱) ویدوں کی حقیقت (۲) کیا وید الہامی ہیں (۳) ہندوؤں کا مسئلہ اوتار (۴) اوتاروں کی تقسیم (۵) ست جگ کے اوتار (۶) ایشور مچھلی کے روپ میں (۷) ایشور کچھوے کے روپ میں (۸) ایشور سؤر کے روپ میں (۹) ایشور نصف انسان اور نصف حیوان کے روپ میں (۱۰) تریتا جگ کے اوتار (۱۱) ایشور باونے کے روپ میں (۱۲) ایشور کلہاڑے والے کے روپ میں، (۱۳) رام اوتار (۱۴) دواپر جگ کے اوتار (۱۵) کرشن اوتار (۱۶) بدھ اوتار (۱۷) ضرورت اسلام پر سوامی دیانند کی شہادت (۱۸) مذہبی رواداری اور برکات اسلام پر ہندو لیڈروں کی شہادت وغیرہ گویا ہندوؤں کی کتب جو ہزارہا اوراق پر پھیلی ہوئی ہیں اور آج تک ان کتب میں درج شدہ مضامین کی بھنک تک بھی مسلمانوں کے کانوں میں نہ پڑی تھی یہ ان کل کتب کا نچوڑ ہے۔ قیمت ایکروپیہ آٹھ آنے (عہ)

ست اپدیش

یہ کتاب کس پایہ کی ہے اس کیلئے آپ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی رائے مبارکہ ملاحظہ کیجئے آپ لکھتے ہیں کہ "میں نے کتاب ست اپدیش پڑھی، مجھے یہ کتاب بہت پسند آئی اس کے ختم کرتے کرتے انسان کو یقین ہو جاتا ہے کہ باوا نانک صاحب ضرور مسلمان تھے اور دل اس امر پر مطمئن ہو جاتا ہے کہ یہ ایک زیر بحث مسئلہ نہیں ہے بلکہ ثابت شدہ حقیقت ہے اللہ تعالیٰ آپ کی اس کوشش کو نیک ثمرات پیدا کرنے کا موجب بنائے میں امید کرتا ہوں کہ ہماری جماعت اس کتاب سے خود بھی فائدہ اٹھائیگی اور اس کتاب کو خرید کر دوسروں میں تقسیم کریگی دس کتابیں آپ میری طرف سے سکھوں میں تقسیم کر دیں اور قیمت مجھ سے وصول کر لیں"، قیمت ایک روپیہ (عہ)

بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب

یہ وہ جامع کتاب ہے کہ جس میں کل عقائد وید سمرتی، پران (۲) جہان (۳) تیرتھ (۴) جنیو (۵) مورتی پوجا (۶) سوتک (۷) اوتار (۸) گئو پوجا (۹) اسے کا جلانا (۱۰) ذبیحہ یا جھٹکا (۱۱) تناسخ (۱۲) سکھوں کے پانچ ککے، شری گرنتھ صاحب حضرت باوا نانک کے اقوال سے ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت موصوف نے ان کی بزور تردید کی ہے۔ برخلاف اس کے مسلمانوں کے عقائد کے گرو صاحب دل و جان سے قائل تھے (۱) کلمہ طیبہ (۲) نماز روزہ (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۴) حج کعبہ (۵) قبلہ ایمان (۶) عقیدہ ملائکہ (۷) قرآن مجید پر ایمان (۸) صوفیائے کرام اور حضرت باوا صاحب (۹) حضرت باوا صاحب کے اقوال کا ماخذ قرآن مجید ہے پھر اخیر پر اس کتاب میں نہایت مدلل اور مبسوط مضمون تاریخی نقطۂ خیال سے درج ہے جس میں یہ ثابت ہے کہ شاہان اسلام ہمیشہ گورو صاحبان کے حامی و مددگار رہے اور سکھ گوروؤں کی پانی کی جگہ اپنا پسینہ بہایا۔ اس کتاب پر ہندوستان کے ۲۰ چوٹی کے اخبارات نے ہی زبردست ریویو میں یہ ظاہر کیا ہے کہ سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کیلئے یہ ایک بے نظیر ہے۔ قیمت ایکروپیہ بارہ (عے) مگر "نور" کے خریداران سے صرف ایک روپیہ آٹھ (عہ)

سکھ اور مسلمان

ایڈیٹر نور کا وہ لیکچر جو گذشتہ مرکزی سالانہ پر پڑھا گیا اور پھر دوستوں کے اصرار پر کتابی صورت میں شائع کیا گیا، یہ لکچر اس قدر مقبول عام ہوا کہ اس کا پہلا جو دو ہزار چھپا تھا، ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا، صرف چند کاپیاں باقی ہیں، سکھوں اور مسلمانوں میں تبلیغ کیلئے بہترین حربہ ہے قیمت فی کاپی ۶/

مختصر تبلیغی ٹریکٹ قضیہ گاؤ کی نظر ۲/ سکھ دہرم اور اذان ۱/، ہندو دھرم اور سوراج ۱/، اذان کا گورمکھی ترجمہ، گورو کی سکھ ٹکٹ ۱ کے خریدار سے قضیہ گاؤ، اچھوت کی عیدی۔ چھ روپے اور باقی ٹریکٹ تین روپیہ فی سینکڑہ کے حساب سے دا

ملنے کا پتہ مینیجر اخبار نور، قادیان۔ ضلع گورداسپور

QADIAN